بعون حسن آفرین گلہای خندان گلشن سخن عشق آموز عندلیبان چمن
درین بہار توامان گلدستۂ کلام بلاغت نظام و فصاحت انضمام یعنی دیوان گل سرسبد گلستان معانی
مسمّی بہ اسم تاریخی بحساب معجم
ریاض لطافت
۱۲۹۰ھ
حسب فرمائش جناب یعقوب علیخان صاحب و جناب سید محمد عسکری صاحب سلّمہ تلامذان رشید جناب مصنف مغفور باہتمام سید حسین جعفر
در مطبع فیض منبع شوکت جعفری بکمال رعنائی و زیبائی مطبوع لباس انطباع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالے عز اسمہ

تاج ہی سارے کلامون مین کلام اللہ کا
کیون سرِ دیوان پہ مصرع ہو نہ بسم اللہ کا

عجز سی لکھا سرِ دیوان کلام اللہ کا
شاعرون سے ہو سکا مصرع نہ بسم اللہ کا

فرد ہونا کلک نے ثابت کیا اللہ کا
لکھدیا مصرع سرِ دیوان جو بسم اللہ کا

ابتدا مین دل جو طالب ہو خدا کی راہ کا
جادۂ مُلکِ طریقت مد ہو بسم اللہ کا

انپہ سکہ ہے جو اسمِ انورِ اللہ کا
کیا چلن ہے درہم و دینار مہر و ماہ کا

یاد مین تیری کرے تکیہ توکل پر اگر
پائے اکِدم مین گدا بھی تخت شاہنشاہ کا

دے کے چھینٹا قلزمِ رحمت بجھاتا ہے ترا
یادِ عصیان مین اگر اوٹھتا ہے شعلہ آہ کا

ہی عجب باریک یہ نکتہ کہ جو نقطہ نہین
ہی مبرّا اور منزّہ شک سے نام اللہ کا

ہاتھ اوٹھاتے ہی ملا فی الفور مطلب با صواب
پھر گیا محروم کب سائل تری درگاہ کا

انبیا عاجز ہون جب خالق کی کُنہِ ذات مین
ذکر کیا ہم سبکی عقلِ ناقص و کوتاہ کا

ہوگیا ثابت خدا کے بعد ہین بس پنجتن
ہی ہے آخر سب کے اور اوّل الف اللہ کا

کردیا سر سبز پیدا کر کے مجکو خاک سے
ہی یہ کلمہ ہر زبانِ تیزِ برگِ کاہ کا

انبیا بھیجے ہدایت کو کہ ہر دل ہو خنک — عذر باردتانہ کام آئے کسی گمراہ کا
نور عرفان ہی چمکتا مومنون کے دل مین کیا — طور کے مانند جلوہ ہے تجلی گاہ کا
مذہب باطل مین سرجن بدچلن کا اوٹھ گیا — ہو گیا پامال فوراً بنکے سبزہ راہ کا
لن ترانی سن چکے ہین دید کی طالب ہون کیا — ہی کلیم اللہ سے کافی کلام اللہ کا
یاد عصیان مین دل صد پارہ جو ہے بیقرار — میرے سینے پر گمان سیماب کی ہی چاہ کا
پائی ہین پانچ اونگلیان اسمین نہین ابہام راست — پنجتن سے ہاتھ آیا ہمکو نام اللہ کا
طی کرون مین زار دشت عشق رحمان ورحیم — ہاتھ آجائے عصا گر مد بسم اللہ کا
کر کے غالب عقل کو دی نفس کی پہلو مین جا — ایک ہی مسکن بنایا ضیغم وروباہ کا
پاؤن کو لغزش ہوی تھی پا کے لفظ لا الہ — دل گیا لیکن سہارا ہمکو الا اللہ کا
کر دیا آراستہ ہر ایک زلف شعر کو — تانہ لیکر طبع نے تشدید بسم اللہ کا

قبر مین کہنا فرشتون سے لطافت بیخطر
چاروہ معصوم کا شیعہ ہون عبد اللہ کا

نعت حضرت سرور کائنات

خدا کا شکر ہے پیرو ہوا مین اوس محمد کا — ہمیشہ انبیا مین غل تھا جسکی آمد کا
بہار گلشن کونین ہے جلوہ محمد کا — بہشت اعلے جو ہی ادنے ہی بوٹا انکی مسند کا
دہن سے لین نہ کیونکر کام انسان مدح احمد کا — نشان صانع نے یہ گویا دیا میم محمد کا
نظر کرتے ہی چھد جاتا ہی دل ہر ایک مرتد کا — مثال تیر کافر کو الف ہے اسم احمد کا
خیال اسمین رہا کرتا ہے رخسار محمد کا — دل شفاف میرا گھر بنا آئینہ خد کا
پیمبر کی ولادت کا جو مضمون فکر مین آیا — ہوا بیساختہ پیدا زبان پر شعر آمد کا
بنی سرتاج حمد کبریا اللہ رے رتبہ — شرف انصاف سے دیکھے کوئی میم محمد کا

کیا تھا شہر علم اللہ نے پہلے ہی سے انکو
محمد فخر اسمٰعیل و ابراہیم و آدم تھے
ہوا ثابت کہ تھے یکتا پیمبر حمد کرنے مین
شہنشاہی ملی مُلکِ قناعت کی جو احمد کو
مرادعوی ہی دال اسپر دلیل راہ جنت ہین
ائمہ سے کہا احمد نے جو مطلب حقیقی تھا
طویل القامت انکے سامنے ہوتے نتھے بالا
نبی پیدا نہوتے گر نہوتا جز خدا کوئی
بنا ہر مصرعِ تر رشک سرو گلشن جنت
نظر جب لڑگئی کافر کی فوراً کٹ گیا دل مین
پیمبر کے جو سنگ آستان کا آکے بوسہ لے
نہ کوئی روشنی تھی انکے نورِ جسم پر غالب
سہارا حبّ احمد کا اگر ہوتا نہ گردون کو
شرف پایا پیمبر کے لب اسنے حج مین چومے ہین
فرشتے باغ جنت مین جسے طوبےٰ سمجھتے ہین
نگاہ غیض سے اسکو جو ختم المرسلین دیکھین
مدینہ کی زیارت ہوگئی حجاج پر لازم
جمال اسطرح کا پاتے نہ ہرگز حضرت یوسف
مطیع احمد کا ناجی ہی عدو احمد کا ناری ہے
عوض آدم کے احمد نے کبھی گندم نہین کھایا
چرندون نے درندون نے اطاعت انکی مانی ہے

نہین احسان دل احمد پہ درس حرف ابجد کا
شرف اجداد تک پہونچا تھا اس فرزند ارشد کا
خبر دیتا ہر اک کو ہی الف یہ اسم احمد کا
توکل کو فقط تکیہ بنایا اپنی مسند کا
خبر دیتا ہی سبکو رتبہ دال اسم احمد کا
کلید عقل سے کھولا قفل معنیِ ابجد کا
یہ ادنےٰ معجزہ تھا مصطفےٰ کی خوشنما قد کا
احد رہتا اگر جلوہ نہوتا میم احمد کا
ہوا موزون جو مضمون شاہ کی موزونی قد کا
کشیدہ صورت شمشیر سر ہے حاسدِ احمد کا
شرف پائے ابھی ہو رنگ ابیض سنگ اسود کا
یہی سر تھا نظر آیا نہ جو سایہ کبھی قد کا
ٹھہرتا بے ستون دم بھر نہ یہ گنبد زبرجد کا
یہی ہی وجہ جو لیتے ہین بوسہ سنگ اسود کا
زمین سے آسمان پر چڑھ گیا سایہ اسی قد کا
سمٹ کر آسمان ڈر سے نگینہ ہو زبرجد کا
ہزارون حج اکبر طوف ہے احمد کے مرقد کا
چھلکتا گر نہ مملو ہوکے ساغر حسن احمد کا
خدا نے خوب رکھا امتحان یہ نیک اور بد کا
سُنا تھا ترک اولےٰ جب سے اپنی جدّ امجد کا
جُھکا ہا معجزے سے سر قدم پر دام اور دد کا

مسلمان ہون کہین بہرِ مدد تشریف لاتے ہین
سدا یکسان ہی پاس احمد کو اقرب اور ابعد کا

بہت مشہور ہی عالم مین حسنِ چہرۂ یوسف
وہ پرتو تھا اسی محبوب کے آیئنۂ خد کا

تہی قالب ہوئی خم ہو کے سقفِ کہنۂ گردون
ترفع اللہ اللہ گنبدِ پُر نور مرقد کا

زمین سی جب گئی افلاک پر معراج مین احمدؐ
فرشتے کہہ رہے تھے مرحبا کلمہ خوشامد کا

میانِ قبر و منبر ہے یقینی روضۂ رضوان
عجب رُتبہ ہے پیغمبر کی مسجد اور مشہد کا

ازل سے مصطفا و مرتضی اسطرح باہم ہینؐ
محمد مین ہے جلوہ جسطرح میم مشدّد کا

نبی نے کھینچ دی حدِ شریعت کفر و ایمان مین
ہوا دنیا مین ذو القرنین بانی جسطرح سد کا

خدا کا شکر و احسان مصطفے کا مین مقلد ہون
قلادہ میری گردن مین پڑا ہے میم محمدؐ کا

کیا تجکو مسلمان شیعہ سید اور اصولی بھیؐ
لطافت کیا ہو شکر اللہ کے احسان بیحد کا

پیرو نہ کیون ہون شرع رسالت پناہ کا
گم گردہ راہ گیر نہین شاہ راہ کا

ایمایہ تھا رسول کی ریشِ سیاہ کا
دیکھو ہجوم حور کی تارِ نگاہ کاؐ

آدم ہوے جو خلق فرشتون نے یہ کہا
خاکا بنا شبیہ رسالت پناہ کا

کیا نور نقشِ پاے نبی سے مثال دون
ڈہلکا ہوا ہے ساغرِ بلّور ماہ کاؐ

خالق ہی وہ رقیب سوا ہو گا مہربانؐ
جتنا بڑھے گا عشق جیبِ آلہ کاؐ

نورِ محمد اسلیئے آیا زمین پرؐ
لنگر ہو آسمان کے جہازِ تباہ کا

احمد سا آفتاب ہے موجود زیرِ خاک
کیا کام میری قبر مین خورشید و ماہ کا

کیونکر زمین کو فخر نہو اوسکے دفن سے
نعلین جسکی تاج ہو عرشِ الٰہ کاؐ

پیوستہ ابروون سے محمدؐ کی کیا مثالؐ
ہی دو ہلال چرخ مین فرق ایک ماہ کا

عصیان کا سم ہوا جو مُضر پڑہ لیا درود
تریاق مل گیا مجھے زہرِ گناہ کا

جو شرع مصطفےٰ پہ چلا مل گیا بہشتؐ
ہوتا غنی ہے جلد گدا شاہ راہ کا

شاگرد فیض عصمت احمد ہوے ملک
لیکر سبق عبادت و ترک گناہ کا

ہر ذرہ ہر نبی کو ملا بنکے حسن رخ
اوڑکر غبار روے رسالت پناہ کا

آخر سب انبیا کے محمد جہان مین آئے
آگے تھی فوج بعد حشم بادشاہ کا

ہونگے نبی کے پاس ہی محشر مین کلمہ گو
جس جا ہو مدعی وہین مجمع گواہ کا

تقسیم قطرہ قطرہ ہوا ہر رسول پر
دریا بڑہا جو حسن رسالت پناہ کا

نعت نبی کو سنکے پڑہین مومنین درود
نعرہ ہی کیون سخن پہ لطافت کی واہ کا

مدح حضرت اسد اللہ الغالب ؑ

دل مین بھرا ہے عشق جناب امیر کا
شیشہ بغل مین ہے خم غدیر کا

کہدونگا ہون فقیر جناب امیر کا
ہوگا گذر جو قبر مین منکر نکیر کا

دل پر ہے نقش نام جناب امیر کا
سو جان سے فقیر ہون مین اس لکیر کا

بلبل ہون بیعدیل گل بے نظیر کا
عنقا ہوا ہے نام مرے ہمصفیر کا

مین حیدری مرید علی سے ہون پیر کا
بستر در نجف پہ لگا ہے فقیر کا

موسیٰ عصا کے سبکو دکھاتے تھے معجزے
ہاتھہ آگیا تھا نام مرے دستگیر کا

ہی ذرہ نجف سے فلک سائل ضیا
کاسہ لیے ہے ہاتھہ مین مہر منیر کا

اولی کو بھی نہ ترک علی نے کبھی کیا
کیا ذکر ہے گناہ صغیر و کبیر کا

خیبر کا در اوکھاڑ کے خندق کا پل کیا
کیا زور تھا جناب مین نان شعیر کا

بچ بچ گیا ادب سے جو مین لاغر و فقیر
دہوکا ہوا رواق علی مین حصیر کا

مارا علی نے مرۂ قیس لعین کو کیا
تھا اونگلیون مین معجزہ شمشیر و تیر کا

روشن ہوا ہمین کلف ماہتاب سے
داغی غلام ہے شہ روشنضمیر کا

لغزش قدم کو ہوگی نہ ہرگز صراط پر
کافی فقط ہے نام مرے دستگیر کا

قاتل کو زخم کھا کے کھلایا طعام روز
تا مرگ تھا خیال یہ اپنے اسیر کا

دہ چند انبیا سے جو یوسف کا تھا جمال
شمہ تھا شہ کے حسن کے عشر عشیر کا

غدار لوگ غدر کرین لاکھ ہو گا کیا
قرآن مین تا بہ حشر ہے قصہ غدیر کا

کیونکر نہ ہم ہیین کہ خدا نے رسول کو
ساقی بنا دیا مئے خم غدیر کا

حیدر نے بوریے پہ بسر کی تمام عمر
سچ ہے تھا انھین پہ حصر ہی فرش حصیر کا

شیعون کو ذکر آیہ بلغ سے ہے سرور
مستون مین دور ہے مئے خم غدیر کا

اللہ رے رجوع کہ نکلا نماز مین
مشکل ہوا تھا پاؤن سے کھنچنا جو تیر کا

تصویر مرتضے کا بنا حکم حق سے تخت
دیکھے تو کوئی بخت جوان چرخ پیر کا

ہفتاد و ستی و دہ ہین علی کے عدد تمام
حامی ہی یعنے پیر و جوان و صغیر کا

شیر خدا او صاحب شمشیر ہو گئے
کیا زور واہ بنت اسد کے ہے شیر کا

آتے ہین نزع مومن و کافر مین مرتضے
عہدہ دیا خدا نے بشیر و نذیر کا

سیراب ہونگے حشر کو کوثر کے آب سے
جاری جو ہو گا فیض جناب امیر کا

سائل ہوا گدا تو شہنشاہ کر دیا
دستور تھا سدا یہ نبی کے وزیر کا

دنیا ہوئی ہی ترک بھروسا علی کا ہے
ہی وادی السلام مین تکیہ فقیر کا

کہتا ہی آفتاب درخشان جسے جہان
ذرہ ہے خاک پائے جناب امیر کا

اوڑکر نجف کی خاک نے برسا دیا جو نور
رتبہ گھٹا دیا وہین ابر مطیر کا

فرش علی تھا تخت سلیمان کی طرح ابر
اللہ رے مرتبہ شہ گردون سریر کا

کیا خوب دوستی کی بنا کی خلیل نے
سولدر بنا رکھا تھا جناب امیر کا

قوسین کے مقام پہ پہنچا نبی کے پاس
ذہن علی مین زور ہے قدرت کے تیر کا

تعویذ مل گیا ہی حفاظت کا خاک کو
نبکر زمین پہ نقش علی کے حصیر کا

کرنا مدد ضرور لطافت کی یا علیؑ
آئیگا وقت حشر مین جب دار و گیر کا

مدح حضرت صاحب العصر و الزمانؑ

جلد آئے وقت عیش ونشاط وسرور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

ظلمت کدے مین دہر کے عالم ہو نور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

عیسیٰ ہین کہہ رہے کہ ارادہ ہی دور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

دیکھون گا نور روے امام غیور کا
کاجل لگا کے دود سرِ شمع طور کا

ہی حسن ان سطور سے بین السطور کا
یہ شامِ زلف حور وہ تڑکا ہے نور کا

ہم سب ہما ہون وقت جو آئے ظہور کا
نالہ یہ ہر سحر ہے چمن مین طیور کا

جلتے ہین دل جو سُنتے ہین شہرہ ظہور کا
سینون پہ منکرون کے گمان ہے تنور کا

غارِ مغیب شاہ پہ عالم ہے نور کا
ہر ایک سنگریزے مین جلوہ ہی طور کا

تشریف جلد لائیے یا صاحب الزمان
کیجے علاج میرے دلِ ناصبور کا

نرگس کی چشم وا ہی تو استادہ سرو باغ
اللہ رے اشتیاق تمھارے ظہور کا

آپ آئین تو ہو ظلمتِ کفر و نفاق دور
یہ صاف ہو زمین کہ ہو تختہ بلور کا

ایمان یا کہ کفر مین کامل ہین جو مرے
اون سبکو انتظار ہے شق قبور کا

پُر نور باغِ دہر ہو آپ آئیے اگر
عالم ہر اک درخت مین ہو نخلِ طور کا

سینہ مین دل ہے دل مین محبت امام کی
یہ شیشہ طاق مین ہی شرابِ طہور کا

اُمڈین جو اشک دیدہ سوزان سے شوق مین
ہو نوح کی قسم ابھی طوفان تنور کا

جس طرح آفتاب تہِ ابر سے ہو نفع
غیبت مین یون ہی فیض ہر اک جا حضور کا

سُنتی ہین زندہ آپ کو مُردہ ہوے ہین دل
سینون پہ دشمنون کے ہے عالم قبور کا

آپ آئیے جہان مین تو جھکجائین سبکے سر
آفاق مین رواج ہے کبر و غرور کا

یا صاحب الزمان مرے مُنہ سے نکل گیا
دریاے غم سے قصد ہوا جب عبور کا

چمکین نصیب شیعون کے کیجیے کہین ظہور
نکلے جو مہر ذرّون مین عالم ہو نور کا

پڑہتا ہون روز جھک کے دعائے چہل صباح
چلّہ مری کمان کو دیا حق نے نور کا

مولد امام عصر کا ہونے کو تھا وہ شہر
کیون سِرّ مین رائی نہ محل ہو سرور کا

آپ آئیے تو زہد پہ باندہے ہر اک کمر
عنقا جہان مین نام ہو فسق و فجور کا

مشتاق لحن حضرتِ داؤد کے ہین کان
اگر سنائیے ہمین پڑھنا زبور کا

پیشِ خدا ہی ہر شب قدر آپ کی یہ قدر
کرتے ہین حال عرض ملک سب امور کا

پیدا ہوے کیا مہِ شعبان کو نصف نصف
اللہ رے عدل بادشہِ ذی شعور کا

شیعہ کہین ہون بہر مدد آتے ہین امام
یکسان ہی پاس آپ کو نزدیک و دور کا

حق نے مہِ چہاردہم آپ کو کیا
تا صبح حشر نور نہ کیون ہو حضور کا

لکھتا ہون حسن دیدہ حق بین شاہِ دین
عالم مری دوات پہ ہے چشمِ حور کا

دم مین ملین ثواب شہیدانِ بدر کے
مرجاؤن انتظار جو کر کے ظہور کا

پہنچین گے پاس امام کے مومن دمِ ظہور
طے ایک دم مین ہو گا سفر دور دور کا

طفلی مین بدلے کھیل کے دکھلائے معجزے
جاتا جو امتحان کسی نے شعور کا

آنکھین حباب کی ہین کھلی بیقرار موج
اللہ رے شوق امام زمان کے ظہور کا

شوقِ امام عصر مین ہون خاک اوڑا رہا
اوٹھے بگولا کیون نہ تتق بنکے نور کا

پڑھ کر دعاے ندبہ میانِ چہار عید
کرتا ہون انتظار خوشی سے ظہور کا

ملجائین مجکو خضر تو معلوم ہو پتا
ہی کس طرف جزیرۂ خضرا حضور کا

مومن جھکین گے شکر کے سجدے کو قبلہ رو
کعبے مین غلغلہ جو اوٹھے گا ظہور کا

گھٹنے لگا ہی آج سے شرمندہ ہو کے چاند
پندرہوین شب جو نور ہے چمکا حضور کا

موجود جسم مین ہی یہ غائب ہی سبکی روح
جلوہ اسی طرح ہی جہان مین حضور کا

زندہ ہو یہ بھی عالم رجعت مین یا امام
مداح و منتظر ہے لطافت حضور کا

مدح حضرت علی ابن ابی طالب

دل شیدا پہ اپنی نقش ہے اوسکی محبت کا
قدم جسکا نگینہ بنگیا مہر نبوت کا

رہیگی تا قیامت اب نشان ہاے حضرت کا
زمین نے خاک ہوکر نقش پایا ہی حفاظت کا

نہایت شوق دل کو زندگی مین ہی زیارت کا
زمانہ یا خدا دکھلا مجھے حیدر کی رجعت کا

نجف مین دفن جب ہونگا یہ عالم ہوگا رفعت کا
نبی گا آسمان سبز سبزہ میری تربت کا

دل نازک مین اپنی جوش ہی حیدر کی الفت کا
بغل مین روز و شب شیشہ ہی صہبائے ولایت کا

نجف مین قبر ہو کس سے کہین حال اپنی حسرت کا
نشان کھینچ آئے ہین ہم روضہ حیدر مین تربت کا

مبارک ہو وسیلہ ہو گیا پیدا شفاعت کا
صبا دیتی ہی مژدہ سبکو حیدر کی ولادت کا

نہ سمجھا جزو ایمان جو علی کے اسم اعلی کو
ہوا مومن نہ وہ ناقص رہا کلمہ شہادت کا

طریق مرتضی کی پیروی سی کہتی ہین حورین
چلے آؤ چلے آؤ یہی رستہ ہے جنت کا

لحد مین دفن ہوتے ہی علی تشریف لاتے ہین
زیارت گاہ ہونا ہے بجا مومن کی تربت کا

بنایا بعد احمد جب ید اللہ کو صدا آئی
زہی عز و شرف ہی نقش ثانی دست قدرت کا

بڑھائی پنجہ مژگان مین مردم دیدہ
اشارہ ہی کرو دست خدا سے عزم بیعت کا

برا ہون یا بھلا ہون پر نہ ہرگز ساتھ چھوڑونگا
قیامت کو مرا ہاتھ اور دامن ہوگا حضرت کا

علی کو نزع مین دیکھا تو دل کی آرزو نکلی
نہ پایا عمر بھر محبوب کوئی اچھی صورت کا

نبی ہین چاردہ معصوم اک نور الہی سے
نظر آتا ہی جلوہ ہمکو اس کثرت مین وحدت کا

وہ دیوانہ ہون اے دشت نجف مین دل الجھی جون
اگر دُر نجف پر فیصلہ ہو جاے قیمت کا

ارادہ ہے علی کی شکل کھینچوں صفحۂ دل پر
کبھی بار آئی بن بن کے دولھن کو سامنے دنیا
زمین مین خود علی سا آفتاب ذرہ پرور ہے
بنی تصویر حیدر عرش اعلے پر زیارت کو
بھرین شوق نجف مین ہمنے ٹھنڈی سانسین جب
نجف کی رہنے والون سے کوئی اسکا مزا پوچھے
علی جب قبر سے تشریف لیجائینگے پوچھونگا
نجف کی خاک کا فیض علی سے نور تو دیکھو
دیا صورت گر قدرت نے کچھ کچھ ہر پیمبر کو
مجھے تو ہند مین چھوڑا نجف مین آپ جا پہنچا

شفق کی مانگ لون سرخی سفید صبح جنت کا
چلا پر کچھ نہ حیدر سے فریب اس بیمروت کا
لحد مین بوترابی کی بھلا کیا کام ظلمت کا
ملائک کو بھی پایا ہمنے عاشق اچھی صورت کا
کہا حورون نے جھونکا ہے نسیم باغ جنت کا
بیان کیا ہو ضریح پاک کے بوسونکی لذت کا
بتاتی جائیے درمان تو کوئی درد فرقت کا
غبار اوٹھ اوٹھ کے بنتا ہے سفید صبح جنت کا
سچا تھوڑا ہو آب و رنگ بنکر حسن حضرت کا
ارے او بیوفا دل کیون یہی حق ہے رفاقت کا

لطافت مدح حیدر مین قصیدہ تو کہا تونے
غلو کی بو نہ آئی ہان تکلف ہے یہ مدحت کا

ایضاً

رنج اوٹھا کر عشق حیدر مین ہون خواہان حور کا
ایکدم پر تو جو پڑجائے علی کے نور کا
وصف ہو کس سے علی کے روضۂ پر نور کا
ہو گیا فیض رخ حیدر سے جلوہ نور کا
وصف لکھونگا علی کے چہرۂ پر نور کا
کہتے ہین در نجف بے آبرو سے بحث کیا
ہو جو دل زخمی کسی زائر کا ہوجائے خنک

کیا کھری مزدوری جو کھا کام ہے مزدور کا
صاف انگارون مین پیدا ہوا اثر کافور کا
رات کو ہر شمع مین عالم ہے شمع طور کا
عالم اس ظلمت کدے مین تھا شب دیجور کا
روشنائی مین پڑے دو دو چراغ طور کا
عیب ہے ہر ایک مروارید مین ناسور کا
ہے اثر صبح نجف مین خلد کی کافور کا

غم ہی چرخِ نیلگون کو قبرِ حیدر سے ہے دور — ہر ستارہ پر گمان کیونکر نہو ناسور کا
غمکو جائین روضۂ حیدر مین گر ہم دل جلے — شمع کافوری ہر اک مرہم بنے کافور کا
ساقیِ کوثر کے غم مین آبلے جب پڑ گئے — دل مرا خوشہ بنا فردوس کے انگور کا
ہی نجف کے زائرون سے کہہ رہا دار السلام — ہر بگولا میرے صحرا مین ہے یکہ نور کا
نیت خالص تھی جب نکلا زبان سے یا علی — درد سب جاتا رہا اپنے دلِ رنجور کا
ساقیِ کوثر کا فیض انصاف سے دیکھے جو بحر — جسم کے حیرت کے سبب تختہ بنے بلّور کا
الفتِ حیدر مین ہون مستِ مئے خُمِ غدیر — جام کی حاجت نہ مین محتاج ہون انگور کا
پائے کیا نامِ خدا اسمِ علی نے مرتبے — تندرستون کی سپر یہ ہے عصا رنجور کا
دم جو حیدر کا صفائی سے بھرے ثابت رہے — ہر حبابِ آب اک ساغر بنے بلّور کا
رحم اسکا نام ہے دیکھو یتیمون کے لیے — نورِ حق صدمہ اوٹھائے گرمیِ تنور کا
رجعتِ حیدر ہو یارب کفر سے دنیا ہو پاک — صاف ہو ایسی زمین تختہ بنے بلّور کا
ساقیِ کوثر جب آئے باغ مین تو پھر دید — دیدۂ بینا بنا دانہ ہر اک انگور کا
واہ کیا کہنا علی نے ترک دنیا کو کیا — نوش تھا گر شہد کا تو نیش تھا زنبور کا
حضرتِ موسیٰ سے کوئی پوچھ لے حالِ نجف — گنبدِ پر نور مین جلوہ ہے برقِ طور کا
کیون تردد ہی زیارت کر علی کی جلد چل — جب کمر باندھی تو کیا دہر کا قریب و دور کا
یا علی مین بے سر و سامان ہون آؤن کس طرح — دور ہی سے عذر ہو مقبول مجھہ معذور کا
مدحِ حیدر مین ہی قابل دید کے کلک و دوات — اوسمین ہے عالم نگہ کا اسمین چشمِ حور کا
پائی انور پشتِ احمد پر جو حیدر نے رکھا — جڑ گیا مُہرِ نبوت پر نگینہ نور کا
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار — جنگ مین یہ وصف تھا کس ناصر و منصور کا
آیۂ الیوم اکملت لکم پھر علی — کام کرتا ہے خلافت کے لیے منشور کا
پاؤن رکھتے ہی نجف مین اوڑ گئے سارے گناہ — خاصہ زہرِ ہلاہل کو ملا کافور کا

روضۂ حیدر کو اکثر ہمنے دیکھا خواب مین
بند کی جب آنکھ رستہ ہو گیا طے دور کا

صفحۂ کاغذ جو ہی جنت کا تختہ مدح مین ؎
شبہہ ہر شعر مسلسل پر ہے زلف حور کا

لحمک لحمی نبی نے حق حیدر مین کہا
تھے جدا ظاہر مین جلوہ تھا مگر اک نور کا

ہند مین ہم ہین نجف مین قبر حیدر غم نہین ؎
دل سے تو نزدیک ہے گو رستہ ہے دور کا

عشق صادق الفت حیدر سی ہی دونو طرف
حور ہے مشتاق میری مین ہون طالب حور کا

جبکہ صحن روضۂ حیدر مین چھٹکی چاندنی ؎
مین یہ سمجھا فرش ہی فردوس مین کافور کا

الفت حیدر حسین بنکر جو آئی قبر مین ؎
آنکھ کھلتے ہی ہوا حاصل نظارہ حور کا

سوذیون کا مال ہو گا رجعت شہ مین حلال ؎
چاندنی مین شہد لوٹا جائے گا زنبور کا

گر در حیدر پہ آجائے تو اتنا مال پائے
ہر گدا ہو کر غنی محتاج ہو فرد ور کا

شاعری مین مدح مین بعد امانت ہی جو نام
ای لطافت فیض یہ سب ہے اونھین مغفور کا

ہوا ہی جب سی سودا یار کی زلف پریشان کا
سراسر مانگ کی صورت ہے چاک اپنی گریبان کا

قریب لب ہی جلوہ حسن سے بینی جانان کا
عجب شعلہ اوٹھا ہی آتش لعل بدخشان کا

غضب مژگان کی نیزونمین ہے عالم چشم جانان کا
یہ آہو شکل ضیغم رہنے والا ہے نیستان کا ؎

پنھایا خلعت زرین مجھے ریگ بیابان کا
جنون کو نذر دینا چاہیے کنٹھا گریبان کا

جو دیکھا جلوہ اوس زلف سیہ مین ہم نے افشان کا
نظر آیا شب تاریک مین عالم چراغان کا

بیان ہی بلبلونمین چہرۂ رنگین جانان کا
سحر کو بوستان مین درس ہوتا ہی گلستان کا

فری لوٹے زبان خواہان لذت دل ہو انسان کا
عجب نامنصفی ہے باندھنا پیری مین زندان کا

ہوئی وحشت جو تیری چاند سی صورت کی الفت مین
بنا تار شعاع ماہ تار اپنے گریبان کا

وفور اشک ہے بیکار ٹھنڈی سانسین بھر نہین
زمستان مین برسنا شاق ہوتا ہے باران کا

مرا آئینہ رواو ترا جو بہر غسل دریا مین ؎
ہوا دھوکا حبابون پر ہر اک کو چشم حیران کا

رہا مر کر بھی روشن نام مجھ وحشی کا صحرا مین
ہوا تربت پہ چشم غول سے عالم چراغان کا

جنون مین بھی مجھے آرایش و تزئین سی مطلب ہے
لگایا گوکھرو چاک گریبان پر بیابان کا

گیا ہی گھائل اوس مہ رو نے شمشیر ہلالی سے
جگر کے زخم پر لازم ہے پھاہا ماہ تابان کا

پیا زہر ہلاہل عشق خط سبز مین تمنے
تصور مین ترے دندان کے ہیرا کوٹ کر پھانکا

خط سبز صنم سی کرکے الفت دیکھئے لب کو
خضر سی چلکے رستہ پوچھ لیجے آب حیوان کا

تمھاری مصحف عارض کو پہرون یاد کرتا ہے
ہوا ہی شوق میرے طفل دل کو حفظ قرآن کا

مثال خار مین لاغر ہون ناحق اسکو کاوش ہے
پھپھولا پھوٹ جائیگا کسی دن چرخ گردان کا

نہین خال سیہ کا گورے گورے گال پر جوبن
لگا کر سرمہ یہ ٹپکا ہی آنسو چشم جانان کا

دیا ہی قیس کو خلعت جنون نے دشت مین اکثر
گریبان لے کے مجھ دیوانے کا دامن بیابان کا

غضب آغاز پستان ہے تمھارے صاف سینے پر
گمان ہوتا ہے مجکو عکس ہے سیب زنخدان کا

خدایا آرزو ہی طوس مین پہنچا لطافت کو
بہت مشتاق ہے یہ روضہ شاہ خراسان کا

بھرا ہی عشق ہر رشک چمن کی زلف پیچان کا
ہوا ہی صاف کشت دل مین عالم سنبلستان کا

نظر آتا ہی جوبن جبکہ خط و خال جانان کا
سمجھتا ہون اسے ریحان تو اوسکو تخم ریحان کا

لکھا ہی وصف پیشانی پہ اول روے جانان کا
بنا ہی بیت ابرو صاف مطلع میرے دیوان کا

ہوا رو پوش ہر بے مہر دم نکلا جو انسان کا
گلہ غیرون سے کیا سب اقربا نے پہلے منہ ڈھانکا

ہوا ایسا ضعیف و ناتوان قاتل کی فرقت مین
گریبان پر مجھے دھوکا ہوا شمشیر عریان کا

جنون کی آمد آمد سنکے استقبال کو نکلا
جو پہنچا تا بہ دامن بڑھ کے چاک اپنے گریبان کا

نکلتے ہین شرر ایسے دل سوزان سی فرقت مین
گمان ہوتا ہی مجکو آہ پر سرو چراغان کا

حقیقت میری سودے کی نہو پوشیدہ جانان سے
عوض خط کے اوسے بھیجون گا مین پرزہ گریبان کا

لب جانان کی شہرت سی اوڑا ہے رنگ دنیا مین
عقیق سرخ کا یاقوت کا لعل بدخشان کا

ہوا ہی زاہدون کو بھی جنون فصل بہاری مین
عوض تسبیح کے ہے ہاتھ مین کنٹھا گریبان کا

سوال اوس سے ہے افراط جراحت کا ہوا ثابت
کشادہ ہونا ہی باعث نہین زخمونکے دامان کا

نظر آیا جو اوسکے کان مین یاقوت کا بُندا
کہی یہ بات دل نے مین ہے مار زلف پیچان کا

کہین کا بھی نہ رکھا ہمکو ضعف و ناتوانی نے
بنا زنجیر آہن تار وحشت مین گریبان کا

جنون کے جوش مین فرحت ہوئی کچھ بلبل دلکو
قفس کا چاک گویا چاک ہے میرے گریبان کا

لطافت شاعری کے فن مین ہی بیکار سب محنت
نہین اب قدردان کوئی زمانے مین سخندان کا

ہی جوش مہر کے بھی مری چشم پر آب کا
پیر فلک پہ جلوہ نہین آفتاب کا
اوس دست پر ضیا مین ہے ساغر شراب کا
جاری بہار مین ہے جو دریا شراب کا
شیشے مین حسن اور ہی کچھ ہی شراب کا
جلوہ شفق مین صبح کو ہے آفتاب کا
طغرا قلم سے کھینچدے موج شراب کا
دن کو مہ صیام مین ہے بند میکشی
ساحل پہ میکشی کو ہی آیا وہ نازنین
آتے ہین یاد ما ہے وہ مستون کے جگھٹے
دیکھو سحاب و برق کو عبرت سے غافلو
پیری مین بھی سفید نہین میرے سر کے بال
کی بدمزاجیون کی شکایت تو بولے وہ
عاشق جو بلبلین ہین گل روے یار کی

پنبہ کی جا کفن مین ہو گلہ سحاب کا
ہی دست رعشہ دار مین ساغر شراب کا
توام طلوع دیکھہ لو دو آفتاب کا
ہی ساغر بلور پہ عالم حباب کا
محتاج روے دختر رز ہی نقاب کا
کہتے ہین مست جام ہے چھلکا شراب کا
مشتاق خط جام ہے ساقی جواب کا
سر پوش جام پر ہے ڈھکنا آفتاب کا
گرداب کا ہو جام تو شیشہ حباب کا
وہ میکدے پہ جھوم کے آنا سحاب کا
پیری کا وقت یہ ہے وہ عالم شباب کا
لیتا ہون کام بخت سیہ سے خضاب کا
ہی عیب تلخ و تند نہ ہونا گلاب کا
صیاد نے ہے دام بنایا نقاب کا

جای دوات خامہ منگاتے ہین آئنہ
مثل فقیر جمع ہین اوس در پہ نامہ بر
اوشہسوار کیا تری نعلین کا ہے نور
وہ صید ہون کہ تھارے دم تک ترا فتکار
جاتی ہی موج نگہت الگ ہے ورق ورق
اصحاب کہف کا جو پتا پوچھتا ہون مین
یان لاغری ہی اور وہان رخنہ خط نمود
وہ بی ثبات ہون جو ہے گا مرا غبار

برہم ہین قصد ہے خط رخ کے جواب کا
کہتے ہین سب سوال ہے خط کے جواب کا
دھوکا ہی سبکو مردم چشم رکاب کا
بنتا ہی دام توڑکے ڈورا کباب کا
شیرازہ کھل گیا گل تر کی کتاب کا
منظور مانگنا شب فرقت ہی خواب کا
دیکھو محاق مین ہے گہن آفتاب کا
سرمہ بنے گا بحر مین چشم حباب کا

لاغر جو یون ہوے ہو لطافت نزاد ہین
ہی قصد کس حسین کی کمر کی جواب کا

یہ قول آسمان سے ہے ہر حباب کا
اوس رخ کے آگے گنجفہ مین بھی ذلیل ہے
تلوون سے دشت مین ہی جو دریا خون بہا
تڑپون گا جب کفن مین تجھی یاد کرکے مین
اگر ہو گیا خفا تو نہ پھر آئے گا وہ یار
گیسون مین ہین سیاہی زر دیکھتے بخیل
محفل چمن ہے اوس رخ گلگون کی عکس سے
شبنم سحر کو دیکھکے اوس شوخ نے کہا
قاصد کی ہاتھہ کانپتے ہین دے خط اونکو کیا
آیا خط اونکے رخنہ حقیقت کھلی تمام
ہنس ہنسکے میری طرح جلے گر تو ہو مزہ

مدت سے منتظر ہون ترے انقلاب کا
پھنکتا ہی پہلے دن کو ورق آفتاب کا
ہر ایک آبلہ پہ گمان ہے حباب کا
ہوگا گمان فرشتون کو برق وسحاب کا
جیسے محال پھر کے ہے آنا شباب کا
بس ہو اگر تو نسخہ بنا ئین خضاب کا
ہر شعلہ شمع کا ہے کہ غنچہ گلاب کا
رکھتا ہی شوق شاہد گل بھی نقاب کا
کچھہ رعب کچھہ اثر ہے مری اضطراب کا
تھا منتظر مرا خط قسمت جواب کا
رو روکے ناپسند ہے جلنا کباب کا

اکسیر ہے سیم بدن کی ہے خاکِ پا
چاندی بنا ہی دہوپ مین لوہا رکاب کا

جو تیرے ساتھ سونے کی حسرت ہی غیر کو
کیونکر کہے کہ حال ہی گونگے کے خواب کا

منظور ہی حفاظتِ تصویر روئے یار
آئینہ آسمان سے لون آفتاب کا

دریا مین یار سے مین لپٹتا ہون وقتِ غسل
نظارہ ناگوار ہے چشمِ حباب کا

وہ پاس تو بلائی مین رو دونگا اسطرح
پردہ بنیگا بیچ مین لکہ سحاب کا

ہر قدرتی حسین ہی خزان مین بھی رنگ پر
محتاج کب ہی گیسوئے سنبل خضاب کا

اوس گل نے فاتحہ جو پڑہا بنگئے نشان
عاشق کی قبر ہوگئی تختہ گلاب کا

عاشق کو آئنہ مین دکھاتا ہی روئے صاف
ایجاد اوسنے طرفہ کیا ہے نقاب کا

نافہم کو سواد ہی سیرِ کتب سے کیا
عالم کبھی ہوا نہین کیڑا کتاب کا

دل کو شروع عشق مین ہی وصل کا خیال
کیا اعتبار عالمِ طفلی کے خواب کا

کیا گورے گورے پاؤن ہین اُس شہسوار کے
فانوس مین ہی شمع کہ حلقہ رکاب کا

ان بیثباتیون پہ لطافت ہی یہ غرور
دیکھے تو پھولنا کوئی ہر اک حباب کا

جلوہ ہی اونکے مصحفِ رُخ پر نقاب کا
جزدان جانتے ہین خدا کی کتاب کا

ہم تو کو پی کے پاک ہوے شیخ جی نجس
کیا مختلف مزاج ہی اِس آفتاب کا

ساحل پہ بہرِ غسل جو آئے وہ بحرِ حسن
نقارہ چوبِ موج بجائے حباب کا

مستو بہار آئی مبارک ہو میکشی
کہتا ہے دوڑ دوڑ کے لکہ سحاب کا

دل پر شباب مین ہے سیاہی گناہ کی
پیری مین کام لینگے اسی سے خضاب کا

تارِ نگاہ دیکھنے والون کے جمع ہین
جلوہ نہین ہے یار کے رُخ پر نقاب کا

بجلی زمین سے ابر مین جا کر نہان ہوئی
تڑپے جو نام لے کے مرے اضطراب کا

لاتے ہین میری قبر پہ اوس شہسوار کو
سب کرکے التجا کہ ہو باعث ثواب کا

تسمے لگام اسپ کے ہین ہاتھ جوڑتے
بڑھ بڑھ کے پاؤن پڑتا ہی حلقہ رکاب کا

پاس اونکے مثل برق تڑپ کر پہنچ گئی
احسان ہم پہ ضعف مین ہے اضطراب کا

اُستاد ہی بہار تو گلشن ہے مدرسہ
بلبل سبق پڑھے ہے گلِ تر کی کتاب کا

غفلت کہانکی چھاگئی آتی ہے دہر مین
آنکھین کھلی ہوئی ہین پہ عالم ہی خواب کا

کِسکا سمند گھاٹ پہ کرتا ہے تیزیان
چھپتی ہوا ہے قلعہ بنا کر حباب کا

پُرزہ جنون مین میرے گریبان کا جب اُڑا
صحرا مین بنگیا وہی لکہ سحاب کا

قطرے مرے لہو کے جمے ہو گئی بہار
تلوار یار کی ہے کہ تختہ گلاب کا

طفلی ہی سی بغل مین کفن کو دبائے ہین
مطلب فقط ہی موت ہماری کتاب کا

جاگا شبِ فراق کا تھا موت آگئی
مُدت کے بعد شکر ہی وقت آیا خواب کا

برسات مین وہ آنہین سکتے ہمارے گھر
کِس کِسکے آگے روئیے رونا سحاب کا

شرمندہ کردیا مرے بختِ سیاہ نے
اوڑ جائے جلد رنگ نہ کیونکر خضاب کا

اہلِ صفا جہان مین غفلت سے ہین بری
ممنون کب ہی دیدۂ آیینہ خواب کا

تصویرین بلبلون کی جو کھینچی ہین آپنے
شیرازہ باندھیے رگِ گُل سے کتاب کا

ہی دیکھنی کی صحبتِ سیماب و آیینہ
سکتہ اِسے تو اُسکو مرض اضطراب کا

پھیکین جو مست پنبہ مینا نکال کے
اوڑکر بنے بہار مین لکہ سحاب کا

روَنے کا حال جبکہ **لطافت** اوسے لکھا
نامہ ہمارا بنگیا لکہ سحاب کا

لالہ ہی شعلہ اوسکے رُخِ بے عدیل کا
یہ ایک پھول فخر ہے باغِ خلیل کا

بہنا تو دیکھو نزع مین آنکھون کے نیل کا
دریاے اشک پر ہے گمان رود نیل کا

دنیا مین آکے کیون نہ مصیبت سے ہو بسر
کھولے جو آنکھ سامنا تھا اس بخیل کا

کہتے ہین آبلے مرے سیراب کرکے خار
مجنون کی روح کو ہو ثواب اس سبیل کا

لوہی کے ظرف پر جو ملمع ہوا تو کیا
دولت سے مرتبہ نہین بڑہتا رذیل کا

کیسون کے رنگ کا یہ اشارہ ہے غافلو
یون ہین ہے جمع زر سے سیہ دل بخیل کا

قطرے جمے ہین دامن خنجر پہ خون کے
محضر یہ ہوگا حشر کو تیرے قتیل کا

دھبا یہ زر لگاتا ہے اچھا ہو یا برا
دیکھو سخی کا ہاتھ سیہ دل بخیل کا

ہوشیار ہو کہ گذرے چہل سال عمر کے
آتا ہے آسمان سے پیام الرحیل کا

کرتا ہی تیز سنگ فسان تیغ کو تو کیا
اک عیب ہی شریف پہ احسان رذیل کا

بوسہ کبھی کسی کو جو ملتا نہین صنم
گویا دہان تنگ بھی دل ہے بخیل کا

تو وہ ہی بے نیاز کہ شاہد ہے ناز بر
جلنا تری کلیم کا بچنا خلیل کا

تسکین ہو چشم یار سے عاشق کے دل کو کیا
بیمار سے علاج ہو کیونکر علیل کا

غنچے جو مٹھیون مین دبائے ہوے ہین زر
کیا نکلے مال لے کے زمین سے بخیل کا

آنکھین جھپک جھپک کے ہوئی زندگی تمام
اک پل تھا اک برس مری عمر قلیل کا

چشم سیاہ یار کو ہی سرمہ دان سے بحث
تیر نگہ اودھر ہے اودھر تیر میل کا

وہ بے ثبات و زار ہون ٹپکا جو ایک اشک
ساغر چھلک گیا مری عمر قلیل کا

کامل کہا جو ماہ کو اس رخ کے روبرو
محتاج شاعر وہ ہے یہ دعوی دلیل کا

قاصد کو کیا کہ عاشق و معشوق مین ہو ربط
یہ کام ہے رسول کا یا جبرئیل کا

کہتا ہی جام دیکھ کے شیشہ کو تنگ چشم
مین ہاتھ ہون سخی کا یہ دل ہے بخیل کا

رخ سے تمھارے کعبہ کو نسبت بھلا ہے کیا
یہ صنعت خدا وہ بنایا خلیل کا

پیری مین اسلیئے ہین فلک کی طرف سی خم
دیکھین گے صبح صبح نہ منہ اس بخیل کا

سرمہ بھی چشم یار پہ کیا ہے پسا ہوا
اکرتا ہی پل مین فاصلہ طے ایک میل کا

اس بادۂ نجس سے لطافت کو کام کیا
مشتاق ہے جنان کی مے سلسبیل کا

کیا قمری کو قیدی سرو گلشن کی محبت کا ۔ بڑھا کر طوق الفت مین جنون نے میری منت کا
فلک سے بحث ہوی شوخ دیکھین کون رنگت کا ۔ سدا ہی زہر کھائی اسپہ سبزہ میری تربت کا
کبھی فرقت کے صدمے ہین کبھی خواہان ہے وصلت کا ۔ مرا اچھا بھلا دل تھا برا ہو اس محبت کا
نہین محتاج تیرا عاشق نادار زینت کا ۔ بنا دستار سر پر مفلسی مین پیچ قسمت کا
غضب ڈھایا ہی ان آنکھون نے مارا ہون محبت کا ۔ مرا دل لگیا دیکھا جو معشوق اچھی صورت کا
زبان کھولین عنادل نہ ہون باعث ہو شہرت کا ۔ ارادہ اندلون ہی اور کچھہ اپنی طبیعت کا
یگانے تو گئی بیگانہ مین باقی رہا لیکن ۔ زبان حال سے کہتا ہی سبزہ میری تربت کا
مرے محبوب نے جب خواب مین دیکھا کہا ہنسکر ۔ یہی یوسف ہین شہرہ ہے اسی جوبن کا صورت کا
گواہی حشر کو دینگے لہو کی بوندین مہرین ہین ۔ تری تلوار ہی محضر ہے عاشق کی شہادت کا
مرے محبوب کا نقشہ بنایا جبکہ صانع نے ۔ لیا خود حسن نے بڑھ بڑھ کے بوسہ دست قدرت کا
وہ آئینہ سے اکثر پوچھتے ہین بعد آرائش ۔ کوئی معشوق دیکھا ہی ہی ایسی اچھی صورت کا
گنہگار و روان ہوتی ہی آنسو دھو گئی عصیان ۔ نمونہ دیکھہ لو اللہ کے دریاے رحمت کا
بہ نسبت منعمون کے ہم گرسنہ چین کرتے ہین ۔ مزا نان جوین مین شکر ہی پاتے ہین نعمت کا
پڑھا کرتے ہین واعظ دل لگا کر سورہ یوسف ۔ بیان ہی وعظ مین بھی منبرونپر اچھی صورت کا
ازل سے آب و گل مین ہی شریک الفت حسینونکی ۔ بنایا کالبد کی جا مجھے مبتلا محبت کا
مدار زندگی اے چشم تر ہے ابتو رونے پر ۔ ہوا اشکونپہ موقوف آب و دانہ اپنی قسمت کا
ملی جب دولت دیدار ہم آنکھین بھر گئین میری ۔ نظر آیا جو وقت نزع محبوب اچھی صورت کا
برہمن ہین خدا کہتے بتون کو ہم حسین کہتے ۔ فقط ہی کفر و دین مین فرق اپنی اپنی نیت کا
جو آنکھین ہمنے پھیرین نزع مین وہ بدگمان بولا ۔ ارے بے دید کرتا ہے نظارہ حور جنت کا
غنیمت اے حسینو چاہنے والون کو تم سمجھو ۔ نہ ہو عاشق تو ہی بیکار معشوق اچھی صورت کا
صدا ہی آسیا کی یون قناعت سیکھو بے صبرو ۔ نوالہ مجکو گھر بیٹھے ملا غیرون کی قسمت کا

شب وصلت کہا پچھلے پہر یہ شمع سی اسنے
چلی باد سحر وقت آیا معشوقو نکی خصت کا

اُس ابرو کی طرح چین جبین بھی قتل کرتی ہے
اگر ہو وضع یکسان جلد اثر ہوتا ہی صحبت کا

عوض معشوق کے پیری مین ہم عاشق ترے ہوتے
اگر اے موت پردہ بیچ مین ہوتا نہ غفلت کا

جوانی ہی وہ موسم کچھہ نہ کچھہ ہی رو ہی جاتا
بُری صورت کا ہو انسان یا ہو اچھی صورت کا

چراغ و شمع و مشعل کوئی ہو پروانہ عاشق ہے
حسین ہو کوئی یکسان حال ہی اپنی محبت کا

ہوا ہی یون فشار اپنے تن خاکی کو تربت مین
گلے جیسے ملے چھوٹا کوئی ہمجنس مدت کا

تمھاری ہاتھہ مین آئینہ کہتا ہی تماشا ہے
ہوا اشتاق دیکھو خوبصورت خوبصورت کا

نہ کیونکر ذبح مین ہم ہاتھہ پاؤن ماریں اے قاتل
نہایت پیر نا مشکل ہے دریائے شہادت کا

کبھی رکھتے تھے دل یا دست نخچیر انسان ہم بھی تھے
خدا بخشے جوانی کو کہ لپکا تھا محبت کا ؏

ہلال و بدر بنتا ہی فلک پر مہ تماشا ہے
کبھی ہے میری صورت کا کبھی ہے تیری صورت کا

سر محفل جو ہین سر شمع کا گلگیر نے کاٹا
پر پروانہ پر لکھا گیا محضر شہادت کا

ہمیشہ دل لگانے کا نتیجہ وصل ہوتا ہے
ملے آپسمین لب سے لب جو نام آیا محبت کا

نئی ہی بحث آئینہ سی روئے یار کہتا ہے
بتا مین تیری صورت ہون کہ تو ہی میری صورت کا

جوانی کے گئی ہمراہ طاقت بھی بصارت بھی ؏
سدا ہین ساتھہ دیتے بیمروت بیمروت کا

حسینون مین نہایت فخر سے وہ شوخ کہتا ہے
نیا ہی لطف دیکھو ہمپہ دل آیا لطافت کا

وہی تو بڑھ کے بنا زلف رائگان نہوا
کم اوسکی کان کی لو کا کبھی دھوان نہوا

بتنگ ہجر سے تھا مین کہین نہان نہوا
زمین نہ نرم ہوئی پاس آسمان نہوا

تمھاری چشم سخنگو کا یہ اشارہ ہے
ہر ایک موئے فرہ کب مری زبان نہوا

پڑی جو دھوپ گرمی نیرے دشت وحشت مین
روان ہوا مرا سایہ پہ مین روان نہوا ؏

نبی ہین آپ اسے مُنہ پہ خلق مین جلاد
کہ ذبح آپ سے مین ایک نیمجان نہوا

زمین پہ قیس کو ہی نجد کی بتائی راہ ۔ یہ بے سبب مری زنجیر کا نشان نہوا

ہمارا سوز و گداز اوس سے بزم مین کہتے ۔ یہ کام تجھسے بھی اے شمع کی زبان نہوا

ہماری آنکھہ کو کس طرح بار ہو آنسو ۔ صدف کی چشم کو اپنا گہر گران نہوا

سمٹ کے بنگیا کاجل کسی کی آنکھو نمین ۔ ہماری آہ کا ضایع کبھی دھوان نہوا

اگئے ہین کوچہ جانان مین سر کے بھل عشاق ۔ یہ وجہ ہی جو عیان پاؤن کا نشان نہوا

وہ ناتوان ہون کہ بارِ گران ہے تارِ نفس ۔ تمھارا ناز اوٹھانا مگر گران نہوا

بتنگ تھے دلِ مضطر سے گر کے مرتے ہم ۔ قریب کیا کہین سیماب کا کنوان نہوا

جو بہرِ غسل تم آئے یہ محو دید ہوا ۔ کہ بہتی چشمہ تھا دریا مگر روان نہوا

وہ پوچھنے کے لیے دل کا حال آئے تھے ۔ یہ کیا ہوا کہ بیان تجھسے اے زبان نہوا

یہ بوسے یار کے پاتے سوال وہ کرتا ۔ زبان دہن نہوئی اور دہن زبان نہوا

کدورتین مرے دل کی یہ بڑھ کے کہتی ہین ۔ یہ وہ زمین ہے جہان دورِ آسمان نہوا

ہماری پاس تو آنا کجا اونھین ہے یہ شرم ۔ کہ عکس آئینہ کے گھر مین مہمان نہوا

کیا اشارہ فنا ہونے کا حبابون نے ۔ پھرا سپہ بھی متنبہ کچھہ آسمان نہوا

تمھارے پنجۂ رنگین طلسم تازہ ہین ۔ کہ بھڑکی آتش رنگِ حنا دہوان نہوا

نظر لگی جو سمندر کو کردیا ہے خجل ۔ یہ طفلِ اشک اسی وجہ سے جوان نہوا

ہزار تیز کیا اوسنے تیغ کو لیکن ۔ سبق شہادتِ عاشق کا بر زبان نہوا

کھلی وہ زلف تو کیا آئنہ کو قید کیا ۔ بند ہارہا جو یہ پانی کبھی روان نہوا

ہلال دیکھہ کے دیوانے اونگلیان ہین اٹھاتے ۔ کہ اے جنون یہ گریبان دہجیان نہوا

جوان کا وصل ہے ایسا کشیدہ تو بھی رہے ۔ جو تیر زینتِ آغوش اے کمان نہوا

عزیز مرگئے پر داغ دے گئے دل پر ۔ گئے وہ لوگ روان پر یہ کاروان نہوا

ہم اون سے حال کہین کچھہ ذرا ٹھہر اے درد ۔ جگر مین دل مین رہا پر فراخ دان نہوا

خیالِ خوابِ گران دل مین آگیا تو پسا
قدِ خمیدہ سے میرے نہ ہمسری ہوگی
نظر کی طرح ہوا عرش تک نبی کا گذر
نہ اپنی تیر سے قد پر ہوا ے جوان مغرور

جہان مین مثل مرے کوئی ناتوان نہوا
کہ ایک چِلّہ ترا پورا اے کمان نہوا
کہین سے شوق شبِ معراج آسمان نہوا
سلام جھک کے کرونگا اگر گمان نہوا

مثالِ بدر لطافت کے دل مین داغ پڑے
کمال گھٹ گیا جب کوئی قدردان نہوا

غیر کی سمت سے مُڑ مُڑ کے ادہر دیکھ لیا
حسن پر کرتی ہے دُزدیدہ نظر دیکھ لیا
قصد شاید ہی ترا غیر کے گھر دیکھ لیا
کیا تصور مین جمال اے گل تر دیکھ لیا
لیتے پھرتے ہین جو وہ بزم مین عشاق کے دل
دم ہی دم مین مجھے ٹالا نہوا وصل نصیب
ہم نہ کہتے تھے کہ زلفین نہ بڑھا کر چھوڑو
دانۂ اشک کی تسبیح پہ رونے کے لیے
قبر مین نشانہ ہلاکر مرا وہ کہتے ہین
داغ اور زخم کے ہونیکا ہوا انکو یقین
کردیا ست ضعیفین بادہ کشونکی اوٹھین
طاقت اوڑنیکی نشیمن سے نہین قید نکر
جشن اوڑتے ہین مزے رہتی ہین ہی عید وصال
کہتے ہین وہ مرے دانتون سے ہوے شرمندہ
اب دوپٹے سے چھپاؤ بھی تو کیا ہوتا ہے

کہیے اب تو مری آہون کا اثر دیکھ لیا
نہ نگہ کی اُودھر اوسنے جو اِدہر دیکھ لیا
چھپ کر اے شوخ چلا مجھسے کدہر دیکھ لیا
جھپکی جب آنکھ تجھے ایک نظر دیکھ لیا
میرے پہلو کی صدا ہی کہ ادہر دیکھ لیا
لو ہوئی باتون ہی باتون مین سحر دیکھ لیا
بل نزاکت سے لگی کھانے کمر دیکھ لیا
استخارہ کہواے دیدۂ تر دیکھ لیا
اپنے وعدے پہ ہم آئے ترے گھر دیکھ لیا
چاک کر کے مرا دل اور جگر دیکھ لیا
چشم مستانہ سے ساقی نے جدہر دیکھ لیا
تو نے صیاد ٹٹولے مرے پر دیکھ لیا
آنکھ کھولی ترا منہ وقت سحر دیکھ لیا
آبرو کھو گئی بیدھے تھے گھر دیکھ لیا
سر و مین آئے ہین دو تازے ثمر دیکھ لیا

+ بیدھا

آنکھ ڈالی جو مرے دل پہ تو اُس بت نے کہا
عرش تک میری نظر کا ہی گذر دیکھ لیا

اپنی در پر مرے مرنیکا اُنھین رنج نہین ۔
ہان یہ غم ہی ملک الموت نے گھر دیکھ لیا

کہدی اُنسی کوئی کم سن ہین نہ آئین مری پاس
سہم جائینگے اگر زخم جگر دیکھ لیا

چشم جانان کا اشارہ ہی یہی گردش مین
ہمنے گھر بیٹھے عجب لطف سفر دیکھ لیا

جب وہ پوشاک بدلتے ہین تو فرماتے ہین
آنکھ پھوٹین گی اگر تونے ادہر دیکھ لیا

اشک انمول ہوا نوک مژہ پر آکر ۔
تول کر کانٹے مین ہمنے یہ گہر دیکھ لیا

ڈوب جاؤنگا ابھی جان کے دریا مین زار
قہر ہو جائیگا آئینہ اگر دیکھ لیا ۔

در سے تیرے جو اُٹھائے گئے ہم قبر مین آئے
ایک گھر چھوڑ دیا دوسرا گھر دیکھ لیا

کہتے تھے سامنے اُسکے نہ لگانا سُرمہ
آئینے کی ہوئی آنکھونپہ نظر دیکھ لیا

اب تو ہوگا نہ گمان تیر چھپا رکھنے کا ۔
دل مرا ڈھونڈھ لیا کہیے جگر دیکھ لیا

ای لطافت عوض مدح ہوی اُسکے عدو
بے کمالون نے جسے اہل ہنر دیکھ لیا

غیر منقوط

طُرہ کا گل اگر وا ہوگا ۔
گھر معطر مرا سارا ہوگا

اگر دل مُردہ کو سودا ہوگا
اور آوارہ و رسوا ہوگا ۔

درد دل کا اگر او حور کہا
مسکرا کر کہا ہوگا ہوگا

گر رکھا سوگ ہمارا او حور ۔
اور اک روح کو صدما ہوگا

دور ہوگا وہ دل آرام اگر ۔
کسطرح دل کو گوارا ہوگا

ہوکر آگاہ سدا ہارا وہ ماہ
دل سحر کو مراد ہڑکا ہوگا

صدر اُس گل کو دکھا گل کھا کر ۔
دم طاؤس کا دھوکا ہوگا

سرد سرد آہ دلا کر ہردم
عالم موسم سرما ہوگا

اگر وہ دلدار سد نار اگھر کو
آہ کا دل کو سہارا ہوگا

ہوگا مسرور دلِ اہل سکر
دوْر اگر کاسۂ مُل ہوگا

او لحد رکھہ کہ دلِ مُردہ مرا
سنگِ دلدار کا حصّا ہوگا

رکھہ مُسلسل گُلِ مدحِ دلدار
کہ سرِ کلک کا سہرا ہوگا

سادہ رو ہمکو ملا اک دلدار
وصل اوس حور ادا کا ہوگا

گردِ دلدار رہا گر مرا دل
ہالۂ ماہ کا دھوکا ہوگا

دل کو سُلگاؤ کہ اور آگ لگاؤ
راکھہ ہو کر کہو سرما ہوگا

لطفِ پرواز قفس مین نہ مجھے یاد آیا
بچ نکلنے بھی نپائے تھے کہ صیاد آیا

نزع مین پھر عیادت ستم ایجاد آیا
ملک الموت کے بدلے وہ پریزاد آیا

جس گھڑی دام مین مین بُلبلِ ناشاد آیا
اوڑ گئے ہوش پھڑکتا ہوا صیاد آیا

صدمۂ ہجر سے مشتاقِ اجل ہون ایسا
تن مین جان آئی جو سر پر مرے جلاد آیا

یہ جہان دارِ محن ہے جو ولادت کیوقت
ہر بشر کرتا ہوا نالہ و فریاد آیا

بنگئی اوس بُت کافر کی گلی مین تربت
آج قبضہ مین مرے گلشنِ شدّاد آیا

قُمریان صدقے ہوئین دیکھ کے بس پس گئے دل
باغ مین تنکے جو وہ غیرتِ شمشاد آیا

قابلِ رحم جو ہے حال نہایت میرا
بند آنکھونکو کیے ہی مرا جلاد آیا

تھی جنون مین مجھے زنجیر پنہانا مشکل
سچ تو یہ ہے کہ کڑی جھیل کے حدّاد آیا

کیا ترقی ہی مجازی سے حقیقی ہوا عشق
حُسن دیکھا جو بتون کا تو خدا یاد آیا

یاد دلوائی وہ ابرو شبِ عید اے مہِ نو
تو بھی آیا تو مری جان کو جلاد آیا

ہچکیان آتی ہین شیشہ کو نہین یہ قلقل
کوئی میخوار ہے شاید کہ اسے یاد آیا

چہچہے باغ مین اُس رشکِ چمن کے جو سُنے
بُلبلین پھر تصدق لیے صیاد آیا

مین وہ مجنون ہون اگر دشت مین رکھتا ہون قدم ‏ غل مچاتا ہی جنون قیس کا اوستاد آیا

جشن رہتے ہین شب و روز مزے اوڑتے ہین ‏ جب سی پاس اپنے وہ ہمشوق پریزاد آیا

کٹ سکا حلق نہ عاشق کا ہوا یہ عاری ‏ تیز ہو ہو کے بہت خنجر فولاد آیا

یاد مژگان مین ہوا جوش جنون کیون مجکو ‏ اسلیے تشنہ خون نشتر فصاد آیا

ہچکیان نزع مین بیوجہ نہین آتی ہین ‏ شاید اسدم ملک الموت کو مین یاد آیا

جز معاصی نہ صد افسوس ہوی نیک اعمال ‏ ہا ے کیون مین طرف عالم ایجاد آیا

یا علی دل سے لطافت نے جو مشکل مین کہا
قدم حیدر صفدر پے امداد آیا

مرغ دل پھنستا ہی خود ہر عاشق دلگیر کا ‏ جال پھیلا ہے جو اونکی جوہر شمشیر کا

اسقدر سودے نے دکھلایا اثر تسخیر کا ‏ لوگ سننے آتے ہین نالہ مری زنجیر کا

دل نشانہ ہو گیا کس عاشق دلگیر کا ‏ ہر کمان کی چشم سے آنسو روان ہی تیر کا

عشق دونا ہو گیا مقتل مین مجھ دلگیر کا ‏ دل بنا سینہ مین پیکان آکے اونکے تیر کا

کیا گوارا اوس جوان کو وصل ہو مجھ پیر کا ‏ ہی ٹھہرنا مشکل آغوش کمان مین تیر کا

بڑھ گیا یہ ضعف مجھ دیوانہ دلگیر کا ‏ کام ہر تار گریبان نے کیا زنجیر کا

حال ہی ہنسنے کے قابل جو تری نخچیر کا ‏ خندہ لب اسوجہ سے سوفار ہے ہر تیر کا

ای مصور کھینچتا ہے تو جو مجھ گریان کی شکل ‏ ہی یہ بہتر کاغذ ابری ہو مری تصویر کا

وصف زلف یار مین نکلا مسلسل جبکہ شعر ‏ جوش سودا مین مجھے دھوکا ہوا زنجیر کا

یہ کمان لب سے جاتا ہی طرف افلاک کے ‏ نالہ عاشق کرے کیونکر نہ پلہ تیر کا

عاشقون کی بلبل جان کا ہے ای قاتل ہجوم ‏ کیا چمن پھولا ہوا ہے جوہر شمشیر کا

گرمیان اوس شعلہ رو کی مین بیان کرنیکو ہون ‏ شمع کی دم بھر زبان مانگون دہن گلگیر کا

مین وہ گریان ہون کبھی کھینچی مصور نے جو شکل ‏ بنتے بنتے مٹ گیا نقشہ مری تصویر کا

ضعف نے قیدی بنا رکھا ہے مجھ مجنون کو
طوق کا ممنون نہ شرمندہ ہون مین زنجیر کا

زخم سر سے جن کے ہو جاتے ہین اے قاتل ہرے
لہلہاتا ہے جو سبزہ جوہر شمشیر کا

تیرہ بختی کے سبب ہون خال کا عاشق سدا
کیا زحل یا رب ستارا ہے مری تقدیر کا

رزق ہی رزاق کے ذمے ہے ہراسان ہو نہ تو
دیکھہ اے نادان قبل طفل ہونا شیر کا

کسر نفس و خاکساری ہو گئی دل سے پسند
ہاتھہ آیا ہے عجب نسخہ ہمین اکسیر کا

مین عجب دیوانہ خاموش ہون آفاق مین
قید ہے زندان مین نالہ بھی مری زنجیر کا

دل سمجھتے ہین جسے دھوکے سے عالم مین بشر
ہے ہر اک سینے مین آئینہ تری تصویر کا

چل سکے دیوانہ کیا لڑکون کی آنکھین ہین لڑی
کام کرتے حلقہ ہائے چشم ہین زنجیر کا

کہکشان مین جھلملاتے ہین جو تارے رات کو
چشمگین کرتا ہے ہر جوہر تری شمشیر کا

جسکو کہتے ہین منجم ماہ کامل کا گہن
یہ دھوان پہنچا ہے سر سے نالۂ شبگیر کا

خواہش نعمات دنیا امر خلقی ہے ولا
طفل آتے ہی یہان ہوتا ہے طالب شیر کا

حب سیم و زر ہی انسان کو ملاتے خاک مین
دیکھہ لو حال زبون ہر صاحب اکسیر کا

جب ہوئے دن سو گیا رنج شب وصل صنم
بتکدے سے غل کیا ناقوس نے تکبیر کا

شوق ہے اس ترک کو لیزم ہلانے کا وہان
ہے بلند آٹھون پہر نالہ یہان زنجیر کا

ہے جو حسن چہرہ یوسف کی دہوم آفاق مین
ہے وہ اک خاکا مرے محبوب کی تصویر کا

ملتے ہین آ آکے آنکھین فخر سے عاشق تمام
نقش پائے یار گویا نقش ہے تسخیر کا

خون کس بے جرم کا دنیا مین اے قاتل ہوا
سر ندامت سے ہے خم اب تک ہر اک شمشیر کا

گر مصور کھینچتا ہے شکل مجھ پامال کی
خاک پائے یار سے گردہ بنے تصویر کا

ہے لطافت اسم اعظم ہی یہ ہر مشکل کے وقت
ہے مقرر اک علی کے نام کی تاثیر کا

اوٹھ گیا وہ یار محفل سے تو ایسا غم ہوا
حلقۂ احباب مجھکو حلقۂ ماتم ہوا

رنج سہتے سہتے میرے دل کا یہ عالم ہوا
گر کہین سیماب بھی کشتہ ہوا تو غم ہوا

مر گیا گیسو کا سودائی تو ہر جا غم ہوا
خانۂ زنجیر مین بھی غل رہا ماتم ہوا

لاغری کا تیرے دیوانے کے یہ عالم ہوا
طوق اے رشکِ سلیمان حلقۂ خاتم ہوا

ایک ہی دل پاس میرے تھا سو انکو دیدیا
منصفی سے سچ اگر پوچھو تو مین حاتم ہوا

رات کی یاد آگئین باتین جو اونکو صبح وصل
شرم سے منہ کو چھپایا سر حیا سے خم ہوا

زندگی ہی تک ہی اخوانِ جہان کی دوستی
دفن کی عجلت ہوئی جب آدمی بیدم ہوا

آجتک اونکی کمر کا کچھ سوا ظاہر نہ بھید
لی عدم کی راہ جو اس راز سے محرم ہوا

ساغرِ مئے پی کے کیا حاصل ہوئی سیرِ جہان
ٹھیکڑا اپنی نظر مین آج جامِ جم ہوا

جب کہا مشکِ ختن مینے خطا سرزد ہوئی
کیا مزاجِ زلفِ جانان درہم و برہم ہوا

اوسنے جب مسّی ملی لب پر ہوی بیجان رقیب
نامبارک روسیہ غیرون پہ یہ نیلم ہوا

صانعِ قدرت نے جب پیدا کیا عاشق کا دل
گھر ملا رہنے کی خاطر شاد و خرّم غم ہوا

ایکدن وہ تھا کہ گل کھاتا تھا چھلے کے ترے
ایکدن یہ ہی کہ جھکتے جھکتے مین خاتم ہوا

آمد آمد سیکڑی مین جب ہوئی مجھ سخت کی
جامِ استقبال کو آیا تو شیشہ خم ہوا

بعدِ مُردن اسقدر چمکے ہماری دلکے داغ
گورِ تیرہ مین شبِ مہتاب کا عالم ہوا

جب نہ دی آرام سے اسکو کسی نے دلمین جا
آکے گریان قبرِ عاشق پر نہایت غم ہوا

پیشِ خالق رتبہ ہو جاتا ہے جھکنے سے بلند
آسمان نے پائی رفعت اسقدر جب خم ہوا

خوف کھا کر بھاگے صحبت سے جوان مانندِ تیر
جب کمان کی طرح پیری سے قد اپنا خم ہوا

وقتِ زینت دی سزا اوس شوخ نے کس رنگ سے
ہنکڑی دزدِ حنا کو حلقۂ خاتم ہوا

جھکتے ہین مفلس سے اہلِ ظرف ہین جو مایہ دار
جامِ خالی جب قریب آیا تو شیشہ خم ہوا

چشم کو بیمار عاشق نے کہا تقصیر کی
نشترِ مژگانِ جانان کسقدر برہم ہوا

رفتہ رفتہ ماہ کامل کر دیا اللہ نے
انکسار و عاجزی سے جب مہ نو خم ہوا

ناک مین اُنکے ہمین یاد آئی اک جوتی کی نتھ
خط سبز اوس گل کے گورے گورے گالون پر نہین

شب کو زنبق پر جو پیدا قطرۂ شبنم ہوا
زلف کی ناگن سے پیدا یہ سار اسم ہوا

ای لطافت پنجتن کا نور ہی مسجود تھا
سب فرشتون کو جو حکمِ سجدۂ آدم ہوا

سر ہی فروتنی سے خمیدہ ہلال کا
کیون چند دن مین پائے نہ رتبہ کمال کا

جلوہ ہی طاق ابروی جانان مین خال کا
کعبے مین جسطرح کہ گذر ہو بلال کا

بازار عشق مین دلِ عاشق ہے بک رہا
گاہک کوئی حسین ہو مُردے کے مال کا

چشمِ سیاہ یار جو اک پل نظر پڑی
کھلبلیا ہین آنکھین نشہ ہرن ہو غزال کا

چشمِ حباب و نرگس و شمس و قمر ہے وا
مشتاق کون کون ہے اونکے جمال کا

مانع ہو شرم جاؤن بھی گر پیش اغنیا
مشکل ہو میرے مُنہ سے نکلنا سوال کا

مین راتدن فراق مین روتا ہون ہمدمو
پڑھ پڑھ کے مرثیہ دلِ مُردہ کے حال کا

روشن مثال بدر ہین سارے جہان مین
اقرار ہی ہر اک کو ہمارے کمال کا

گُل ہین خجل جو باغ مین اُس رُخ کی سامنے
شبنم پہ ہے گمان عرقِ انفعال کا

لکھی تمھاری آنکھونکی تعریف مینے جب
ہر دائرے پہ شک ہوا چشمِ غزال کا

حیرت مین ہی کبھی کبھی سکتے مین آئنہ
ہی محو کسکے حسنِ عدیم المثال کا

چشمِ سیاہِ یار ہے مژگان مین دیکھنا
مسکن بنا میان نیستان غزال کا

مانگا جو اُنسے بوسۂ عارض لگائی تیغ
اچھا دیا جواب ہمارے سوال کا

پھنسنا نہ جاکے دام مین ہوشیار مرغِ دل
ہر حلقہ زلف یار مین پھندا ہے بال کا

معدوم کر دیا ہی جو صانع نے وہ دہن
نقطہ دیا ہی شک کے لیے اوسپہ خال کا

ہوتا ہے سُرخ رو جو لطافت میان حشر
رکھا اپنے دل مین عشق پیمبر کی آل کا

آزردہ سجدہ کرنے پہ دلدار ہو گیا — کارِ ثواب پر مین گنہگار ہو گیا

عاشق فراقِ یار مین یہ زار ہو گیا — آنا لبون تک آہ کا دشوار ہو گیا

بے تیغ قتل دم مین گنہگار ہو گیا — اونکا کشیدہ رہنا بھی تلوار ہو گیا

مین عشقِ زلف مین جو گرفتار ہو گیا — مشہور عاشقون مین سیہ کار ہو گیا

نکلا ہلالِ عید جو قاتل کی ہجر مین — عاشق کے قتل کرنے کو تلوار ہو گیا

سُرمہ لگایا چشمِ خمارین مین یار نے — سوتا یہ فتنہ قہر ہے بیدار ہو گیا

سرکٹ گی جب گرا مرا قاتل کے پاؤن پر — دی جسم نے صدا مین سبکبار ہو گیا

ڈالے گلے مین عاشقِ لاغر نے جبکہ ہاتھ — اوس برہمن کو شبہہ زنار ہو گیا

صبحِ شبِ وصال جب آئی جہان مین — سوئے مرے نصیب وہ بیدار ہو گیا

ترچھی نگہ سے وار جو اوس ترک نے کیا — اک تیر تھا کہ دل سے مرے پار ہو گیا

رویا جو یادِ زلف مین مین زار و ناتوان — پھانسی گلے مین آنسوون کا تار ہو گیا

پیمانے بھی بنا نہ سکے رند ساقیا — ٹوٹا خم اسطرح سے کہ بیکار ہو گیا

برگشتگیِ بخت سے اقرار وصل کا — منہ سے ترے نکلتے ہی انکار ہو گیا

وہ آئے خواب مین پہ نہ ممکن ہوا وصال — مین بد نصیب پہلے ہی ہشیار ہو گیا

مین دیکھنے لگا دمِ تزئین جو انکا حسن — آئینہ آ کے بیچ مین دیوار ہو گیا

مختارِ حور و قصر لطافت وہی ہوا — جسکو کہ عشقِ احمدِ مختار ہو گیا

رنگ دیکھے جو مری بادیہ پیمائی کا — نشۂ ہو جائے ہرن آہوی صحرائی کا

قتل منظور ہے ہر ایک تماشائی کا — اوسنے مژگان کو دیا حکم صف آرائی کا

آئینہ آٹھ پہر پاس رہا کرتا ہے — میرے خود بین کو ہوا شوق خود آرائی کا

رشک مین ہوتے ہین اخوان جہان قاتل جان — کچھ کیا پاس نہ یوسف سے حسین بھائی کا

بولتا خوب قفس مین ہے اکیلا بلبل
شعر گوئی مین نہ کیون شوق ہو تنہائی کا

پتلیون کا جو دکھاتی ہین تماشا خوش چشم
پل مین دل لیتے ہین ہر ایک تماشائی کا

خونچکان آبلۂ پا جو مرے ہون ای دشت
ہو بیابان مین گمان لالۂ صحرائی کا

تاجِ سر داغِ جنون ریگ ہی تن پر خلعت
دشت مین ہے یہ حشم آپکے سودائی کا

حشر کو خلد مین بھی حسن ترا ڈھونڈھے گا
دل لگیگا نہ کہین تیرے تماشائی کا

کعبہ و دیر و کلیسا مین ہین عاشق مشتاق
کسجگہہ ذکر نہین ہے مرے ہرجائی کا

پرورش کے نہین محتاج جہان مین وحشی
دیکھو بڑھنا شجر و میوہ صحرائی کا

رازِ الفت کو کیا فاش اڑگین کے سبب
کم سنی اسکی ہے باعث مری رسوائی کا

صورتِ آئنہ کی آنکھ نہ پھر کھول کے بند
سکتہ ہے قابلِ دید اونکے تماشائی کا

درِ جانانہ پہ رسائی ہوئی اللہ رے نصیب
حوصلہ آج نکالونگا جبین سائی کا

اسکی دو آنکھین ہین اور حسن ہین تجھمین لاکھون
کسطرح سیر ہو دل تیرے تماشائی کا

اسلیے کر دیا اللہ نے سایہ پیدا
ان بتون کو کہین دعوی ہو نہ یکتائی کا

کہتی ہی طالبِ دیدار سے تیری نرگس
حال ہو جائیگا دیکھو یہی بینائی کا

گرم تقریر ہوا تھا کبھی وہ شعلہ عذار
آجتک شمع کو یارا نہین گویائی کا

عاشقون کو ہی جلاتا خطِ سبزِ جانان
آجکل خضر کو دعوی ہے مسیحائی کا

کیا پسند آئے مجھے رقصِ حسینانِ جہان
حسن دیکھا کسی بیساختہ انگڑائی کا

یہ لب و لہجہ بھلا پائیگی کیونکر بلبل
رنگ اوڑائیگی ہزار آپ کی گویائی کا

جان بلب سیکڑون عاشق ہین جلاتے کیون نہین
تمکو دعوی ہے اسی منہ پہ مسیحائی کا

بادہ کش کوئی کوئی خونِ جگر پیتا ہے
طرفہ نیرنگ ہے اس گنبدِ مینائی کا

درِ شبیر دکھائے جو مجھے بختِ رسا
ای لطافت ہو عجب لطف جبین سائی کا

بُت حسینون کو نہ کہہ کام ہے سودائی کا
اُنمین کب حسن ہے تقریر خود آرائی کا

دوڑ کر چھوڑے جو ساتھہ آپکے سودائی کا
اپنے سائے پہ ہو شک آہوے صحرائی کا

شکر ہی دوسرے عالم مین تو بدنام نہین
ایک عالم مین ہی شہرہ مری رسوائی کا

کبھی آنکھون مین تصور ہے کبھی دل مین خیال
جلوہ کیسا نہین میری بُت ہرجائی کا

صنم اورون کے اسی منہ پہ خدا بنتے ہین
بُت بنے بیٹھے ہین یارا نہین گویائی کا

ہالہ ماہ مجھے یاد دلا دیتا ہے
ہاتھہ اوٹھاکر وہ سمائن آپکی انگڑائی کا

مرنے والون پہ جو اے جان جہان رحم کرو
ملک الموت کو عہدہ ہو مسیحائی کا

آفتاب رخ جانان نے کیا کیا اندھا
دیدۂ آئنہ محتاج ہے بینائی کا

صاف کہتی ہے یہ تصویر تری یک چشمی
ابتو دعوے مجھے زیبندہ ہے یکتائی کا

شوخیان آپ ہی کرکے مجھے بیتاب کیا
آپ ہی اوسنے دیا حکم شکیبائی کا

شعر بن بنکے طبیعت سے جو نکلے تو کہا
ہمسے معشوق سبق پڑھ لین خود آرائی کا

چشم یعقوب جو روشن ہوئی یوسف تجھے حسین
عود کر آنا تعجب نہین بینائی کا

دست ساقی سے ملی ہمکو صراحی مملو
بولنا چاہیے ایمان سے بھر پائی کا

عارضہ جب سے ہوا شمع کو خاموشی کا
غم سے پروانے کو یارا نہین گویائی کا

ہی نئی بحث وہ رخ زلف سے کہتا ہے یہی
تو دوکتا اور ہے دعوے مجھے یکتائی کا

رشک سے کہتے ہین وہ دیکھکے گھر مین مرجانے
یہ طریقہ ہمین بھاتا نہین ہرجائی کا

شمع و پروانہ جو محفل مین ہین دونون خاموش
عشق صادق ہے تو یارا نہین گویائی کا

پتلیان آپ کے توسن کی اڑاتی ہین جو گرد
کہتے ہین سرمہ ہے یہ قوت بینائی کا

آپ دھوکے سے سمجھتے ہین جسے خال سیاہ
دل ہی رخسار پہ آیا کسی سودائی کا

قتل کرنیکا تری چشم کو ہے کام سپرد
لب کو سرکار سے عہدہ ہے مسیحائی کا

جو مجھے شوق شہادت ہو بیان کیسے کرے
تیغ رکھتی ہے زبان حکم ہو گویائی کا

جانتی جسکو منجم ہین کہین دھوکے سے ۔ دو دو آہِ جگری ہے ترے سودائی کا
نرم سمجھے ہین جو دشمن ہین زبان کی دندان ۔ حال کھلجائیگا پیری مین صف آرائی کا
میرے حق نے ملک و جن و بشر خلق کیے ۔ بُت خدا کیسی ہین جو شوق ہے تنہائی کا
دوست اسواسطے نہلا کے پنہاتے ہین کفن ۔ مرنے والونکو نہین شوق خود آرائی کا

شعرگوئی کا رہے شوق لطافت تا مرگ ۔ سلسلہ جانے نپائے فن آبائی کا

وقت پیری جبکہ وصلِ نوجوان ہوجائیگا ۔ تیر اگر زیب آغوشِ کمان ہوجائیگا
جبکہ دل مثلِ جرس گرمِ فغان ہوجائیگا ۔ کاروان فرقت مین اشکون کا روان ہوجائیگا
بحرِ غم مین تن جو زار و ناتوان ہوجائیگا ۔ کشتی عمرِ روان کا بادبان ہوجائیگا
آتشِ گل کو اگر بھڑکائیگی بادِ بہار ۔ سنبلِ گلزار اوڑ اوڑکر دھوان ہوجائیگا
آمد آمد جب مری خوش قدکی ہوگی باغ مین ۔ سرو استقبال کرنے کو روان ہوجائیگا
جب خزان آئیگی گل اوڑجائینگی گلزار سے ۔ بلبلو تمکو قفس ہر آشیان ہوجائیگا
وقت آخر شعرگوئی کا زیادہ ہوگا حس ۔ پیر جب ہونگے کمال اپنا جوان ہوجائیگا
عشقبازی کا بھرا کرتے ہین دم اکثر رقیب ۔ تیغِ قاتل جب کھنچے گی امتحان ہوجائیگا
کبر و نخوت سے نہ تن تن کر چلو اے خوش قدو ۔ ایک دن یہ تیر مانندِ کمان ہوجائیگا
ربط معشوقون کی زلفون سے رہیگا بعد مرگ ۔ صرف شانون مین مراہر استخوان ہوجائیگا
بامِ جانان پر پہنچ جائینگے ہین زار و نحیف ۔ ہمکو دودِ آہ مثلِ نردبان ہوجائیگا
کسقدر عاشق صفائی قلب سے حیران ہین ۔ راز بھی جو کچھ چھپائینگے عیان ہوجائیگا
عندلیب زار و لاغر ہین بہار آنے تو دو ۔ مثلِ بو گل مین ہمارا آشیان ہوجائیگا
غیظ سے دیکھیگا جب وہ کہہ سکونگا کچھ نہ مین ۔ حلقہ چشمِ حسین قفلِ دہان ہوجائیگا
جان کر دلسوز ہم باتین کرینگے شمع سے ۔ کوئی تو محفل مین اپنا ہمزبان ہوجائیگا

مین پڑا رہجاؤنگا سر پر لیے بارِ گناہ
ہاے محشر مین روان سب کاروان ہوجائیگا

گل چٹک کر باغ مین ہر بار دیتا ہی صدا
جسپہ آئیگی بہار اِک دن خزان ہوجائیگا

تیر جب قاتل لگائیگا دہانِ زخم مین
شکر احسان کے لیے گویا زبان ہوجائیگا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے تو کہتی ہے اجل
ایکدن رخصت یہ تازہ میہمان ہوجائیگا

تن سے عاشق کے نکلکر روح دیتی ہے صدا
ہاے میرے بعد ویران یہ مکان ہوجائیگا

بیت کے بدلے جنان مین بیت دینگے اہلبیت
توجو اونکا اے **لطافت** مدح خوان ہوجائیگا

رحم کرتا یار فوراً ہم پہ بدخو کچھہ نتھا
پُر اثر اے نالۂ دل عشق مین تو کچھہ نتھا

اب ہی بہر رزق کیون بے صبر کر وہ عہد یاد
وقتِ طفلی جبکہ ہوش و زور بازو کچھہ نتھا

مثل تیری تھے ہزارون اُنکے دامِ زلف مین
ای دلِ شیدا اکیلا مبتلا تو کچھہ نتھا

خجل کیا بدبات ہی اہل طبع نے جان لی
پھینک دیتا مشک نافے کو جو آہو کچھہ نتھا

ہوکے خلوت مین مکدر توڑتے آئینہ کیون
منہ دکھا دیتا جو اُنکا صاف زانو کچھہ نتھا

جبسے ہم عاشق ہوے معشوق تو مشہور ہے
ورنہ ای بُت حسن تیرا کچھہ نتھا تو کچھہ نتھا

تیری بی فیضی کا یون ہوتا نہ شور ای اشکِ چشم
کونپلین پیدا جو کرتی شاخ آہو کچھہ نتھا

جذبِ دل سے کھینچتا لیلا کو ای قیس اپنی سمت
میری شاگردی نہ کی کیون آگے گر تو کچھہ نتھا

وصل کی شب دل سے دھو جاتا مری فرقت کا غم
ہنستے ہنستے گر نکلتے اونکے آنسو کچھہ نتھا

اوس ستمگر نے کہاٹر پانا کیا آتا نتھا
قتل کرتا تھا جو اِک دم مین بلا کو کچھہ نتھا

گو مین اونکے سامنے روتا تھا پر آتی ہنسی ہے
پونچھ لیتے وہ اگر آنچل سے آنسو کچھہ نتھا

پھر نہ رہتا شکوہ رونے کی خبر ہوتی اونھین
تار اشکون کا لگا دیتے جو آنسو کچھہ نتھا

تُمنے آنچل مین جو باندھا اور عزت ہوگئی
میری آہِ پُر شرر کے آگے جگنو کچھہ نتھا

سخت جانی تھی ہوا سو جہ سے عاشق نہ ذبح
کیون ہو شرمندہ قصورِ دست و بازو کچھہ نتھا

کیا عجب گر بزم مین وہ آپ ہی دیتا شراب
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا کرتا مرے دندان سے سحاب
جب دوا پی عاشقِ بیمار نے مانع تھے سب
طعن سے کہتے ہین وہ پھر فلک کو دیکھ کر ؏

خود بخود ہوتا اگر عاشق کو اچھو کچھ نہ تھا
تھا گہر چشمِ صدف کا ایک آنسو کچھ نہ تھا
زہر پیتے وقت پھندا اور اُچھو کچھ نہ تھا
پشت جو پھیری ادہر ثابت ہوا رو کچھ نہ تھا

ہو گیا بیتاب ہر معشوق سنتے ہی غزل
تھی **لطافت** عاشقانہ شعر جادو کچھ نہ تھا

عشق آہمین بھر گیا ہے کربلا کی خاک کا
پھوٹ نکلا رنگ کندن سا جو اُس بیباک کا
ایکدن مٹی مین ملجائیگا بیجا ہے غرور
درد سر ہوتا ہی عطرِ مشک و عنبر سے سدا
شانہ بنکر زلف مین سر حسینون کے چڑھا
ہجر مین اوسکے ہماری چشم تر دریا بنے
خوب نہلایا تجھے حمام مین اے سیم تن ؏
بنکے دریا مین بگڑ جاتا ہے ہر جام حباب
کسقدر مضمون ہین وصفِ بام جانان کے بلند
دیکھتا کوئی نہین تاریخ و روز و سعد و نحس
آئنہ مجمر بنا اللہ ری گرمی حسن کی ؏
دل پہ ہی جو کچھ گذرتی جلد دیتا ہے خبر ؏
یار کی ذرہ نوازی سے یہ ہوتی ہے اُمید
یادِ ابرو مین غش آیا مجکو جو نکائے کوئی
ناتوانی ہی بڑھی جیسی گڑ اجاتا ہون مین

ہی دلِ وابستہ یا صرہ ہی خاکِ پاک کا
کامدانی بنگیا کپڑا ہر اک پوشاک کا
خاکساری چاہیے انسان ہی پتلا خاک کا
سونگھنے والا ہون اونکی ململجی پوشاک کا
مرتبہ دیکھے کوئی میرے دلِ صد چاک کا
مردمِ دیدہ پہ کیون دہوکا ہو پیراک کا
زر سے بھرنا چاہیے کیسہ تری دلاک کا
سر پھرا گرداب کیون ہمسر ہوا ہے چاک کا
ہوش اوڑتا ہی یہان ہر طائرِ ادراک کا
قطع کرنا ہے جو منظور آخری پوشاک کا ؏
عکس جسدم پڑ گیا اُس روئے آتشناک کا
ہجر مین ہر اشک ہر کارہ بنا ہی ڈاک کا
ہو جو کوچے مین ٹھکانا میری مشتِ خاک کا
دے کے چھینٹا منہ پہ آبِ خنجرِ سفاک کا
دب گیا تن پر پڑا گر ایک ذرہ خاک کا

خاک سے افلاک تک جو ساتھ ہوا ہی شہسوار
بلبل دل اسقدر سینہ مین گھبراتا ہی کیون
صبح اوٹھہ کر یار نے مانجھے جو دندان صبیح
ماہ نو ٹھہ کر جڑ دیا جسکو سر پر چرخ نے
پھوٹ نکلا رنگ تن پہنا جو ملبوس سفید
میکشونکی سردی و گرمی گذرتی ہے ہا یونہین
عشق مین پرکار کے صورت ہی چکر پاؤن کو
اشک کے دریا مین ہمنے جبکہ مارے ہاتھہ پاؤن
ہاتھ ہی آنکھو نہین ہاتی ہین عقیق لخت دل

رکھہ فرشتہ چاکر اپنے توسن چالاک کا
پسلیون مین اپنے عالم ہی قفس کی چاک کا
شاخ خوشبو سے سوا عالم ہوا مسواک کا
ہی گریبان کتنہ اور اوترے تری پوشاک کا
دردسر کیون ہو حسین کو صندلی پوشاک کا
دھوپ میخانے کی کوٹھی کی ہی سایہ تاک کا
سرچرا دوران مین ہمسر ہوا ہے چاک کا
آشنا دن کو گمان ہونے لگا پیراک کا
منہ نہ دیکھا ان نگینون نے کبھی حکاک کا

حشر کے دن اے لطافت ہی خدا سے التجا
ہاتھہ مین ہو میرے دامن سید لولاک کا

مہربان ہائے فلک تو کبھی ہمسر ہا نہوا
لاکھہ چاہا مگر اپنا وہ ستمگر ہا نہوا
قتل کیا ہمنے سدا یاد مین اون زلفون کے
اوسکی افشان کے ستارے جو گرے وقت خرام
خوف بدنامی جلاد سے سوکھا یہ لہو
خود پسندون کو نہین غیر کی خوبی سے غرض
دولت عشق سے باطن مین تو ہون صاحب زر
کب نہ یاد رخ جانان مین لہو مین رویا
دولت فقر سے ہو دولت عقبےٰ حاصل
شب کو اس شوخ نے کی لوٹ کے کافور نمبہ بستر

وصل اوس ماہ کا اک رات میسر نہوا
نہوا پر نہوا پر نہوا پر نہوا
آکے بپا خانۂ زنجیر مین محشر نہوا
آسمانون کا گمان کسکو زمین پر ہا نہوا
ترے خون سے کہین نام کو خنجر نہوا
عطر سے جامہ کسی گل کا معطر نہوا
غم نہین گو کہ مین ظاہر مین تونگر ہا نہوا
غیرت تختۂ گل کب مرا بستر ہا نہوا
جو کہ افلاس کو سمجھا وہ تونگر ہا نہوا
آنکھ شبنم کی روش گل کا جو بستر ہا نہوا

کہتے آئے ہین رُخِ یار کو سب آئینہ
جا کے دیتا مرا یارانِ عدم کو نامہ
صفتِ موے کمر ہین جو لکھا تھا نامہ
خاکساری سے غرض رکھتے ہین اہلِ جوہر
مہِ نو کا ہی گمان قدِ خمیدہ پہ مرے
دیکھ کر قد کو ترے سرو نے یہ چھانی خاک
کچھ نہ کچھ داد وہ دیتا مری حیرانی کی
پردہ رکھ لیتی مرا عالمِ عریانی مین
بوسہ ابرو کا لیا مینے تو بولا قاتل
سنگدل بُت کی نہین یاد دلِ وحشی کو

کون کون اپنے زمانے کا سکندر نہوا
ہاے ایسا کوئی دنیا مین کبوتر نہوا
اوڑتے ہی بس مجھے معلوم کبوتر نہوا
دیکھ لو صاحب اکسیر تونگر نہوا
عشق ابرو مین تو ایسا کوئی لاغر نہوا
پاؤن تک گڑ گئے مٹی مین پہ ہمسر نہوا
مین کب آئینہ بنا جبکہ سکندر نہوا
تجھسے کام اتنا بھی ای رشک کی چادر نہوا
ہاے اسوقت مرے ہاتھ مین خنجر نہوا
شکر ہے ہاتھ مین دیوانے کے پتھر نہوا

کج اداؤن نے سدا ٹیڑھی سُنائین باتین
ای لطافت کبھی سیدھا یہ مقدر نہوا

سوال نور تھا اوس رُخ سے جب کمال نتھا
کبھی وہ دن تھے کوئی کام جز وصال نتھا
ہلال عید نکل کر خجل ہوا کیسا
وہ اپنی بام پہ ابرو دکھانے آئے تھے
فلک پہ مہر کا مُنہ پھیر کر وہ رُخ بولا
جو ہجر مین شب عید آئی دل کیا ٹکڑے
چمک گیا تھا ترس کر کسی کا ناخن پا
غضب ہی سامنے میرے وہ غیر سے لڑکر
کل آپ نے مجھے غیرون مین گالیان دی تھین

لیے تھا کاسہ خالی فلک ہلال نتھا
مزے تھے خواب مین بھی ہجر کا خیال نتھا
ہزارون انگلیان اُٹھتین نگیون کمال نتھا
کمال خیر ہوئی شام کو ہلال نتھا
کیا جو بدر کو شرمندہ کچھ کمال نتھا
ہمارے قلب کو تھا نیشتر ہلال نتھا
فلک پہ شام کو ثابت ہوا ہلال نتھا
پھر اسطرح سے ملے جیسے کچھ ملال نتھا
مگر حضور کو اس بات کا خیال نتھا

خدا بچائے تمھین چشم بد سے اے صاحب
جو ابکی سال ہے جوبن یہ اگلے سال نتھا

کنارہ جام کا کہتا ہے ٹوٹ کر ساقی
یہ میکدہ تو فلک تھا مگر ہلال نتھا

جو ابھرا داغِ جنون سر پہ تھا گریبان چاک
جب آفتاب نمایان ہوا ہلال نتھا

وہ یاد آئی پھر آیا مرا دلِ مجروح
بہت تھے زخم سوا اسکے اندمال نتھا

جو ذکر حضرتِ یوسف کیا تو وہ بولے
ارے ہماری طرح سے وہ خوش جمال نتھا

کبھی وہ دن بھی زمانے مین اے لطافت تھے
خوشی وصال کی تھی ہجر کا ملال نتھا

کیا حاکم مجھے اللہ نے ملکِ تحمل کا
ملی مسند شکیبائی کی اور تکیہ توکل کا

پڑے ہین دانے شبنم کے پھنسے دل کیون نہ بلبل کا
بہارِ باغ نے ہے جال پھیلا یا رگِ گل کا

گلستان مین ہے دم نکلا یہ کس ناشاد بلبل کا
کہ سنبل بال کھولے ہے گریبان چاک ہے گل کا

غزل مین آج یارب وصف لکھتا ہون میں کس گل کا
صریرِ کلک ہے کاغذ پہ یا نالہ ہے بلبل کا

اثرا سب زمزمو نمین تھا صدائے خندۂ گل کا
بہار آتی ہی غنچہ کھل گیا منقار بلبل کا

بنا گنجِ قفس مین اشک خونین چشمِ بلبل کا
اوڑا فصلِ خزان مین رنگ جتنا چہرۂ گل کا

ہوا در اصل ہمدانہ رقیب الفت مین بلبل کا
چمن مین شمع مین جلوہ ہے دیکھو ایک ہی گل کا

کیا عالم دگرگون ہائے ناداری نے بلبل کا
خزان کی فصل آتے ہی ہوا توڑا زرِ گل کا

قفس بنتا ہے تابوتی جو موسم آگیا گل کا
جنازہ خانۂ صیاد سے اوٹھے گا بلبل کا

قرین زلفِ مسلسل کی ہین انکے کان مین بالے
تماشا فلسفی دیکھین نئی دورو تسلسل کا

کیا شبنم کو گریان گل کو خندان زمزمے کرکے
شگوفہ چھوڑ نا دیکھے کوئی گلشن مین بلبل کا

تہ و بالا ہوا جو دل تمھاری زلف مین الجھا
اشارہ ہے یہ شانے کی ترقی کا تنزل کا

جنون مین نالۂ دل کی صدا سینہ سے آتی ہے
مرا چاکِ گریبان چاک ہے منقار بلبل کا

چڑھا جب چار کے کاندھے پہ مردہ گور مین اترا
دکھایا حال دنیا کی ترقی کا تنزل کا

خطِ گلزار کی وہ تُرکِ ظالم مشق کرتا ہے | سیاہی کی جگہہ پر صرف ہوگا خون بُلبل کا

قوافی اور بہتیرے ای لطافت کم کہی اس سے
پسندِ طبع تھا بس قافیہ گل اور بُلبل کا

میرے نشانہ بننے کا انداز دیکھنا
تم جبکہ اپنے تیر کی پرواز دیکھنا

مشکل ہین اسپ یار کی انداز دیکھنا
طاوس ہے بہشت کا طناز دیکھنا

خود کھینچ کے آؤ بیٹھو تو اکدن بگڑ کے تم
منظور ہے جو عشق کا اعجاز دیکھنا

صیاد کا یہ ظلم ہی بلبل کے حق مین قہر
ہر دم ٹٹول کر پر پرواز دیکھنا

مشکل ہے کوئی حضرتِ موسیٰ سے پوچھ لے
میرا نیاز اور ترا ناز دیکھنا

وہ بن سنور کے نکلے ہین کہتا ہی مجسے حسن
پہلے ادا مین دیکھ لو پھر ناز دیکھنا

حسرت ہی اپنے مرنے کی اسواسطے مجھے
منظور تیرے لب کا ہے اعجاز دیکھنا

ای زائر بنائی خلیل اپنے دل کو دیکھ
منظور ہے جو کعبہ خداساز دیکھنا

ان گورے گورے کالو نپہ خطِ سیاہ ہے
شہباز حسن کے پر پرواز دیکھنا

دنیا مین زندہ ہوتے سکندر تو دیکھتے
آئینہ اوس پری کا بصد ناز دیکھنا

سبزہ ہی پشت لب پہ قریبِ دہانِ یار
عنقا نے کھولے ہین پر پرواز دیکھنا

آتی ہی یاد شرم تمھاری شبِ وصال
نیچی نگہ سے مجکو بصد ناز دیکھنا

منہ پر رکھا جو منہ تو کہا اُسنے ناز سے
سن لے نہ کوئی بوسو نکی آواز دیکھنا

مژگانِ چشمِ یار پہ آیا ہے دل مرا
بلبل میان پنجۂ شہباز دیکھنا

ابرو پہ بل ہے ہاتھ مین ہے تیغ عاشقو
گھر سے وہ آج نکلے ہین انداز دیکھنا

کیونکر کہون کہ قبرِ لطافت پہ آؤگے
دو گام چلنے دیگا نہ یہ ناز دیکھنا

یار ہو گلشن ہو چرچا ہو شرابِ ناب کا | لطف اوسدم ہی دلا سیرِ شبِ مہتاب کا

ای مہوس ہی مقام اسمین دلِ بیتاب کا
خندۂ دندان نما جب وہ کرینگے وقتِ سیر
داغِ دل نے بعد مُردن اپنا دکھلایا فروغ
عشقِ زلفِ یار مین وحشت ہوئی جب وقتِ غسل
اپنا مرغِ نامہ بر لوٹن کبوتر ہو گیا
بہرِ سجدہ سر جھکایا جان کر ہنگام قتل
سیم تن کے عشق مین مارا دلِ بیتاب کو
ہای صد افسوس جب آتا ہے ہنگامِ اجل
حال لکھون ہجر کی شب کا بیاضِ چشم پر
ناف کسن بحر کرم کی آ گئی اسکو نظر
لکھدیا نامے مین لفظِ بیوفا اے نامہ بر
میری چشمِ تر کے آگے خلق مین رتبہ گھٹا
بیقرارون کے سبب اہلِ صفا کا حسن ہے
قلقلِ مینا ہے آوازِ بکا ساقی بغیر
دشمنِ دانا سی بخوف و خطر ہین اہلِ سوز
رنگِ کندن سا جو دمکا اسکے رُخ کا باغ مین
ہو گیا ثابت مجھے عنقا ہی پھندے مین پھنسا
اس دلِ مضطر کو کیونکر شعلہ رو دینگا ہے عشق
چاندنی مین اوج پر آیا جو میرا اشک
ہجر کی شب ایک کا جلوہ نظر آتا نہین
میرے نالون سی لگی پانی مین یہ دریا پہ آگ

سینۂ عاشق بھی گویا چاہ ہے سیماب کا
باغ مین چھڑکاؤ ہوگا موتیون کی آب کا
گورِ تیرہ مین ہوا عالم شبِ مہتاب کا
طوق دریا مین بنا حلقہ ہر اک گرداب کا
حال نامہ مین اگر لکھا دلِ بیتاب کا
تیغِ قاتل پر مجھے دھوکا ہوا محراب کا
ہاتھ آیا خوب نسخہ کُشتۂ سیماب کا
اقربا کا زور چلتا ہے نہ کچھ احباب کا
ہاتھ آئے گر قلم کوئی پرِ سرخاب کا
دل مین دریا کے پڑا ناسور کیون گرداب کا
ہی یہی کافی خلاصہ یار کے القاب کا
ابرِ تر کا چاہ کا تالاب کا سیلاب کا
قلعی آئینہ پہ کرنا کام ہے سیماب کا
ساغرِ مے پر ہے عالم دیدۂ پُر آب کا
آگ کو کچھ ڈر نہین ہے موتیون کی آب کا
زر کیا بلبل نے صدقے ہر گلِ شاداب کا
حلقہ جب آیا نظر اُسکی کمر مین ڈاب کا
سخت مشکل ہے ٹھہرنا آگ پر سیماب کا
ہالۂ مہتاب پر دھوکا ہوا گرداب کا
شمع کا تارون کا مہ کا کرمکِ شب تاب کا
شعلۂ جوالہ حلقہ بن گیا گرداب کا

اوسکے جگنو کو جو دیکھا روی روشن کے قریب
ہو گیا دن کو نظارا کرمکِ شب تاب کا

وصل کی شب ہی جو پہلو سے کنارا یار کو
میری بالش مین ہے شاید پر کوئی سرخاب کا

ہی یہ بحرِ اشک مین اپنے تنِ لاغر کی شکل
آشناؤن کو گمان ہوتا ہے موجِ آب کا

عاشقون کو روسیاہون کے سبب تکلیف ہے
وصلِ شب کو کب ہوا سرخاب سے سرخاب کا

کیا زوال ایدلِ شگفتہ خاطرون کے مال کو
دزد نے کسدن چرایا زرگلِ شاداب کا

شعلہ خوئی سی حسین کے ڈر ہی مجھہ مضطر کو گیا
آتشِ گل سے ضرر ہوتا نہین سیماب کا

ای لطافت دل لگا کر اس زمین مین کہہ غزل
استحان مدِ نظر ہے طبع مضمون یاب کا

لیکے جان ہمرہ دل اور کلیجا نکلا
بیچنے عشق کی بازار مین سودا نکلا

شکر ہی دل سے مرے عشقِ مژہ کا نکلا
آ گیا چین جو ہین زخم سے کانٹا نکلا

سر پہ دستار مرے آبلۂ پا کے رکھی
لینے مجنون کے قدم جب کوئی کانٹا نکلا

کہکے ہان منہ سی کیا وصل کا وعدہ نہ وفا
سچ تو ہی قفلِ دہن یار کا جھوٹا نکلا

سر پہ ہے موتیون کا اوسنے لگایا چھپکا
فلکِ حسن پہ لو عقدِ ثریا نکلا

سرخیِ مہر سے سرما مین سمجھتے ہین مست
صبح کو لے کے فلک ساغرِ صہبا نکلا

سنکے پیغامِ وصال اوسنے بصد ناز کہا
پھر وہی ذکر چھڑا پھر وہی قصا نکلا

تیغِ قاتل نے کیا غیظ سے تیغا آکر
زخم کے در سے جو ہین خون ہمارا نکلا

نشہ مین دیکھہ کے خورشید کو مین کہتا ہون
میرے محبوب کا لو نقشِ کفِ پا نکلا

مکر سے غیر نے آنسو ترے آگے جو بہائے
گہرِ اشک جو نکلا بھی تو جھوٹا نکلا

ہمسری کرنے چلا دیدۂ تر سے جو مرے
پاٹ سی اپنی کمر باندھ کے دریا نکلا

راست بازی مین جو کی آہ تو لی جان رقیب
کیا نشانی پہ گیا تیر جو سیدھا نکلا

داغِ حسرت نے جوانی سے یہ پیری مین کہا
رات آخر ہوئی لو صبح کا تارا نکلا

ہنسکے بولا کہ چرایا ہو نہ دم اسنے کہین
کوے جانان سے جو عاشق کا جنازہ نکلا

بعد وصل اوسنے لپٹ کر یہ کہا عاشق سے
سچ بتا حوصلہ اب تو ترے دل کا نکلا

گرم بازاری دنیا نے کیا کیا مشغول
اک کفن لینے کو عریان جو ترا آ نکلا

مانگ سیدھی جو وہ دیکھے تو سکندر یہ کہے
لو نیا پردہ ظلمات کا رستا نکلا

زال دنیا مجھے بیفائدہ بہکاتی ہے
ڈھونڈھتا یار کو اپنے ہون ادھر آ نکلا

ہجر مین تیرے لطافت کا ہوا یہ عالم
جان آئی جو دم ای رشک مسیحا نکلا

عشق سے سینے مین دل تھا تہ و بالا نکلا
آج گہوارے سے یہ نازون کا پالا نکلا

بہر نظارہ ہر اک چاہنے والا نکلا
انکا جوبن جو نیا حسن نرالا نکلا

امتحان عشق کا تھا غیر بنے ہرجائی
اک فقط مین ہی ترا چاہنے والا نکلا

جھک گئی شیشے جو میخانے مین آیا مین مست
بڑھ کے لینے کے لیے مے کا پیالا نکلا

ریگ صحرا کی ردا پر جو پڑی چادر ماہ
اوڑھ کر قیس بیابان مین دوشالا نکلا

ہجر دلدار مین کس چین سے غصہ کھایا
کوہ سمجھا تھا جسے منہ کا نوالا نکلا

عارض سرخ نے اس گل کے جلایا ایسا
داغ سینے پہ لیے خاک سے لالا نکلا

صف مژگان کو دکھاتے ہین اولٹکر وہ نقاب
قتل عشاق کو ترکی یہ رسالا نکلا

سونگھ لی زلف تری مار سیہ نے شاید
حلق مین زہر کا اس وجہ سے چھالا نکلا

الفت زلف سیہ کا ہے یہ رگ رگ مین اثر
فصد سودے مین جو لی خون بھی کالا نکلا

دھوپ ہی وادی محشر مین ہون پھرتا برباد
تونے اے قبر مجھے گھر سے نکالا نکلا

خط پر نور ہی اوس چاند سے چہرے پہ عیان
حسن ہے گرد جو مہتاب کے ہالا نکلا

آبرو خاک دہن کی رہی دندان جو گئے
درج بیقدر ہے موتی کا جو مالا نکلا

جگر و جان و دل و ہوش و خرد کو کھویا
کی جو سوداگری عشق دوالا نکلا

آسیا سان رہی ہم نالہ کنان سرگردان
لقمۂ غیر بنا منہ سے نوالا نکلا

بیستون پر ہے یہ تفریح کا شیرین کے خیال
سرِ فرہاد کا خون بنکے ہالا نکلا

ہندوِ خال نے اوس رخ پہ کیا تھا قبضہ
خانۂ حسن کا خط لے کے قبالا نکلا

اے لطافت جسے سمجھا ہے زمانہ بجلی
کسی بیتاب کے دل سے ہے یہ نالا نکلا

اسباب دنیوی کا کرون مین خیال کیا
دو دن کی زندگی مین خوشی کیا ملال کیا

اُس ماہِ چاردہ کے مقابل ہلال کیا
ناقص ہوا جو ہمسرِ کامل کمال کیا

مہندی لگا کے خون مرا اپنے سر لیا
صاحب پسے ہوون کو کیا پائمال کیا

چشمِ صنم سے ہو کے خجل راہِ دشت لی
آنکھین دکھائین شہر مین آکر غزال کیا

ابروے یار کی جو ثنا شعر مین لکھی
تابندہ دائرے ہوے شکلِ ہلال کیا

اک دل تھا میرے پاس تو وہ آپ لیچکے
جانِ حزین کا کیجیے گا اب سوال کیا

تعریف چشمِ یار ختن مین جو مین کرون
آنکھین چُرا چُرا کے ہرن ہون غزال کیا

دولت سے عشق پاک کی دل ہے غنی مدام
آگے مرے خزانۂ قارون ہے مال کیا

وہ ماہرو فرس جو اوڑاتا ہے شام کو
بنتے ہین نقشِ نعل سے ہر جا ہلال کیا

جاؤن جو مین فریفتہ چشمِ مستِ یار
آنکھین بچھائین دشتِ ختن مین غزال کیا

کسطرح دل سے جائیگا اوسکی کمر کا عشق
ہوگا جدا بھلا مری شیشی سے بال کیا

زلفِ صنم کی پائی ہے خوشبو جو مشک مین
نافے کلیجے سے ہین لگائے غزال کیا

مثلِ کلیم دیکھنے والون کو آئے غش
نامِ خدا ہے آپ کا حسن و جمال کیا

تزئین ہے وحشیون کو جہان مین نہین غرض
حاجت ہی سرمے کی پئے چشمِ غزال کیا

رندون سے کہتے ہین مے احمر حرام ہے
تیغِ زبان کرتے ہین واعظ حلال کیا

نزدیک روے یار گریبان کو دیکھنا
خورشید کے قریب ہے نکلا ہلال کیا

اُسنکے پیامِ وصل کہا مجھسے یار نے ؎
شانے سے بل نکلتے ہین بالون کے سر بسر

کیون ہون نہ چشمِ یار کو مین زار ناگوار
مقدور کیا جو خال کو دانے سے دون مثال

ہوتا ہی ماہِ نو کا زمانے کو اشتیاق
تھا مشقِ رُخ پھنسا دلِ پُر داغ زلف مین

کرتے ہین یاد ہجر مین لطفِ وصالِ یار
روشن ضمیر پر کوئی کرتا نہین ستم ؎

بجلی ہے اُسکے کان مین سونے کی جلوہ گر

کچھ خواب دیکھتا ہے اری ہے خیال کیا
ہی عاشقون کا زلفِ صنم پر وبال کیا

پڑتا ہے آنکھ مین تو کھٹکتا ہے بال کیا
زلفِ صنم کو جال کہون مین مجال کیا

ناقص کو بھی خدا نے دیا ہے کمال کیا
طاؤس پر پڑا ہے گلستان مین جال کیا

نعمت کی قدر ہوتی ہے بعدِ زوال کیا
تعزیرِ دزدِ شمع کو دے کو توال کیا

حلقہ بگوش آکے ہوا ہے ہلال کیا

آقا ترا ہے ساقیِ کوثر سا ذی کرم ؎
اب حشر کی عطش کا لطافت خیال کیا

خیالِ زلف مین جامِ شراب ناب دیا
کسے کسے نہ غمِ ہجر نے عذاب دیا

پھرا کے مُنہ ہمین جامِ شراب ناب دیا
ہزار باغ مین بلبل تمھین پکارا کی ؎

شبِ وصال مجھے تھا یہ صبح کا دھڑکا
جلایا بادہ کشی مین بھی اوسنے در پردہ

ترے مریضِ محبت کی غیر حالت ہے
مجھے پسینے کی خوشبو سے یہ ہوا ثابت

کمر ہے نادر و نایاب ہمیشہ آنکھین ؎
شبِ فراق عجب گفتگو رہی تا صبح ؎

اندھیری رات مین ساقی نے آفتاب دیا
جگر کو درد دیا دل کو اضطراب دیا

سکھا کے نخلِ تمنا کو اوسنے آب دیا
نہ پھوٹے مُنہ سے کبھی اے گلو جواب دیا

نہ گنجفہ مین ہی اوس مہ کو آفتاب دیا
شراب غیر کو دی اور مجھے کباب دیا

اکہ دیکھ کر ہی طبیبون نے بھی جواب دیا
کسی نے نخلِ قدِ یار مین گلاب دیا

دہن خدا نے صنم تجھکو لاجواب دیا
سوال مین نے کیا شمع نے جواب دیا

کسی کے ہجر مین آنسو بہے جو آنکھون سے
فلک نے جھک کے مجھے داہنِ سحاب دیا

شبِ فراق مرا دل جلا گیا افسوس
نہ چشمِ تر نے بجھانے کی خاطر آب دیا

بری ہین دہر مین روشن‌ضمیر غفلت سے
خدا نے دیدۂ انجم کو کب ہی خواب دیا

کیا سوال جنون جبکہ میری رگ رگ نے
زبانِ نشترِ فصاد نے جواب دیا

سدا فراق مین تڑپایا اُس ستمگر نے
نہ جان لی نہ ہمارا دلِ خراب دیا

کیا جو حسن نے ہر دل عزیز عالم مین
ہر اک نے چاہ سے یوسف اسی خطاب دیا

تصورِ آپ کی نامے کا چشمِ تر مین ہی یون
عریضہ جیسے کسی نے میان آب دیا

نہین جہان مین دانا کو کچھ ثبات سے ربط
خدا نے آبِ گہر کو کہان حباب دیا

نہین ہے آتشِ دوزخ کا ای لطافت خوف
کہ ہے خدا نے مجھے دیدۂ پُرآب دیا

مست مے کی ایک ہی ہیکر گلابی ہو گیا
انکھڑیون کا رنگ اے دلبر گلابی ہو گیا

ساتھ سویا فصل گرما مین جو میرا گلبدن
جب پسینا آگیا بستر گلابی ہو گیا

پھول پہنے باغ مین آیا جو میرا نازنین
غنچۂ تر شاخ پر کھل کر گلابی ہو گیا

وقت زینت عکس جب گلبرگ سے لب کا پڑا
یار کی نتھ کا ہر اک گوہر گلابی ہو گیا

عشقِ گل مین جبکہ میری فصد لی فصاد نے
رنگ آکر خون کا نشتر گلابی ہو گیا

ہاتھ بہرِ فاتحہ رکھا حنائی اُسنے جب
عکس پڑ کر قبر کا پتھر گلابی ہو گیا

رنگ ہی برسات مین کیون خوش نہون عاشق مزاج
ساون آیا ہر پری پیکر گلابی ہو گیا

سامنا گلشن مین جب اُس شوخ کے رخ سے ہوا
رنگ اوڑ کر لالۂ احمر گلابی ہو گیا

میری قاتل کی زمین پر جبکہ خونریزی سُنی
رنگ مریخ فلک ڈر کر گلابی ہو گیا

وقت مے نوشی جب اُسنے دستِ رنگین مین لیا
دفعتہً بلّور کا ساغر گلابی ہو گیا

اوس لبِ رنگین کے آگے اسقدر خجلت ہوئی
سُرخ تھا یاقوت رنگ اوڑ کر گلابی ہو گیا

گل کھلائے تو مگر بدلا نہ یہ رنگ اے بہار
بلبلون کا کیون نہ ہر اک پر گلابی ہو گیا

نشہ مین عشاق سمجھے شام کو پھولی شفق
جب ڈوپٹہ انکے زیب سر گلابی ہو گیا

اللہ اللہ عارض گلگون کی تیری شوخیان
آئینہ پر توسے اک چادر گلابی ہو گیا

نازکی مین اے لطافت بوسہ کیون تمنے لیا
گورا گورا عارض دلبر گلابی ہو گیا

مائل گریہ جب اپنا دیدۂ تر ہو گیا
دشت دریا ہو گئی دریا سمندر ہو گیا

دیکھتے ہی قرح مین محزون و مضطر ہو گیا
یاد ابرو مین ہلال عید خنجر ہو گیا

میکشی پر باغ مین مائل جو دلبر ہو گیا
غنچے پیمانے بنے ہر پھول ساغر ہو گیا

قامت موزون جانان کی اگر لکھی ثنا
ہاتھ مین میرے قلم شاخ صنوبر ہو گیا

عکس حسد ہم پڑ گیا اُس بادشاہ حسن کا
آئینہ رتبے مین مانند سکندر ہو گیا

جبکہ بھیجا خط شوق اوس بادشاہ حسن کو
اوڑتے ہی رشک ہما اپنا کبوتر ہو گیا

جب لکھی اُس مہروش کی روے روشن کی ثنا
ماہ نو ہر دائرہ ہر نقطہ اختر ہو گیا

ہاتھ پھر فاتحہ رکھا حنائی اوسنے جب
لعل سے رنگین مرے مرقد کا پتھر ہو گیا

خاک مین مجکو ملاتا ہے جو وہ رشک قمر
ہاے کیا ذرہ مرے طالع کا اختر ہو گیا

پان کھا کر مجکو دکھلائے جو دانت اُس شوخ نے
درج مرجان مین گمان سلک گوہر ہو گیا

کہتے آئے ہین سب آئینہ رخ دلدار کو
کون کون اپنے زمانے کا سکندر ہو گیا

آتے ہی ساقی کے نکلی آج شیشہ سے شراب
مست کیسی بادہ بھی جامے سے باہر ہو گیا

ہو گئی معراج پہنچا بام جانان پر جو مین
جب دیا پیغام تو قاصد پیمبر ہو گیا

عاشق افتادہ کو جب خواہش گلشن ہوئی
داغ سینے کے گل تر دل صنوبر ہو گیا

غیرت نکہت نفس ہے رشک غنچہ وہ دہن
منہ سے منہ ملکر دماغ اپنا معطر ہو گیا

سخت جانی سے مجھے حاصل ہوئی شرمندگی
ہاتھ قاتل کے جھکے اور کند خنجر ہو گیا

عکس روے یار آئینہ مین آینہ بنا
ہم سمجھتے تھے عرض جسکو وہ جوہر ہو گیا

شیخ کو کعبہ برہمن کو مبارک بتکدہ
ہم فقیرون کا درِ جانان پہ بستر ہو گیا

ای لطافت جو ہوا دل سے گدائے پنجتن
چار دن مین رشکِ شاہِ ہفت کشور ہو گیا

قتل پل مین عاشقِ محزون و مضطر ہو گیا
جب صف آرا یار کی مژگان کا لشکر ہو گیا

رنگ خونِ عاشق اس خنجر پہ جوہر ہو گیا
یہ عرض تقدیر کی تیزی سے جوہر ہو گیا

قتل وحشت مین کیا مجھ زار کو پوشاک نے
حلق پر میرے گریبان مثلِ خنجر ہو گیا

ناتوانی ختم مجھپر اور اونپر نازکی
فرطِ عشق و حسن سے رتبہ برابر ہو گیا

خطِ روے یار کے عاشق ہین بوسے لے رہے
یہ صحیفہ اب تو قرآن کے برابر ہو گیا

خاک پر مردہ پڑا تھا ملتے ہی جان آگئی
آفتابِ حشر مجکو مے کا ساغر ہو گیا

نشۂ دولت کا چڑہا ایسا کہ منعم مست ہین
بادۂ نخوت سے مملو کاسۂ سر ہو گیا

قد جو بوٹا سا ترا گلزار مین آیا نظر
دار کے مانند قمری کو صنوبر ہو گیا

چشم بینا سے جو دیکھی صنعتِ حق کی بہار
ہر ورق گل کا نظر مین ایک دفتر ہو گیا

خط بنا کر غیرتِ آئینہ رخ کو کر دیا
آپ کا حجام بھی رشکِ سکندر ہو گیا

جب خزان آئی چھری بلبل پہ گلشن مین چلی
خشک ہر برگِ شجر ہو ہو کے خنجر ہو گیا

سیر کی ظلمات گیسوے صنم کے لطف سے
صاف اگر پوچھو تو میرا دل سکندر ہو گیا

ہجر مین اب بیقراری نے دکھایا ہے یہ رنگ
طائرِ دل اپنا سیمابی کبوتر ہو گیا

قدِ جانان کی محبت مین جو سیکھی راستی
اوٹھ کے نالہ میرے سینے سے صنوبر ہو گیا

نکہتِ کوے صنم ہے غیرتِ بوے بہشت
جب ہوا آئی دماغِ جان معطر ہو گیا

ناز اوٹھا کر یار کے ملتا ہے بوسہ ہمکو روز
اچھی فردوری ہے روزینہ مقرر ہو گیا

محو خود بینی ہی وہ آٹھون پہر اللہ رے حسن
عکس روے یار کا آئینے مین گھر ہو گیا

دل جلایا میکشی نے رات کو ساقی بغیر
بخل قارون سیکھہ کر نکلا ہے غنچہ خاک سے
دل ہوائے زلف سے برباد و آوارہ ہوا

شعلہ جوالہ مجھکو دورِ ساغر ہوگیا
بند مٹھی ہوگئی جب صاحبِ زر ہوگیا
کالی آندھی مین تباہ اپنا کبوتر ہوگیا

ای لطافت اوس لبِ جان بخش کا بوسہ ملا
آبِ حیوان مجکو گھر بیٹھے میسر ہوگیا

یاقوت لب کا وصف جو خط مین رقم ہوا
بیرحم یارسا کوئی دنیا مین کم ہوا
نقشہ بیاضِ چشم پہ اونکا کہنچے کیون
بینی کا حسن لوحِ رخِ یار پر ہے فرد
معشوق شعلہ رو ہین تو آتش پرست خلق
لاغر وہ ہون ہلاک جو رفتار نے کیا
طنبور سان نہ پیٹ کا ہلکا خدا کرے
سنعم کو جب دیا گیا لکھا ہوا کفن
جھک جھک کے حسنِ یار کی ہی دید ہو رہی
پابند وضع صورتِ پرکار ہم رہے
گلچین ٹپک پڑا دلِ بلبل سے کیون لہو
شہرت مری بڑھی مرے مضمون جب کٹے
جھوٹی سلائی آنکھون نے دی سرمہ دیکے جب
فاقہ کشی مین رہتے ہین خاموش اہلِ ظرف
زندہ جو ہوگا حشر کو عاشق کہے گا یہ

نامے کی ایسی شان بڑھی اک رقم ہوا
قاصد کے خون سے مجھے نامہ رقم ہوا
آنسو جو رنگ ہوے مژہ موقلم ہوا
یہ ہندسہ ہی ایک کا یکتا رقم ہوا
اب لکھنؤ بھی غیرتِ ملکِ عجم ہوا
گھر سے گور یار کا نقشِ قدم ہوا
در پردہ کہدیا جو ہین خالی شکم ہوا
دزدِ کفن کو بردہ ہوا اک رقم ہوا
سر اسلیے ہر اک صفِ مژگان کا خم ہوا
گردش مین دائرہ سے نہ باہر قدم ہوا
شاید کسی چمن مین کوئی پھول کم ہوا
پھولا گلاب اور سوا جب قلم ہوا
تسلیم کو ہر ابروے دلدار خم ہوا
قلقل گئی جو شیشہ کا خالی شکم ہوا
پھر یار پر مرون گا کہ مین تازہ دم ہوا

تشریف لائے قبر لطافت مین جب علی

پروانہ مغفرت کا نشان قدم ہوا

شیرین لبون کا وصف جو خط مین رقم ہوا — شاخ نبات پاکے حلاوت قلم ہوا

پھرنا ہمارا کوہ و بیابان مین کم ہوا — وحشت مین پاؤن پڑکے جو مانع ورم ہوا

پہلے تو دل کے جانیکا رنج اور غم ہوا — انجام سوچے جب تو کہا قصہ کم ہوا

لیلی وشون کے عشق مین یہ ہمکو غم ہوا — مجنون سے بڑھ گئے جو جنون کم سے کم ہوا

اشکون سے چشم تر کے جو رومال نم ہوا — سمجھا فلک جو ابر تو لینے کو خم ہوا

عرش آلہ پہ کلمہ جب رقم ہوا — آئینۂ جمال حدوث و قدم ہوا

مین مرگیا بلا سے مگر اسکا غم ہوا — ظالم ہوا ستم سے پشیمان ستم ہوا

چاہیے اگر عروج تواضع کرے پسند — حاصل ہوا کمال مہ نو جو خم ہوا

نرگس کی بھر بھرائی ہین آنکھین جو بلبلو — بیمار تھے ہوا سے چمن مین ورم ہوا

ہی صاد چشم نون ہی ابرو دہن ہے میم — اسوجہ سے حسین ہمارا صنم ہوا

اچھی کسی کی بات ہو سکو پسند ہے — شداد سے چھپا جو گلستان ارم ہوا

جھکتے ہین مایہ دار تو مفلس کا ہے بھلا — مملو پیالی ہو گئی شیشہ جو خم ہوا

لکھا جو اس مسیح کو حال دل مریض — نبض ضعیف ہاتھہ مین میرے قلم ہوا

دیوانہ کرکے قیس کو برباد کر چکے — اب ہی جناب عشق کا مجھپر کرم ہوا

طرفہ سمان ہی قرب دہن اونکا خط سبز — پیدا اثر سے آب بقا کے یہ سم ہوا

پہلو سے آپ اوٹھنے کا لیتے ہین نام پھر — میرے جگر کا درد ابھی تو ہے کم ہوا

روشن ہمارا نام ہوا بعد قتل اور — تو نیر شمع بڑھ گئی جب سر قلم ہوا

دیکھا نہ حسن ہائے وہ آئے چلے گئے — ایسا ادب سے مین پئے تعظیم خم ہوا

دنیا مین موت کا ہی اسی وجہ سے رواج — رنگ آسمان کا سبز جو مانند سم ہوا

دزد حنا جو بنکے لیا رنگ دست یار — چورون کی طرح پنجۂ مرجان قلم ہوا

پیری سی مین جھکا ہون فنا ہونیکے لیے
لاغر ہی سر کو پھوڑ چلین کام عشق مین
صانع کا قصد تھا کہ وہ ابرو بناؤن راست
کھا کھا کے زہر مر گئے عاشق جو آپ کے

ہی نیستی کا نون الف جبکہ خم ہوا
پہلے ہوا تنگاف روان پھر قلم ہوا
جب ہاتھ رعب حُسن سے کانپا تو خم ہوا
آب بقا کی طرح سے نایاب سم ہوا

ہر دل عزیز تھے جو لطافت جہان مین
مرنا ہمارا جسنے سُنا اوسکو غم ہوا

سب بولے مین جو محفلِ جانان مین رہگیا
ملکِ عدم کو قافلے والے روان ہوے
پہلو ہمارا گرم رہا گھر مین رات بھر
زلف اپنی چل کے باغ مین ای غنچہ لب سنوار
فرہاد و قیس نے نہ دیا ہای میرا ساتھ
ای ترک تیرے تیر کا پیکان ٹوٹ کر
تنکو ہمین نکال دیا پاسبان نے
رشک اسقدر ہوا لبِ رنگین یار سے
آغوش پر گمان دبستان ہوا مجھے
دیکھی جو ناز کی لب و رخسار یار کی
ہم وحشیون کے ساتھ اُٹھا یا گیا نہ پاؤن
جوشِ جنون مین ہاتھ مرا ضعف کی سبب
قاتل سے ہمکو ربط رہا بعد قتل بھی
کوچے مین یار کے دلِ پُر داغ کا ہے دخل
چھٹ چھٹ کے رنگ دستِ حنائی کا یار کے

انسان دیکھو جا کے پرستان مین رہگیا
مین دب کے بارِ دفترِ عصیان مین رہگیا
وہ شعلہ رو جو فصلِ زمستان مین رہگیا
تھوڑا سا بل ہے سنبلِ پیچان مین رہگیا
وہ کوہ پر یہ آ کے بیابان مین رہگیا
حسرت کی طرح قلبِ پُر ارمان مین رہگیا
دل چھٹ کے ہای کوچہ جانان مین رہگیا
ہر لعل خون ہو کے بدخشان مین رہگیا
ہر طفلِ اشک آ کے جو دامان مین رہگیا
ہر پھول خار کھا کے گلستان مین رہگیا
آہو ہر ایک تھک کے بیابان مین رہگیا
دامن مین آستین مین گریبان مین رہگیا
داغ اپنے خون کا خنجر بُران مین رہگیا
طاؤس دیکھو روضہ رضوان مین رہگیا
یاقوت مین عقیق مین مرجان مین رہگیا

با آبرو جہان مین لطافت سدا رہے
دل گر کے اوسکی چاہِ زنخدان مین رہگیا

دی ہی دیتا ہی کمال اک روز فضل اللہ کا
عشق آزادون کو ہی کس قامتِ دلخواہ کا
آسمان کے دور مین غم سے کوئی خالی نہین
جسکو کہتا ہی زمانہ آفتاب و آسمان ؎
غیر کا فکو زنخدان کا نہ بوسہ دیجیے
گل نظر آتے ہین ہجر یار مین مانند داغ
وصل کی شب پھر رہا ہون گرد اس محبوب کے
بدمزہ ہو کر دیا بوسہ ذقن کا اُسنے جب
آنکھ جھپکی تھی کہ اک پل مین ہوئی پیدا سحر
بستہ مضمون کا ملون کی کرتی ہین ناقص نظم
آخرِ ماہ اُسکے نورِ رخ سے کرتا ہے سوال ؎
رکھون مین دیوانہ وحدت جو زندان مین قدم
ہی شکم پر اونکے سیلی رونگٹون کی تا کمر ؎
کاتبِ قدرت کی صنعت اونکی پیشانی پہ ہے
ایک بوسہ پر جواب تلخ دیتے ہو ہمین ؎
عالمِ طفلی سے ہم کھیلے ہوے ہین جان پر
کم بضاعت کی نہین عزت غنی کے سامنے

رائگان ہوتا نہین ہے سر پھرانا ماہ کا
کھینچتے پیشانیو نپر ہین الف اللہ کا
نور سے مملو رہا دو دن نہ ساغر ماہ کا
وہ ہی نالہ کا شرارا یہ دھوان ہے آہ کا
دیکھیے ہو جائیگا پانی خراب اس چاہ کا
سرو پر گلزار مین ہوتا ہے دہوکا آہ کا
ماہِ تابان وہ حسین ہے مین ہون ہالہ ماہ کا
ہو گیا معلوم پانی شور ہے اس چاہ کا
کیا بیان ہو مجھسے وحدت کی شب کوتاہ کا
پیٹ بھرتا ہے شکار شیر سے روباہ کا
لیکے گردون مہر کے پنجے مین کاسہ ماہ کا
غل کرے زنجیر بسم اللہ بسم اللہ کا
مرنے والو دیکھ لو ڈہرا عدم کی راہ کا
مصحفِ رو مین ہر ابرو لکہے ہے بسم اللہ کا
ای صنم کڑوا ہے کیا سودا خدا کی راہ کا
مرنے والو ہی عدم نام اپنی بازیگاہ کا
آبرو کھوتا ہے ہونا قرب دریا چاہ کا

پھر وہی روضہ لطافت کو دکھا دے اے خدا
روز و شب مجمع جہان رہتا ہے اہل اللہ کا

رخِ شفاف حسین پر ہین سرِ مو پیدا — جوہر اب کرنے لگا آئنہ رو پیدا

دمِ گریہ ہین شررِ آہ کی ہر سو پیدا — بیشتر ہوتے ہین برسات مین جگنو پیدا

گہرِ بیش بہا آنسوون کے تلتے ہین — ہوئی اسواسطے ان آنکھون کی ترازو پیدا

کسکے کوچے کی اسے باغِ جہان مین ہی تلاش — صاف قمری کی صدا سے ہی جو کوکو پیدا

شاعرو اس رخِ روشن سے مقابل ہو جب — بدر مین ہو جو خط و گیسو و ابرو پیدا

صحبتِ نیک سے کیا نفع بدونکو اے دل — گُل ترکے ہوئی کب خار مین خوشبو پیدا

اونکی آنکھونمین ہین سرمہ کی غضب دنبالی — ابتو کرتے ہین نئی شاخ یہ آہو پیدا

نہین سیندور کا ٹیکا یہ بھوونمین اے بت — سانپ کی طرح سے سن کرتے ہین بچھو پیدا

بھول کر فرقتِ ساقی مین پیون مین جو شراب — حلق تک گھونٹ بھی پہونچے تو ہوا چھو پیدا

گھر مین بیٹھے ہین نظارا ترا ہر پل ہے نصیب — آنکھ کی بند جو ہمنے تو ہوا تو پیدا

بعد مردن بھی عروجِ شررِ آہ رہا — قبر کے ہوتے ہین مری خاک سے جگنو پیدا

معجزے کو لبِ جان بخش نے ایجاد کیا — چشمِ جانان سے ہوا خلق مین جادو پیدا

شرمگین یار کا ہے تخمِ محبت بو یا — ہوگا میرے چمنِ دل مین لجالو پیدا

غیرتِ عطر پسینا ہی بس اے رشکِ بہار — تو جو لیٹا گُلِ قالین مین ہوئی بو پیدا

جب سے نظرونمین سمایا نہ رہی کوئی دوئی — آئنہ مینے جو دیکھا تو ہوا تو پیدا

شغل بیجا مین لطافت نہ کرا وقات بسیر
کہ ہوا محض عبادت کے لیے تو پیدا

قتل کرکے مجھے کیا پائیے گا — دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

دفن کرکے مجھے بولے احباب — ہم بھی آتے ہین نہ گھبرائیے گا

دل مرا چھین کے جاتے تو ہین آپ — پھر بھی تشریف کبھی لائیے گا

جان دیتا ہون مین صبحِ شبِ وصل — دفن کر لیجیے تو جائیے گا

عاشق زلف سے وہ کہتے ہین
کیون برہنہ ہوے خلوت مین آپ

قطعہ
طالبِ دیدارنے جب اونسے کہا
بولے وہ دیکھنے آئے تو ہین آپ

وصل کی رات ہی باقی نہین صبح
عشق ظاہر جو کیا وہ بولے

غیر سے صورتِ اخلاص نہین
ہوگی مشکل مری آسان دم مین

قطعہ
مال منعم کو صدا دیتا ہے
مین تو رہجاؤنگا اورون کے لیے

سر مغرور سے کہتی ہے زمین
ہم جو پیدا ہوے چلائی اجل

آج ہم خوب سے بوسے لین گے
کرکے پامال وہ فرماتے ہین

کہیے اس پیچ مین پھر آئیے گا
ہم جو لپٹین گے تو شرمائیے گا

آپ کب تک مجھے ترپائیے گا
مثل موسیٰ ابھی غش کھائیے گا

ابھی سورہیے کہان جائیے گا
امتحان ہوگا تو گھبرائیے گا

لاون قرآن قسم کھائیے گا
نزع مین آپ اگر آئیے گا

جمع کرکے مجھے کیا پائیے گا
آپ دنیا سے چلے جائیے گا

ایک دن ٹھوکرون مین آئیے گا
کدہر آپ آئے کہان جائیے گا

اور کیا کیجیے گا جھنجلائیے گا
پھر نہ قدمون کی قسم کھائیے گا

ہے لطافت کو بہت قبر کا خوف
یا علی بہر مدد آئیے گا

اوسکے عارض سے پسینا جب ٹپکتا جائیگا
گر یہوں گا فرقت ساقی مین بھولے سے شراب

بیقراری کا لکھین گے حال خط مین ہم اگر
میکشی سے دل بھریگا ساقیا برسات مین

وہ کمان ابرو جو ہوگا مائلِ تیر افگنی

عطر گل کی بو سے ہر کوچہ مہکتا جائیگا
گھونٹ ہر اک حلق مین میرے اٹکتا جائیگا

مثل دل کے مرغ نامہ بر پھڑکتا جائیگا
شیشہ خالی ہوگے جب ساغر چھلکتا جائیگا

مرغ ناوک تیز دستی پر پھڑکتا جائیگا

غرفہ مین چلمن اولٹکر بیٹھیے گا آپ اگر
جو ادھر سے جائے گا صورت کو تکتا جائیگا

جب وہ قاتل کند خنجر سے کریگا مجکو ذبح
خون ہر اک چشم جوہر سے ٹپکتا جائیگا

ہوگی مجھہ عاشق سے نفرت وصل کی شب بھی اگر
ساتھہ سوئیگا تو پہلو سے سرکتا جائیگا

حسن کیا پیدا کیا ہی بازوون نے آپکے
جو کوئی دیکھے گا مچھلی سا پھڑکتا جائیگا

حاجت شنجرف ہوگی نامہ لکھنے مین اگر
جا بجا خون اپنی آنکھون سے ٹپکتا جائیگا

یار سے ہم کہہ سکین گے کسطرح احوال دل
جب زبان کو ہوگی لکنت دل دھڑکتا جائیگا

شب کو اوٹھہ جائیگا محفل سے جو وہ آتش مزاج
آگے آگے شمع کا شعلہ لپکتا جائیگا

ذبح ہونے مین جو غش آئیگا ہمکو بار بار
آب آہن منہ پہ وہ قاتل چھڑکتا جائیگا

اللہ اللہ کوچہ قاتل کی کیا تاثیر ہے
جو کوئی آئیگا بسمل سا پھڑکتا جائیگا

ہی شب تاریک فرقت دل ٹھہر جائیگا مجھہ
میرے گھر سے جب کوئی جگنو چمکتا جائیگا

لب مرے عیسی کے گر پڑ تو فگن ہو جائینگے
ای لطافت دم مین آئینہ کا سکتا جائیگا

اوس حور کے در کو کبھی دربان نے نچھوڑا
فردوس کے گلزار کو رضوان نے نہ چھوڑا

کس درجہ ہے یا تیرے لب خوشرنگ کی الفت
سرخی کو کبھی لعل بدخشان نے نہ چھوڑا

پیدا یہ ہوا خاک سے آخر بھی ہوا خاک
ہی قہر غرور اسپہ بھی انسان نے نہ چھوڑا

جھکوا کے کنوئین بحر محبت مین ڈبویا
عاشق کو تری چاہ زنخدان نے نہ چھوڑا

سیدھا کیا مشاطہ نے کنگھی سے بہت سا
بل ہمسے مگر گیسوے جانان نے نہ چھوڑا

دیوانہ جو مژگان کا ترے دشت مین پایا
قدمون کو مرے خار مغیلان نے نہ چھوڑا

بی پردہ ہوا باتون مین اغیار سے ایسا
کیا قہر ہے چلمن کو بھی جانان نے نہ چھوڑا

ہر طرح حسینون نے کیا طائر دل صید
زلفون سے چھٹا لشکر مژگان نے نہ چھوڑا

کس طرح یہ ہوتا تری جانب متوجہ
دل آرزو و حسرت و ارمان نے نہ چھوڑا

کیا ضعف کی شدت مین گلا زور سے گھونٹا
زندہ مجھے فرقت مین گریبان نے نہ چھوڑا

اُمید بر آئی نہ مرے طائر دل کی
صدقے ہی کرکے کبھی جانان نے نہ چھوڑا

اُس صید فگن نے تو کئی بار چھڑایا
پر دل کو مرے تیر کے پیکان نے نہ چھوڑا

اغیار کے سر کٹ گئے مشتاق رہے ہم
تلوار کا اِک ہاتھ بھی جانان نے نہ چھوڑا

برسات مین برسا بھی ٹھہر بھی گیا بادل
رونا مگر اِس دیدۂ گریان نے نہ چھوڑا

ہای بارِ گنہ قبر مین سینے پہ **لطافت**
مرکر بھی تجھے کثرتِ عصیان نے نہ چھوڑا

گر محبت نہین آتا ہے ضرور آپ کو کیا
بندہ جیتا ہی کہ مرتا ہے حضور آپ کو کیا

خم لگا کے مرے منہ سے یہ کہا ساقی نے
اتنی سی مئے مین بھلا ہوگا سرور آپکو کیا

کاسہ ہائے سرِ مغرور سے کہتی ہے زمین
دیکھیے ٹھوکرین کھلوائے غرور آپکو کیا

دور کر ساقیٔ مہوش کو گلے لپٹایا
جان کی ہمنے کیا نشہ مین چور آپ کو کیا

دودِ آہِ دلِ سوزان سے گھٹا دون دعوے
آسمان کھینچتے ہین کبر سے دور آپ کو کیا

دیکھا عاشق کے جنازے کو نکل کر گھر سے
سچ ہے تکلیف ہوئی آج حضور آپ کو کیا

دفعتہً ہو گئے اے حضرتِ موسیٰ بیہوش
کہیے دکھلائی دیا تھا سرِ طور آپ کو کیا

ماتمِ غیر نہ کرنے پہ خفا کیون ہین حضور
خیر مین ہنستا ہون مجکو ہے سرور آپ کو کیا

خفگی کیون ہی چٹکتے ہین جو غنچے صاحب
زمزمہ سنج ہین گلشن مین طیور آپ کو کیا

ہمنے باندھی جو کمر کھینچ کے مرجانے پر
ہنسکے بولے کہ ہی جانا کہین دور آپ کو کیا

جان دیتے ہین جو عشاق تو بیکار ہے بحث
آئیے پاس مرے کیجئے دور آپ کو کیا

چار ہی دن کی ہے بس چاندنی یہ گورے گال
عارضی حسن پہ صاحب ہے غرور آپ کو کیا

حشر مین عاشقِ صادق سے ہے کہتا رضوان
آئیے ہوگا کہین شور نشور آپ کو کیا

آپ کیون گورِ غریبان مین نہ اٹھلا کے چلین
مینے مانا کہ لرزتے ہین قبور آپ کو کیا

جبکہ ہم حسن خداداد کی کرتے ہین ثنا
ہنسکے وہ طعن سے کہتے ہین حضور آپ کو کیا

ہجر کے صدمے اُٹھاتے ہو لطافت بیٹھو
دل لگانا تھا حسینون سے ضرور آپ کو کیا

اوسکو فراشباب کا اے دل نہین ملا
معشوق جسکو حور شمائل نہین ملا

آے اگر وہ نکہتِ گیسو تو پوچھہ لون
کوچے مین زلف کے تو مرا دل نہین ملا

کیا خوب حسن و عشق کے قصے سے بچگئے
صد شکر دل لگانے کے قابل نہین ملا

طینت مین عشق تھا پہ نہایت ہون بدنصیب
خاک ایسے بخت پر کوئی خوش گل نہین ملا

ای آسمان مقابلہ کر میرے چاند سے
اسطرح گل تجھے مہِ کامل نہین ملا

جوشِ جنون کی فصل مین کہتا ہی سرو باغ
صد شکر پاؤن بہرِ سلاسل نہین ملا

صورت تو اس سے ہوگئی اخلاص کی مگر
گردن مین ہاتھہ کرکے حمائل نہین ملا

ہی بحرِ اشک جوش پہ آہین ہین متصل
لب سی لب اپنا صورتِ ساحل نہین ملا

زلفین دکھاکے تختۂ سنبل سے بولے وہ
مثل انکے تیرے پاس سلاسل نہین ملا

دون جان کیون نہ کھاکے غمِ عشق خطِ سبز
اس سے زیادہ زہر ہلاہل نہین ملا

رحمت خدا کی کہتی ہی سنکر مرے سوال
ایسا حریص تو کوئی سائل نہین ملا

قمری سی ہر چمن کی صدا ہی دکھاکے سرو
کسکو برائے عشق یہان دل نہین ملا

نرگس کی چشم کا مرے گل سے اشارہ ہے
جز تیرے کوئی دید کے قابل نہین ملا

انسان ہی کیا جو وادیِ وحشت مین میری آگئے
حیوان کوئی سیکڑون منزل نہین ملا

دل مین مرے وہ غیرتِ لیلی نہان ہوا
بہتر نفیس اس سے جو محمل نہین ملا

صیاد سے چمن مین شگفتہ ہوے تو کیا
سیچ ہر گلون مین خونِ عنادل نہین ملا

دنیا سے پہنچے تشنۂ دیدار تا عدم
پانی کا قحط تھا کسی منزل نہین ملا

اوس زہرہ وش کی ہجر مین ہین تنگ زیست سے
گرنے کو حیف ہے چہِ بابل نہین ملا

پہنا کفن تو لاشہ مجنون نے دی صدا
لیلی کا ہائے پردہ محمل نہین ملا

دنیا سے قبر قبر سے ہم تا عدم گئے
آرام اک گھڑی کسی منزل نہین ملا

سینے سے مین لگائے ہون پیکان تیر یار
کیا دل کی پوچھتے ہو مجھے دل نہین ملا

ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے طفل راہ مین
تکو تو کوئی پہنے سلاسل نہین ملا

گلہائے باغ دہر کی دیکھی بہت بہار
پر کوئی دل لگانے کے قابل نہین ملا

اللہ رے لاغری کہ جو آیا غم فراق
ڈھونڈھا کیا بہت پہ مرا دل نہین ملا

آتا ہے بار بار اسے یاد وصل غیر
عاشق سے آپ مل تو گئے دل نہین ملا

ابروے یار کا مہ نو سے ہے یہ کلام
ابتک تو کوئی مد مقابل نہین ملا

کہتا ہے آفتاب کو دکھلا کے آسمان
پھرتا ہون سر بکف کوئی قاتل نہین ملا

فاروق تھا علی سا لطافت جہان مین
آپس مین اسلیے حق و باطل نہین ملا

یہ عالم ہے جنون مین لاغری و ناتوانی کا
بنا ہے طوق گردن مین ترا چھلا نشانی کا

یہ نقشا ہجر عالم مین ہے اپنی زندگانی کا
کوئی دم بلبلا ہے جس طرح مہمان پانی کا

خزان کی فصل آئیگی اگر قتل عنادل کو
پھرے گا حلق پر خنجر ہر اک برگ خزانی کا

دل و جان و جگر بہر ضیافت تن مین حاضر ہے
ارادہ ہجر جانان مین ہے غم کی میہمانی کا

تری میکش کے اے گل میکدے مین پھول ہوتے ہین
پیالی کی ہو جا ساغر شراب ارغوانی کا

تری بے اعتنائی پر ہون غش مانند موسی کے
نہایت وجد ہے سنکر ترانہ لن ترانی کا

ہماری اشک چشم تر سے کہتا ہے ہر اک دریا
کہ مین ادنے سا اک شاگرد ہون تیری روانی کا

نشاط و عشرت و عیش و طرب کو ساتھ لیجائے
سفر کرتا ہے ملک جسم سے عالم جوانی کا

کسی گلرو کی چشم مست دیکھی مجکو غش آیا
عوض پانی کے چھینٹا دو شراب ارغوانی کا

ملی ہے ریگ صحرا جسم پر ذرے چمکتے ہین
ملا سرکار وحشت سے یہ خلعت کامدانی کا

ہم ایسی ناتوان ہین ایکدم مین غش ہزار آئین
اگر دل مین خیال آجاے لفظِ ناتوانی کا

مرے گھر کا پتا یہ پوچھتا پھر عشق آیا ہے
کہان پر ہے نزول اکثر بلاے آسمانی کا

حسین کی چشمِ میگون و فقرہ پر جان جاتی ہے
لگا ہے میکشو کانٹا شرابِ ارغوانی کا

سمجھ کر آبرو داران بخیلون کو نہ جا اے دل
سراب اکثر دیا کرتا ہے دھوکا سب کو پانی کا

نہین بوجہ سر انسان کا ہلتا ضعفِ پیری سے
اشارہ ہے نہ پھر کر آئیگا موسم جوانی کا

نہین لازم ہے ایسی نفی تاکید اپنے عاشق سے
کیا محروم فقرہ کہہ کے تمنے لن ترانی کا

کیا مشہور حسن و عشق نے قصہ زمانے مین
تمھاری نازکی کا اور ہماری ناتوانی کا

اوٹھائے ہین جو صدمے حشر کو ہم کانپ اُٹھینگے
فرشتے لائینگے پیغام جس دم زندگانی کا

حبابِ بحر کہتی ہین کہ آؤ غافلو دیکھو
مرقع بے ثباتی نے ہے کھینچا زندگانی کا

کبھی یاد سن بخیر اے دل محبت تھی حسینونکی
کبھی ہم بھی جوان تھے ہان مزا تھا زندگانی کا

نہ اپنی چاند سے مُنہ پر غرور آشنا کرو صاحب
جہان مین چاندنی دو دن کی ہے عالم جوانی کا

حیا کہتی ہے اونکی دور بیٹھا رہ شبِ وصلت
گلے مین ڈال باہین ہے اشارہ مہربانی کا

تری تلوار چلکر ہے خبر دیتی شہادت کی
صدا ہے تیر کی قاصد ہون پیغامِ زبانی کا

فقط تھا آشنا حسن ان حسینون کا اگر لین تک
ہوا عارض سے رخصت جبکہ خط آیا جوانی کا

شفق پھولی فلک پر شام کو جب موسمِ گل مین
کہا مستون نے شیشہ ہے شرابِ ارغوانی کا

نہین روحین تنون مین منشیِ قدرت کی صنعت ہے
بیان ہو وصف کس سے ایسے الفاظ و معانی کا

حجابِ حرف لن بشکلِ نقاب اکدن اوٹھاؤ تو
سنا و طالبِ دیدار کو فقرہ ترانی کا

دلِ سوزان سے نکلی آہ جب آنسو پیے مینے
دھوان اوٹھا دیا ہے آگ پر چھینٹا جو پانی کا

کیے ہین وقت پیری جو سیہ ہوئے سفید اپنے
خضاب اسکو نہ سمجھو سوگ رکھا ہے جوانی کا

گلون کا عشق بھولے مُنہ کی کھائی ہوش اوڑ جائین
لطافت سے کرے دعوے جو بلبل ہمزبانی کا

سدا رکھتا ہی غلطان چھوٹ جانا آشنائی کا — گہر کے دل مین ہے ناسور دریا کی جدائی کا

پڑا ہے عکس لکھنے مین ترے دستِ حنائی کا — ہوا ہر سطر خط مین رنگِ زنجیرِ طلائی کا

چبھوتا خارِ غم ہی دل مین چھٹنا آشنائی کا — قلق پوچھے کوئی مچھلی سے دریا کی جدائی کا

بوقتِ نزع عزرائیل سے کیون خوش نہون ہمین — سنایا حکم آکر سجن دنیا سے رہائی کا

لڑا کر آنکھین آئینہ مین وہ خوش چشم کہتا ہے — تماشا دیکھنے آؤ غزالون کی لڑائی کا

تڑپ کر بے بلائے خود بخود وہ گھر مرے آئے — اثر اے آہ دکھلا دے کبھی اپنی رسائی کا

مین دیکھون قابلیت سنگِ اسود ہو جو آئینہ — ہوا ہی قصد دہلیزِ صنم پر جبہہ سائی کا

تمہارا رنگ کندن سا جو وقتِ غسل دمکا ہے — تو عالم موجِ دریا مین ہے زنجیرِ طلائی کا

کسی خورشید رو کے در پہ سجدے جا کی کرتا ہے — قمر کے داغ سے روشن نشان ہی جبہہ سائی کا

کمر میری فراقِ یار کے صد موئے توڑی ہے — شبِ وصلت اثر دکھلائے اگر مومیائی کا

شفق آلودہ ماہِ نو کو پا کر یار کہتا ہے — خجل کردون اشارہ کر کے انگشتِ حنائی کا

کیا پیرِ مغان نے بند دختِ رز کو شیشے مین — پنہایا پھر ہے رندون مین جامہ پارسائی کا

زبانِ موج وقتِ غرق تھی فرعون سے کہتی — خدا کی شان بندے بھی کرین دعوی خدائی کا

ملا روئی کتابی چاہیے ماتھے پہ افشان بھی — اسی مصحف پہ لازم حسن ہے لوحِ طلائی کا

حبابِ بحر دم مین لوٹ کے موجو نسے کہتی ہین — بہت نازک ہی رشتہ اس جہان مین آشنائی کا

طبیعت مین شہنشاہی کی بو ہے جامِ جم لینگے — جہان دیکھے ہوئے ہین ہم ارادہ ہی گدائی کا

ورق دونون الگ ہو جائینگے تاثیرِ وقت سے — لکھون گا حالِ وصلی پر جو مین اپنی جدائی کا

ارادہ ہی لطافت بھی لگائے اب وہین بستر
شہنشاہون کو ہے ارمان جس در کی گدائی کا

ہے جنس ہو داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا — قائم ہو تو رکھون ابھی سیماب کا پھاہا

ہی زخمِ جگر پر مرے تیزاب کا پھاہا — مانع ہے شب و روز خور و خواب کا پھاہا

خون روکے گا زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا
جرّاح ہے مانع کہین سیلاب کا پھاہا

چھٹ جائے جو داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا
ہو تاجِ سرِ مہرِ جہان تاب کا پھاہا

بیچین ہون دلِ غفلتِ ساقی سے ہی مجروح
جرّاح رکھے آ کے مئے ناب کا پھاہا

خنجر مرے قاتل کا رکھو زخمِ گلو پر
درکار ہے اسطرح کی تیزاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان پہ ٹھہرتا نہین دم بھر
کرتا ہے عیان خاصۂ سیماب کا پھاہا

تسکین ہوئی بلبل کو بہار آئی چمن مین
ہر برگ ہے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

سینے پہ مرے بعد ہین رکھتے مرا دیوان
ہر صفحہ ہے داغِ دلِ احباب کا پھاہا

دیکھا ترے جگنو کو ہوا دل مرا زخمی
رکھون گا پر کرمکِ شب تاب کا پھاہا

دیکھا خطِ جانان کا لفافہ ہوئی تسکین
ویفر ہی کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

دیدے کوئی بیکار سپر گر مرا قاتل
ہو زخمِ دلِ رستم و سہراب کا پھاہا

بلبل کے جو نالون نے کیا چاک چمن مین
شبنم ہوئی زخمِ گلِ شاداب کا پھاہا

زلفین جو نہین آپ کی چین آگیا ہمکو
شانہ ہے کہ زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان سے جلا مرہمِ کافور
دکھلائے نہ کیون چھوٹنا مہتاب کا پھاہا

دلِ آرزوئے وصل سے زخمی ہے شب و روز
رکھو پرِ پروانہ و سرخاب کا پھاہا

آئیگی تری روزنِ دیوار سے جب دھوپ
ہوگی مرے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

آنکھون پہ لگاتا ہون تو آجاتی ہے ٹھنڈک
عینک ہے ہر اک دیدۂ پرآب کا پھاہا

بیچین شبِ ہجر ہے میرا دلِ پرداغ
ہے چادرِ مہتاب کہ تیزاب کا پھاہا

آنکھین جو ملین رہگذرِ یار پہ سویا
تھا نقشِ قدم دیدۂ بیخواب کا پھاہا

دولت سے بخیلون کو زمانے مین ہی راحت
درہم ہے کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

ہین نفع رسان زینتِ دنیا سے مبرا
دیکھا نہ کبھی اطلس و کمخاب کا پھاہا

سوزانِ دلِ پرداغ ہی مرکر جو کفن مین
ہر پارہ کافور ہے تیزاب کا پھاہا

رحم آتا ہی غلطان ہی گھر دل مین ہے ناسور
ہاتھہ آئے تو رکھدون ابھی گرداب کا پھاہا

مشک کرکے ترے در سے رکھا زخم جگر پر
ممنون ہے مسجد کا نہ محراب کا پھاہا

گیا اُٹھون کہ زخمی ہای جگر صبح شب وصل
ہر گھاؤ پہ ہے فرش ترے خواب کا پھاہا

گو غافل و مجروح ہے دل غم سے لطافت
کہدو تو غزل مین ہو فقط خواب کا پھاہا

رہا یہ عالم سودا مین رعب و داب اپنا
جنون نہ آب جہان مین ہوا خطاب اپنا

بہت عروج دکھاتا ہے آفتاب اپنا
اسے دکھاؤن کبھی ساغر شراب اپنا

سدا ہے نوحہ و ماتم گیا شباب اپنا
رکھا ہے سوگ نہین یہ سیہ خضاب اپنا

زمین کی غرق کا ہی خوف رو نہین سکتا
اگر کرم کرے مجھے دامن جو دے سحاب اپنا

یہی ہی قول جوانون سے زال دنیا کا
کبھی فلک کے لڑکپن مین تھا شباب اپنا

یقین ہے اور کسی کی نہ آئیگی نوبت
شروع ہوگا اگر حشر کو حساب اپنا

سبق ہی موت کا طفلی سے ہمنے یاد کیا
کفن بغل مین رہا صورت کتاب اپنا

پس فرس کوئی دیوانہ دوڑ آتا ہے
بنا دے طوق گلو حلقہ رکاب اپنا

وہ نازنین جو کرے میکشی لب دریا
اولٹ کے جام ابھی نذر دے حباب اپنا

شب فراق کا جاگا ہون نیند آجاے
جو قرض دین مجھے اصحاب کہف خواب اپنا

ہمیشہ بیسر و سامان ہے قبر گریان کی
کبھی تو کھینچدے بنگیرہ اے سحاب اپنا

شب وصال ہی دو گالیان مین سو سے لون
رکھو شمار تم اپنا نہ مین حساب اپنا

جھپک کے آنکھہ کھلی جب تو صبح پیری تھی
مثال خواب کے تھا عالم شباب اپنا

حسین کو دیکھہ کے اُٹھے ہین وصل ہو تعبیر
کہین گے حضرت یوسف سے جاکے خواب اپنا

رہی ہین آکے کوئی دم جہان فانی مین
جو بے ثبات تھے مسکن ہوا حباب اپنا

زمین مین نال گڑی جب مری تو بولی موت
کیا ہی تازہ مسافر نے پا تراب اپنا

ارے شکار فگن ہم وہ صیدِ گریان ہین ؂
بنائے اسلیے صانع نے اونکے دو ابرو
مرا کمال ضعیفی مین مجھسے کہتا ہے ؂

ہوے ہین ذبح تو پُر اشک ہی کباب اپنا
نہ ہو غرور ہر اک دیکھ لے جواب اپنا
مقامِ حیف ہے پیری ترے شباب اپنا

سوال ہو جو امامت کا قبر مین ہم سے
علی علی ہو لطافت فقط جواب اپنا

کام عاشق کا صنم تیغِ قضا سے نہوا
جب کہا دل نے رہا زلفِ دوتا سے نہوا
دردِ الفت مین مفر مجکو قضا سے نہوا
جب تلک آیا نہ زبان پر مرے محبوب کا نام
ٹھنڈی سانسون سے نہ اُس گُل کا کھلا غنچۂ دل
لاغر و زار وہ ہون راہ مین جب پاؤن پڑا
زاہدِ خشک کا ہی زہد دکھانے کے لیے
آئے سب مثلِ مسافر کے یہان اور گئے
بنکے مانندِ حنا شوق قدمبوسی مین ؂
دل مین کٹ کٹ گیا چمکا جو شبِ عید ہلال
حسنِ محبوب کا چلمن مین ہی عاشق سے کلام
واہ ری صنعتِ صانع کہ فطور ہم پشمین ؂
داغ ہاتھون مین حسینون کے لگا گئے گیا
رنگ سب تیرا بگڑ جائیگا ای دشتِ جنون
غافلو سر کو پٹک کر یہی کہتے ہین حباب ؂
سفرِ ملکِ عدم مین جو بٹا لیتے بوجھ ؂

اس طرف ایک اشارہ بھی ادا سے نہوا
ہنسکے وہ کہنے لگے میری بلا سے نہوا
کچھ دُعا سے نہوا اور دوا سے نہوا
معجزہ حضرتِ موسیٰ کی عصا سے نہوا
آہ سے کام ہوا وہ جو صبا سے نہوا
مین رہا یار کی نقشِ کفِ پا سے نہوا
بوریا ہیچ ہے خالی جو ریا سے نہوا
کوچ کس شخص کا دنیا کی سرا سے نہوا
رنگِ قالین کا جدا اوس کفِ پا سے نہوا
ہمسر اے ماہ ترے ناخنِ پا سے نہوا
مطلب اے شربتِ دیدار کے پیاسے نہوا
خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے نہوا
انتقام آج تلک دزدِ حنا سے نہوا
سرخرو خار جو مجھ آبلہ پا سے نہوا
ہمکو دنیا مین ثباتِ آب و ہوا سے نہوا
کام اتنا بھی ہمارے رفقا سے نہوا

دل کھنچا میرا بہرحال وسی کوچہ کی طرف
ہم سسکتے ہی رہے وصل کی خاطر افسوس
اور دانتوں سی کہا دانت جو پیری مین گرا

منحرف قبلہ سے ہو قبلہ نما سے نہوا
رحم بت سے نہوا ظلم خدا سے نہوا
تھام لیتے مجھے آشنا رفقا سے نہوا

ای لطافت ہی عجب طرح کی اکسیر ملی
کونسا دفع مرض خاک شفا سے نہوا

ہی ضعف گریبان سے ڈہل جاے نہ تنکا
ہی قرب جو اوس افعی گیسو کے دہن کا
بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا
ہی بعد فنا شوق مری روح کو تن کا
پروانہ صفت جل گئے اس بزم مین جب ہم
معشوق بنی چشم خلائق مین ہے دنیا
شیشہ کو تری بزم مین اچھوتا ہے جو ساقی
کیا لاغری و ضعف مین بستر سے اوٹھوتی مین
تھی روز ولادت ہی گلوگیر اسیری
تصویر تو مانی و بہزاد نے کھینچی
بلبل ہے یہ مشتاق ابھی دل مین چبھو لے
ہی شام غریبان نے جلا کر مجھے مارا
عشق لب خوش رنگ سے روشن ہے مرا دل
وہ گیسوے نمکین لب رنگین مین دبے ہین
آیا ہی کہ جو شب کو بے گلگشت وہ گل رو
تھالی مین ہی سرو اور سر سرو پہ قمری

گردن مین مری طوق پڑا ہے کسی من کا
یاقوت کے بندے پہ ہی شک سانپ کی من کا
غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا
غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا
آنسو نہ تھما صبح تلک شمع لگن کا
بدلا زن فرتوت نے کیا بھیس دولھن کا
دھیان آیا کسی بادہ کش تشنہ دہن کا
ہی قلعہ مرے گرد بچھونے کی شکن کا
حلقہ تھا گلے مین مرے آنول کی رسن کا
نقشہ نہ بنا پر ترے بیساختہ پن کا
کانٹا بھی قفس مین اگر آجاے چمن کا
کافور کفن مین ہو مری صبح وطن کا
اس گھر مین چراغ آج جلا لعل یمن کا
ڈانڈا ہی بدخشان سے ملا شہر ختن کا
ہی بزم حسینان سے سوا نور چمن کا
جلوہ مع شعلہ ہے عیان شمع لگن کا

ہر بار ہی عاشق کے جو سینے مین کھٹکتا — یہ دل ہے کہ پیکان ہے کسی تیر فگن کا
آئینہ مین وہ دیکھتے ہین چشم کی شوخی — صحراے حلب مین ہے رم آہوے خُتن کا
سمجھا مہِ نو دیکھ کے مین در رسیدہ — پھر تازہ ہوا زخم دلِ چرخ کہُن کا
وحشت کدۂ دہر کی شاید ہے نشانی — کر دیتے ہین سب چاک گریبان کفن کا
کہتا ہے صدف سے یہ نکلکر دُرِ غلطان — ناسور کلیجے مین ہے دورئِ وطن کا
ہستی مین کہی یہ مہِ بے نور پہ پھبتی — پنہہ ہے عیان شیشۂ گردون کے دہن کا
بوسے ہون عطا خطِ رُخِ پُر نور پہ نکلا — خیرات کرو وقت ہے یہ چاند گہن کا
دیوانہ کو دنیا کے تعلّق سے چھُڑایا — ممنون ہون مین حشر تلک دُزدِ کفن کا
وصفِ قدِ جانان مین بنائین اسے مطلع — مصرع ہمین ملجاے اگر سروِ چمن کا
کیا لطف دکھایا شبِ دیجورِ لحد مین — کافور سفیدہ جو بنا صبحِ کفن کا
سر پھوڑنے سے پہلے ہی سر ہو گیا فرہاد — تیشہ جو لیا ہاتھہ مین ماتھا وہین ٹھنکا
آفت مین پھنستا ہے بہت دوڑ کے چلنا — ملتا ہے پتا سم کے نشانون سے ہرن کا
مینائے شکستہ نہ سمجھنا اِسے ساقی — ٹوٹا ہوا دل ہے یہ کسی توبہ شکن کا
ہوتا جو دہن کرتے یہ دعواے خدائی — بہتر ہی نہونا ہے حسینون کے دہن کا
آنکھہ اوسکی پڑی ہمپہ جو کین بزم مین آہین — تیرون سے شکار آج کیا ہمنے ہرن کا
ہا خون بھی اگر جمع تو دشمن ہے زمانہ — نافہ سببِ قتل ہے آہوے ختن کا

مشتاق نجف ہند مین رہتا ہے لطافت
بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا

ہی سوال اُوس سے سدا مرتبہ عالی کا — پنجۂ مہر مین عالم ہے کفِ خالی کا
قول ہے برگِ حنا اور گلِ قالی کا — پائنام اپنے شرف ہی تری پامالی کا
ملکی کا بکھیڑا ہے نہ کچھہ مالی کا — ہی سرِ دست حساب اپنی کفِ خالی کا

ہاتھہ مین بندر ملا مر گے خوش اعمالی کا
کھل گیا حال سکندر کو کف خالی کا

مینے بوسون سے لب یار کیے سرخ وکبود
رنگ مستی کا جما یہان نہ کبھی لالی کا

ماہ نو اسلیے انگشت نما ہے ای چرخ
کام مستون مین ہے کیا اس قدح خالی کا

نہ اذان ہو نہ بجے صبح شب وصل کجرہ
سر مونڈن کا قلم ہاتھہ ہو گھڑیالی کا

چشم بے اشک ہی عشاق کے آگے بیقدر
رتبہ کیا جوہریون مین صدف خالی کا

مثل طنبور نہو پیٹ کا ہلکا کوئی
حال دریوزہ دہ ہے کہتا شکم خالی کا

سفلہ گر صدر نشین ہے تو نہین فخر کی جا
مرتبہ کون سمجھتا ہے ہما خسر قالی کا

باغ فردوس جو مشہور دو عالم مین ہے
ایک بوٹہ ہے ترے پیرہن شالی کا

طالب امن اگر تو ہے تو ہو گوشہ نشین
صدمہ ہر راہ کی سبزی کو ہے پامالی کا

تاج ہی داغ جنون ریگ بیابان خلعت
غل ہی ہر سو ترے مجنون کی خوش اقبالی کا

پھوٹ کر آبلہ پا مرے کیا روتے ہین
صدمہ کانٹے کو پہونچتا ہے جو پامالی کا

جانب کعبہ رخ جھک کے ہین کہتی ابرو
قابل سجدہ یہ قبلہ ہے خوش اقبالی کا

چہرہ حور سے بہتر ہین وہ تلوے شفاف
پشت پا سے ہے عیان رنگ گل قالی کا

وصل مین عاشق ومعشوق ہین دونون مجبور
اسکو بوسے کا ہے لپکا تو مجھے گالی کا

منطقی کہتے ہین سب دیکھہ کے وہ سیم دہن
خط ہی اک حاشیہ اس مطلب اجمالی کا

ای مرے صدر نشین فخر سے سدرہ ہو نہال
رتبہ پائے جو تمھارے شجر قالی کا

عشق حیدر مین لطافت رہو سمجھے بوجھے
رنگ آئے کسے قالی نہ کسے غالی کا

دکھا کر شب کو سن یہ قول ہے صحرا مین کالونکا
او گل کر منہ سے کہانا چاہیے ایسے نوالونکا

وہ ابرو دیکھہ کے یہ قول ہے صاحب کمالونکا
خدا کی شان مطلع ایک جا ہے دو ہلالونکا

نظر مین ہر گھڑی بوٹا سا قد ہے نونہالونکا
مری آنکھو نپہ شک ہوتا ہی شمشاد و نئے نہالو

رہیگا گر یوہین آباد کوچہ خوش جمالونکا
نہ لیگا نام کوئی مسجدون کا اور شوالونکا

تماشا دیدکے قابل ہی وہ آنکھین ہین مرگانیز
بجاے شیر مسکن ہے نیستان مین غزالونکا

ابھی تو گھنگی سے اُنکی زمین افلاک پھٹ پڑتے
سہارا گر نہوتا عاشق غمگین کے نالونکا

صدا ہر صید کی صحرا مین یہ ہی اے شکار افگن
کہ بھوکا ہون تری بندوق کے منہ کے نوالونکا

لگا دی اُسنے لالی ملکے مستی اپنے ہونٹونپہ
شفق آلودہ ہوتا شام کو دیکھو ہلالونکا

دل ویران بسا رہتا ہے خوش چشمونکی الفت سے
یہ وہ صحرا ہی جھُرمٹ جسمین رہتا ہی غزالونکا

ہوئی جب شمع روشن بزم مین ہنسکے فنا بولی
ہوا سامان لو گلگیر کے منہ کے نوالونکا

شب وصل اُس قمر نے ناخنونسے چٹکیان لیکر
عجب خلعت پنھایا جسم عاشق پر ہلالونکا

نہین معلوم کس سینہ سپر کا انکو ماتم ہے
خمیدہ غم سے ابتک ہین سیہ ہی رنگ ڈھالونکا

صدا ہی آسیا کی ہین عجب برگشتہ قسمت ہو ان
جہان مشتاق رہتا ہے مرے منہ کے نوالونکا

نہین یہ سبزہ خط ہین نمایان نیل عارض پہ
لیا تھا خواب مین عاشق نے بوسہ اُنکے گالونکا

دکھا کر نقش نعل توسن جانان زمین بولی
فلک پر اک مہ نو ہے یہان مجمع ہلالونکا

ملال و صدمہ و اندوہ و حرمان و الم یارو
ہر اک ہی نام مجھ مہجور کے منہ کے نوالونکا

خبر دیتے ہین اے مشاطہ جو ہر صاف عاشق کو
لیا غیرون نے آئینہ مین بوسہ اُنکے گالونکا

مہ نو دیکھ کر ہر ماہ مین وہ یار کہتا ہے
ہمارے ناخنون مین ہی کرشمہ ان ہلالونکا

غزل مین قافیہ ہر طرح کے موزون کیے ہمنے
لطافت کیا کرین یہ ڈھنگ ہے صاحب کمالونکا

رو کے مین اونکی نظر سے گر گیا
آبرو پر آج پانی پھر گیا

گیسوون مین یار کے دل پھر گیا
سو بلاؤن مین اکیلا گھر گیا

میکدے ستون کا مجمع پھر گیا
آسمان پر ابر آکر گھر گیا

حلق پر قاتل کا خنجر پھر گیا
ڈوب کر میرے گلے مین تر گیا

سخت جانی ہاے ہم کٹ کٹ گئے
خنجر قاتل گلے پر کر گیا

دل چرا کر مجھسے فرماتے ہین وہ
ڈھونڈہتے کیا چیز ہو کیا گر گیا

کیا بہت میٹھا تھا عاشق کا لہو
خنجر سفاک کا منہ پھر گیا

قتل سے میری خوشی ایسی ہوئی
منہ پہ اوس خنجر کے پانی پھر گیا

عشق مین شیرین و خسرو بچ گئے
رنج سارا کوہکن کے سر گیا

ایک دو بوسو نپہ قیمت آرہی
بھاؤ ایسا جنس دل کا گر گیا

کی چڑھائی فوج خط نے اے صنم
لشکر مژگان کا لو منہ پھر گیا

مہربانی عشق کی جب سے ہوئی
لاکھہ ارمانون مین یہ دل گھر گیا

رفتہ رفتہ دل مین گھر ہو گا مرا
آج غیر اونکی نظر سے گر گیا

ای زلیخا قید یوسف کو کیا
نام فرد عاشقان سے گر گیا

ای لطافت آنکھہ پھیری یار نے
دفعتہً سارا زمانہ پھر گیا

جونہی آیا فقط اُمت مین پیغمبر ہوا
میرا پیغمبر ہے وہ محبوب جو آکر ہوا

دل مرا ٹوٹا جو چکنا چور ہر ساغر ہوا
ہاتھہ پڑنا محتسب بیدرد کا پتھر ہوا

آیۂ بشری ہے شاہد جانشینی پر ہوا
فرش خواب مصطفے پھر علی بستر ہوا

سب خوشی بھولا خیال ابروے دلبر ہوا
دل کو عاشق کے ہلال عید اک نشتر ہوا

مرتضے و مصطفے دونون بنے اک نور سے
بنگیا کوئی امام اور کوئی پیغمبر ہوا

خواہش عزت اگر ہے تو وطن سے تو نکل
آبرو پائی جو دریا سے جدا گوہر ہوا

ہجر کا جاگا ہوا تھا چین سے نیند آگئی
پھر پروانہ حسر یر شعلہ جب بستر ہوا

کیا ہی مجہ وحشی کو دربان کی اجازت سے غرض
سر جو ٹکرایا تری دیوار سے اک در ہوا

جب شب وصلت ہوئی آخر دیا کیا میرا ساتھ
صبح نے پھاڑا گریبان مہر تنگے سحر ہوا

ہی سدا گوشہ نشینی سے جہان مین آبرو
قطرۂ نیسان صدف مین جب رہا گوہر ہوا

جا کے اوس کوچہ مین کیسی نیند آئی چین سے
نقشِ پائے یار مجھہ پامال کا بستر ہوا

شمع روشن ہو کے کرتی ہے سلاطین سے کلام
سر زمانے مین کٹا جو صاحبِ افسر ہوا

کہہ رہے ہین یہ زبانِ حال سے موئے سیاہ
زلف کے سودے کو پیدا عاشقونکا سر ہوا

فصلِ گل آتے ہی نکلی شیشۂ وخم سے شراب
مست کیسے بادہ تک بھی جامہ سے باہر ہوا

عشق کے جھگڑے بکھیڑون سے تو ہو جاتی نجات
ہائے سینے مین نہ کیون دل کی جگہہ پتھر ہوا

بڑھ گیا اے چرخ فکرِ قوت سے دورانِ سحر
آسیا کی طرح گھر بیٹھے مجھے چکر ہوا

مال ہی کیا مال منعم آدمیت چاہیے
فخر کیا گر مثلِ ہُدہُد تاج زیبِ سر ہوا

ہون وہ دیوانہ نہ نکلی خون کی ایک بوند بھی
آبِ آب اکثر رگون مین ڈوبکر نشتر ہوا

حلقہ حلقہ گرد جب پھرنے لگے عاشق تمام
شمع وہ محبوب فانوسِ خیالی گھر ہوا

قطعہ

جب وہ آئے میکدے مین طرفہ کیفیت ہوئی
لڑکھڑائے مست ساقی جامے سے باہر ہوا

گردنین شیشونکی اوٹھین بڑھ گئے دستِ سبو
دور سے محوِ نظارا دیدۂ ساغر ہوا

خونِ ناحق کے جو قطرے بنکے مُہرین جم گئے
خنجر قاتل ہمارے قتل کا محضر ہوا

خونِ ناحق عاشقِ صادق کا ثابت ہو گیا
جب شہادت کی گواہی کو زبانِ خنجر ہوا

گرم صحبت عرش پر معراج مین برسون رہی
سرد احمد کا نہ دنیا مین مگر بستر ہوا

فرش بھر غیر بچھوا کر وہ بولے طعن سے
لو تمھارے بخت کے سونے کو یہ بستر ہوا

اے زلیخا ہی مراد لبر نصیری سکا خدا
فخر کیا تیرا اگر معشوق پیغمبر ہوا

لوگ سجدے کرتے ہین اللہ رے تعظیمِ جنون
تن یہ مجھہ وحشی کے پڑکر بت ہر اک پتھر ہوا

ای لطافت جسنے کی دنیا مین مدحِ اہلبیت
بیت کے بدلے عطا فردوس مین اِک گھر ہوا

سیم تن گرتے ہین کشتہ دلِ بیتاب اپنا
چاہ مین حال ہوا صورتِ سیماب اپنا

سرنگون ابروئی جانان کے تصور مین ہین
سجدہ صد شکر ہوا ہے تہِ محراب اپنا

ناف سے اوس یمِ خوبی کے نہو گا ہمسر
سر پھرا تا ہے عبث بحر مین گرداب اپنا

دیکھتے ہی نہین وہ خط کی عبارت قاصد
کھول کر نامہ فقط پڑھتے ہین القاب اپنا

رات بھر مجکو نظر آیا تھا سامان وصال
رشک مانع ہے بیان کس سے کرون خواب اپنا

دعوئی ہمسری اُسکے رُخِ رنگین سے واہ
دیکھے مُنہ نہر چمن مین گلِ شاداب اپنا

آفتاب آج بڑی شان سے نکلا ہے صنم
اِسکو دکھلاؤ ذرا جام مئے ناب اپنا

ہوگا عاشق کی لحد پر نہ اندھیرا شبِ دفن
دل جلائینگے عوض شمع کے احباب اپنا

سجدے کرتے ہوی جاتے ہین زمین پر ہر گام
قد جو پیری سے ہوا صورتِ محراب اپنا

زلف دلدار کا رہتا ہے تصور ہر رات
اس سبب سے ہے پریشان ہر اِک خواب اپنا

جاؤن مین زلف کا سودائی اگر دریا مین
طوق پہنائے گلے مین مرے گرداب اپنا

ہاتھ پر رکھہ کے وہ سیماب یہ بولے مجھسے
لائیے سامنے اِسکے دل بیتاب اپنا

بی نقاب آئین جو وہ بام پہ تو ہو یہ خجل
پردہ ابر سے مُنہ ڈہانک لے مہتاب اپنا

ہاے منظور ہے تعبیر بُری دے کوئی
مجھسے غیرون مین وہ کہتے ہین کہو خواب اپنا

برق ہے موج ہی سیماب ہے شعلہ ہے مگر
سب سے بڑھکر ہے لطافت دلِ بیتاب اپنا

عجیب جبر ہے کہتا نگار ہے میرا
کہ دل ترا ہے مگر اختیار ہے میرا

مرے پہ بھی یہ عروج و وقار ہے میرا
جنازہ چار کے کاندہے سوار ہے میرا

صدا ہی زلف صنم کے لیے دلِ عشاق
بڑی ہی ساکھہ بڑا اعتبار ہی میرا

وہ دل اگر لیے جاتے ہین اے جگر نہ تڑپ
پرائی چیز پہ کیا اختیار ہے میرا

وہ زلف چشم سے کہتی ہے پاکے عاشق کو
جگر ہے صید ترا دل شکار ہے میرا

مرے گناہ یہ کہتے ہین اُسکی رحمت سے
ترا حساب نہ ممکن شمار ہے میرا

عدم کے قافلے والو نہ یون بڑھے جاؤ
مناسب ایسی جگہ انتظار ہے میرا

فراقِ یار مین کہتی ہے حسرتِ مُردہ
نہ سمجھو سینۂ عاشق مزار ہے میرا

صد انفس کی یہ ہر دم ہے ابکی آون نہ آون
کہ مستعار ہون کیا اعتبار ہے میرا

وہ بی ثبات ہو مین ڈوب کر ہی موت آگی
نہین حباب کا گنبد مزار ہے میرا

حریص دیکھہ کے انسان کو کہتی ہے دنیا
بچا سکے گا کہین یہ شکار ہے میرا

دکھا کے نقشِ قدم اُنکا سب سے کہتا ہون
پڑھ آؤ فاتحہ فرضی مزار ہے میرا

جنون مین کر دیے اے قیس و کوہکن حصے
تمہارا دشت و جبل کوے یار ہے میرا

پکارتا ہے سکندر کہ ہے نشان باقی
ہر ایک آئنہ دیکھو مزار ہے میرا

مرا شباب ترا حُسن پا کے بولا عشق
یہ دو نو تو ہین فقط انتظار ہے میرا

ہمارے نالون کو سنکر وہ غیر سے بولے
عجب صدا ہے کہ دل بیقرار ہے میرا

جما ہی حُسن سے چہرونپہ کیا حسینون کے
جہان مین دید کے قابل غبار ہے میرا

یہ حسن تہر کا دیکھون تو کیون نہ مین تڑپون
تمہین بتاؤ کہ کیا اختیار ہے میرا

صدائے رحمتِ غفّار حشر کو ہوگی
چلی چلے کدہر امیدوار ہے میرا

گیا ہی گیسوے جانان مین دل الٰہی خیر
سفر مین ہاے غریب الدیار ہے میرا

کسی نے یار سے پوچھا مجھے تو فرمایا
یہ ایک طالب و امیدوار ہے میرا

سگِ حبیب کا ہی دانت قبر منہ پھیلاے
یہ دو گرسنہ ہین اک جسمِ زار ہے میرا

ہمیشہ گردہ تصویر قیس بنتا ہے
مصوّرو یہ جنون زا غبار ہے میرا

یہی تو اول و آخر عدم ہوے مشہور
کمر ہے یار کی یا جسمِ زار ہے میرا

نشان کھینچ کے کوچہ مین اُم نکے کہتا ہون
خدا نصیب کرے یہ مزار ہے میرا

سحر کو شمع کے شعلے کا جھلملانا دیکھہ
کہ ماجرائے دلِ بیقرار ہے میرا

دکھا کے روح کو کہتی ہے دوش پر میّت
کہ مین سوار ہون پیدل سوار ہے میرا

زہی شرف جو لطافت امام عصر کہین
کہ یہ بھی منتظر امید وار ہے میرا

بلبل کو ہنسکے باغ مین اُسنے رولا دیا — غنچون کی بات کھوئی اگر مسکرا دیا

بوسہ لیا تو دل تمھین اے دلربا دیا — الفت مین کام آیا ہماری لیا دیا

اُمید کیا بھلائی کی اخوانِ دہر سے — یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

روزِ ازل جو خلق کیا حق نے حسن وعشق — معشوق آپ کو ہمین عاشق بنا دیا

کفارہ اِس گناہ پہ دل دونگا یار کو — کیون آنسوؤن کو آنکھ سے مینے گرا دیا

ای آسمان خوب تری گھات بن پڑی — لے ابتو چین آیا کہ مجھکو مٹا دیا

مدت کے بعد جاکے لحد مین لگی تھی آنکھ — کیون غافلون نے شانہ ہلا کر جگا دیا

ہوتے ہی صبح جانے پہ وہ مستعد ہوے — کیون بوسے لے کے وصل مین مینے جگا دیا

مانی سے کھنچ سکا نہ رُخِ صاف جب ترا — حیران ہو کے آئنہ آخر بنا دیا

کمسن تھے نزع مین مجھے دیکھا تو ڈر گئے — افسوس پاس سے نہ کسی نے ہٹا دیا

لپٹا جو حُسن دیکھ کے عاشق شبِ وصال — شرمائے وہ تو شمع کو جل کر بجھا دیا

غیرت نے دی صدا کہ نہ کھو آبرو ٹھہر — بہرِ طلب جو ہاتھ طمع نے بڑھا دیا

روزِ ازل بنا تھا جو عاشق کا کالبد — تھا آب وگِل مین عشق بھی شاید ملا دیا

پنہان کیا ہے قلبِ مکدّر مین عشق کو — اس آگ کو ہی راکھ مین ہمنے دبا دیا

پھولا اگر بہار پہ اپنی چمن مین گل — پتون نے ہاتھ مل کے خزان کا پتا دیا

کہتا ہی ماہِ نو کو دکھا کر وہ تیغ زن — اوچھا سا ایک ہاتھ ادھر بھی لگا دیا

بازارِ عشق مین مرے یوسف کا پاکے حُسن — قیمت کے بدلے آنکھون نے ہی دل لگا دیا

باقی رہتی عاشق ومعشوق مین دوئی — کیون حسن وعشق کو نہ خدا نے ملا دیا

لہو ولعب جہان کا لطافت کیا پسند

اقرار تو نے عالمِ زر کا بھلا دیا ۂ

خون چکان ہے جو ہر اک دیدۂ گریان میرا
دامنِ گل سے زیادہ ہے گریبان میرا

ہنسکے وہ بولے گرا جب دلِ نالان میرا
شور مشہور ہو چاہِ زنخدان میرا

فرقِ مجنون پہ لگا سنگ تو آئی یہ صدا
کچھ نشان چاہیے سر پہ ہے یہ احسان میرا

لے کے دل بوسۂ لب اُسنے دیا جب تو کہا
خاک کے مول بکا لعلِ بدخشان میرا

جوشِ وحشت مین سب اشعار کیے ہین موزون
کیون نہ مصرع ہو ہر اک دست و گریبان میرا

دل مین آتا ہے غمِ یار تو کہتی ہے روحؔ
میزبان اسکی ہون مین اور یہ مہمان میرا

چھین کے دل کو کہان آپ لیے جاتے ہین
کہ نکلنے نہین پایا ابھی ارمان میرا

بوسہ دیتے ہین تو وہ ناز سے فرماتے ہین
کیجیے شکر نہایت ہے یہ احسان میرا

سرِ نو فصلِ جنون مین ہے اشارہ کرتا
ہان فقط چاک سے باقی ہے گریبان میرا

غیر کیا چیز ہے صدمے جو ترے سہ جائے
یہ کلیجہ ہے یہ دل اے شبِ ہجران میرا

خون فرہاد بہا جب تو یہ تیشہ نے کہا
رنگ لایا ہی عجب سر پہ یہ احسان میرا

کر کے بیدل مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
آپ کے دل مین رہے پھر ہے ارمان میرا

موسمِ گل مین عمامے کو جو رکھا باقی
بادہ خوار و سرِ واعظ پہ ہے احسان میرا

جاکے گیسو ہے بنا حسن سے آہونکا دھوان
ہی مجسم سرِ جانان پہ یہ احسان میرا

حیف صد حیف جوانی مین نہ کی قدرِ شباب
ہائے آزردہ چلا مجھسے یہ مہمان میرا

باہین گردن مین مرے ڈال کے وہ کہتے ہین
اب بھی کہیے گا کہ نکلا نہین ارمان میرا

قولِ آئینہ کا ہی جب سے وہ عارض دیکھا
نہ کبھی بند ہوا دیدۂ حیران میرا

قیس کو میرے جنون سے ہے بھلا کیا نسبت
کانپ جائے نظر آئے جو بیابان میرا

تنگ پوشاک سی رہتا ہون مین دیوانہ زار
کیون گلا گھوٹنے آیا ہے گریبان میرا

اشک خونین کے سدا پھول بھرے رہتے ہین
گلفروشون کا سبد ہے کوئی دامان میرا

وقت پیدائش انسان ہے صدا دنیا کی — رنج و غم کھانے کو آیا ہے یہ مہمان میرا
جس قدر آج ہو تاریک زیادہ ہے خوب — مانگ ہے بخت سیہ اے شب ہجران میرا
جان پر آج بنی ہے تو بگڑ بیٹھا ہون — خاتمہ اب ہے ترا یا شب ہجران میرا
دیکھ کر حسن غش آنے جو لگا اُسنے کہا — سونگھ لو آکے قرین سیب زنخدان میرا
مین بھی دیوانون کا ہمدرد ہون کہتا ہے ہلال — پنجۂ مہر مین رہتا ہے گریبان میرا
آپکی زلف کے اشعار مین مضمون مین بند ہے — جمع رکھیے گا یہ دفتر ہے پریشان میرا
دشت مین مرغِ جنون کا جو شکار آئیگا — تیر چاک اور کمان ہوگا گریبان میرا
قول آئینہ کا ہے پردہ دری خوب نہین — خود نظر آوگے دیکھو تن عُریان میرا

آرزو ہے کہ علی حکم کرین قرب صراط
ہان لطافت سے کہو تھام لو دامان میرا

فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ابھی جاتا رہے درد و ملال و رنج و غم سارا — اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
محبت کے بکھیڑون سے ابھی ہو جا چھٹکارا — اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
کہے مشاطہ ہاتھ آیا عجب آئینہ حسن آرا — اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
گمان مستون کو ہو ساقی لیے ہے شیشہ کیا پیارا — اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
یہ کی ہے نذر سمجھون جان کو بھی پھر نہ مین پیارا — اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
وہ عاشق ہون جو مجکو سلطنت ہو صورت دارا — بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
رخ شفاف جانان کو اگر دیدون حلب سارا — بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
مقامِ شرم ہے ایسی عطا کیا چیز ہین دونون — بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
اگر ہوتی حکومت تو اجازت حسن سے لیتا — بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

دکھایا حسن دنیا چاہیے دل کیا ہین یہ دونون
قسم کھاتا ہون اسی مشاطہ مین وہ رخ اگر دکھلا
بہارِ کوچہ جانان مرے دل سے بھلاتی ہے
حسین آباد گر دیکھین تو بھولین حافظ و سعدے
پڑی کیا لوٹ ہین معشوق جب سے مین بنا عاشق
نہایت شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین یہ بت
ہزارون عاشقون کو سادگی نے آپکی مارا
وہ مکھڑا بھولا بھولا گورا گورا ہے عجب پیارا
کہا روزِ ازل صانع سے اُنکے حسن ذاتی نے
بنا کر آئینہ اُس رُخ کی جا لکھا مصور نے
سرِ بازار جب آیا صدا دی حسن یوسف نے
لکھا تھا کاتبِ تقدیر نے یہ روز اول ہے
مرے محبوب و یوسف کو دکھا کر حسن نے پوچھا
کمر اسواسطے ہر دم ہی باندھے وہ ستم آرا
بنایا وہ دہن معدوم صانع کا یہ مطلب تھا
کیا ہی روح کو بند اسلیے اللہ نے دل مین
دلا کہنا ہمارا مان الفت مین کہ سُنتے ہین
سنو کہنا مرا تم بھی کہ در گوش کرتے ہین
محبت مین تمھاری گالیان بھی ہین عجب شیرین
بُرا عاشق کو کہنا تجھے اے ناصح نہین پھبتا
کہا فرہاد نے اپنی برائی سُنکے شیرین سے

بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
کنارِ آب رکن آباد و گلگشتِ مصلے را
کنارِ آب رکن آباد و گلگشتِ مصلے را
چنان بُردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را
جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را
جوابِ تلخ مے زیبد لبِ لعلِ شکر خارا
جوابِ تلخ مے زیبد لبِ لعلِ شکر خارا
جوابِ تلخ مے زیبد لبِ لعلِ شکر خارا

سوالِ بوسہ پر دی یار نے گالی تو یہ پوچھا | جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

لطافت کچھ تنا اُس کان کے جھالونکی موزون کر
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقدِ ثریا را
لطافت سُنکے یہ مصرع صدا ہے روح حافظ کی
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقدِ ثریا را
ہر اک مصرع پہ حافظ کے لطافت کہہ نیا مصرع
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقدِ ثریا را

آجکل وحشتِ جنون حد سے سوا چالاک تھا
آشنائی مین یہ دل مشتاق تھا بیباک تھا
کوئی آدم کی مصیبت پر نہ یون غمناک تھا
ہائے کیا دن تھے گناہون سے جو ہر دم پاک تھا
بلبل و گل ہو گئے یکرنگ جب آئی بہار
ہائے کیون عاشق ہوا مین ان بتانِ دہر پر
کہکشان کو دیکھ کر وحشت مین عاشق نے کہا
کس بھروسے پر کیا انسان نے دنیا مین غرور
غیر سمجھے تھے جسے چلمن درِ دلدار مین
روح قالب سی نکل کر پھر نہ آئی حشر تک
جب بہار آئی ہوائے گل مین سودا ہو گیا
مار ڈالا ابھی جلایا بھی تمھارے حسن نے
اہل دنیا کی طمع نے کر دیا بے آبرو
رزق طفلی مین تو پایا ہے جوانی مین ہراس

چھپ نہ جاتا تو گریبانِ مہ نو چاک تھا
کھا گیا غوطہ وہی دھوکے سی جو بیباک تھا
پیش ازین کب خلد مین گندم کا سینہ چاک تھا
آبرو سے کوچۂ دلدار کے مین خاک تھا
وان گریبان چاک تھا منقار مین یان چاک تھا
حسن ان مٹی کے پتلون مین بھلا کیا خاک تھا
ہو گیا ثابت کبھی دامن فلک کا چاک تھا
ابتدا بھی خاک تھا اور انتہا بھی خاک تھا
یار کے پیش نظر میرا دلِ صد چاک تھا
جسم خاکی ملگجی اُتری ہوئی پوشاک تھا
ایک اک پر بلبلِ گلزار کا صد چاک تھا
زہر خطِ سبز تھا خالِ سیہ تریاک تھا
دُر ملا قسمت سے تو سینہ صدف کا چاک تھا
اب نہ کیون دیگا دیا تھا جب نہ کچھ ادراک تھا

وصلت دلدار کی کسطرح لکھتا لذتین
تھی دوات اک چشم ترسینہ قلم کا چاک تھا

ہاے کیون لائی مجھے تقدیر دنیا کی طرف
جز گناہ و صدمہ و رنج اس زمین پر خاک تھا

وہ نہانے آئے جب حمام مین عاشق تھے جمع
دم مین اشرفیون سے مملو کیسۂ دلاک تھا

ننگ کی جا تھی جنون مین کیا پہنتا بعد قیس
جامۂ عریانی او تری غیر کی پوشاک تھا

ہاے پہلو سے نکالا ہمنے کیون پہلے نہ دل
اتنی سی تو بات تھی الفت کا قصہ پاک تھا

ملکے جسم یار کیا لوٹے مزے حمام مین
مصلحت سے تو نہ خالی کیسۂ دلاک تھا

تیرے دندان کی صباحت سے دہن کی بو کے پاس
صبح کو رنگ گل شب بو سر مسواک تھا

عشق مین یوسف زلیخا دونون یکسان ہو گئے
انکا دامن چاک تھا انکا گریبان چاک تھا

ساتھہ ہی دونون کو جو روز ازل پیدا کیا
بخت عاشق کیا معین گردش افلاک تھا

واے ناکامی عجب حصے ملے روز ازل
پھر گردش یا مری تقدیر تھی یا چاک تھا

پہلے کفنی آکے پہنی اور آخر مین کفن
ابتدا سے انتہا تک مین گریبان چاک تھا

اب کفن پہنا تو اے غافل نہ سمجھا نیک و بد
دیکھتا تھا دن پہنتا جب نئی پوشاک تھا

ای لطافت لیگیا پہلو سے وہ دل چھین کر
کس قدر عیار تھا بیباک تھا چالاک تھا

گورے گالون پر خط شبرنگ پیدا ہو گیا
لو مجسم یار کی زلفون کا سایا ہو گیا

کس سے پوچھون کون سے دلبر پہ شیدا ہو گیا
دل ابھی تک تو مرے پہلو مین تھا کیا ہو گیا

کیون محبت کی بتون سے حال کیسا ہو گیا
ہاے اس اچھے بھلے دل کو مرے کیا ہو گیا

کچھہ خوشی کچھہ رنج کچھہ امید تھی کچھہ مجکو یاس
جب بلایا اسنے گھر مین آو پردا ہو گیا

گل کھلا کر تازہ ہر اک کو دکھاتی ہے بہار
ٹکڑے ٹکڑے یوہین بلبل کا کلیجا ہو گیا

ہاے رونے مین نہ دیکھا حسن بھی معشوق کا
چادر آنکھون پر پڑی اشکون کی پردا ہو گیا

نازسے جب رکھدیا چھاتی پہ اس دلبر نے پاون
ہاتھہ بھر خوش ہو کے عاشق کا کلیجا ہو گیا

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو عاشق نے کہا — مصحفِ رخسار پر قرآن کا دھوکا ہو گیا
ہاے جب ترچھی نظر سے یار نے دیکھا مجھے — پرزے پرزے دل ہوا ٹکرے کلیجا ہو گیا
عارض شفاف پر اوسکے نہین خط کا نمو — ہر نگہ کی گرد سے آئینہ میلا ہو گیا
ناز سے بیٹھے جو آکر پاس دل لینے کو وہ — بڑھ کے اِس پہلو سے اُس پہلو کلیجا ہو گیا
ہاتھ مین اس شوخ کے آ کے کہتے ہین عقیق — عشق مین پتھر کا بھی ٹکرے کلیجا ہو گیا
مشتری کرتا ہی پیدا خود ہی جو عمدہ ہی مال — حُسنِ یوسف باعثِ عشقِ زلیخا ہو گیا
ای زمین تو نے بھی مثل آسمان پیسا مجھے — دے کے جان اُجلا کفن پایا تھا میلا ہو گیا
کیا قدم جاتا تھا گھوڑا یار کا عاشق تھی جمع — پتلیون کا باغ مین دن کو تماشا ہو گیا
رفتہ رفتہ کی ترقّی خوب قدِ یار نے — پہلے بوٹا بعد سرو آخر کو طوبا ہو گیا
ڈال کر باہین گلے مین اُسنے پوچھا ناز سے — ابتو دل ٹھہرا کہو ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

فخر سے کہتا ہی وہ محبوب سب عشاق مین
لطف ہی عاشق لطافت بھی ہمارا ہو گیا

جو بن آئینہ مین دیکھا وہ حسین شاد ہوا
مین فنِ عشق مین جب قیس کا اُستاد ہوا
کوچہ زلف مین دل جا کے بہت شاد ہوا
فکرِ معشوق ہوئی عشق پھر اُستاد ہوا
نخل دُکھ سوکھ کے پھر عاشقِ ناشاد ہوا
نالہ دل مرا ہر رنگ مین اُستاد ہوا
طفل اشک آنکھ سے نکلے مرادِ دل شاد ہوا
ملکے ابرو تیری اِک مطلعِ اُستاد ہوا
غم خزان کا نہ بہار آنے سے دل شاد ہوا

دھوم ہے شہر حلب حُسن سے آباد ہوا
دل لگایا تو محبّت کا سبق یاد ہوا
ہاے برباد ہوے ہم تو یہ آباد ہوا
ہاے بھولا ہوا آموختہ پھر یاد ہوا
مُنہ لگانا ترا پھر باعثِ فریاد ہوا
قہقہہ وصل مین تو ہجر مین فریاد ہوا
فخر مجھکو سببِ کثرتِ اولاد ہوا
دونو آنکھین ہین کہ دو مرتبہ ہی صاد ہوا
سرو کی طرح مین اِس باغ مین آزاد ہوا

غل مچا نا میرا ٹر ہتا ہی گیا ہجر کی شب
آہ سے نالہ ہوا نالہ سے فریاد ہوا

میرے اشعار کے مضمون جو کسی نے کاٹے
دل کے ٹکڑے ہوے گویا غم اولاد ہوا

عشق کر کے دل شیدا نے مجھے ذبح کیا
ہاے پہلو مین رہا جو وہی جلاد ہوا

ہمکو عادت ہی حسینون کے ستم سہنے کی
پونچھتے رہتے ہین کوئی ستم ایجاد ہوا

تیری تصویر بنا ئین نظر آجاے حسن
اس غرض سے کوئی مانی کوئی بہزاد ہوا

ہڈیان کھانے کو آتی ہی ہما بستے ہین
مر کے بھی گھات سے غافل نہین صیاد ہوا

کان دھر کر وہ سنا کرتے ہین محفل مین ستار
یہ بھی در پردہ ہماری کوئی فریاد ہوا

رنج سہتے ہین خوشی سے جو ہمیشہ عشاق
یہ بھی شاید کسی معشوق کی بیداد ہوا

صاف صاف آکے کہی منہ پہ جو تھی حیرانی
آئنہ سامنے اُنکے مری رو داد ہوا

کچھ تو سر پھوڑنے کی داد مجھے ملجاتی
ہاے زندہ نہ مرے وقت مین فرہاد ہوا

مین وہ دیوانہ ہون بدلی مرے سایے نے جو بھیس
جان آئی کوئی مجنون کوئی فرہاد ہوا

دل پھنسا یا تری تقریر نے ای غیرت گل
جانتے تھے جسے بلبل وہی صیاد ہوا

تیرے شاگرد ہون استاد لطافت تو ہی لطف
فخر کیا تو ہی جو شاگردون کا استاد ہوا

جوانی تھی مزے تھے لطف معشوقون سے حاصل تھا
ہمین ہان یاد تو آتا ہی سینہ مین کبھی دل تھا

فدا مانند مجنون بلبل خود رفتہ کا دل تھا
سحر کو رشک لیلیٰ بو تھی غنچہ مثل محمل تھا

روان شوق شہادت مین جو سوی کوی قاتل تھا
یہ تھی خود رفتگی آگ کبھی مین تھا کبھی دل تھا

خوشامد لاکھ کی بندون نے پر مطلب نہ حاصل تھا
بتو دعوی خدا ہونے کا حق یہ ہی کہ باطل تھا

سواری اُسکی جب نکلی تو پروانہ مرا دل تھا
مثال شمع تھا وہ شعلہ رو فانوس محمل تھا

ادہر اُس مہروش کی یاد مین مضطر مرا دل تھا
ادھر شب بھر جو آغوش فلک مین ماہ کامل تھا

کلام یار پر طفلی مین بھی شیدا مرا دل تھا
پڑھی استاد سے جسوقت بسم اللہ بسمل تھا

زمانہ اوپری پیکر ترے جوبن پہ مائل تھا
کلیجہ کوئی پکڑے تھا کوئی تھامے ہوئے دل تھا

جنون مین سیر دریا دیکھ کر مجنون مرا دل تھا
کہ لیلی بے ثباتی تھی حباب بحر محمل تھا

محبت جب نہ تھی ہمکو بھی لطف زیست حاصل تھا
کبھی زندون مین داخل تھے ہماری پاس بھی دل تھا

سمجھ کر غیر اپنے عکس کو شرمائے جاتے تھے
جھجکتے وصل مین وہ تھے جو آئینہ مقابل تھا

تمھارے رخ کے ہوتے کیون قسم قرآن کی ہم کھاتے
کہ یہ پیش نظر ہر وقت تھا وہ ہفت منزل تھا

رسائی ہو اگر مین عاشق روز ازل پوچھون
بنایا صانع قدرت نے پہلو مین مرے دل تھا

سقر کہتا ہی کچھ دے کر نجیلو کیون نہ پار اترے
کہ جب زندہ تھے تم کشتی لیے موجود سائل تھا

نہ کیون مجنون ہو دل میرا ایسے ہی آنکھ مین تپلی
تری لیلے کو زیبا پردہ دار ایسا ہی محمل تھا

ستم ہی قلب عاشق ملکے تلوون سے وہ گھستے ہین
ہماری وصل کا مشتاق مدت سے ہی دل تھا

نگاہ غیر سے مرکر بھی در پردہ بچاتے تھے
غبار اٹھ کر ہمارا گرد اس لیلے کے محمل تھا

جوانی جاتی ہے دندان گئے تو غم ہوا مجکو
پکاری صبح پیری رات ہی بھر لطف محفل تھا

عجب دن تھے کہ جنکے ذکر سے بھی ہے مزا ملتا
وصال یار کا جب اے لطافت لطف حاصل تھا

غش آگیا تمھین کیون جا کے جان جان دیکھا
اثر دکھا ہی گیا خون ناتوان دیکھا

فلک کے ظلم تو پیری مین اٹھ نہین سکتے
ہزار شکر نہ ہمنے اسے جوان دیکھا

حرم مین دیر مین مسجد مین دل مین آنکھون مین
کہان کہان تمھین ڈھونڈھا کہان کہان دیکھا

اسی سبب سے ہی بیمار چشم کہہ دیتی
بھلا ہوا نہ مجھے جتنے ناتوان دیکھا

حسین ہو یار تو عود شباب کیا ہے مجال
ہوئی تھی پیر زلیخا مگر جوان دیکھا

ہماری یاد کی تاثیر دیکھ لی ساقی
ہر ایک شیشہ کو آتی ہین ہچکیان دیکھا

مرے علاج کو آگر طبیب کہتے ہین
سنا کبھی نہ کبھی ایسا ناتوان دیکھا

جھلک دکھا کے نہ چلمن کو جا بجان چھوڑو
تمھارے حسن کا جلوہ ابھی کہان دیکھا

تمھارے آئینۂ رُخ مین خط کے آگئے بال
تمھارا کوچہ ہی اے یار واقعی فردوس
ہر اہل خیر کا بیڑا ہے پار ہاتھون ہاتھ
یہ موت بھی ہے جہان مین عجیب اک بیدرد
برائے صرف ملا اے بخیل مال تجھے
مرے مسیح نے رکھہ رکھہ کے ہاتھ سینے پر
نظر لگی نہین معلوم کسکے رونے کو
تمھارا جلوہ کوئی برق تھا جلا عاشق
زمین سے عرش پہ جاتی ہے آہ بیکس کی
لڑکپن آپکا جب تھا مری جوانی تھی
جہان کے لوگ بھی کسدرجہ ناتوان ہین
مقام بیچ مین بینی کو دے کے آنکھون نے
کہا بہشت مین حورون سے اُنکے عاشق نے
وہ آئے بہرِ عیادت تو آگئی طاقت
کلام سخت سے پیری مین دانت ٹوٹ گئے

دُکھا کے دل اثرِ آہِ ناتوان دیکھا
یہان جو پیر بھی آیا اُسے جوان دیکھا
کبھی نہ کشتیٔ سائل مین بادبان دیکھا
نہ طفل ہے نہ حسین کوئی نوجوان دیکھا
خدا کی راہ مین کچھہ خیر کر یہان دیکھا
نفس مرا صفتِ نبضِ ناتوان دیکھا
کہ طفل اشک نہوتے کبھی جوان دیکھا
کہ تھوڑی راکھہ نظر آئی کچھہ دھوان دیکھا
یہ تیر چلتے ہوے ہمنے بے کمان دیکھا
ہزار حیف ہوا پیر تو جوان دیکھا
کہ سیر کی جو حبابون کو ناتوان دیکھا
یہ دوربین جو لگائی ترا دہان دیکھا
ہزار شکر کہ تمنے مجھے جوان دیکھا
سُنا کئے نہ کبھی مجھکو ناتوان دیکھا
دہن مین آخر اکیلی رہی زبان دیکھا

وہ اپنی بزم مین کرتے ہین یون صفت میری
سنا نہ ہمنے لطافت سا خوش بیان دیکھا

روئی خون ایذا اٹھائی غم ہوا سودا ہوا
جب کہا مینے کہ تمکو عشق غیرون کا ہوا
اک تو وحشت تھی پر اب جوشِ جنون دونا ہوا
عالمِ وحشت مین مینے خاک اڑائی اسقدر

ایک الفت مین ہمارے واسطے کیا کیا ہوا
بولے جھنجھلا کر اجارہ ہے ترا اچھا ہوا
فصلِ گُل آتے ہی مجھکو اور بھی سودا ہوا
دامنِ صحرا و فورِ گرد سے میلا ہوا

اُنکو عاشق کے جو مرنے کی کسی نے دی خبر
ہنس کے بولے روز کا جھگڑا گیا اچھا ہوا

آپ ہی کرتے ہین گھائل مجکو تیغ ناز سے
مین تڑپتا ہون تو کہتے ہین کہ تجھکو کیا ہوا

تھا جو منظور اُس دہن کا وصف میری طبع کو
طائرِ مضمون بھی فکرِ شعر مین عنقا ہوا

عشق دلبر مین بُرا ہمکو نہ کہہ ناصح خموش
دل دیا اپنا دیا جو کچھ ہوا اچھا ہوا

داغِ دل نے شمع کے مانند دکھلایا فروغ
سینہ در پردہ مرا فانوس کا پردا ہوا

زلفِ مُشکین کے نہ بوسے پر خفا عاشق سے ہو
آدمی تھا کی خطا جانے دو صاحب کیا ہوا

وقت فکر آیا طبیعت کو جو دھیان اُس زلف کا
کیا تکلف ہی کہ نکلا شعر بھی اُلجھا ہوا

الفتِ لیلا مین مجنون سے ہوا آخر نہ ضبط
اُسکو بھی رسوا کیا اور آپ بھی رسوا ہوا

مین جو نکلا قبر سے جای تعجب ہی عبث
آپ نے ٹھوکر لگائی ناز سے زندا ہوا

کہتے کہتے حالِ فرقت جب ہوا خاموش مین
ہنسکے فرمانے لگے وہ ناز سے پھر کیا ہوا

ای لطافت ہستی فانی کا کیا ہے اعتبار
ایک دن ناپید ہو گا جو کہ ہے پیدا ہوا

ہم دمو جان عزیز اُس سے بھلا کیا کرتا
اتنی سی بات پہ قاتل کو خفا کیا کرتا

نامہ اُس گل کو کیا اشک کے دریا مین روان
التجا تجھسے مین اے بادِ صبا کیا کرتا

کی قضا ہو کے خجل پہلے ہی مجھہ وحشی سے
سامنا قیس بیابان مین مرا کیا کرتا

خونِ عاشق ترے ہاتھون مین ہے مہندی کے عوض
دخل یہان دے کے بھلا دزدِ حنا کیا کرتا

تھا مجھے حشر کو بھی کوچہ جانان کا خیال
دیکھہ کر گلشنِ جنت کی فضا کیا کرتا

لیتا وحشت مین نہ کیونکر ترے لب کا بوسہ
غیرِ عناب مین سودے کی دوا کیا کرتا

شکوہ غیر نہ قاتل سے دمِ ذبح کیا
تہِ شمشیر گلا رکھہ کے گلا کیا کرتا

چشمِ جانان نے مرے دل کو نہ صحت بخشی
سچ ہے بیمار کی بیمار دوا کیا کرتا

دو سزا مجکو فرشتو نہ یہان تربت مین
تھا وہان دورِ بتان یادِ خدا کیا کرتا

دل ہوا میرا ہدف دیکھیے بڑھ کر صاحب ۔ آپ کا تیر نشانے پہ خطا کیا کرتا

سرو کو دیکھ کے تم باغ سے پھر آئے کیون ۔ سرکشی بندۂ آزاد بھلا کیا کرتا

بیوفائی کا ہی ایجاد کیا لیلانے ۔ بعد اُسکے کوئی معشوق وفا کیا کرتا

اُسکے ساتھ آپنے محفل سے اُٹھایا تھا مجھے ۔ غیر نادان نتھا بعد گلا کیا کرتا

کل مرے سامنے اغیار سے وہ ہنستے تھے ۔ دوستو اور مین رونے کے سوا کیا کرتا

تنگ تھا ہجر مین جینے سے لطافت ہردم
جان دیتا نہ تو پھر اسکے سوا کیا کرتا

ابر ہے مے ہے کھلے ہین گُلِ گلشن کیا کیا ۔ لطف دکھلاتا ہے مئیخوار کو ساون کیا کیا

لطف دکھلاتا ہی ربطِ بتِ پُرفن کیا کیا ۔ دوست خوش ہوتے ہین غم کھاتے ہین دشمن کیا کیا

دشت مین پہلی پہل جاتا ہون جب مین وحشی ۔ کانٹے بڑھ بڑھ کے ہین لیتے مرا دامن کیا کیا

بعد مرنیکے بھی تقدیر کی گردش نہ گئی ۔ سنگِ مرقد سے بنے سنگِ فلاخن کیا کیا

مر گئے ہین کسی گلرو کی جو تقریر پہ ہم ۔ بلبلین بول رہی ہین سرِ مدفن کیا کیا

عشق مژگان مین چلا باغ سے جب جانبِ دشت ۔ کھینچا کانٹون نے جنون مین مرا دامن کیا کیا

طالبِ دید جو جاتا ہے ترے کوچے مین ۔ آنکھین دکھلاتے ہین دیوار کے روزن کیا کیا

داغ جل جل کے ہین گلزار مین کھلتے طاؤس ۔ ناز کی چال ہے چلتا ترا توسن کیا کیا

زلفِ جانان کا سرِ شام جو آتا ہے خیال ۔ رات بھر دل کو مرے رہتی ہے اُلجھن کیا کیا

لب پہ اُس گل کے جو مِسّی کی اُوداہٹ دیکھی ۔ نیلی پیلی ہوئی گلزار مین سوسن کیا کیا

ذبح کیوقت جب آیا مجھے اُس زلف کا دھیان ۔ تیغ جلاد سے اُلجھی رگِ گردن کیا کیا

زیست مین ملے یہی سوچ کے خاموش ہون مین ۔ سختیان جھیلنی ہونگی پسِ مُردن کیا کیا

چاک کرتا ہون اسے چھوڑ کے جب مین اسکو ۔ رشک کرتا ہے گریبان پہ دامن کیا کیا

چرخ دوار کے بھی ہوش اُڑے جاتے ہین ۔ گردشین کرتی ہے چشمِ بتِ پُرفن کیا کیا

گور تیرہ غمِ اعمال حساب اور فشار
مشکلین ہونگی لطافت پسِ مُردن کیا کیا

الٰہی غضب ہائے یہ کیا ہوگیا کہ سارا جہان بے وفا ہوگیا
درِ یار کا جو گدا ہوگیا وہ اک آن مین باوشا ہوگیا
اودھر وہ گئے بزمِ اغیار مین ادھر درد دل مین سوا ہوگیا
سدا دوستی کا جو بھرتا تھا دم وہ دشمن مری جان کا ہوگیا
عزیزو مرے دل کو ڈھونڈھو ذرا ابھی پاس تھا ہائے کیا ہوگیا
ملی مہندی ہاتھون مین کس شوخ نے مین پامال مثلِ حنا ہوگیا
مگر تیرا دیوانہ مجذوب ہے کہ جو مُنہ سے اُسنے کہا ہوگیا
ترقی ہین کہتے اسے حُسن کی کہ دو دن مین وہ کیا سے کیا ہوگیا
جبین سائی اسدرجہ عاشق نے کی ترا سنگِ در آئینا ہوگیا
مرا پیرہن فقر مین دیکھنا رفو ہوتے ہوتے نیا ہوگیا
لیا بوسہ بے اذن عاشق نے جب خفا وہ ہوئے اور کیا ہوگیا
ترے ہجر مین ہون عجب سخت جان اگر زہر کھایا دوا ہوگیا
چمن مین جو مہندی ملی آپ نے ہزارون کا خون دلربا ہوگیا
جو دعوائے یکتائی او بُت کیا ارے توبہ توبہ خدا ہوگیا
جب اُس روئے رنگین کی لکھی ثنا قلم شاخِ گلُ سے سوا ہوگیا
خجل وہ ہوئے آئنہ دیکھ کر مقابل جو ہین دوسرا ہوگیا
نہین مجھکو زنجیر وحشت مین بار تری زلف سے سلسلا ہوگیا
جو مجھ زار نے چال پر جان دی لحد آپ کا نقشِ پا ہوگیا
یہان تک ہوا ہمکو جوشِ جنون کہ مجنون سے رُتبہ سوا ہوگیا

مرے پیسنے کے لیے دہر مین — فلک صورتِ آسیا ہو گیا
نہ نکلا جو پیکانِ تیر اے صنم — مرے دل مین کیا حوصلا ہو گیا

لطافت ستارے کی گردش تو دیکھ
کہ بے مہر وہ مہ لقا ہو گیا

لحد پہ فاتحہ پڑھنے جو یار آئے گا — تو خواب چین سے زیرِ مزار آئے گا
جو ایکبار مرے گھر وہ یار آئے گا — ہزار بار مجھے اعتبار آئے گا
نظر جو حسن دو ابروے یار آئے گا — گلوے غیر تہِ ذوالفقار آئے گا
جو دیکھ لوگے مرے داغہاے تن کی بہار — پسند پھر نہ تمھین لالہ زار آئے گا
ابھی تو شام ہی گھبرا نہ ہجر مین اے دل — اجل اگر نہین آئی تو یار آئے گا
بہار کوچہ جانان پسند ہے دل سے — بہشت مین بھی نہ مجکو قرار آئے گا
ہزار تو نے کیے جھوٹ وصل کے وعدے — نہ ایک بات کا اب اعتبار آئے گا
سبو مین ہی ابھی مے جام بھر جو اے ساقی — مگر کوئی نہ کوئی بادہ خوار آئے گا
ہوا ہی اس گلِ رعنا کو شوق چوسر کا — ہر ایک نقد دل اب مفت ہار آئے گا
وہ قتل کر کے مجھے اپنے در پہ کہتے ہین — نہ آج سے کوئی امیدوار آئے گا
کبھی ملونگا نہ صیاد مین وہ بلبل ہون — چمن مین دام لیے تو ہزار آئے گا
اخیر ہی شبِ فرقت ہوا جگر کو سکون — تجھے کب اے دلِ مضطر قرار آئے گا
وہ ہم گلون کے ہین عاشق کہ اُڑ کے گلشن مین — پسِ فنا بھی ہمارا غبار آئے گا
ضرور حشر کے دن بھیڑ ہو گی قابلِ سیر — ہر ایک طالبِ دیدارِ یار آئے گا
ہم اسکو دیدہ دل کا بنائینگے سرمہ — جو ہاتھ پاے صنم کا غبار آئے گا
جو اشکبار نہ آئیگی میری قبر پہ شمع — ضرور رونے کو ابرِ بہار آئے گا
پسِ فنا بھی جلائیگا دل کو عاشق کی — وہ گل بجھانے کو شمعِ مزار آئے گا

شگفتہ ہوگا ہر اک پھول باغ مین گلچین
وہ گل مثال نسیم بہار آئیگا

رکھونگا عین جنون مین میان دشت جو پاؤن
قدم لگانے کو آنکھون سے خار آئیگا

ہی اس دہن کی مجھے یاد جاؤن باغ مین شبیا
جو مسکرائینگے غنچے تو پیار آئیگا

بہار عمر و جوانی ندا ے لطافت کھو
نہال عشق مین ہرگز نہ بار آئیگا

آگ اگر دل کی بجھائے تو جگر جل جائیگا
کوئی دونون مین ضرور ای چشم تر جل جائیگا

آئیگا وہ چاند کا ٹکڑا جو شبکو بزم مین
آتش غیرت سے ہر رشک قمر جل جائیگا

شمع پروانون سے کہتی ہے یہ شبکو بزم مین
عشق صادق جسکو ہے وہ بیخطر جل جائیگا

غیر کو دیگا گزک جب نشہ مین وہ بادہ خوار
رشک سے مثل کباب اپنا جگر جل جائیگا

فصد مجھہ مجنون کی لینے آئیگا فصاد جب
خون مین حدت ہی ایسی نیشتر جل جائیگا

گلشن ایجاد مین وہ سوختہ قسمت ہون مین
سائے مین بیٹھونگا جسکے وہ شجر جل جائیگا

نالہ سوزان جو ساحل پر کرونگا ہجر مین
مچھلیان دریا کی تو کیسی مگر جل جائیگا

ای ہما مجھہ دل جلے کی ہڈیان کھاتا تو ہے
دیکھنا فوراً ترا ہر بال و پر جل جائیگا

آتش فرقت اگر دل مین بھڑکتی ہی رہی
دیکھہ لینا نالۂ سوزان سے گھر جل جائیگا

آئیگا گلگشت کو جب وہ نہال باغ حسن
دیکھہ کر سیب ذقن کو ہر ثمر جل جائیگا

کون دلسوزی کرے گا آکے میری قبر پر
ہان پہنچ جائیگا تو بیتاب اگر جل جائیگا

بولے وہ محفل مین پروانہ پھرا جب گرد شمع
کوئی کہدے اس سے دیکھہ او بیخبر جل جائیگا

وہ جو ساحل پر کریگا خندۂ دندان نما
آتش حسرت سے دریا مین گہر جل جائیگا

نالۂ سوزان جو مین دیوانہ کھینچونگا کبھی
دشت مین مثل چنار اک اک شجر جل جائیگا

ای صبا صحن چمن مین چل نہ آندھی کی طرح
آتش گل سے کسی بلبل کا گھر جل جائیگا

ای لطافت مشتعل ہونگے اگر داغ جنون

رفتہ رفتہ شمع کے مانند سر جل جائے گا

ہجر غیرون کا گوارا دلربا کیونکر ہوا
آج بندے کی طرف آنا ترا کیونکر ہوا

خون شہیدون کا تری زینت ہی ای دست صنم
سرخرو آگے ترے رنگ حنا کیونکر ہوا

زرد جوڑے نی ہی کسکے تجکو سودائی کیا
تنکے چُننے کا کمال اے کہربا کیونکر ہوا

سیکڑے مین روز و شب چھپ چھپ کے پیتا ہی شراب
مجکو حیرت ہی کہ زاہد پارسا کیونکر ہوا

بات کرنے پر تو مجکو گالیان دیتے تھے آپ
آج غیرون کو بھلا بوسہ عطا کیونکر ہوا

مال و دولت کا نہین منعم جہان مین اعتبار
قلب کر اقبال کو یہ لا بقا کیونکر ہوا

جب اُنھون نے جان بلب مجکو سنا کہنے لگے
اُسنے کب دیکھا مجھے عاشق مرا کیونکر ہوا

آتش رخسار ہی حد سے زیادہ مشتعل
سبزۂ خط شعلہ رو تیرا ہرا کیونکر ہوا

شب کو جو ذلت دی اُسنے کیا کہون اب دوستو
کسطرح مجکو نکلوایا خفا کیونکر ہوا

تھا نہ قربان چشم پر تیری یہ ای ابرو کمان
تیر مژگان کا ہدف دل بیخطا کیونکر ہوا

صبر لازم ہی دل نادان نہ کر فکر معاش
رزق سے مملو دہان آسیا کیونکر ہوا

وہ پریشان باغ مین آراستہ یہ سربسر
سنبل اُسکی زلف سے ہمسر بھلا کیونکر ہوا

کیا خبر ہمکو یہ وقت قتل محو دید تھی
کب لگائی تیغ اُسنے سر جدا کیونکر ہوا

چاندنی مین دیکھ کر اُس ماہ کو کہتی ہے خلق
ایک تو تھا چاند پیدا دوسرا کیونکر ہوا

غیر کے گھر سے لطافت کے جو گھر آیا ہے آج
مہربان ذرہ پہ تو اے مہ لقا کیونکر ہوا

عشق مین اُسکے ہی اپنا دل شیدا ٹھہرا
جسکی پاپوش سے ہے عرش معلے ٹھہرا

ذبح ہو کر مین کبھی بار جو تڑپا ٹھہرا
رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

ہوگیا ہجر مین آنے سے اجل کے زندہ
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

الفت سبزۂ خط مین دل مضطر کو ہے چین
ای مہوس نئی بوٹی سے ہی پارا ٹھہرا

رکھتے ہین کسیل ہین بھی غنچہ دہن ہاتھون ہاتھ — گلِ صد برگ ہمارا دلِ شیدا ٹھہرا
ہاے گھر سے بھی نکل کر نہ اونہون نے دیکھا — دیر تک کوچے مین عاشق کا جنازا ٹھہرا
ہوگئی عمر مری ناز اُٹھانے ہین بسر — دے کے دل مفت مین فردور تمھارا ٹھہرا
ساتھہ گھوڑے کے وہ دوڑاتے ہین کوسون مجھکو — نئی شوخی ہی کہے جلتے ہین ٹھہرا ٹھہرا
جی مین آتا ہے کرون نقل مکان وحشت مین — واسطے رہنے کے مجنون کا ہی صحرا ٹھہرا
اُسکی قامت کا قیامت مین جو آیا مجھے دہیان — سید ہا فردوس مین جا کر تہ طوبے ٹھہرا
دیکھنے آتے ہین آنکھونکو تمھارے عاشق — پتلیون کا ہی نیا ابتو تماشا ٹھہرا
گردش پیر فلک دیکھ کے ہنستی ہین صنم — چرخ پوجے کا بتون کو ہے تماشا ٹھہرا
دلِ عشاق ہین مانند سکندر حیران — کوچۂ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا
چشم مین آئے تصور ترا مژگان کے قریب — ہی نیا گھر نئی چلمن نیا پردا ٹھہرا
آشیان کے لیے بلبل نے اُٹھایا آگر — تنِ لاغر مرا گلزار مین تنکا ٹھہرا
ناتوان وہ ہون جہان بیٹھہ گیا پھر نہ اُٹھا — خاکساری سے جو مین نقشِ کفِ پا ٹھہرا

چاہ اکِ بحر کرم کی جو لطافت کو ہوئی
دل کے بہلانے کو جا کر لبِ دریا ٹھہرا

زلف مین اُلجھا رہا پا کر ٹھکانا مشک کا — طائرِ دل نے بنایا آشیانا مشک کا
گشتۂ زلفِ سیہ ہون احتیاجِ گل نہین — دوستو لازم ہے تربت پر چڑہانا مشک کا
شہر مین پھیلی اگر خوشبو تمھاری زلف کی — مول لینا چھوڑ دے سارا زمانا مشک کا
خال کا اُسکے تصور چشم محبوبان مین ہے — فی الحقیقت آہو نین ہے ٹھکانا مشک کا
نکہتِ گیسوی جانان سے معطر ہین دماغ — بنکے نادان نام بھی لینگے نہ دانا مشک کا
عقدۂ گیسوے جانان نے اگر باندہی ہوا — شہر مین موقوف ہو جائیگا آنا مشک کا
عقدۂ دل مین جگہہ دی عشق زلفِ یار کو — تھا ہمین مدِ نظر نافہ بنانا مشک کا

دود تمنا کو بے خوشبو سے ہمین ثابت ہوا
ہی جلا کر یار کو منظور اوڑانا مشک کا

رشک گیسوے صنم سے اسطرح کافور ہو
نام کو رہجاے عالم مین فسانا مشک کا

ہی ہمین منظور میری زلف لاثانی رہے
عود کے بدلے نکالا ہے جلانا مشک کا

عشق زلف یار دل مین کسطرح پنہان رہے
بو کی باعث سے ہی کھلجاتا چرانا مشک کا

چشم مست یار کو آہو نہ سمجھون کسطرح
دیکھ کر تل کو نظر آیا ٹھکانا مشک کا

صحبت گیسوے عطرآگین کا اللہ رے اثر
مرتبہ آفاق مین رکھتا ہی شانا مشک کا

آئنہ مین دیکھ کر خال سیہ کہتے ہین وہ
جای حیرت ہے حلب مین ہی ٹھکانا مشک کا

زلف کی تعریف مشتاقون سے کرتے ہو عبث
عیب ہی وقت خریداری بتانا مشک کا

زلف جانان خال عارض پر ہی دیکھ اے مرغ دل
دام سنبل کا زمین صندل کے دانا مشک کا

زلف کے سودے مین ہرگز زخم دل اچھا ہو
ہی لطافت خوب مرہم مین ملانا مشک کا

اپنی زلفون کو جو جانا نہ بنایا ہوتا
وصل مین پنجہ مرا شانہ بنایا ہوتا

چین کب عاشق دیوانہ کو آتا پس مرگ
قبر کے گرد جو جنگلا نہ بنایا ہوتا

جتنے پامال کیا کیون دل صدچاک مرا
اپنی زلفون کے لیے شانہ بنایا ہوتا

میکشی مرکے بھی تقدیر مین رہتی اسیطرح
کاسۂ سر مرا پیمانہ بنایا ہوتا

بلبلو حسن گل تر پہ عبث نازان ہو
میرے محبوب سا جانانہ بنایا ہوتا

دشتگردی مری تقدیر مین لکھی تھی اگر
یا خدا آبلۂ پا نہ بنایا ہوتا

قصر تعمیر کیے بادہ کشو کیا حاصل
سب نے ملکر کوئی میخانہ بنایا ہوتا

اے پری مین تو ازل سے ترا سودائی ہون
کسی ہشیار کو دیوانہ بنایا ہوتا

دم مین ہو جاتی فنا برسون نہ جلتی اے عشق
کاش اسنے ہمین پروانہ بنایا ہوتا

بام پر بال سنوارے تھے جو دن کو تمنے
پنجۂ مہر فلک شانہ بنایا ہوتا

ای برہمن تجھے منظور ہی گر شیخ سے بحث
کعبہ کے پاس ہی تبخانہ بنایا ہوتا

غیر نے بوسہ جو مانگا تھا تری زلفون کا
ای پری جان کے دیوانہ بنایا ہوتا

صدمے اس بت کی جدائی کے مین کیونکر سہتا
پتھر اپنا جو کلیجا نہ بنایا ہوتا

مغبچو پھینکدیا تمنے سمجھ کر بیکار
جام ٹوٹا تھا تو پیمانہ بنایا ہوتا

عاشقون کو ہو جلا دیتے جلانیکے لیے
تمکو خالق نے مسیحانہ بنایا ہوتا

بچتی تکلیف شریعت سے تو راحت ہوتی
ہمکو اللہ نے دیوانہ بنایا ہوتا

عشق مین درد جگر کی نہین یار مجھے تاب
دل دیا تھا تو کلیجا نہ بنایا ہوتا

ہو گی آبادی دنیا تو لطافت برباد
مسکن اپنا کوئی ویرانہ بنایا ہوتا

جو بلند اس آہِ سوزان کا شرارا ہو گیا
ہجر کی شب آسمان پر جا کے تارا ہو گیا

جب بڑھی حدت ہماری داغ دل کی ور ہجر
آفتاب آسمان جل کر شرارا ہو گیا

وصف خال چہرہ پر نور جب خط مین لکھا
اوڑتے ہی اوڑتے کبوتر اپنا تارا ہو گیا

آنسوون نی بہ گے ساری آبرو کھو دی مری
آج رازِ عشق اُنپر آشکارا ہو گیا

دل مرا تڑپا جو اِن دونون کے آگے ہجر مین
برق نادم ہو گئی شرمندہ پارا ہو گیا

ایک ہی سوئی کا علی بند اسکی پشت دست کہ
ہی ہتیلی کا ہر اک نقش آشکارا ہو گیا

کیون تجاہل کر کے صاحب پوچھتے ہو کیا نہین
دل ہمارا تھا کبھی اب تو تمھارا ہو گیا

نہر پر جب تیری گریان کا ہوا اک دم گذر
چشم سے سو بار شرمندہ نہارا ہو گیا

یا ہی شفاف اسنی رکھا جسگھڑی قالین پر
پشت پا سے رنگ ہر گل آشکارا ہو گیا

ہو گئی محفل کی محفل اس سے بسمل دیکھنا
نازہی کیا تیری ابرو کا اشارا ہو گیا

ہجر کی شب آسمان کی پار کیون جاتا نہین
تو ہی اے تیر دعا نالہ ہمارا ہو گیا

غیر سے گو اسنے میرے سامنے باتین نہ کین
لڑ گئین آنکھون سے جب آنکھین اشارا ہو گیا

دیکھ کر اسکی زبان سوجھی مری دل کو یہ بات
عکس مینی ہی دہن مین آشکارا ہوگیا

شرع کی تکلیف سی میخوار سارے بچگئے
خوب نازل آیۂ انتم سکاری ہوگیا

سبزۂ خط یار کے رخسار نازک پر نہین
ہی گلوری کا دلا رنگ آشکارا ہوگیا

ایک جا بیٹھا ہون ضعف و ناتوانی سی جو مین
قطب شاید میرے طالع کا ستارا ہوگیا

ای لطافت جب کبھی لغزش قدم کو ہو گئی
منہ سے بس نام علی نکلا سہارا ہوگیا

مجھ سیہ کار کا ان گیسوون پر دل آیا
رات کو تھک کے مسافر سرِ منزل آیا

عیدگہ مین جو تماشے کو وہ قاتل آیا
خنجرِ تیز ہزارون کے گلے مل آیا

بیمروت ہی نہ پہلو مین کبھی دونگا جگہ
کوچۂ زلف سے اسکی جو مرا دل آیا

کسی محبوب کی ہی خال کا جلوہ اسمین
بے سبب آنکھ مین مردم کے نہین تل آیا

عشق کا جن نہ اتار اگیا میرے سر سے
خود ہی دیوانہ بنا جو کوئی عامل آیا

گھاٹ کا قصد مرے بحر کرم نے جو کیا
خود قدم چومنے کو دوڑ کے ساحل آیا

بیخبر عشق سے زاہد ہے تو مشتاق ہو نہین
اس جہان مین کوئی جاہل کوئی عاقل آیا

آہ کی نجد مین مجنون نے تڑپکر جس جا
لیکے خود ناقۂ لیلی وہین محمل آیا

بوستان مین جو چلے چند قدم ناز سے وہ
کفن تنگ کے گل پہ دلِ زار عنادل آیا

وقت مرنے کے بھی تقدیر کی گردش نہ گئی
قتل کرنے مجھے منہ پھیر کے قاتل آیا

ہم گنہگار تو دوزخ ہی کے قابل ہونگے
عدل کرنے پہ اگر خالقِ عادل آیا

ایکدم تو مجھے آرام سے سو رہنے دے
تھک کے تجھ تک ہون مین ای گور کی منزل آیا

مین جو تڑپا تو یہ گھبرا کے احباب نے کہا
کسطرف آنکھ لڑی ہاے کدھر دل آیا

نہ عبادت کی خبر ہے نہ گنہ کرنے کا ہوش
شکر صد شکر مین اس دہر مین غافل آیا

بام پر فرش کا اسنے جو دیا رات کو حکم
چاندنی برق سے لیکر مہ کامل آیا

یاد دلوائی وہ ابروشبِ عید اے مہِ نو
تو بھی آیا تو مری جان کو قاتل آیا

ای فلک مجکو بھی خورشید لقا یار ملائے
کیا ہے حصّے مین جو تیرے مہِ کامل آیا

درِ گلشن سی روش تک جو گئے چند قدم
بولے وہ ناز سے ہین تو کئی منزل آیا

بعد مدّت کے چھٹا ہی جو تری زلفون سے
پوچھتا پوچھتا مجھ تک ہے مرا دل آیا

کربلا جلد لطافت کو خدا پہنچائے
بمبئی تک تو ہے طے کر کے منازل آیا

انکی آنکھون کو میانِ طاق ابرو دیکھنا
عین کعبہ مین رہا کرتے ہین آہو دیکھنا

امتحان مین عاشقِ شیدا کو بیجان کر دیا
تھام مین مدِ نظر آنکھونکا جادو دیکھنا

پاس سنبل کے ہین گلشن مین سنوارے تم نے بال
آئنہ اے سادہ رو چل کر لبِ جو دیکھنا

بیچ مین مژگان کی ہی صیاد کی چشم سیاہ
ہی تماشا شیر کے پنجہ مین آہو دیکھنا

آہوون نے مشک کو شرما کی نافون مین رکھا
تا ختن پہنچی تمھاری زلف کی بو دیکھنا

اوس پڑتی ہی سحر کو ہین وہ گلشن سے چلے
دیدۂ نرگس مین بھر آئے ہین آنسو دیکھنا

کاتبِ قدرت کی صنعت ہی وہ ابرو و چشم
کس قدر خوشخط لکھا ہے مدِ آہو دیکھنا

آئنہ سی بولے خلوت مین برہنہ ہو کے وہ
شرم آتی ہے نہ ہرگز اس طرف تو دیکھنا

آج تو اونسی الگ ہٹ کر ہین بیٹھا ہی رقیب
کل شہ لانے چاہا تو پہلو بہ پہلو دیکھنا

قطعہ

باغ مین کس غیرتِ گلزار کی آمد ہے آج
بوستان مین ہین خوشی کے طور ہر سو دیکھنا

نغمہ سنجی پر ہین آمادہ چمن مین بلبلین
وجد کے عالم مین ہی سرو لبِ جو دیکھنا

چوب ہی نقارہ گل کے لیے موجِ نسیم
اپنی تہنا ہے لیے طیّار خوشبو دیکھنا

نالۂ سوزان ہین پیہم چرخ سے ٹکرا رہے
اطلس گردون پہ ہو جائے گا اُتو دیکھنا

شان دکھلاتے ہین کیا نامِ خدا خالِ سیاہ
آیتین رکھتا ہی انکا مصحفِ رو دیکھنا

شکل مہ ہر دم بھوون کے پاس ہے چینِ جبین
ابرو ہو جائینگے آخر وہ ابرو دیکھنا

آئینہ حیرت سے بنجاؤن گا بزم غیر مین ؎ | مین تجھے دیکھون گا اے دلبر مجھے تو دیکھنا
رونیوالے ہین نہ اُس کوچے سی اُٹھینگے کبھی | گر پڑینگے ہم کسی دن بنکے آنسو دیکھنا

اے لطافت ہوگا سارا دن صفائی سے تمام
صبح اُٹھ کر یار کا آئینۂ رو دیکھنا

اک عید عاشقون کو ہے جاتے ہین یان سے کیا | آنکھین بھری ہوئی ہین چلے ہین جہان سے کیا
اُٹھیگا رعب حسن دلِ ناتوان سے کیا | دیکھین حضور یار کی نکلے زبان سے کیا
نالے ہین لب پہ ہجر بتِ نوجوان سے کیا | چلتے ہین آج تیر ہماری کمان سے کیا
ایدل غمِ فراق ہی کہتا زبان سے کیا | صدمے گذر رہے ہین تو گذرے بیان سے کیا
وہ عندلیب ہاین کہ کھلی ہے قفس ہین آنکھ | گلزار سے غرض ہمین کام آشیان سے کیا
مانند تیر بھاگتے ہین ہمسے نوجوان ؎ | پیری مین ہوگئے ہین خمیدہ کمان سے کیا
پتھر کا دل تو چاہیے فولاد کا جگر ؎ | اُٹھینگے ناز یار کے مجھ ناتوان سے کیا
اوڑ کر بدن سے کہتی ہے یون عندلیب روح | آئی خزان چمن مین چلے ہم یہان سے کیا
مژگان کا رخ ہے ابروے دلدار کی طرف | اکبار سب یہ تیر چلین گے کمان سے کیا
برچھی سے قتل اُسنے جو ہی غیر کو کیا | تلوارین دیتی ہین مجھے طعنے زبان سی کیا
اُس شاہِ حسن کی جو محبت کا تھا مزہ | رغبت ہوئی ہما کو مرے استخوان سے کیا
مدت کے بعد دل مین ہے آیا کسی کا غم | اک جان ہے عزیز کرون میہمان سے کیا
ویران ہونگی بنتی ہاین ناحق عمارتین ؎ | گھر ہے ہمارا قبر غرض ہے مکان سے کیا
سینہ سی جا کی زلف مین دل کو سکون ہوا | صحت ہوئی مریض کو نقلِ مکان سے کیا
جائی سوال وصل کہا اُس سے راز عشق ؎ | کہتا تھا کیا مین نشہ مین نکلا زبان سی کیا
سنتے ہو کان دھر کے جو غیرون کی دل کا حال | دلچسپ ہے زیادہ مری داستان سے کیا
یہ مشتِ خاک مر کے بنی گرد کوے یار | دو گز زمین لیجیے اِس آسمان سے کیا

ظالم نہ دورِ چرخ مین ہون تیز کس طرح
وہ جانی کوہین فصیحِ شبِ وصل کیا کرون
دل مین کبھی جگر مین کبھی سینہ مین کبھی
سیراب ہوکے آبلہ پا سے دشت مین
بلبل خموش گل ہمہ تن گوش ہوگئی
مژگانِ تیز کو کبھی کہتا ہون مین جو تیر

ہوتی ہی بارہ تیغ پہ سنگِ فسان سے کیا
مطلب ہزار ہا ہین کہون اک زبان سے کیا
ملتی ہین لذتین مجھے دردِ نہان سے کیا
کانٹے دعائین دیتے ہین مجکو زبان سے کیا
پائے مزے ہزار مری داستان سے کیا
رہتے ہین دیر تک وہ کشیدہ کمان سے کیا

یارب دکھادو بارہ لطافت کو کربلا
گھبرا گیا ہے دل مرا ہندوستان سے کیا

دل یون نتھا شکستہ خیالِ کمر نتھا
طفلی مین کچھہ فراق کا غم جان پر نتھا
عاشق رُخِ صنم کا کوئی پیشتر نتھا
منصف تھے سب غرور سے کوئی خبر نتھا
قبلِ سکندر آئنہ اے سیم بر نتھا
غصہ تو مجہپہ یار کو آیا تھا مان مگر
آیا تڑپ کی یار نہ گھر سے رقیب کے
پیری کا دہیان تھا نہ جوانی مین غافلو
کیا لطف سی بسر ہوئی کل کی شبِ وصال
آنسو بہاکے فاش کیا اسپہ رازِ عشق
دنیا کے چھوٹنے سے نہ غمگین ہو غافلو
قارون کا حال دیکھہ لے اے منعمِ دنی
مثلِ بسر فراق مین ہر دردِ تھا خونریز

اس آئنہ مین بال کبھی پیشتر نتھا
کیا اچھے دن تھے عشق سے بالکل خبر نتھا
اس آئنہ کا سیر سے سوا دل مین گھر نتھا
خودبینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا
خودبینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا
افسوس ہے کہ نیچہ زیبِ کمر نتھا
افسوس اپنی آہ مین کچھہ بھی اثر نتھا
کیا شب تھی خواب مین بھی خیالِ سحر نتھا
سوئے لپٹ لپٹ کے رقیبونکا ڈر نتھا
کیا اور کوئی وقت تجھے چشمِ تر نتھا
یہ جائے مستعار تھی کچھہ اپنا گھر نتھا
نازل بلا تھی سر پہ ہر اک گنجِ زر نتھا
آنسو نکل رہے تھے جو لختِ جگر نتھا

اس مصرع میں طرح نتھا بلفظ ہین نتھا نہ کہ اگر نی بمع چونکہ مصرع جو بحیح سند معتبر دور ۱۲

کیا سخت تھی دلا شبِ مہتاب ہجر کی / پتھر تھا میرے سینے کے اوپر قمر نتھا

ناقص ہے بے خدا کی مدد صنعت بشر / شدّاد نے بہشت بنایا تو در نتھا

صبح شبِ وصال تھی عاشق نے کی قضا / آخر گھڑی تھی عمر کی پچھلا پہر نتھا

سیبِ ذقن کا وصف لکھا ہو گئی بہار / باغِ جہان مین شاخِ قلم بر ثمر نتھا

پاتا تھا کربلا مین لطافت عجب شرف
دہلیز شاہ پر مرا کس وقت سر نتھا

کبھی جلوہ اپنا جو خواب مین مجھے اُس پری نے دکھا دیا / مری بخت خفتہ نے کیا کہون مجھے کس مزے مین جگا دیا

تری وصل نے ہی شباب مین مری دل کو کیا ہی فزا دیا / مجھے بوسہ لب کا دیا صنم یہ غضب کا لبکا لگا دیا

شبِ وصل دیکھہ کے حسن کو کیا پیار انھین جو لپٹ گئے / ہوی بوسہ لینے سی شرمگین تو چراغ جلکے بجھا دیا

جو عروس مر گئی تھی ہم بغل مری آنکھہ چین سی لگ گئی / تو ہلا کی شانہ فراز مین مجھے دوستون نے جگا دیا

شب وصل یوہین گزر گئی جو اکیلا پایا تھا یار کو / تو دبا کی پاؤن سُلا دیا کبھی بوسہ لے کے جگا دیا

مجھے بوسہ دے کے جو دل لیا تو یہ بات کوئی بری نہین / یہ خموشی آپکی ہے عبث جو لیا لیا جو دیا دیا

جو اثر دکھایا ہے آہ نے تو یہ رہرون نی برائی کی / مرا گھر وہ پوچھتی پھرتے تھے نہ پتا کسی نے بتا دیا

مری داغ دل کے چراغ کو تری زلف و رخ کی خیال نے / ہوئی شام جب تو جلا دیا ہوئی صبح جب تو بجھا دیا

ہوی بعد وصل وہ شرمگین جو خیال دل مین گزر گیا / تو حیا سے سر کو جھکا لیا مجھے پاس سے بھی ہٹا دیا

ہے خیال تمکو رقیب کا مرے حال کی نہین کچھ خبر / اُسی یاد کرتے ہو ہر گھڑی مجھے دل سے تمنے بھلا دیا

جو سحر کو چٹکی کلی کوئی تو چمن مین بولا وہ نازنین / ابھی آنکھہ لگ گئی تھی مری مجھے ہائے کسنے جگا دیا

کوئی کہدی اتنا رقیب سے مری ساتھ تونے بھی جان دی / مرے مرنے سے تھی وہ خوش بہت ترے غم نے انکو رلا دیا

جو اڑائی ہین زلفین غبار مین ابھی صاف صاف بیان کرو / کسے دفن کرکے تم آئے ہو کسے خاک مین ہی ملا دیا

ترے گیسوؤنمین الجھگیا نئی پیچ سے ہوا مبتلا / مرے دل نے کیا ہی غضب کیا مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

شب ہجر یون ہی بسر ہوئی جو لطافت اُسکا خیال تھا

کبھی غم نے دل کو جلا دیا کبھی آنسوؤن نے بجھا دیا

لب سیہ بوجہ خال چہرہ جانان ہوا
آتش رخسار روشن سے یہ تل بریان ہوا

دل کو الجھن ہو گئی سودا بڑھا عریان ہوا
باعث وحشت خیال گیسوے جانان ہوا

مارین بندہ گر سر بازار کہتا ہی یہ گل
یہ ہوئی نوبت پھٹے کپڑون مین جو خندان ہوا

ذبح کرکے بند کر دے آمد و رفت نفس
خنجر قاتل ہماری حلق کا دربان ہوا

مل گئی کوچے مین تیرے اس بہانے سے جگہ
سایۂ دیوار کا سر پر مرے احسان ہوا

دفن تربت مین ہوا جب مین تو چلائی اجل
لو ہوا آباد اک گھر آج اک ویران ہوا

جوہری بازار مین لعل و گہر کی سیر کی
جب ترے مشتاق کو عشق لب و دندان ہوا

ایک بوسہ پر لیا کرتے ہین معشوقان دہر
اسقدر سودا دل عشاق کا ارزان ہوا

ناز سے کہتے ہین وہ باہین گلے مین ڈالکے
آج تو پورا دل مشتاق کا ارمان ہوا

روح کہتی ہے نکلکر خانۂ تن سے مری
ای بسا افسوس یہ گھر آج سے ویران ہوا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے سرائے دہر مین
موت کہتی ہے کہ وارد اور اک مہمان ہوا

مین عجب بیکس ہون شبنم دوست دشمن ابر شمع
کون کون آکر نہ میری قبر پر گریان ہوا

انجمن مین آپکی عشاق ہی ششدر نہین
دیکھ کر یہ روے صاف آئینہ بھی حیران ہوا

جب کہا مینے کہ الفت ترک کر دی آپسے
ہنسکے فرمانے لگے وہ آپکا احسان ہوا

رنج و ایذا کا نہ شاکی ہو لطافت یہ جہان
بہر کافر خلد مومن کے لیے زندان ہوا

ملیگا حسن کی خیرات اک بوسہ تو کیا ہوگا
فقیرون کا سوال ای دوست پورا کر بھلا ہوگا

گلے مین ہاتھ ہونگے لب پہ لب سینہ ملا ہوگا
شب وصلت جو آئیگی تو سچ ہی کیا مزا ہوگا

تمنا دل کی بر آئیگی پورا حوصلا ہوگا
اگر آپ ایک بوسہ ہمکو دیدینگے تو کیا ہوگا

طریقہ کجروی کا چھوڑ اے ظالم برا ہوگا
نہ نکلیگا کمان سے تیر جب سیدھا نہ ہوگا

تری ترچھی نظر سے کام مجھ عاشق کا کیا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدھا خطا ہوگا

ہوئی بس دوستی و دشمنی کی حد زمانے مین
نہ مجھسا باوفا ہوگا نہ تمسا بیوفا ہوگا

اشارہ خنجرِ ابرو کا کرکے کیون ڈراتے ہو
ہماری جان بس جاتی رہیگی اور کیا ہوگا

شبِ فرقت ہی تو آئیگی تو سو ونگا راحت سے
بڑا احسان تیرا آج مجھپر اے قضا ہوگا

خدا پوری کرے مانی ہین نذرین میرے پیر نکلی
قضا آئیگی جب مجھکو تو وہان سجدہ ادا ہوگا

فقط دنیا ہی مین ہی امتیازِ زینت و ثروت
لحد مین جاکے یکسان قالبِ شاہ و گدا ہوگا

دعا اسوجہ سے کرتا ہی عاشق اپنے مرنے کی
سُنا ہی نزع مین دیدار روے دلربا ہوگا

فقیری کی شرف سے ہوگا وہ سرتاج شاہو نکا
ہماری ہڈیان جو زاغ کھائیگا ہما ہوگا

حسینون سے محبت کرکے آخر کردیا بیدم
نہ تھا معلوم مجھکو دل ہی دشمن جان کا ہوگا

ہنسی تھی زعفران رخسر مری خود ہی ہنسی جاتی
ہنسا جائیگا وہ بیشک کسی پر جو ہنسا ہوگا

جو میخانے مین یاد آئیگی اُسکی گردنِ نازک
ہمارے ہاتھ ہونگے اور صراحی کا گلا ہوگا

نہ آئینگے نہ آئینگے لطافت ہند مین پھر کے
اگر جانا دوبارہ اپنا سمتِ کربلا ہوگا

ہونگا مین رسوا کسی رشکِ قمر سے دیکھنا
چھُٹ نہین سکتا محبت کی نظر سے دیکھنا

یاد دندان مین جو رویا مین تو بولے ہنسکے وہ
آج موتی دیدۂ گریان سے برسے دیکھنا

مفت مر جاتے ہین اے بیرحم عاشق چشم کی
زہر ہوتا ہی ترا میٹھی نظر سے دیکھنا

گر اسی صورت رہا رونا ہمارا جوش پر
ایکدن طوفان اُٹھیگا چشم تر سے دیکھنا

ای دلِ شیدا نصیحت یاد رکھنا تو مری
دیکھنا جسکو محبت کی نظر سے دیکھنا

وہ چلی صبح شبِ وصلت ہوئی ہے صبح حشر
ہون گریبان چاک مین پچھلے پہر سے دیکھنا

کیا تماشا ہو اگر دستار اُچھالو بڑھکے تم
میکشو واعظ وہ جاتا ہے ادھر سے دیکھنا

آخر شب اُس قمر نے بام پر اُلٹی نقاب
آفتاب اونچا ہوا پچھلے پہر سے دیکھنا

یا خدا کس نیمجان کی آج آئی ہے قضا
ظلم کرنے مین شریک اسکے ہوے ہین وہ نگہ
تیر ہاے تلوار ہی شیدای چشم مست کو
رائگان ہونگے مرے نالے نہ ای ہمدم کبھی
آج پہلو مجکو خالی خالی آتا ہے نظر
یاد آتا ہے وہ شرمانا تمھارا بعد وصل
دھوم سے تابوت اُٹھیگا شہید ناز کا

نیمچہ اُسنے لگایا ہے کمر سے دیکھنا
عاشقو بگڑے گی چرخ فتنہ گر سے دیکھنا
سرمہ دیکر یار کا ترچھی نظر سے دیکھنا
آئینگے وہ ایکدن انکے اثر سے دیکھنا
کوئی دلبر لیگیا ہے دل کو بر سے دیکھنا
مسکرا کر منہ مرا نیچی نظر سے دیکھنا
دو قدم تم بھی نکلکر اپنے گھر سے دیکھنا

ہی وہ مشہور ای لطافت بیوفا و پر جفا
دل لگایا ہے کس بیداد گر سے دیکھنا

ہر ایک گل کی کشش مین جو اضطراب ہوا
وفور رحمت غفار بے حساب ہوا
جو اُسکے رُخ سے قرین ساغر شراب ہوا
بشر کی وقت ولادت ہی شور حجر جہان
ہوئے جو پاؤن کے چھالون سی خارہ سیراب
پلائی مجکو مئے آتشین جو ساقی نے
گئے بہشت مین نادار و فاقہ کش پہلے
خیال مصحف عارض مین جل رہا ہے دل
رُخ صنم کی صفائی گئی نکلتے ہی خط
عروج گریۂ عاشق پس فنا بھی رہا
دیا جواب نہ کچھ سنکے آگئی انکھین نیند
جہان مین یو ہین فنا ہو گی غافلو دیکھو

دل آب ہو کے مرا شیشۂ گلاب ہوا
گناہ کرکے جو مجکو ذرا حجاب ہوا
تو آفتاب مین پیدا اک آفتاب ہوا
فنا کے واسطے خلق اور اک حباب ہوا
سبیل کا ترے دیوانے کو ثواب ہوا
رقیب بزم مین جل بھن کے کیا کباب ہوا
نہ کچھ شمار ہوا اور نہ کچھ حساب ہوا
ثواب جان کو میری عجب عذاب ہوا
کہ بال آ گئے یہ آئینہ خراب ہوا
بگولا اُٹھ کے مری خاک کا سحاب ہوا
ہمارا حال دل افسانہ وقت خواب ہوا
نظر کے لیے پیدا ہر اک حباب ہوا

کھلائیں مین کیا نہیں قلب و جگر کوئی تن مین
فراق یار مین غم سے ہمین حجاب ہوا

پڑھا نہ اُس قدِ موزون کی وصف مین مصرع
چمن مین مصرعِ شمشاد کا جواب ہوا

جو کی ہے مانج کے دانت اسنے بحر مین کلّی
صدف مین شورِ گہر سے تمام آب آب ہوا

زمین مین روزِ ولادت گڑی جو نال مری
اُٹھا اجل نے مسافر کا پا تراب ہوا

ہوا فشار لطافت کو پھر نہ تربت مین
تہِ زمین جو عیان عشق بو تراب ہوا

ردیف باے موحدہ

آپکی دیوار پر گر بیٹھ جائے عندلیب
نرگس آنکھون پر رکھے گلشن مین پائے عندلیب

پھول سے عارض جو اُسکے دیکھ پائے عندلیب
گل تو کیا گلشن کو نظرون سے گرائے عندلیب

آشیان ہرجا نہ شاخون پر بنائے عندلیب
باندھ دے گلچین رگِ گل سے کے پائے عندلیب

باغ کی خاطر پھڑک کر شل ہوئی صیاد یہ
روغنِ گل سے قفس مین کر دوائے عندلیب

نامۂ رنگین بہار یہ ہے اُس گل کو لکھا
فرخِ نامہ بر کے بدلے لے کے جائے عندلیب

چہچہے نغمے ترانے زمزمے پھر ہون عجیب
میرے گل کا سا لب و لہجہ جو پائے عندلیب

باغ مین گلگشت کو آیا ہے وہ رشکِ بہار
ہان تصدق کو زرِ گل لے کے آئے عندلیب

گوشِ گل فصلِ بہاری مین ہنی اسواسطے
کان دھر کر تا سنین افسانہ ہائے عندلیب

عشقِ گل مین ہو اگر جوشِ جنون میری طرح
باغ مین سنبل بنے زنجیرِ پائے عندلیب

گفتگوِ معشوق و عاشق کی ہوئی یکرنگ اب
آئی غنچون کے چٹکنے سے صدائے عندلیب

دے اری صیاد پانی کی جگہہ اسکو گلاب
چاہتا ہے تو قفس مین گر شفائے عندلیب

عشقِ گل یون ہو سراپا بن گئی تصویر باغ
غنچہ ہے منقار شکلِ خار پائے عندلیب

باغ مین آکر نقاب اُلٹے جو میرا گلبدن
چٹکیو نمین ہر گلِ تر کو اڑائے عندلیب

خاک اُڑتی ہے چمن مین گل کی جا پر خار ہین
ہے خزان مین باغ اک ماتم سرائے عندلیب

آتشِ گل اسقدر بھڑکی ہوئی ہے باغ مین
جمع شاخو پر ہین پروانے بجائے عندلیب

پھول پہنے باغ مین آیا ہے وہ رشکِ بہار
ہان گلابی ہر گلِ تر کو بنائے عندلیب

بعدِ مُردن بھی گلو نکلی ہے محبت کیا عجب
روح عاشق کی چمن مین بنکے آئی عندلیب

واہ کیا طرفہ دو رنگی ہے تری اے حسن و عشق
گل کو خندان دیکھ کر آنسو بہائے عندلیب

عشق صادق تھا لطافت کچھ نہ کچھ ہوتا اثر
گوشِ گل مین گر پہنچ جاتی صدائے عندلیب

دیکھ لی جبسے گلون نے بیوفائے عندلیب
سر پہ رکھتی ہین عجب الفت سے پائے عندلیب

عشق مین گل کے اگر آنسو بہائے عندلیب
موتیے کے پھول ہون سب آنکھہائے عندلیب

تیری ایوان کی جو گل بوٹون کو آ کر دیکھلے
چھوڑ کر گلشن نشیمن یہان بنائے عندلیب

صحن گلشن مین ہے عمدہ فرش بلبل چشم کا
جبکہ اُس گل کے لیے آنکھین بچھائے عندلیب

مین جدا ہون اپنے رشکِ باغ سے آتا ہے رشک
وصل گل کے یون مزے ہر دم اوڑائے عندلیب

ہو اگر مدِ نظر اُس رشکِ گلشن کو بناؤ
باغ مین افشان زرِ گل کی بنائے عندلیب

پوچھکر مجھسے نہ عزرائیل نے کی روح قبض
گل کو ہے گلچین نے توڑا بے رضائے عندلیب

زر جو لیکر مٹھیو نمین غنچہ گل آئے ہین یہ
دینگے شاید بوستان مین خونبہائے عندلیب

چلتی ہے بادِ خزان ہو جائیگی دم مین فنا
بلبلا پانی کا ہے گویا بقائے عندلیب

عشق مین اُس گل کے مجھسے یون کھٹکتے ہین رقیب
ہے خلش جسطرح کانٹون کی برائے عندلیب

سخت دل ہین کسقدر غنچے نہ پھوٹے منہ سے کچھ
روئی شبنم سُن لیا جب ماجرائے عندلیب

گر پڑون اے گل اگر مین زار و لاغر ضعف سے
جان کر تنکا گلستان مین اٹھائے عندلیب

عشق معشوقان باغِ دہر کا بیکار ہے
گل ہر اک ہنستا ہے سنکے نالہائے عندلیب

ہو مری گل کو چمن مین گر گل بازی کا شوق
باغ مین اوڑ اوڑ کے آنکھون سے اٹھائے عندلیب

کاتب تقدیر حسن وعشق سے آگاہ تھا
لکھہ دیا گل کے ورق پر ماجرائے عندلیب

سنبل وسوسن کے تختے باغ مین ہین جا بجا
ہو گیا ہے جمع دو دو نالہاے عندلیب

ای لطافت قطرۂ شبنم نہین یہ رات کو
آبدیدہ گل ہین سُنکے نالہاے عندلیب

مژگان کا ہی نہ ابروے دلدار کا جواب
تیرون کا ہی جواب نہ تلوار کا جواب

رخسار سُرخ ہین گل گلزار کا جواب
آنکھین تری ہین نرگسِ بیمار کا جواب

کبکِ دری ہی بھولا ہوا مد تو نے چال
کیا اس چلن پہ دے تری رفتار کا جواب

اعمال کا سوال جو ہین ہوگا حشر کو منہ
دیگا ہر ایک عضو گنہگار کا جواب

بینی یار کا ہی اشارہ نہ بوسہ مانگئے
سیدہا فقط ہی حسن کی سرکار کا جواب

وعدہ ہی گاہ حشر کا گہہ لن ترانیان
اقرار کا جواب نہ انکار کا جواب

کہتا ہی شیخ وعظ مین مستون کو دوزخی
دے کون فحش مردمِ بازار کا جواب

نالی دلا فراق مین کر جب کہین رفیق
تسکین دوستون کی ہی بیمار کا جواب

رکھہ لی ہی بات عشق مین اے جسمِ زار واہ
پیدا کیا ہے کیا کمرِ یار کا جواب

پیتی ہی چھک گئی نہ کیا دوسرا سوال
ساقی نہین تری مے گلنار کا جواب

صف باندھ کر جو عاشقِ حیران کھڑے ہوے
دیوار ہو گئی تری دیوار کا جواب

گردون پہ کیون چمک کے نکلتا ہے ماہِ نو
کیا ہوگا تیری ابروے خمدار کا جواب

حاضر دمِ سوال ہے تجویز ہو سزا
اقرار آپ کے ہے گنہگار کا جواب

وحشی کے دل مین عشق مژہ ہی کھٹک رہا
دیتا ہی دشت مین خلشِ خار کا جواب

پیدا کرے یہ بات تو ہمسر ہو لاکلام
کیا منہ جو غنچہ دے دہنِ یار کا جواب

واعظ سے بھی گناہ ہوا شغلِ بادہ خوار
مسجد بنائی خانۂ خمار کا جواب

مضمون دہان تنگ کا اسمین ہوی ہین نظم
اسوجہ سے نہین مرے اشعار کا جواب

ابرو کا بوسہ مانگا تو بڑھ کر لگائی تیغ
دیکھو مرا سوال مرے یار کا جواب

سبزہ نکلتے ہی ترا جوبن رواں ہوا
کیا حسن سے گیا خطِ رخسار کا جواب

واعظ سے کہتے ہیں قدحِ مے دکھا کے رند
ہے اپنے پاس بھی تری دستار کا جواب

غیبت اگر کرے ترے مقتول کی کبھی
دے تیر کی زبان لبِ سوفار کا جواب

ہم برطرف ہیں بوسوں کی تنخواہ بند ہے
وہ خطِ رخ ہے حسن کی سرکار کا جواب

یوسف لقا ہے تو خریدار جمع ہیں
کوچہ ترا ہے مصر کی بازار کا جواب

گلشن میں چھیڑ نہ اے عندلیب پھول
غنچہ ہے شاخ پر تری منقار کا جواب

بخشش میں تو وحید تو عصیاں میں ہم ہیں فرد
آمرزگار کا نہ گنہگار کا جواب

کیونکر نہ اسکا عشق ہر اک کے گلے پڑے
پتلی کمر ہے یار کی زنار کا جواب

بولے ہمارا نامہ لطافت وہ دیکھ کر
کسکو دماغ لکھے جو طومار کا جواب

تھا ہجر میں جو نزع کا عالم تمام شب
دیکھا کیے ہیں دم مرے ہمدم تمام شب

پروانہ بھی جلا تو ہوا غم تمام شب
گریاں برنگِ شمع رہے ہیں ہم تمام شب

دن بھر جنوں میں ریگِ بیاباں کا ہے لباس
تن پر مرے ہے جامۂ شبنم تمام شب

صورت نہ دیکھی وصل میں بھی ہمنے یار کی
بہرِ تواضع ایسے رہے خم تمام شب

آیا جو رات کو نہ چمن میں وہ رشکِ گل
سکا تو نہ لوٹی باغ میں شبنم تمام شب

کس مشکلوں سے رات گذرتی ہے ہجر کی
کرتا ہوں عید ہوتی ہے جس دم تمام شب

مانا کہ حسب وعدہ وہ آتے ہیں میرے گھر
لیکن مزاج رہتا ہے برہم تمام شب

پہلو میں انکے چین سے سویا وہاں رقیب
بیتاب اپنے گھر میں رہے ہم تمام شب

کیونکر بسر فراق میں ہوتی ہے کیا کہیں
دن بھر غم اپنے گھر میں ہے ماتم تمام شب

کل تھی شبِ فراق تو آئے نہ دم میں دم
کیا کیا اجل کو ہمنے دیے دم تمام شب

پڑتی ہو اوس جا نہین سکتے وہ اپنے گھر
خندان عبث ہی ہستی ناپائدار مین
کہتے ہین وہ کہ آؤن مین کسطرح تیرے گھر
مصطر شوق صبح مین تھے ہم شب فراق

باران کا کام کرتی ہی شبنم تمام شب
گریان ہے گل کے حال پہ شبنم تمام شب
دن بھر ہے دھوپ اور ہی شبنم تمام شب
دا افبجر دل پہ کرتے رہے ہم تمام شب

تنہا نہ ایک دم تھا لطافت شب فراق
ہمدم تھے رنج و درد و غم و ہم تمام شب

ہٹتی ہین وہ چڑہے ہوے ابرو جبین سے کب
ہوگا زیادہ حسن و جمال اس حسین سے کب
معمور دل مرا ہو خیال حسین سے کب
خالی زمانہ ہوگا مجہ اندوہگین سے کب
نافہ ختن ہی زلف کی مشاطہ سے بھی کم
بیخوف جاکے کوچہ جانان مین مین ہون
اقرار ہی کبھی کبھی انکار وصل کا
بیٹھے کہین ہون دیکھتے ہین پر جمال یار
عاشق کو دیکھنے کو مریجان آئیے
ہونٹون کے گرد کیون نہ ہے خط کا مورچہ
نازک مزاج غیر کے احسان سے ہین بری
شمعین ہین نور کی کنولونمین بلور کے
نازک ہو انتہا کے نہ اتنا کر دبناؤ
موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین
عشاق ہین گدا کی طرح طالب جمال

تلوارین یہ اترتی ہین عرش برین سے کب
بہلیگا خلد مین مرا دل حور عین سے کب
آباد یہ مکان ہو دیکھون مکین سے کب
اے آسمان یہ بوجھ اٹھیگا زمین سے کب
فغفور چین سوا ہی ترے جامہ چین سے کب
مومن نکالا جاتا ہے خلد برین سے کب
حیران ہم نہین ہین تری ہان نہین سے کب
کم ہے ہمارا دیدہ دل دوربین سے کب
ہوگا زیادہ وقت دم واپسین سے کب
شیرین لب اس پری کے ہین کم انگبین سے کب
مطلب قبائے گل کو ہوا جامہ چین سے کب
باہین تری عیان ہین سفید آستین سے کب
افشان کا بار اٹھیگا تمھاری جبین سے کب
زنبور بہرہ مند ہوی انگبین سے کب
تشریف آپ لائیگا نشنین سے کب

چین بر جبین مہین دوپٹہ ہے آپ کا
فرمائیے خطا ہوئی تھی جامہ چین سے کب

ہوگا جنان مین بھی تری چشمِ سیہ کا دہیان
آنکھین لڑاؤن گا مین بھلا حور عین سے کب

بھیجون کوئی رسول اولو العزم اُسکے پاس
پیغام میرا جائیگا روح الامین سے کب

ہی جب سی خاکساری و اُفتادگی پسند
نقشِ قدم کی طرح اُٹھے ہم زمین سے کب

نامِ علی ہے دل پہ لطافت کے کھد گیا
ہوگا جُدا یہ نقش بھلا اِس نگین سے کب

پر روز نالہ اپنا رسا کا آسمان سے کب
قوت مین کوئی پیر ٹرہا ہی جوان سے کب

کہتی ہے شمع کیون ہمہ تن جل رہی ہو نہین
مینے لیا تھا نام محبت زبان سے کب

وہ رنج دوست ہون کہ مین رہتا ہون منتظر
نازل مری طرف ہو بلا آسمان سے کب

پیما ہی اُسنے اُنی ہی مٹی خراب کی
دیکھین رہائی ہوگی زمین آسمان سے کب

قاصد سی حال کہتے ہوے پہنچے یار تک
دیکھو تو بیخودی ہوئی فرصت بیان سے کب

کیون میکدے مین آئے نہین دیتے مغبچے
باہر ہو نہین اطاعتِ پیرِ مغان سے کب

آنسو روان ہین چشم سے عاشق کے حال پر
چلتے ہین تیر صید فگن کی کمان سے کب

محتاج غیر کے ہین کہان صاحبان خیر
کشتی فقیر کی ہے چلی بادبان سے کب

جب آنکھ بند ہوگئی سب حال کھُل گیا
غفلت کے پردے ہاے اُٹھے درمیان سے کب

نامے بلند ہوکے یہ کہتے ہین ہجر مین
کیا چیز ہے دبین گے ہم اِس آسمان سے کب

دُنبالہ چشم یار مین سرمہ کا ہے ستم
دیکھین یہ تیر ظلم چلے اس کمان سے کب

مرنے کا میرے حال سُنا جبکہ غیر سے
بیساختہ نکل گیا اُنکی زبان سے کب

گو عشق کہہ رہا ہے حسینون سے دل لگاؤ
پرانکے ناز اُٹھین گے مجھ ناتوان سے کب

یکسو جو ہین جہان مین نہین وہ روان دوان
نکلا ہے مرغ قبلہ نما آشیان سے کب

نامہ روانہ کرکے لطافت ہے انتظار

قاصد جواب لاتا ہے دیکھین وہان سے کب

یون ہر جگہہ ہون یار سے مین ناتوان قریب
جس طرح سایہ جسم سے ہو ہر زمان قریب

ابرو کے سمت رُخ تری مژگان کا تھہرنا ہے
کیونکر نہ تیر لیس رہین ہے کمان قریب

گھبرا کے بولے وہ کہ لگی کسکے گھر مین آگ
پہنچا جو میرے نالۂ دل کا دہوان قریب

یون حاسدون کی بزم مین اہلِ سخن نہین
دانتون سے جسطرح ہو دہن مین زبان قریب

عاشق تنون کے واسطے کیا خوف قبر کا
حُبِّ علی ہے پاس تو حورِ جنان قریب

دل تھام او صنم کہ مرے لب تک آہے آہ
اُمڈی وہ فوجِ اشک وہ آیا نشان قریب

پاس اُس ذقن کے زلف مین دل مُردہ ہو گیا
پیاسے کو موت آئی رہا جب کنوان قریب

چاہِ ذقن مین یوسفِ دل کر نہ اضطراب
خطِ عذار یار کا ہے کاروان قریب

مجھ‌ خبط کے واسطے یہ جوڑتی ہے ہاتھ
کھنچنے مین گوشہ کرتی ہے اُنکی کمان قریب

بلبل کے واسطے جو وہ گُل آئے باغ مین
شاخین شجر کی جھک کے کرین آشیان قریب

کہتی ہے سب سے گورِ غریبان دکھا کے موت
بڑھ کر ملو مسافرو ہی کاروان قریب

جب سے پڑی ہی دخترِ رز گھر مین مست کے
ہاین بادہ کش عزیز تو پیرِ مغان قریب

بولی لچک کے ڈاب سے نکلی جو تیغِ یار
صحبت کا ہی اثر کہ ہے موئے میان قریب

ہمسے مکدّر آپ ہین نکلین گے اشک بھی
اُٹھا غبار سمجھے کہ ہے کاروان قریب

ای زلف ہوشیار کمر تک چلی تو ہے
نازک مقام ہے کہ ہی موئے میان قریب

آہین جو مینے کین تو یہ بولا وہ نازنین
بس بس ہٹو کہ آنے لگا اب دھوان قریب

کم مایہ چاہیے کہ رہے ہر غنی سے دور
بی آبرو ہے بحر سے گر ہے کنوان قریب

دولت بڑھے تو مثلِ ترازو کے جھک کے مل
پلہ سُبک ہے دور زمین سے گران قریب

صدہا برس کی راہ سے تو ہین یہ ظلم و جور
کیا قہر کرتے ہوتے اگر آسمان قریب

صحرا کا قصد جب ترے دیوانے نے کیا
آ آ کے پاؤن پڑنے لگین بیابان قریب

خوفِ سوال ہوگا لطافت کے دل سے دور
ہونگے علی لحد مین دمِ امتحان قریب

ردیف پاے فارسی

ہی تاک مین انگور کی جھمکن کے پڑی دھوپ
ہر جا ہی بنی حسن سی پھولونکی چھڑی دھوپ

اس پرتوِ عارض سے کسی دن جو لڑی دھوپ
رخ چھوٹ گئے بھاگی مصیبت مین پڑی دھوپ

گرمی مین وہ خورشید نہ گھر تک مرے آئے
بن بن کے رقیب اسلیئے گلیونمین اڑی دھوپ

ہوتے ہین جو وہ چاندنی مین شبکو خرامان
کہتے ہین نزاکت سے نہایت ہی کڑی دھوپ

معمور تجلّی مرے خورشید کا گھر ہے
دیوار کے سایے سی نہ اکروز لڑی دھوپ

کالی ہون ہرن چوکڑیان بھول کے بھاگین
کھا ہین جو مرے دشت کی دو چار گھڑی دھوپ

رونے مین ہی اس پرتوِ عارض کا تصوّر
ہی ایک جگہہ دیکھہ لو ساونون کی جھڑی دھوپ

کوٹھے پہ حسین بیٹھتے ہین سامنے آکر
راحت مجھے دیتی ہی زمستان مین بڑی دھوپ

اس مہر کی فرقت مین جو کی دشت نوردی
عاشق پہ ہی کیا صاعقہ بن نکلے پڑی دھوپ

ٹھنڈا انفس سرد نے عاشق کے کیا یہ
ہی اوس کے مانند ترے گھر مین پڑی دھوپ

ہم لیگئے دنیا سے ترے رخ کی محبت
خورشید تو باہر رہا تربت مین گڑی دھوپ

سورج کے نکلتے ہی فنا کرتی ہے دم مین
شبنم پہ کیا کرتی ہے بیداد بڑی دھوپ

عکس دُرِ دندان سے صنم چاندنی چھٹکی
رخسار کے پرتو سے زمین پر نہ پڑی دھوپ

خورشید مین تیزی ہی غضب ہجر کا دن ہے
دل جلنی لگا صبح سی آنکھونمین گڑی دھوپ

معشوق نکلتے نہین گرمی مین گھرون سے
عشاق کو دینے لگی تکلیف بڑی دھوپ

دن ہجر کا کس قہر سے مشکل سے کٹا ہے
ہر ایک گھڑی اپنی نگاہونمین تڑی دھوپ

ہٹتی کبھی صورت سے نہین روزِ فراق آہ
سورج نے کرن لے کے زمین پر ہے جڑی دھوپ

نازک ہو بہت پاؤن نکلتا نہین گھر سے
زنجیر بنی ہے تمھین گرمی کی کڑی دھوپ

دہلیز منور سے ترقی کی ہے سائل
جب صبح ہوئی در پہ تری آکے پڑی دھوپ

ہر گوشِ گلِ تر مین دمِ صبح ہین جھالے
شبنم کو بنا دیتی ہے موتی کی لڑی دھوپ

اے مہر ہوس ہو کہ ہوئی کیون نہ سیہ مین
دیکھے تری ہونٹونپہ جو مسّی کی دھڑی دھوپ

بالونپہ وہ گل چینیی اوڑھے ہے دوپٹہ
ہے تختۂ سنبل پہ گلستان مین پڑی دھوپ

گرمی کے ہین دن دوپہر آئی ہے مری جان
جاؤگے کہان سو رہو پڑتی ہے کڑی دھوپ

پیری سے ہوے بال سفید آنکھ کھلی اب
ہوشیار ہوے نیند سے سر پر جو پڑی دھوپ

ہوگا علمِ حمد کے سائے مین **لطافت**
کیا خوف اگر حشر کے دن ہوگی کڑی دھوپ

بیچین ہوگے کیا نکل آئے ہین گھر سے آپ
ڈرئیے ہماری آہ و فغان کی اثر سے آپ

کہتے ہین عشقِ زلف مین ہم سے سب آشنا
للّٰلہ ٹالیے یہ بلا اپنے سر سے آپ

کھینچا جو صبح کو ترا نقشہ تو بولے چرخ
سُرخی شفق سے لیجے سفیدہ سحر سے آپ

آئینہ مین پسند کیا اپنے حُسن کو
بیمارِ چشمِ یار ہے اپنی نظر سے آپ

منظور کیجیے آج ہی کس بیگنہ کا خون
تلوار کیون لگائے ہوے ہین کمر سے آپ

اٹھا جنازہ آپ کے عاشق کا دھوم سے
صاحب نکل کے دیکھیے تو اپنے گھر سے آپ

خوشبو سے نین روز بسی رہتی ہے وہ راہ
ایسا بنجان گذرتے ہین جس رہگذر سے آپ

مشتاق روے صاف کا ہی کیجیے تو یاد
بیتاب ہوکے آئینہ نکلے گا گھر سے آپ

انصاف کیجیے کہ نہ کیونکر ہون شیفتہ
دیکھین تو اپنے حُسن کو میری نظر سے آپ

مژگان کی تیریون سے ہو غربال کیا عجب
آنکھین تو چاندنی مین لڑائین قمر سے آپ

وہ آج آکے پاس مرے بولے ناز سے
بیتاب کل تھے شدتِ درد جگر سی آپ

بادِ خزان گلون سے یہ کہتی ہے منعمو
خندان ہون باغِ دہر مین بھولین نہ زر سے آپ

دل جل رہا ہے ہنسکے دکھاوے جو ہمکو دانت
اس آگ کو بجھایئے آب گہر سے آپ

کہتے ہین وہ بلاکے ہمین پھر وصل پاس
خاطر ہے آیئے کہ ہین مدت سے ترسے آپ

دیکر ہمین فشار یہ دی قبر نے صدا
کیونکر گلے لگاؤن نہ آئے سفر سے آپ

طالب مدینہ کا یہ لطافت ہے یا علیؑ
بندہ کی سعی کیجیے خیر البشر سے آپ

ردیف تای فوقانیہ

اللہ اللہ افتخار و عظیم شان کوئی دوست
لامکان ہے ہے کہین بڑھ کر مکان کوئی دوست

ایک لحظہ جو کوئی آئے بیان کوئی دوست
داغ حسرت لے کے جائے ارمغان کوئی دوست

عرش اعلیٰ ہی زمین اللہ ری شان کوئی دوست
دود آہ عاشقان ہی آسمان کوئے دوست

فخر ہے رضوان بنا ہی باغبان کوئی دوست
جسکو کہتے ہین جنان ہی بوستان کوئی دوست

عاشق جانباز کی کھائی ہین جیسے ہڈیان
خندہ زن شیر ژیان پر ہین سگان کوئی دوست

خاک پر رکھتے نہین ہین پاؤن اللہ ری عروج
آسمان پر ہے دماغ ساکنان کوئی دوست

خون دل پیتی ہین راحت جانتے ہین رنج کو
غم خوشی سے کھا رہے ہین میہمان کوئی دوست

ہاتھ اٹھاتے ہی دعا ہوتی ہی فوراً استجاب
بار ہا ہمنے کیا ہے امتحان کوئے دوست

کھیعص آیا عجب رحمت کا ذکر ہے
دیکھ لو قرآن مین بھی ہے بیان کوئی دوست

استخوانون مین ہماری عشق کا ہی جو اثر
کھا رہے ہین کس حلاوت سی سگان کوئی دوست

دشت پیمائی ہین کرتے مدتون سے کیون خضر
خوش رہین سرسبز ہون آکر میان کوئی دوست

مجمع حجاج کیسے ہین بہت ہونے لگا
پھیر اب رہنی لگی یان بھی بسان کوئی دوست

تو بھی چل کرے انہین ملجای سگ نفس خبیث
پاک خصلت پاک طینت ہین سگان کوئی دوست

قربان کرتی ہین کو کو سرو پر گلزار مین
راہ سیدھی پوچھتے ہین اور نشان کوئی دوست

اے زہی عزّ و شرف مسجود خاص و عام ہے
مین فقط تنہا نہیں ہون رتبہ دانِ کوے دوست

دانت جو انپر لگائے اے ہما کیا منہ ترا
استخوان میری ہین خوراکِ سگانِ کوے دوست

فخر کرتے ہین ہمیشہ خضر و الیاس و مسیح
جب سے آکر بنگئے ہین پاسبانِ کوے دوست

میرے دل کو خوب سا میری طرف سے پوچھنا
گر کہین تمکو ملے اے رہروانِ کوے دوست

پاؤن پھیلا کر لحد مین تا قیامت سوئین ہم
آسمان دو گز زمین دے گر میانِ کوے دوست

حشر کو اللہ سے کہدینگے رکھہ ہمکو یہین
کیا کرین جا کر جنان مین عاشقانِ کوے دوست

کوئی کوے یار کی جاروب کش سے مانگ دے
گر پڑا پایا ہو دل میرا میانِ کوے دوست

برہمن اور شیخ مذہب پر جھگڑتے ہین سدا
راتدن آپسمین لڑتے ہین سگانِ کوے دوست

پاؤن پھیلائے زمین پر کھینچکر دنیا سے ہاتھ
لوٹ ہین ہین کیا پڑے افتادگانِ کوے دوست

صور اسرافیل سے بیچین ہونگے حشر کو
سو رہے کس چین سی ہین خفتگانِ کوے دوست

سجدہ کرتا دور سی کوچے مین اسکے جاؤنگا
پاؤن کے بدلے رکھونگا سر میانِ کوے دوست

ای لطافت قبر سے آکر ملائک لے گئے
اور جاکیو نکر رہین باشندگانِ کوے دوست

حرکت ہی ہوئی پیری مین یہ سر کی صورت
جھلملاتا ہے عیان شمع سحر کی صورت

ٹھوکرون مین سرِ بازار ہے فرقِ جمشید
رفتہ رفتہ یہ ہوئی کاسۂ سر کی صورت

کسقدر عاشقِ لاغر سے ہے نفرت انکو
کھیل ہین بھی ہین اوڑاتے اسے پر کی صورت

لختِ دل چشم سے اشکون کی طرح باہر آے
نکلے یاقوت صدف سے ہین گہر کی صورت

کیون نہ عشاق کو بتلائے عدم کا رستہ
نیمچہ انکا لچکتا ہے کمر کی صورت

لاغری مین ہین جو گل کھائے ترے چھلے کی
ہی کلائی مرے طاؤس کے پر کی صورت

طفلِ اشک آنکہ سے نکلے تو نہ کیون شاد ہو مین
خوش پدر ہوتا ہے دیکھے جو پسر کی صورت

اسکی آنکھون کے تصور مین ہوا یہ لاغر
ہون نظر سے مین نہان تارِ نظر کی صورت

خط کی سبزی سے گیا سب فرق کا ترے حسن — پوچھتا کوئی نہین خام ثمر کی صورت

چاندنی مین مرے اشکون کا جو دریا اُمڈا — بنگیا ہالہ مہتاب بہنور کی صورت

اور بھی خوف سی کانپے تن خورشید فلک — دیکھے اکدن جو مرے داغ جگر کی صورت

ابر گھر گھر کے ہزار آئے جہان مین لیکن — خاک برسے گا مرے دیدہ تر کی صورت

گردش چرخ کی دنیا مین حقیقت نہین کچھ — جب مین جانون کہ پھرے یہ مرے سر کی صورت

جیسے اُنکے دُر دندان کا تصور ہے مجھے — ہمدمو خاک پہ غلطان ہون گہر کی صورت

جالکے محفل مین ملا شمع کو شاہونکا شرف — شعلہ ہے تاج وہوان صاف چنور کی صورت

جب سے اُس مہر کا دیوانہ لطافت ہی بنا
چاک رہتا ہے گریبان سحر کی صورت

سوز پروانہ دکھاتا ہے اثر ساری رات — شمع بھی کرتی ہے جل جل کے بسر ساری رات

وصل مین ہائے ہوئی یونہین بسر ساری رات — پاؤن تھمے یار کے اور تھا مرا سر ساری رات

چاندنی چھٹکی رہیگی مرے گھر ساری رات — آج مہمان ہی وہ رشک قمر ساری رات

آج سنتی ہین وہ ہی غیر کے گھر جانے کو — مینہ نہ اشکون کا تھمے دیدہ تر ساری رات

عمر بھر موت کا دنیا مین رہا ہمکو خیال — خواب مین دیکھا مسافر نے سفر ساری رات

زلف کی یاد مین ہر سو نظر آتے ہین سناپ — کاٹے کھاتا ہی مجھے ہجر مین گھر ساری رات

چاندنی ہجر مین ہو جاتی ہے تاریکی قبر — داغ دیتا ہے مرے دل کو قمر ساری رات

یاد پیری سے جوانی مین رہے ہم غمگین — دل مضطر کو رہا خوف سحر ساری رات

اسقدر جانے پہ آمادہ رہے وہ شب وصل — باندھے بیٹھے رہے تا صبح کمر ساری رات

یار کے آنے سے کیا باغ ہوا تھا روشن — شجر طور تھا ہر ایک شجر ساری رات

وہ تو سویا کیے دیکھا کیے ہم حسن اُنکا — کام کرتی رہی عاشق کی نظر ساری رات

چھیڑ کر پوچھتے ہین مجھسے وہ یون از رہ طعن — ہجر مین ہوتی ہے کسطرح بسر ساری رات

الفت مال ہی آرام کو کیا کھو دیتے ہیں
جاگتے خوف سے ہین صاحب زر ساری رات

وہ وہان چُننے رہے ماتھے پہ اپنی افشان
تارے گن گن کر ہوئی یان ہمکو بسر ساری رات

عطر دآئینہ تھا اللہ رے شب عید بناو
کنگھی چوٹی مین ہوئی انکو بسر ساری رات

نہ سرک جائے کہین نیند مین چہرے سے نقاب
اونکو رہتا ہے شب وصل یہ ڈر ساری رات

ہم تری یاد مین بیدار رہا کرتے ہین
چین سے سوتے ہین عالم مین بشر ساری رات

ہوکے بے پردہ شب وصل وہ فرماتے ہین
آنکھین پھوٹین تری دیکھے جو ادھر ساری رات

نیند گرمی سی مری غیرت گل کو جو نہ آئے
بلبلین اوڑکے جھلین باغ مین پر ساری رات

ہاے آیا نہ کوئی پوچھنے صبح شب دفن
کہو کیونکر ہوئی تربت مین بسر ساری رات

وصل کی شب وہ حیا سے رہے ایسے پنہان
نہ ہوا اپنی نظر کا بھی گذر ساری رات

وار اوس تیغ نگہ کی جو چلی وصل کی شب
بندہ آنکھون سے رہا سینہ سپر ساری رات

صبح کو اٹھکے جو پاس آئے ہو عاشق کے تم
سچ بتاو کہ گنوائی ہے کدھر ساری رات

شام ہی سے مجھے بیتاب کیا کیون تونے
کاٹنی ہے ابھی اے درد جگر ساری رات

اشک آنکھون سے شب ہجر چلے آتے ہین
دل کے دیتے ہین یہ ہرکارے خبر ساری رات

کربلا مین جو شب جمعہ لطافت ہو نصیب
آستان شاہ کا ہو اور مرا سر ساری رات

دیکھ کر روح نے تربت مین بدن کی صورت
آہ کی پائی دگرگون جو وطن کی صورت

ہون قفس مین ہمہ تن رنج و محن کی صورت
ہین وہ بلبل ہون کہ دیکھی نہ چمن کی صورت

شیفتہ ہوکے لیے باغ مین بوسے مینے
پائی غنچہ مین جو اس گل کی دہن کی صورت

چاندنی جبکہ سیہ خانے مین آئی شب ہجر
پھیری نظرون نہین پھری گور و کفن کی صورت

گھر کو چھوڑے ہوے اک عمر ہوئی ہے مجکو
یاد بھی اب تو نہین اہل وطن کی صورت

اوس گل تر نے لگائے جو ہین سوسن پتے
کھل گئے زخم مرے تن پہ چمن کی صورت

جوشِ وحشت مین ہی یان موت گلوگیر سدا
چاک رہتا ہے گریبان کفن کی صورت

خون فشان آبلۂ پا ہین نئے گل بھولے
ہمنے صحرا کو بنایا ہے چمن کی صورت

انہی زلفِ صنم نے یہ ڈرایا ہے مجھے
سانپ سمجھا نظر آئی جو رسن کی صورت

ہجرِ دلدار مین مُردہ سا پڑا رہتا ہون
پیرہن ہے تنِ خاکی پہ کفن کی صورت

روسیہ غیر نے مُنہ اُس رُخِ روشن پہ رکھا
میری آنکھو نمین پھری چاند گہن کی صورت

اسقدر زلف کے سودے مین ہوے آوارہ
ہمنے دیکھا نہ وطن مشکِ ختن کی صورت

بیٹھے بیٹھے قدِ موزون جو ترا یاد آیا
آہ سینہ سے اُٹھے سروِ چمن کی صورت

ہی اندہیرے سے عجب توسنِ جانان کا بناؤ
مُنہ پہ کس حسن سے گھونگھٹ ہے دولہن کی صورت

آہِ سوزان جو کرون رات کو مین گلشن مین
سرو تھالون مین جلین شمع لگن کی صورت

بڑھ کے شیشہ سے بھی شفاف ہی ساقی کا گلا
گفتگو مین نظر آتی ہے سخن کی صورت

لکھدیا لفظِ عدم کھینچ کے نقشہ تیرا
بن سکی جب نہ مصوّر سے دہن کی صورت

باعثِ بغض وحسد ہے مرا عالم مین کمال
قتل کا خوف ہے آہوے ختن کی صورت

صدقے ہونے کے لیے روح لطافت نکلی
نزع مین دیکھ کے سلطان زمن کی صورت

رخِ صنم پہ عرق ہے دمِ عتاب بہت
نہ کیون ہو تلخ کہ ہی تند یہ گلاب بہت

رہیگا وصل کی شب آج مستِ خواب بہت
خدا کے واسطے اے بُت نہ پی شراب بہت

نہ کرار ہی دلِ خون گشتہ اضطراب بہت
چھلک نہ جائے کہ ساغر مین ہی شراب بہت

مرے کفن مین کئی چادرین ہون اے غسال
گناہگار ہون خالق سے ہے حجاب بہت

مثال مے جو نہائے گل ترے پسینے سے
کشیدہ ہم سے رہا عطر اور گلاب بہت

سفید بال ہوے مغفرت کا طالب ہو
دعا سحر کو ہے واللہ مستجاب بہت

ہر ایک چشم ہی ترجب سے دل بھر آیا ہے
اٹھا ہے قبلہ سے برسے گا یہ سحاب بہت

کھلینگے حشر کو کیا میرے دفتر اعمال
عبث فراق مین نالان ہین آپ حضرت دل
ہمیشہ سوگ ہے گذری ہوئی جوانی کا
خیال شعلہ رخان مین پھنکا دل بریان
گئے حواس وہ رخ دیکھ کر عرق آلود
جو واعظون نے سنا ذکر عیش نصف عیش
پکاری عمر غنیمت سمجھ جوانی کو
سدا ہای آتش رخسار مشتعل رہتی
غش آئے مجکو جو عصیان کی یاد مین ہمدم
وہ بحر حسن جو ساحل سے سیر کر کے اٹھا
جنون ہای عشق مین اک شہسوار کے حداد
ہوا شروع سبق عشق کا نہ گھبرانا
دکھائے خشک زبان آبلون سر کہتے ہین خار
خیال زلف مین سوجھی نہ کیون نسی صبح کو
خیال رخ مین ترا زار کیا کرے تزئین
کہا لگا کے طمانچہ پہ بے ثباتی نے

غضب ہے دن تو ہے تھوڑا اگر حساب بہت
سزا ہای عشق سے مانوس تھے جناب بہت
پسند ہے دم پیری سیہ خضاب بہت
جلا جو آگ پہ ٹھہرا رہا کباب بہت
مضر دماغ کو میرے ہوا گلاب بہت
بیان کرنے لگے حرمت شراب بہت
کہ چند روز مین یاد آئیگا شباب بہت
نہ کیون ہو گیسوے جانان کو پیچ و تاب بہت
تو رخ کو ہے عرق شرم کا گلاب بہت
تو پھوٹ پھوٹ کے رویا ہر اک حباب بہت
گلے کو اب عوض طوق ہے رکاب بہت
دلا ابھی تو ہای پڑھنی تجھے کتاب بہت
پلاؤ پیاس مین پانی کہ ہے ثواب بہت
دماغ ہوگا پریشان تو ہونگے خواب بہت
کہ ڈوبجانے کو ہای آئنہ مین آب بہت
اڑھا اوٹھاکے ہین سر پھوڑتے حباب بہت

زمین نے قصد لطافت کیا فنا کا جب
تو کام آیا مرے عشق بوتراب بہت

نہ گریبان ہمین دکھلائے آفتاب بہت
اولٹ دو بام پہ اگر وہ اپنے رخ سے نقاب
جلال روی حسین کا جو ہے ذکر کیا

کہ میکدہ مین ہای مستون کو آفتاب بہت
غرور حسن پہ کرتا ہے آفتاب بہت
تو نور حشر ہو اگر گرم آفتاب بہت

مرے حسین سے بڑھکر نہ کوئی پائے گا
چراغ لے کے جو ڈھونڈ ہیگا آفتاب بہت

رقیب اُس رخِ روشن پہ کیون نہ عاشق ہے
پسند دل سے ہے حربا کو آفتاب بہت

وہ چہرہ خط کے نکلتے ہی تمتمایا ہے
ہوا زوال تو ہے گرم آفتاب بہت

خیال جامِ شراب آرہا ہے مستی مین
فلک دکھا نہ ہمین اپنا آفتاب بہت

فلک پہ مہر تو میخانے مین ہین جامِ شراب
وہان ہی ایک تو اسجا ہین آفتاب بہت

خیال ہی ترے عارض کا سرد آہو نہین
مفید ہوتا ہے سرما مین آفتاب بہت

تمھارے عارضِ پُرنور سے نہین بڑھکر
کرین غرور نہ مہتاب و آفتاب بہت

بکایگا مرادل عشق روے جانان کا
بس اک تمر کے لیے ہے یہ آفتاب بہت

کرینگے پنجتن پاک قبر کو روشن
فلک پہ ایک زمین مین ہین آفتاب بہت

مقام شرم ہے کیا مُنہ دکھائے دنیا کو
خجل ہے عارضِ جانان سے آفتاب بہت

جنون کے داغ نے عیبون سے مجکو پاک کیا
ہوا جو خاک تو کام آیا آفتاب بہت

زیادہ دیکھہ لطافت نہ وہ رخِ روشن
مُضر ہے چشم و بصارت کو آفتاب بہت

ردیف تاے ہندی

آبرو ہوگی دوپٹہ کو نہ اے دلبر لپیٹ
ساک گوہر کے تنّی کی جگہ سر پر لپیٹ

عجب و نخوت چھوڑ اے واعظ کفن کی فکر کر
تھان بھر کا روز عمامہ نہ تو سر پر لپیٹ

الفتِ قاتل ہے اے جرّاح صحت ہو ابھی
زخم گردن پر مری پٹّی کی جا خنجر لپیٹ

مرکے ای غسال خالق سے ہون مین عاصی خجل
سر کے بدلے تو عمامے کو مرے مُنہ پر لپیٹ

مرگ عاشق کی خبر جاتی ہی اُنکو ہونگے خوش
رکھہ نہ اے کاتب لفافے مین نہ خط لکھکر لپیٹ

عشق سے کہدے کوئی لہرا نہ الفت کا لگا
ایسی آفت مین نہ مجکو آگے میرے گھر لپیٹ

الاماں اے گیسوئے خمدار جاناں الاماں
پیچ میں لا کر نہ یوں میرا دلِ مضطر لپیٹ

نیزہ بر طایر ہوں اے صیاد اوڑ جاؤں نہ میں
دام سے لیکر کوئی ڈور اکیلا بون پر لپیٹ

عشق کی منزل ہے طے کرنی تجھے ہشیار رہ
پُر خطر دشوار رستہ ہے کمر کس کر لپیٹ

کیوں نہ میں ہر دم کھینچوں تیری طرف ای تیغ یار
دام تبکر دل کو لیتے ہیں ترے جوہر لپیٹ

مبتلا ہونگے جو شیعہ حشر کو اعمال میں
سب کو اک دامن میں لینگے حضرتِ بوذر لپیٹ

عشقِ زلف اے شانۂ جاناں نہ عاشق کو سکھا
اپنے سر کی یہ بلا ناحق نہ میرے سر لپیٹ

روتے روتے جان دی ہے بعدِ مردن دے کفن
جسمِ لاغر کو مرے اے اشک کی چادر لپیٹ

اب کہاں وہ ولولے جوشِ جوانی چل بسا
لے چکا درسِ محبت عشق کا دفتر لپیٹ

سایۂ دیوارِ جاناں ہمسے کہتا ہے یہی
جلد اوٹھ کوچہ سے خالی کر جگہ بستر لپیٹ

سخت جاں کو قتل کرنی ہے پیچھے سے چلا
گوشۂ چادر میں قاتل اور اک پتھر لپیٹ

ای لطافت حشر کے دن دل کریگا رہبری
آپ کو اوڑ گریبان دامنِ حیدر لپیٹ

رخِ حسین سے صنم بام پر نقاب اولٹ
بڑھا کے شوق ادھر روئے آفتاب اولٹ

مقر ہوں اپنے گناہوں کا بخش اے غفار
کریم تو ہے مرادِ فترِ حساب اولٹ

وہ بحرِ حسن کرے میکشی جو دریا پر
ہر ایک موج کہے ساغرِ حباب اولٹ

لیا دہ یار گھر اپنے گذر گئی شبِ وصل
زمین پہ بیٹھ ہوئی صبح فرشِ خواب اولٹ

لحد میں پیسکے سرمہ یہی کرے گی تجھے
نہ دوڑ یوں نہ زمیں کو دمِ شباب اولٹ

بہار آئی ہے کر میکشی ارے واعظ
شراب خانے میں چل پڑھ چکا کتاب اولٹ

کلائی دیکھ کے عشاق کاٹتے ہیں گلے
نہ آستین کو قاتل دمِ عتاب اولٹ

نہ جان لی مری اے مارِ گیسوئے جاناں
نہ ڈس دکھا کے نہ یوں اپنا پیچ و تاب اولٹ

ابھی یہ رنگ بھی اے جوشِ حسن بہار دکھا
و فورِ گل سے چمن میں ہر اک گلاب اولٹ

بہت دنون سی ہین عشاق تیرے طالبِ دید
نہ شرم کر کبھی افلاک کی حجاب اولٹ

شبِ وصال ہے چھٹکا دے چاندنی گھر مین
قمر کے رخ سے فلک وا ہن سحاب اولٹ

اوٹھا ہی بزم سے وہ یار جلد اے ساقی
لنڈھا دے شیشہ مے کے ساغرِ شراب اولٹ

قریب شعلہ رخان دل کو کر تہ و بالا
ہوا ہے آگ پہ سرخ ابتو یہ کباب اولٹ

ذرا تو رحم کر اے جوشِ گریہ فرقت مین
رولا رولا کے نہ یون دیدۂ پُرآب اولٹ

جھپک کے یار کی پلکین اشارہ کرتی ہین
کہ عاشقون کی صفین جلد اے شباب اولٹ

اوڑی جو پردۂ محمل تو بولا آہ سے قیس
پڑی ہی چہرہ لیلا پہ جو نقاب اولٹ

حجاب کیسا لطافت ہی دید کا مشتاق
شبِ وصال مین تو اے صنم نقاب اولٹ

اے بتو قہر کی اوٹھائی چوٹ
عشق مین ہمنے دلپہ کھائی چوٹ

دل کیا ٹکڑے ٹکڑے سینے مین
واہ کیا آپ نے لگائی چوٹ

زندہ خسرو ہے کوہکن نے کہا
اپنے سر آ گئی پرائی چوٹ

لب ترے دیکھ کر مسی آلود
ہوئی سوسن کبود کھائی چوٹ

وہ پھکیتی مین ہو گئے مشاق
سیکھ کر دو ہی دن مین کھائی چوٹ

جب پڑا سایۂ ہما اون پر
نازسے بولے سر پہ آئی چوٹ

کیا گرا کر فقیر اعمی کو
روز کھلواتی ہے گدائی چوٹ

خط نکلتے ہی ہو گیا جو سیاہ
تیری سیبِ ذقن نے کھائی چوٹ

حال دل پوچھتا ہے جب وہ یار
تو دکھا دیتی ہے صفائی چوٹ

ہمسری میری سینہ کوبی سے
کیا دہل نے ہمیشہ کھائی چوٹ

قشقہ اے برہمن ہے یا کہ ضماد
کھائی کیا وقت جبہہ سائی چوٹ

پائے سرو آجتک ہے باغ مین لنگ
قد موزون سے کسکے کھائی چوٹ

سینے پر ہاتھ رکھے ہین پسِ مرگ
نیلگون ہے فلک نظر آتا

عشق مین ہمنے دل پہ کھائی چوٹ
میرے ٹالون کی ایسی کھائی چوٹ

ای لطافت رقیب ٹل گئے سب
کیا سرِ معرکہ بچائی چوٹ

ردیف تاے مثلثہ

چشم خواب آلود مین سرمہ لگاتے ہو عبث
ای صنم سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہو عبث

لب پہ آہین آتشین پیرہین لاتے ہو عبث
سنکے مسرف مشعلین دنکو جلاتے ہو عبث

ساتھ لیکر غیر کو گھر میرے آتے ہو عبث
کسلیے دیکھتے ہوی دل کو دُکھاتے ہو عبث

خط کی قلمین رکھنے سی کیا فائدہ حسنا تمہین
داغ گورے گورے گالون کو لگاتے ہو عبث

دیکھکر خندان گلون کو باغ مین بولی خزان
پھولتے ہو کسلیے تم کھلکھلاتے ہو عبث

غافلو پچتاوگے تم عاشقِ دنیا ہوے
ایسے ہرجائی سے اپنا دل لگاتے ہو عبث

موت دیتی ہے صدا ہوتے ہین جب پیدا بشر
چند دن کے واسطے مہمان آتے ہو عبث

بی ثباتی نے کہا پھولے جو دریا مین حباب
ایک دم کی زندگی پر سر اوٹھاتے ہو عبث

منعمون سے دہر مین ہر روز کہتی ہے اجل
فکر قبرون کی کرو تم گھر بناتے ہو عبث

عمر بھر گذری تعب مین تھک گیے آج آئی ہی نیند
دوستو تربت مین تم شانہ ہلاتے ہو عبث

دل کو تڑپاوگے صاحب منہ لگاوگے نہ پھر
بوسہ دے کر وصل کی لذت چکھاتے ہو عبث

ہم نہا دہوکر ابھی کپڑے بدلکر آئے ہین
دفن کرکے خاک مین یارو ہلاتے ہو عبث

رعشہ پیری مین صدا دیتا ہی پچتائے ہو کیا
سر ہلا کر عمر رفتہ کو بلاتے ہو عبث

حسن کہتا ہے کہ بوسہ جا اجرت لو کبھی
عاشقو فرد و زنبکر ناز اُٹھاتے ہو عبث

عمر غفلت مین کٹی شانہ نہ تربت مین ہلاو
جا چکا جب ہاتھ سی وقت اب جگاتی ہو عبث

یہ جنازہ بھی اوٹھا پینگے نہ آگر دو قدم
ای لطافت نازیارونکے اوٹھانی ہو بعث

ہر پل اشکوں سی مری چشم ہی ترکیا باعث
رہا نالہ بلبل مین اثر کیا باعث
ہین سینہ مین جو دل اور جگر کیا باعث
ون سے عاشق ابروسے کشیدہ ہین حضور
کسکی دانتوں کی تڑپنے ہی انھین تڑپایا
سبز جوڑا مرے قاتل نے ہی پہنا شاید
باغ مین کونسی بلبل کا ہی ماتم گلچین
خود بخود آپ تڑپ کر نکل آئے گھر سے
کیا کسی مہر کا آیا ہے نظر روئے صبیح
پہلوے غیر مین بیٹھا ہے وہ دلبر شاید
شاید آئے ہو کسی غیر کے گھر سے مری پاس
کیا وطن چھوٹنے کا رنج اسی ہر مین ہے
دور افلاک یہ ہی بادہ کشی کا کسکی
پھر کسی زلف مین شاید ہین پھنسے حضرت دل
میرے خوش چشم کی آنکھین ہوئی ہین کیون لال
اشک چشم تر عاشق سے خجل ہی شاید
کسی محبوب کی ہی انکو زمانے مین تلاش
کیا ہی صیاد کو بلبل کی رعایت منظور
خون بہا ہی یہ کسی بلبل مقتول کا کیا

انکھڑیان کسکی ہوئین تد نظر کیا باعث
اسکے رونے پہ ہین خندان گل ترکیا باعث
آج سونا نظر آتا ہے یہ گھر کیا باعث
نیچہ آج ہی کیون زیب کمر کیا باعث
صورت اشک جو غلطان ہین گھر کیا باعث
کیون ہرے ہوگئے پھر زخم جگر کیا باعث
چاک رہتی ہے قبائے گل تر کیا باعث
میرے نالوں کا ہو آج اثر کیا باعث
چاک رہتا ہے گریبان سحر کیا باعث
آج شدت سی ہے کیون درد جگر کیا باعث
نیچی نیچی ہے جو شرمائی نظر کیا باعث
نہین بھرتا کبھی ناسور گہر کیا باعث
صورت جام جو ہین شمس و قمر کیا باعث
رات ہوتی ہے تڑپ کر جو بسر کیا باعث
نگار گر ہو گئی ہے کسکی نظر کیا باعث
جو ہری خشک ہے کیون آپ گہر کیا باعث
ہین جو گردش مین سدا شمس و قمر کیا باعث
آج باندھے ہین رگ گل سے جو پر کیا باعث
کف گل پر ہے دھرا باغ مین زر کیا باعث

کیا سیہ بخت ہین نیرنگیٔ دنیا سے بری
بخزان ہوتے ہین گلہاے سپر کیا باعث

چاندنی مین جو نہ تم آے جہان تھا اندھیر
اور رونے کا ہی اے رشک قمر کیا باعث

کیا مرے بخت سیہ کا ہے اثر اسمین ہوا
کیون نہین ہے شب فرقت کی سحر کیا باعث

سبزیٔ خط ہے تری سیب ذقن پر اے یار
پختہ سے خام ہوا ہے یہ ثمر کیا باعث

اوٹھ کے پہلو سے مرے پوچھتے ہین طعن سے وہ
کیا ہوا کسلیے تھامے ہو جگر کیا باعث

کیا مری نالہ سوزان کا ہی شہرہ یہان بھی
دیکھ کر مجکو بھڑکتا ہے سقر کیا باعث

کوچۂ زلف مین قاتل کی ہے کیا قتل ہوا
نہین ملتی دل شیدا کی خبر کیا باعث

کیا رقیبون نے کوئی آکے شگوفہ چھوڑا
باغ جانے کا ہے اے گل تر کیا باعث

کیا ہوا خاک مین قارون کا خزانہ برباد
گل نکلتے ہین زمین سے لیے زر کیا باعث

زلف دلدار کی خوشبو سے ہوا کیا ہمسر
آگ مین لوگ جلاتے ہین اگر کیا باعث

دل دکھانا مرا منظور ہے کیا حضرت عشق
آپ کیون لائے ہین تشریف ادھر کیا باعث

نہین معلوم کہ ہے کونسے قاتل کی تلاش
پھر رہا ہے کئی دن سے مرا سر کیا باعث

ہند مین موت لطافت کی ہی کیا اے تقدیر
کیون نجف کا نہین ہوتا ہے سفر کیا باعث

مجسے برگشتہ ہین پلکین تری اے یار عبث
اک مرا قتل صفین ہین کئی تیار عبث

ہونگے سب مثل زلیخا کے خریدار عبث
میرا یوسف ہی گیا سیر کو بازار عبث

حال بیتابی دل جبکہ سناتا ہون اونھین
ہنسکے فرماتے ہین کرتے ہو مجھے پیار عبث

آتشین مے کا جو مینہ باغ مین ساقی برسا
جانے پائے نہ گھٹا اٹھکے دہوان دہار عبث

عشق ہی مذہب حق شیخ و برہمن سن لین
پڑ رہے ہے کاٹ کی تسبیح تو زنار عبث

خواب مین ما ابھی دیکھ رہے تھے وہ حسن
بخت خفتہ نے کیا نیند سے بیدار عبث

رحمت حق کی صدا ہے لہت ہو حسن وسیع
فرط عصیان سے ہین گھبرائے گنہگار عبث

لعل لب اور دُرِ دندان کا ہوا انکے شہرہ
جوہری کیون ہین لگاے ہوے بازار عبث

جھوٹ انکے کاترے عاشق نے کہان قصد کیا
آنکھین دکھلاتی ہین کیون روزنِ دیوار عبث

حسن ہو ہاتھہ جو مجھہ زار کی گردن مین پڑین
تونے پہنا ہے صنم کیلیے زُنّار عبث

دن چڑہے تک مرے پہلو مین وہ سویا کرتا
بوسے لے کے کیا رات کو بیدار عبث

ناتوان تھا ترے کوچے مین حسد سے چھپا
بنکے دیوار گرا سایۂ دیوار عبث

رخ پہ آمد ہے خطِ سبز کی بیجا ہے غرور
آنکھین طوطے کی طرح پھیرتے ہو یار عبث

پاؤن پھیلائے ہوے قبر مین ہم سوتے تھے
کر دیا صورِ سرافیل نے بیدار عبث

استخوان کھائیگا مجھہ سوختہ تن کی کیا خاک
کیون جلاتا ہو ہما مفت مین منقار عبث

تمھین بھوین تھی چڑہی اونپہ غضب چین جبین
کیون لگاتے ہین وہ تلوار پہ تلوار عبث

عادت اکا وشِ مژگان ہے وہ دیوانہ ہون
کیون دکھاتا ہے خلش دشت کا ہر خار عبث

کوئی کہدے کہ نہ نکلے گا ابھی وہ خورشید
سر پہ رکھے ہے فلک مہر کی دستار عبث

حسن پر لوٹ گئین پھر کیا آنکھون نے
کر دیا دل کو مصیبت مین گرفتار عبث

دم بدم ہی تری مژگان کی محبت بڑہتی
دامن دل سے اُلجھنے لگے یہ خار عبث

تیر تو انکے چلین بڑھ کے نشانہ ہون گا
خندہ زن طعن سے عاشق پہ ہین سوفار عبث

کیا ہوا قتل جو عاشق کو کیا کچھہ نہین غم
خم ندامت سے ہوئی آپکی تلوار عبث

گردشِ چشم ہے کیون تیز ہے خود ابروے یار
ہر گھڑی سنگ فسان پر ہے یہ تلوار عبث

کب نشانہ نہین اس تیر کا بڑھ بڑھ کے بنا
چٹکیان دل مین مرے لیتی ہین سوفار عبث

انکے جلوے سے غش آیا تو یہ بولے ہنسکر
مثلِ موسیٰ کے ہوے طالبِ دیدار عبث

دل مرا یار جو لیتا ہے تو کہتے ہین رقیب
مال مُردے کا ہے سوتے ہو خریدار عبث

صرف کرنے کے لیے دی ہے خدا نے دولت
حسن رکھتے ہو تو ہے وصل سے انکار عبث

عشق گل مین ہے مری طرح جنون بلبل کو
چاک مانندِ گریبان نہین منقار عبث

وقت تزئین مجھے کب ہوش تری دید کا تھا
بنگیا آئینہ منہ پھیر کے دیوار عبث

عشق مین کہتے ہین احباب لطافت مجھ سے
کر دیا اچھے بھلے دل کو گرفتار عبث

چمن مین سننے آیا نالہ و فریاد کیا باعث
خود آیا بلبلون کے دام مین صیاد کیا باعث

ہوا ہی کیا اسیرِ دامِ دردِ نالۂ بلبل
نکلتا باغ سے باہر نہین صیاد کیا باعث

نہین منظور بھلنا پھولنا باغی کا عالم مین
پسند آیا خدا کو گلشنِ شداد کیا باعث

کیئے ہین ظلم شاید انتہا کے تو نے بلبل پر
جو غنچہ کا ہی منہ پھولا ہوا صیاد کیا باعث

جھکا جاتا ہے سر حاضر ہون ہر دم قتل ہونیکو
کشیدہ صورتِ شمشیر ہے جلاد کیا باعث

نہین معلوم میخانے مین ہے کیس مست کا ماتم
سدا قلقل ہے شیشے کرتے ہین فریاد کیا باعث

چھڑایا آکے عزرائیل نے اس قیدِ ہستی سے
رہائی کا ہوا شانِ خدا صیاد کیا باعث

زیادہ حسن بھی شاید بلا ہے آفتِ جان ہے
سدا ہین بھاگتے پریون سے آدم زاد کیا باعث

خدا جانے پڑا ہی صبر کیسا عندلیبون کا
کہ بھلتے پھولتے اکثر نہین صیاد کیا باعث

نہین معلوم انکے سر مین کسکے قد کا سودا ہے
الف ہین کھینچتے ماتھے پہ کیون آزاد کیا باعث

مرے محبوب کی خوبی کا ہے شاید اثر آیا
شرف رکھتا ہی سب پر حسن آدم زاد کیا باعث

مگر آگر اجل پہلے ہی اپنا منہ دکھاتی ہے
جو پیدا ہوتی ہے روتے ہین آدم زاد کیا باعث

خبر تھی اسکو شاید جان شیرین اسکی جائیگی
ہمیشہ سرنگون تھا تیشۂ فرہاد کیا باعث

حیا آتی ہے شاید ہمسے ہی چار آنکھین نہین ہوتین
جو پٹی باندہتا آنکھون پہ ہے جلاد کیا باعث

غضب ہی طائرِ رنگِ حنا ہاتھون سے اوڑتا ہے
گرفتار اسکو کیون رکھتا نہین صیاد کیا باعث

مگر فولاد سے بڑھ کر لطافت قلب انکے ہین
کہ مطلق رحم دل ہوتے نہین جلاد کیا باعث

یہ کیون ابرو پہ بل ہین اوستم ایجاد کیا باعث
ہوا آزردگی کا ہی کوئی ناشاد کیا باعث

سدا تیشہ کی تھی کیون جان شیرین اپنی کھوتا ہے
بتا سر پھوڑنے کا ہی ارے فرہاد کیا باعث

تمھاری خشمگین آنکھو نپہ ابرو ہین تعجب ہے
کھنچے ہین تیغ لڑتے ہین دو جلاد کیا باعث

کسی کی پیرہن کی بو نے مست اسکو کیا شاید
کہ نکہت ہی سدا وارفتہ و برباد کیا باعث

کسی مژگان کی اُلفت مین تو سودا ابھی نہین مجکو
جو نشتر خون کے پیاسے ہین اے فصاد کیا باعث

دلا دہر کا محبت مین عبث ہی جان جانے کا
بتا تو بیقراری کا ہے اے ناشاد کیا باعث

نہین معلوم دیکھی آنکھ کس طفلِ دبستان کی
سدا کھولے ہوئے ہین چشم حیران صاد کیا باعث

اشارہ صبر کا ہی کشتگانِ چشم سے شاید
کیا ہی اوسنے فردِ عاشقان پر صاد کیا باعث

خدایا کیا کہونگا جب عدم مین لوگ پوچھینگے
نہ توشہ ہے نہ کچھ ہمراہ لائے زاد کیا باعث

ہمارے دل مین کیون اے حضرتِ عشق آپ آئی ہین
کدھر تشریف لائے کچھ تو ہو ارشاد کیا باعث

اشارہ کرکے حق کا فلسفی سے روح کہتی ہے
ہوئے ہین جمع تجھمین کسطرح اضداد کیا باعث

جہان ماتم سرا ہی کونسی عاشق کے ماتم مین
فلک کا نیلگون خیمہ ہی کیون استاد کیا باعث

ترے ہی عشق مین تو حال یہ اپنا بنایا ہی
غضب ہے پوچھتا ہے او ستم ایجاد کیا باعث

خیال انجام کا ہی ہم تو پیدا ہوکے روتے ہین
عزیز و نمین ہے کیون شورِ مبارکباد کیا باعث

وہ مہر و آئنہ جب دیکھتا ہے ہنسکے کہتا ہے
بیان حیرت کی کیون کرتا نہین بہزاد کیا باعث

خدا جانے جہان مین آکے چھائی کیا فراموشی
عدم کا ماجرا ہمکو نہین کچھ یاد کیا باعث

سُنا جب نامِ لیلے ہم سے آکر قیس نے پوچھا
ملا جاتا ہے دل سینے مین اُستاد کیا باعث

زبردست ایجنون لو ماترا مانین تو ہم جانین
پہنتے زیورِ آہن نہین حداد کیا باعث

حرم مین کونسا نامِ خدا ایسا صنم آیا
گرے سجدے کو بت طرفہ ہوئی افتاد کیا باعث

غمِ شبیر نے جنت مین پہنچایا لطافت کو
ہوئی ہے مغفرت کی آہ اور فریاد کیا باعث

ردیف جیم عربی

جھوم کر آئی ہی ساون کی گھٹا مستانہ آج
ساقیا چھلکا دے تو بھی ساغر و پیمانہ آج

آئیگا محفل مین میرا شعلہ رو جانانہ آج
دیکھنا جلنے لگے گا شمع سے پروانہ آج

پوچھتا ہی حالِ میخانہ جو وہ جانانہ آج
کہتا ہے ہر مست سے قلقل لبِ پیمانہ آج

یار کے آنے سے ہی آباد کیا میخانہ آج
پڑہ رہا ہے شعر جامی کے لبِ پیمانہ آج

بزم مین اُس شمع رو کے اوڑکے جاؤن مین خفیف
جی مین آتا ہے یہی مانگون پر پروانہ آج

گرمیِ تقریر دیکھی ہے جو شب کو بزم مین
ہی ہماری شمع رو پر شمع بھی پروانہ آج

خلعتِ تن ریگِ صحرا تاجِ سر داغِ جنون
پادشاہی وقت کا اپنی ترا دیوانہ آج

ہو گیا سرشارِ چشمِ مست ساقی دیکھہ کر
پھر گئی میری نظر مین گردشِ پیمانہ آج

چاہتا ہون لاکھہ فرقت مین مگر آتے نہین
سوت بھی کرتی ہی مجھسے نازِ معشوقانہ آج

بعد مدت میرے گھر آنے کو ہے وہ شمع رو
آئے محفل مین نہ بے پروانگی پروانہ آج

دیکھنا اللہ کی قدرت شفق مین ہے قمر
عاج کا دستِ حنائی مین ہے اُسکے شانہ آج

قمریان کرتی ہین گو گو سرو پر گلزار مین
کر دیا ہے کسنے ذکرِ کوچۂ جانانہ آج

ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہے گرم ہے بازار مے
پوچھتے پھرتے ہین زاہد بھی رہِ میخانہ آج

کیا کہین افسوس عالم خوابگاہِ دہر کا
جو کہ تھے موجود کل حال اونکا ہے افسانہ آج

دل ہمارا لے کے گالی اُسنے دی کر یہ کہا
کل ملیگی قیمت اسکی پر ہے یہ بیعانہ آج

قبر تنہا مین عروسِ مرگ سے ہون ہم بغل
مر کے ہے پیدا کیا مینے یہ خلوتخانہ آج

دل پھنسا اُس زلف مین جا کر تو سینہ ہی اوداس
صاحب خانہ نہین تو گھر مین ہے ویرانہ آج

دل ہمارا لے کے بولے ہی محبت کی سزا
کل کرینگے قتل تمکو پر ہے یہ جرمانہ آج

آنکھہ سے میرے نکل کر نزع مین کہتے ہین اشک
بعد مدت کے اٹھا ہے یان سے آب و دانہ آج

دل مرا پر آبلہ کر دے گا بڑھ کر عشق خال
خوشہ بنجائے گا کل ظاہر مین ہی یہ دانہ آج

ای لطافت حسب وعدہ آیگا وہ ترکِ ماہ

غیرتِ برجِ قمر ہوگا مرا کاشانہ آج

کہتا ہی روکے کون سہے گا ہزار رنج
ہی شمع سان لحد پہ مرے اشکبار رنج

دکھلا رہا ہے ہجر مین کیا کیا بہار رنج
ہین داغِ دل کے پھول تو مانند خار رنج

بعدِ فنا ہی قبر مین بھی غمگسار رنج
آیا ہے پوچھتا ہوا میرا مزار رنج

عاقل کوئی ملے تو کہین ہجرِ یار مین
مانند جن کے سر سے ہمارے اوتار رنج

دو دوستون سے مرکے ہوا ہی ہمین فراق
نکلا ہے دم کے ساتھ دمِ احتضار رنج

ہوتی ہے حسن و عشق مین داد و ستد ہئی
عاشق کی جان لیتا ہے دیتا ہی یار رنج

صیاد باغبان خزان خار دام موت
بلبل کی ایک جان حزین ہے ہزار رنج

ساقی کا ہی فراق پیئین کیا شراب ہم
غصہ ہمیشہ نشہ می ہے خمار رنج

خطِ غبار مین ہے لکھا نامہ یار نے
تحریر کہہ رہی ہی کہ ہے آشکار رنج

فرقت کی شب یہی مری دو چار ہین اس
صدمہ قلق ملال الم اضطرار رنج

ہجرِ صنم مین حسرتِ مردہ کو گاڑ کے
عاشق کے قلب کو ہے بناتا مزار رنج

فرہاد کی ہے جان گئی جیسے بیگناہ
پنہان ہوا ہے سنگ مین بنکر شرار رنج

جب امتحان ہجر مین عاشق کا لے چکا
آخر کو تھک گیا تو ہوا شرمسار رنج

آتا ہی جب تصورِ دندان میانِ چشم
اشکون کے موتیون کو ہے کرتا نثار رنج

گھیرے ہوی ہے رخ کو مری آہ کا دھوان
خط کے نکلنے کا نکرا ے گلعذار رنج

لیتا نہین فراق مین افسوس میری جان
معشوق کی طرح ہے تغافل شعار رنج

عاشق ہی زندہ در گور اب ہجرِ یار مین
مثلِ زمین ہے زیست مین دیتا فشار رنج

وعدہ فراقِ یار مین تھا پر نہ جان لی
جاتا رہا ہمین تو ترا اعتبار رنج

دل پر رکھین گے ہم تو نہ بولینگے آہ سے
کرلینگے جبر کرکے اگر اختیار رنج

گرمی مین دھوپ سے ہین جو پتھر چٹک رہے
کرتے ہین کوہکن سے لیے کوہسار رنج

آنسو فراق یار مین پانی ہین دے رہے
عاشق کے قلب سے ہے بھلا کیا مقابلہ
گھبرا گیا جو قید رہا دل مین مدتون ؎
کرتا ہی سیر جسم کے عالم کی ہجر مین ؎
دعوت جو ہجر یار کی ہوتی ہی میرے گھر ؎
سینہ مین چھپ کی طائر جان ڈھونڈنے لگا

ہوتا ہے دل مین مثل شہ استوار رنج
کیا جائے دلمین اور کے رکھتا ہو عار رنج
تھک کر خوشی کا کرنے لگا انتظار رنج
ہی تخت دل پہ مثل سلیمان سوار رنج
اورون سے مانگ لیتا ہون مین مستعار رنج
ٹٹی کی اوٹ کھیلنے آیا شکار رنج

صدقے مین پنجتن کے لطافت کو ہو خوشی
کب تک سہا کرے مرے پروردگار رنج ؎

رُخ کو ہی افعیٔ گیسوے بتا نکی احتیاج
گر بہار آئے نہو مال جہان کی احتیاج
پوچھتی ہے رازق مطلق سے گلشن مین بہار
رے کے مُنہ مین شمع کا شُعلہ کھا گلگیر نے
ابروے دلدار سے ہمسر نہ اسپر بھی ہوئی
وقت مطلب راست ہو جاتے ہین انسان کج مزاج
قبر مین پہنچا یا مجھ اہل سخن کا جسم زار ؎
قتل عالم کے لیے ہی تیر بنوا تا وہ ترک
پیر وخم گشتہ ہو نمین ساتھ اپنے رکھو او نوجوان
شمع اور گلگیر دونون ناقص آئے بزم مین
ماہ نو بیکار چمکا کر دکھاتا ہے فلک
عاشق شیدا ہو نمین لب خشک ہین تر چشم ہے
چبھ کے کانٹے نے کیا احسان گویا پاؤن پر

حسن کی دولت کو بھی ہی پاسبان کی احتیاج
کیا زر گل سے برآئے باغبان کی احتیاج
کیا زر گل سے برآئے باغبان کی احتیاج
شکر خالق اس دہن کو تھی زبان کی احتیاج
چلے کھینچے پر نہ برآئی کمان کی احتیاج
وضع کھو دیتی ہی دم مین ترچھی بانکی احتیاج
تھی دہان گور کو ایسی زبان کی احتیاج
ہی پے سوفار میرے استخوان کی احتیاج
تیر کو ہر وقت رہتی ہے کمان کی احتیاج
ہی وہ محتاج دہن اسکو زبان کی احتیاج
کب ہی تیر آہ کو اپنی کمان کی احتیاج
پوچھتے کیا ہو عیان کو کیا بیان کی احتیاج
تھی دہان آبلہ کو بھی زبان کی احتیاج

پہین منعم ہمکو غیرت نے لیا یہ منفعل
زرد رنگت ہو گئی جسدم بیان کی احتیاج

ای نہ ہے طالع سگان یار آئے قبر پر
کھینچ لائی انکو میرے استخوان کی احتیاج

ہاں تعلی وصف بام یار کچھ موزون کرون
ہای زمین شعر کو بھی آسمان کی احتیاج

سایہ دیوار جانان کی محبت چھا گئی
تھی مکان دل مین اپنی سائبان کی احتیاج

دیکھتے ہین جھک کے اپنے سینہ پر داغ کو
ہمکو ہوتی ہے جو سیر بوستان کی احتیاج

دستخط کرنے کو بیٹھے ہین وہ مقتولونکی فرد
ہی پئے قط گیر میرے استخوان کی احتیاج

پرخطر ہی کوی زلف ای دل نجا تنہا وہان
نالے آہین ساتھ لی ہے کاروان کی احتیاج

تنکے چنوائی ہے کیا کیا آمد فصل بہار
بوستان مین بلبلونکو آشیان کی احتیاج

اسکو کہتے ہین کشش جب حضرت یوسف سے
کھینچ لائی چاہ پر خود کاروان کی احتیاج

قصہ میرے بخت خفتہ کا سنو آجاے نیند
تمکو وقت خواب اگر ہے داستانکی احتیاج

دود آہ عاشقان کافی ہے دیکھو رہرو
اونکے کوچے مین نہین کچھ آسمان کی احتیاج

کیون نہ ہو چاہ زنخدان پر ترے خط کا ہجوم
یوسف دل گر پڑا تھی کاروان کی احتیاج

زلف کی پاکر محبت دل کو چھینا اسنے جب
ہنس کے یہ کہنے لگا تھی عطردان کی احتیاج

زلف کا عاشق ہو مین ظاہر پریشانی سے ہی
مشتاب بو دیتا ہی خود کیا امتحان کی احتیاج

شامیانہ کھینچتے ہی پہنچا جنازہ تا بہ قبر
کشتی تابوت کو تھی بادبان کی احتیاج

تخت شاہی سے بھی ہے بہتر لطافت جانتا
اس گدا کو ہے علیؑ کے آستان کی احتیاج

آتے ہی اس جہان مین ہوا مبتلاے رنج
ہمزاد کی طرح ہین مرے ساتھ آئے رنج

بازار عشق مین جو دیا دل تو پائے رنج
ہم خوش خرید شدت سودا ہین لائے رنج

گردش سے اسکی ہاے زمانے مین ملے رنج
دانا نہ کیون فلک کو کہین آسیاے رنج

انجام کار کیون نہ ٹھکانے لگائے رنج
جب ابتداے عشق مین ہو انتہاے رنج

عاشق کے دل مین قید ہے مدت سے ہائے رنج
دل سے مرے نکلنے کا گر حکم پائے رنج
اسراف کا کنہ نہین کہدینگے حشر کو
پہنا جو خلعت آ گئی فوراً کفن کی یاد
آدم جو آئے خلد سے دنیا مین یہ کہا
مجھہ سخت جان کو ہیں نہ ہجر بتان مین تو
لکھتا ہون خط مین آج نہین آزردگی کا حال
مہمان ہوا جنون کا جو زندان مین جا کے مین
بے یار جام مے ہے بنا دیدہ پر آب
گردش نصیب کو ہے یہ لغزش نہین مجھے
عاشق کو سبز بخت کیا اور سرخ چشم
دل مین بھری ہین خال کے بوسے کی حسرتین
دل سے اوٹھی جو گرد ملال اور دود آہ
آزردگی کا خط جو وہ قاتل لکھے مجھے
سورہ لکھو کفن پہ الف لام میم کا
پھر غیر کی طرف نظر مہر ہو گئی
آیا ہی ہجر وصل تو آزردہ ہے وہ شوخ
ہنسیئے نہ آپ غم سے جو ہون شاخ زعفران
شوریدہ سر کہان ہین یہ سودا خرید لین
سرکار عشق نے ہے مخلع کیا ہمین
معدوم ہوکے عشق دہن مین جو آئی موت

زندان عجب خدا نے بنایا برائے رنج
فرط خوشی سے پھر تو نہ پھولا سمائے رنج
ہمنے تو مال و زر کے عوض مین اُٹھائے رنج
اوڑھے رہا قبائے خوشی پر عبائے رنج
وہ انتہائے عیش تھی یہ انتہائے رنج
دانتون پسینا آئیگا اے آسیائے رنج
کاغذ پہ ہے صریر قلم یا صدائے رنج
بیڑی پنھائی لاکے کہا ہی یہ پائے رنج
ہاے میکدے مین قلقل مینا صدائے رنج
اچھا ملا ہے قطب پے آسیائے رنج
طرفہ بہار آئی چلی جب ہوائے رنج
تل رکھنے کی جگہہ نہین کسطرح آئے رنج
سمجھین یہ فلسفی کہ ہے ارض و سمائے رنج
خنجر ابھی تو ہنکے کرے ذبح رائے رنج
عاشق ہے کشتۂ الم و مبتلائے رنج
ہاے آپ کے ہمارے کہی تو بنائے رنج
چہرے پہ ہے نقاب کے بدلے ردائے رنج
پہنی ہے زرد رنگ کی مینے قبائے رنج
فرہاد بیچتا ہے جو سر پر اوٹھائے رنج
داغ جنون کا دے کے عمامہ قبائے رنج
احباب نے جنازے کے بدلے اوٹھائے رنج

ملتا ہون راتدن کفِ افسوس بہر قوت
مجھہ سخت جان کے ہاتھہ مین یا آسیا ئے رنج

کہدینگے روزِ حشر لطافت دمِ حساب
خونِ جگر پیا تو سدا ہمنے کھائے رنج ؎

کیا منزلت ہی کیا ہی ترے شہ نشین کا اوج
ہی پست اسکے سامنے عرشِ برین کا اوج

پایا ہی بامِ یار نے عرشِ برین کا اوج
ہی رفعتِ مکان سے ہویدا مکین کا اوج

کہینچے نہ دور آپ کو خالق جو دے عروج
آخر زمین پہ پھینکتا ہے انگبین کا اوج

میرے بلند قدر کے رُخ کا پڑے جو عکس
حاصل ہو ذرہ ذرہ کو مہرِ مبین کا اوج

دی اسنے نور تن مین جگہ ہے کے آنکھہ سے
دیکھو تو میرے لختِ جگر کے نگین کا اوج

ہی عاشقِ ذلیل سے معشوق کا عروج
دیکھو مگس کی وجہ سے ہے انگبین کا اوج

مضمونِ بامِ یار غزل مین جو ہونگے نظم
کر دے گا آسمان کو پست اس زمین کا اوج

بن بن کے گرد باد گئی تا بہ آسمان
اللہ رے خاکِ عاشقِ صحرا نشین کا اوج

اسفل کشادہ دل ہین تو اعلیٰ ہین تنگ چشم
دامن سے ہے دورِ چرخ مین پست آستین کا اوج

تہی پنجتن کے نام سلیمان کی مہر پر
ہوتا نہ شش جہت مین بھلا کیون نگین کا اوج

پھیکون اگر مین نشئہ مین ساغرِ شراب کا
ہو جائے پست کاسۂ مہرِ مبین کا اوج

سر تاجِ عرش کے شبِ معراج ہو گئی
اللہ رے کفشِ پائے شہِ مرسلین کا اوج

روشن مرے حسین کے قدم سے ہین دو جہان
جنت مین بس ہے حسنِ رُخِ حورِ عین کا اوج

کیا غم اگر ہے پلۂ اعمال کو حضیض ؎
میزان مین اکطرف تو ہی میرے یقین کا اوج

اسمِ علیؑ ہے دل پہ لطافت کے کھُد گیا
اس نام کے سبب سے ہوا اس نگین کا اوج

ردیف جیم فارسی

جذب سے اپنی طرف اوسکو کسی تدبیر کھینچ
اِی دلِ شیدا کوئی تو آہ پُر تاثیر کھینچ

اِی مصوّر تو جو مجھہ دیوانے کی تصویر کھینچ
سلسلۂ وحشت کا باقی رکھہ مع زنجیر کھینچ

چشم مین اِی تُرک سُرمے کی کبھی تحریر کھینچ
اصفہانی قتلِ عاشق کے لیے شمشیر کھینچ

ہی کشیدہ یار دل سے آہِ پُر تاثیر کھینچ
تیز ہین اغیار تو بھی میان سے شمشیر کھینچ

کس قدر تھی سنگدل شیرین کہ فرمائش یہ کی
سختیان اے کوہکن تو نہر جوے شیر کھینچ

اِی مصوّر تو بناتا ہے جو نقشہ یار کا
لطف ہو بیساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ

عشقِ ابرو تیز ہوتا ہے نہ دکھلا تو ہلال
بیگنہ سر پر نہ میرے اے فلک شمشیر کھینچ

اِی کمان ابرو تری مژگان نے توڑا دل مرا
پار تودے کے ہوے ہین اب تو اپنے تیر کھینچ

خاکساری سیکھہ سو نامر کے ہوگا خاک مین
صفحۂ دل پر یہ عمدہ نسخۂ اکسیر کھینچ

ہی تعلّی کیلیے اکدن فنا تجکو بھی ہے
آپ کو اِتنا نہ دورا اے آسمانِ پیر کھینچ

وصل کی شب کا اگر ہے روز فرقت انتظار
رات ہو اِسطرح کا اِک نالۂ شبگیر کھینچ

زلفِ جانان کا سراسر وصف آنقاش ہے
بدلے جدول کے مرے دیوان پر زنجیر کھینچ

میرے گل کے عارضِ خوشرنگ سے کی ہمسری
باغبان تو پوست لالے کا دمِ تعذیر کھینچ

شوقِ یوسف مین زلیخا روز کہتی تھی یہی
طولِ مدّت تک نہ یون اِی خواب کی تعبیر کھینچ

عشقِ صادق ہی ترا پہنا گلے مین سنے طوق
داز برائے سرو قمری کو نہ بے تقصیر کھینچ

ہاجر مین کر اے کمانِ لب نشانہ غیر کو
ترکشِ دل سے کوئی آہِ رسا کا تیر کھینچ

خاک سے پرہیز کیا مٹی مین ملجائیگا تو
کبر سے دامن نہ یون اے صاحبِ توقیر کھینچ

ہمسری کرتی ہے اوسکے شعلۂ رخسار سے
شمع محفل کی زبان لازم ہے اے گلگیر کھینچ

اِی لطافت گر نہین ہے کربلا جانیکی شکل
صورتِ مانی تصوّر ہی مین تو تصویر کھینچ

تمکو یکتائی کا دعوی کیون ہی جانان جھوٹ سچ
آئنہ دیکھو تو کھلجائے مری جان جھوٹ سچ

حُسن کا دعوی بہت کرتی ہین پریان جھوٹ سچ
آو سکے تلوے سے جو ہمسر ہون کھلی ہان جھوٹ سچ

گرتے پڑتے جاتے ہین اُس در پہ جب ہم ناتوان
ٹال دیتے ہین غضب ہے کہہ کے دربان جھوٹ سچ

کاذب و صادق ہوے ہم وحشیو نکے سامنے
صبح ناحق چاک کرتی ہے گریبان جھوٹ سچ

دیکھہ لین اوس لب کی سُرخی کو تو پھر کھُلجای رنگ
بیچتے ہین جوہری لعلِ بدخشان جھوٹ سچ

امتحان ہو گر پڑین اِس چاہ مین آکر اگر
غیر رکھتے ہین ترا عشقِ زنخدان جھوٹ سچ

عشق زلف اُنسی کیا جاکر بیان عاشق نے جب
ہنسکے وہ بولے کہ ہین خوابِ پریشان جھوٹ سچ

زندہ اب ہوتا تو دکھلاتے لبِ محبوب ہم
دیکھہ آیا تھا سکندر آبِ حیوان جھوٹ سچ

خوب دعوی کر دیا باطل دہانِ یار نے
اپنی نایابی پہ عنقا کیون ہی نازان جھوٹ سچ

شمع کا ایما ہی مین گویا نہین اچھی ہے بات
ہی زبان لیکن نہ غیبت طعن بہتان جھوٹ سچ

دفعتاً ایسی چلی اولٹی زمانے مین ہوا
پھر ہی سچ جانتے ہین جھوٹ انسان جھوٹ سچ

صورتِ عاشق اگر سکتہ ہو تو قلعی کھلے
دیکھنے کو ہے فقط آئینہ حیران جھوٹ سچ

چشمِ عاشق کی طرح دریا بہائے تو ہی لطف
ہی برستا چند دن ساون مین باران جھوٹ سچ

سیر گل کی قد کی موزونی نہ پائیگا کبھی
دیکھنے کو رہت ہے سروِ گلستان جھوٹ سچ

چھپائے غول کہہ روشن کبھی خاموش ہین
نجد مین ہے قبر مجنون پر چراغان جھوٹ سچ

پیچ اوٹھائیگا عبث تقلید زلفِ یار کی
ہی خدا کی شان سنبل بھی پریشان جھوٹ سچ

سبکو وحشت کی ہوا لگتی ہے باغِ دہر مین
ہان شجر بھی کچھہ دنون رہتے ہین عریان جھوٹ سچ

صبح صادق اور کاذب سے ہوئی ظاہر یہ بات
ہو گیا پیرِ فلک کا بھی نمایان جھوٹ سچ

مین ہی دیوانہ ہون جو ہون عمر بھر صحرا نشین
قیس نے کچھہ دن بسایا تھا بیابان جھوٹ سچ

ہی لطافت تابعِ احکام حیدر جو نہین
ہی زبانی اونکو عشقِ شاہِ مردان جھوٹ سچ

آشنا و نہین ہین وہ دریا پہ ہے مشکل پہنچ
آہ بنکر تو بھی اے دل تا لبِ ساحل پہنچ

ہو کے تو بھی زمرۂ عشاق مین شامل پہنچ
دلبری کرتا ہے وہ جان جہان ای دل پہنچ

ہم سرِ تیغ اسیر کیا سمجھین قمر کو اے فلک
شعلہائے آہ کی ہو سیکڑون منزل پہنچ

دل کو مجھ مجنون نے رنج وغم سے ہے خالی کیا
غیرت لیلےٰ تری خاطر ہے یہ محمل پہنچ

گر پڑا ہی دل مرا چاہِ زنخدان مین نکال
جلد اے خضرِ خطِ جانان دمِ مشکل پہنچ

وصل کی شب ہے ہوا وہ منہ دھونے کو ہو نور
طشت بنکر آسمان سے اے مہِ کامل پہنچ

اشک کا حائل ہے دریا کیا تصور اسکا ہے
لے کے کشتی چشم کی اے دل لبِ ساحل پہنچ

ضعف کہتا ہے نہ راہِ عشق مین رکھنا قدم
حوصلہ کہتا ہے بڑھ چل جلد تا منزل پہنچ

عشق مین اوس روے روشن کے ہون مضطر اتنا
ٹانکنے پھاہا داغ دل کا اے مہِ کامل پہنچ

نذر اوس دلبر کو ہم انکھون سے دینگے عشق مین
پنجۂ قہر کا نہ ٹکرے ہو کے جلد ای دل پہنچ

سینہ و لب تک پہنچتی ہے نکلکر دل سے آہ
ضعف مین کیا بڑھ سکی ہے ایک دو منزل پہنچ

عاشقون کو تیغ کی گھاٹ آج اتاریگا وہ ترک
ہر غریقِ بحرِ غم کی ہو گئے تا ساحل پہنچ

ہر بگولے کو دکھا کر قیس سے کہتا تھا شوق
نجد مین وہ دیکھ لے لیلےٰ کی ہی محمل پہنچ

وقت آرائش ہے کہتی اس نگہ سے نازکی
چشم سے تا آئنہ طے کرکے منزل پہنچ

کوچۂ جانان مین اوڑ کر اے لطافت جائینگے
خاک ہی جب ہو گئے ہم پھر ہے کیا مشکل پہنچ

ردیف حاے مہملہ

صبا جو کام کرے میرا نامہ بر کی طرح
تو اوڑ کے خط اوسے پہنچے ابھی خبر کی طرح

جو بندہ کان مین یاقوتِ سرخ کا پہنا
پہنچ کے لو مین تری اوڑ چلا شرر کی طرح

چلے ہین گھر سے مرے آپ دل تڑپتا ہے
پھر آئیگا ابھی آہِ بے اثر کی طرح

کیا ہی الفتِ موے میان نے زار ایسا
نہان ہوا ہون نظر سے تری کمر کی طرح

خیال ابروے جانا نہین اے دلِ پرداغ
ہمیشہ پاس ترے چاند ہے سپر کی طرح

جنون مین تا بہ گلو ہے جو اشک کا دریا
ہوا ہے طوق گلے مین مرے بھنور کی طرح

ہوا زبانِ حریفان سے دل مین جب ناسور
تب آبرو ہی جہا نمین ملی گہر کی طرح

اوٹھا نہ سوے مہِ نو یہ پُرضیا انگشت
ہلال شق ہو نہ ایجانِ جان قمر کی طرح

قریب موے میان ہی جو ڈاب مین ہردم
لپکتا ہے آپ کی تلوار مین کمر کی طرح

جو وقت صبح وہ خورشید بام پر آئے
زوال مہر کو ہو جائے دوپہر کی طرح

عجیب ہے لبِ شیرین یار کی تاثیر
مٹھاس پاگئی ہو اک نیشکر کی طرح

بشر جہان مین کسی دن نہ موت کو بھولے
ہمیشہ ساتھ ہی کافور ہو سحر کی طرح

وہ تیرہ بخت ہو نہین ہون پناہ دشمن بخت دو
سدا ہون خانہ بدوش اسلیے سپر کی طرح

بُلاے پاس اشارے سے چشم کی جو وہ یار
تو جاؤن دوڑکے آنکھون سے مین نظر کی طرح

وہ پھر قتل جیے تیار سلطنت کا ہے لطف
کہ تیغ سر پہ کھنچی ہے ہما کے پر کی طرح

خیال ہی ترے دندان کا آنسوؤنمین ہی غرق
تنِ نحیف مرا رشتہ گہر کی طرح

شبِ فراق ہوا انتظار صبح کا جب
تو کان بجنے لگے ہر گھڑی گجر کی طرح

ملا یہ دشت مین سوداے خام سے مجھے پھل
دو بارہا خس و خاشاک مین ثمر کی طرح

کمال محنت و گردش سے ہاتھ آتا ہے
پھرائے سر کو شب و روز جب قمر کی طرح

فراقِ یار مین خاموش بیٹھا رہتا ہون
زبان سے نطق بھی جاتا رہا اثر کی طرح

غرور و کبر سے سلطان جو تاج پہنے ہے
یہ اک جنون کا تمغہ ہے داغ سپر کی طرح

ہمارے گھر مین لطافت ہے چاندنی چھٹکی
بکھر کے آئے ہین وہ رات کو قمر کی طرح

جو روؤن الفتِ دندان مین ابرِ تر کی طرح
زمین پہ اشک ہون غلطان ابھی گہر کی طرح

پھلا کلام تو بیہودہ اعتراض ہوے
لگائے سنگ گران نخل پُرثمر کی طرح

رقیب آئے ترے پاس ہون وہ سوختہ تن ہ — کہ سنگِ فرش مین چھپ جاؤنگا شرر کی طرح

بھا نہین دولتِ منعم ہے دیکھنے کی بہار — کسی کا کام نہ نکلا گلون کی زر کی طرح

ہر ایک دن ہے ہزارون برس کا فرقت مین — ہر اک گھڑی ہی قیامت کی دوپہر کی طرح

بنا ہون لاغری و ضعف سے تماشا مین — اوڑائی پھونک کے وہ طفل کیون نہ پر کی طرح

کہا جو ہے مو میان کو عدم تو حال کھلا — صنم نے کھینچ کے باندھا مجھے کمر کی طرح

اوٹھاے بار طلا سر پہ بنکے ہُدہُد کون — کسے دماغ رکھے تاج جانور کی طرح

عیان ہی نور کا اوس گردنِ صبیح پہ خال — چمک رہا ہے عجب اخترِ سحر کی طرح

گیا ہی صبح شبِ وصل یار ہو ماتم — سحر ہے سینہ زنی چاہیے گجر کی طرح

بخیل جو ہین برا کیون سخی کو کہتے ہین — دہن کو بند رکھین کاش اپنے در کی طرح

گلے سے اوسنے لگایا نہ وقت رخصتے — یہ داغ لے کے چلے توشۂ سفر کی طرح

کہا تھا شام کو آؤنگا آئے پچھلے پہر — تم اپنے وعدہ مین کاذب ہوے سحر کی طرح

خدا کمال اگر دے تو انکسار کرے — زمین پہ سر کو جھکائے پھلے شجر کی طرح

فشار قبر سے آغوشِ مادر آیا یاد — تھپک تھپک کے سلایا مجھے پسر کی طرح

صدا دہان صدف سے یہ روز آتی ہے — نکل وطن سے تو ہو آبرو گہر کی طرح

مین آیا صبح کو کب جھوٹ سچ کہا کسنے — خبر ہے کاذب و صادق صنم سحر کی طرح

نہ مجھہ تک آنے دیا ہاے میرے قاتل کو — یہ بخت تیرہ رہا بیچ مین سپر کی طرح

سحر سے کوچۂ جانان مین گرم ہے بازار — کھنک رہا ہے کٹورا یہان گجر کی طرح

جہان مین سبز لطافت نہ کیون ہو کشتِ عمل
غمِ حسینؑ مین روتا ہون ابرِ تر کی طرح

عشق ہی تیری بھوون کا تیز اور آرام روح — بنگیا ہے تیغِ ابرو کا نیام اندام روح

دل کی صورت آج پہلو مین ہی وہ آرام روح — عیش و عشرت سے مبدل ہوگئی آلام روح

تیری زلفون کا ہے سودا ہتو او آرام روح
اندنون شاید سیہ ہے بخت نافرجام روح

پاؤن قاتل کے پڑے ہین جب اوڑ ہے آتش سی ہے
کیا قدم جاتا ہی اپنا توسنِ خوش گام روح

یون شرابِ سرخ شیشہ مین ہے ساقی نے بھری
ہو دلِ شفاف سی جیسے عیان اندام روح

ہجر قاتل مین یگانے بھی عدو ہو جائینگے
تیز ہو ہو کر پھریگی حلق پر صمصامِ روح

زلفِ جانان سے دلِ مردہ نکل کر یان پھنسے
کھیلتے ہین ہم شکار اکثر بچھا کر دام روح

موت بھی آفاق مین دزدِ کفن سے کم نہین
خاک کر کے تن برہنہ کر دیا اندام روح

ساقیا فصلِ بہار آئی ہی بھر سب مین شراب
چشم کے پیمانے دو ہین شیشۂ دل جام روح

حکمِ حق سے کعبۂ دل ہین نکیون داخل ہوہ
غیب کے پردے سی آیا جامۂ احرام روح

ہجر کی شب ہر گھڑی آتی ہے نالونکی صدا
دل کا ہی گھڑیال بجتا جب ہی بھرتا جام روح

جسمِ خاکی سے سفر کا قصد ہے سوئے عدم
نالے ہر دم ہجر مین لاتے ہین یہ پیغام روح

کندنی رنگونکی الفت بھی عجب اکسیر ہے
پکا سونا دل بنائے گا طلائے خام روح

ہی گرفتار اپنی آرائش مین او جانِ جہان
ہی دو پٹہ تیرا گلشن لپیٹ کا گلدام روح

فصلِ خالق سے فضا ہی خوب ہوتی ہے بسر
دل ہے گھر در ہے دہن سینہ ہی میرا بام روح

عشقِ مژگان کی کھٹک سے یہ بہت بیچین ہی
پاؤن مین کانٹے چبھے ہین اٹھ سکے کیا گامِ روح

دل کا بیشہ استخوانون کا نیستان بن گیا
جھومتا پھرتا ہے ہر سو جسم مین ضرغامِ روح

سیلی بالون کی نہین سینہ پہ انکے تا بہ ناف
ہی تنِ شفاف سی ظاہر ہوا اندامِ روح

زندگی تو ہے لطافت کی فقط دیدار پر
شکل تیری دیکھہ کر جاتی رہی آلام روح

بنگیا گہوارہ دل جاتے رہے آلام روح
عشقِ صادق مین ہوئی ٹھہر گن باعثِ آرامِ روح

لاغری سی ہجر مین ہے جان جلنا آشکار
شمع ہو فانوس مین یا جسم مین اندام روح

آب و دانہ کھینچ کر دنیا مین لے آیا مجھے
جسمِ خاکی پھنس گیا فوراً بچھا تھا دامِ روح

دل جو اُمڈا فرقتِ دلدار مین طوفان اُٹھا — چشم سے آنسو ہوے جاری چھلک کر جامِ روح

گریہ مین اشکون کے دریا کا رہیگا زور شور — دیکھنا یہ جائیگا اک دن مکانِ خامِ روح

جسم مین آئے عدم سے تن سے جنت مین گئی — دیکھنا آغاز سے بہتر ہوا انجامِ روح

رند و میری جان کی ہے ساتھ شغلِ مےکشی — دل کے شیشے سے ملا رہتا ہے ہردم جامِ روح

آمد و شد ہی نفس کی نزع مین کیون جلد جلد — آرہے ہین لب تلک آنے کو کیا پیغامِ روح

جسمِ خاکی مین نہین رہنے کو اسکے کچھ ثبات — بے مروت ہی ہوا اہمل اسی سے نامِ روح

آبرو پائے جو تیرا عشق دندان تیز ہے — ہے نیام دل مین جو ہردار اب صمصامِ روح

میرے سب احباب کو تڑپا دیا بسمل کیا — کھینچکر غصہ سے عزرائیل نے صمصامِ روح

عرش اعلے ہے دلِ شیدا اگر اسکی قدر ہے — روح یان ہے عرش پر جبریل ہے ہمنامِ روح

کیون مسلمان ہو نہ پیدا ہوتے ہی ہر عضو عضو — کعبۂ دل سے مرے شایع ہوا اسلامِ روح

عشق مین افعالِ بد اغیار نے ایسے کیے — دل کی سنتا ہون ملامت رات دن دشنامِ روح

دل مین سبکی آرزو ہردم بھری ہے مثلِ جان — ہم عدو بھی آرزو سے اسلیئے ہے نامِ روح

بارشِ اشکِ مسلسل نے ہماری جان لی — کیا گھروندا تھا کوئی مٹی کا قصرِ خامِ روح

آسمان نے زندگی مین اسقدر صدمے دیے — کانپ اوٹھے زیر زمین ہم سن لیا جب نامِ روح

حرف اسکے ہین جدا ڈر ہے نہو جائے فراق — صبح اوٹھکر وصل مین لیتا نہین مین نامِ روح

دیکھ پچھتائیگا آخر کو نہ یون ہردم ستا
جان دے دیگا لطافت تجھپہ اور آرامِ روح

لاغر ہوے جو عشق مین ہم تار کی طرح — اے بت گلے پڑے ترے زنار کی طرح

ساقی سے پائین مست قدح گر شراب کا — رکھین ادب سے فرق پہ دستار کی طرح

کرتے ہین وہ بناو نظر جائے گی — آئینہ سدِ راہ ہے دیوار کی طرح

کیا بلبل آئی بھیس بدل کر بہار مین — کانٹا ہے گل کے پاس جو منقار کی طرح

اشعار میرے سُنکے نہ کیونکر کٹین عدو
گویا زبان دہن مین ہے تلوار کی طرح

بیچیں ہو نہین جہان مین نقطے کی طرح سے
گرد آسمان ہے خطِ پرکار کی طرح

صحرا کی ریگ خلعتِ زرین ہے جسم پر
مجنون ترا ہے دشمن زردار کی طرح

آرام پائی آبلون نے دی ہے پاؤن کو
قسمت کے پیچ سر پہ ہین دستار کی طرح

کانٹے ہین منہ چڑاکے یہ بلبل سی کہہ رہے
ہنسنے اوڑائے کیا ترے منقار کی طرح

ہوتے ہین قتل شرم سے کیا ہم کرین سوال
بابِ طلب ہے حلق پہ تلوار کی طرح

شمشیر یار باڑھ کا ڈورا جو دے ہمین
زیبِ گلو ہو رشتۂ زنّار کی طرح

منعم یہ سرکشی یہ تعلّی خدا سے ڈر
رکھے آسمان نہ فرقپہ دستار کی طرح

کوچہ مین اوسکے سایہ صفت ہون گرا پڑا
حیرت بڑھی تو اُٹھونگا دیوار کی طرح

بلبل سے بحث باغ مین کرتی ہے کیا بہار
پہلی کلی جو ہوتی ہے منقار کی طرح

اوس ترک کج ادا سے نہ ممکن ہوا وصال
تلوار بیچ مین رہی دیوار کی طرح

دنیا مین گردش ایک کو ثابت ہی دین ہین ایک
دو پاؤن ہمنے پائے ہین پرکار کی طرح

کِس بُت کی برہمن ہے خلائق خبر نہین
شہرک ہر اک گلے مین ہے زُنّار کی طرح

ہنستے ہین لوگ کوچۂ جانانہ مین دیکھ کر
حیرت سے ہون جو قہقہہ دیوار کی طرح

کِس بُت کے ابروون نے بنایا ہمین برہمن
مالا سرو ہیو نہین ہے زُنّار کی طرح

ہی چاندنی جو بھاگتی مجھ تیرہ بخت سے
کیا سیکھے اُنکے سایۂ دیوار کی طرح

ہی جستجوے قبر عناصر ہین کھینچتی
یہ نفس مردہ کو ہین لیے چار کی طرح

حائل طمع ہے قربِ خدا کیا نصیب ہو
دستِ دعا ہین بیچ مین دیوار کی طرح

تابوت کے ہین زیب مرے اشک و دودِ آہ
سہرے کے شل یہ ہین وہ دستار کی طرح

نایاب کسطرح نہ لطافت کے شعر ہون
مضمون بندہ گئے کمرِ یار کی طرح

تن سے نکلی ہے جو عشقِ گلِ رخسار مین روح
دل کے ہمراہ گئی گیسوئے دلدار مین روح
کون سا غیرتِ یوسف سرِ بازار آیا
دیکھتا ہے جو مجھے جان کے گھٹ جاتا ہے
فصلِ گل مین نہ چمن سے اسے لیجا صیاد
جائے کسطرح نکل کر کہ عناصر مین ہی قید
باطنی حسن ملی خوبیٔ سیرت پائی
یا خدا جلد کسی غیرتِ یوسف کو بھیج
حضرت عشق نے کیا تفرقہ ڈالا افسوس
بیوفا یار پہ دے کوئی نہ جانِ شیرین
زند و زاہد پہ برابر ہے عطائے خالق
زندگی بادہ کشی کے ہے سہارے پہ مدام
تیر جوڑا کس ادا سے ہے کمان مین تمنے
پھر گلگشت پھڑکتی ہی بہار آتی ہے
باہین ڈالونگا گلے مین جو ترے مین لاغر
غول کے غول ہوے چال کے پیرو ہمراہ
چلنے پھرنے سے سرِ معرکہ ہوتا ہے ثبوت
وعدۂ وصل پہ ٹھہرا امرِ نا جینا

قبر مین زیر زمین جسم ہے گلزار مین روح
آج کل سیر کیا کرتی ہے تاتار مین روح
بدلے بیعانہ کے ہی دست خریدار مین روح
ای پری کیا ہے ترے سایۂ دیوار مین روح
بلبلِ زار نہین ہے تنِ گلزار مین روح
آ کے فردوس سے کیا گھر گئی اِن چار مین روح
حور پردے مین نہان ہے کہ تنِ یار مین روح
بیچنے نکلی ہے دل عشق کی بازار مین روح
گھر مین تن زلف مین دل کوچۂ دلدار مین روح
بعد فرہاد یہی کہتی ہے کہسار مین روح
دیکھو یکسان ہے تنِ غافل و ہشیار مین روح
مے ہے شیشہ مین بھری یا تنِ میخوار مین روح
بوسے لاو نگلیون کی آئی جو سوفار مین روح
کوئی بلبل ہے قفس مین کہ تنِ زار مین روح
برہمن سمجھین گے ای بُت کہ ہے زنار مین روح
پائی ہے نقشِ قدم نے تری رفتار مین روح
دمِ شمشیر نہین ہے تری تلوار مین روح
موت آئی تری انکار مین اقرار مین روح

ای لطافت اوسے سمجھون مین حیاتِ ابدی
تن سے نکلے جو رواقِ نہ ابرار مین روح

ردیف خاے معجمہ

آمد ہے خط کی ہے وہ رخِ لاجواب سرخ
وقتِ طلوع جیسے کہ ہو آفتاب سرخ

ہی گلرخون کے ہجر مین چشم پرآب سرخ
برسے گا خوب جم کے اُٹھا ہے سحاب سرخ

ہوگا لہو سے آج ہر اک شیخ و شاب سرخ
چہرہ ہے میرے ترک کا وقتِ عتاب سرخ

کیا وصل و میکشی مین گذرتی ہے رنگ سے
معشوقِ سبزہ رنگ بغل مین شراب سرخ

خوناب چشم عیب گلون کی کشش مین جان
ہی نقص کی یہ بات ہے کھینچے گر گلاب سرخ

پھوٹا ہی رنگ گل سے ترے عارضون کا کیا
شوخی سے عکس پڑ کے ہوئی ہے نقاب سرخ

پھولی شفق جو شام کو سمجھے یہ بادہ کش
شیشہ مین آسمان کی بھری ہی شراب سرخ

دہانی ہی جوڑا اوسکا تو رخسار لال لال
اِک شاخ سبز پر ہین کھلے دو گلاب سرخ

رویا مین دیکھا ہے ہمنے کسی لالہ رو کو کیا
آنکھین بغیر وجہ نہین بعد خواب سرخ

اے شہسوار آتشِ رنگِ حنا ہے تیز
رکھتی ہے پاؤن دم مین نکیون ہو رکاب سرخ

بوسہ لیا ہی مینے جو اُس لالہ فام کا
زردی کے بدلے رُخ ہی بوقتِ حجاب سرخ

ہوتا ہے رتی رتی کا پیشِ خدا سوال
آجائیگی شمار مین وقتِ حساب سرخ

اعلیٰ ہی نشۂ مئی کا عجب رنگ و کیفیت
آنکھون کو پہلے کرتی ہے دیکھو شراب سرخ

بھڑکی ہی دل مین آگ حرارت کی ہے دلیل
پوشاک ہے پسند جو وقتِ شباب سرخ

صحبت کوئی ہو جوہر ذاتی کا پر ہے رنگ
مانند خون کے تیغ کو کرتا ہے آب سرخ

ایما ہی قتل کرنے کا سمجھا یہ نامہ بر
کاغذ منگایا اُسنے جو بہرِ جواب سرخ

تارِ شعاعِ مہر پہ لکہ شفق کا ہے
ریشِ سفید پیرِ فلک پر خضاب سرخ

نہلا کے اُسنے خون مین لٹایا زمین پر
پوشاک کیا ہوئی ہے ہماری خراب سرخ

لکھے ہین وصف چہرۂ رنگین یار کے
یہ وجہ ہے ہوئی جو ہماری کتاب سرخ

کیا فصلِ گل مین رنگ سے گذری بہار ہو
بھر دے گلابیون مین جو ساقی شراب سرخ

گلنار محرم آج ہے اوس سبزہ رنگ کی
دریاے سبز مین او بھر آئے حباب سرخ

عاشق کا خون پیا تو ہے کیسا برس رہا
ابرے بھل اُسکی تیغ کا ہے یا سحاب سرخ

گرم آنسوؤنمین سیخ مژہ پر ہین لختِ دل
انگارون پر ٹھہر کے ہوے یہ کباب سرخ

یکرنگ رہ لطافت تو حبِ آل مین
جنت مین حلّے دینگے تجھے بوتراب سرخ

پھولون سے رنگ پر ہے نہالِ چمن کی شاخ
فصلِ بہار مین ہے شبیہ انجمن کی شاخ

بمثلِ نازکی مین ہین دستِ صبیح یار
صدقے ہے انپہ یاسمن و نسترن کی شاخ

زلفِ سیاہِ یار ہے خوشبو مثال مشک
ہو کنگھیونمین صرف غزالِ ختن کی شاخ

اُس سبزہ رنگ کے جو تصوّر مین رؤون مین
ہو جاے سبز بزم مین شمع لگن کی شاخ

وہ نازنین جو بال بنائے شبِ وصال
کنگھی بناؤن توڑ کے نازک بدن کی شاخ

زیبا ہی قدِّ یار پہ دھانی لباس کیا
تازہ ہری بھری ہے یہ سرو چمن کی شاخ

ایسی چمن مین جھک گئی پھولونکے بوجھہ سے
دکھلاتی ہے بہار مین صورت دولھن کی شاخ

پھولون مین چاندنی کے لگایا ہی اسنے داغ
گلشن مین تیرگی ہے دکھاتی گہن کی شاخ

ظالم ہین دورِ چرخ مین سرکش ہوا بہت
خنجر کا کام کرتی ہے ہر گردن کی شاخ

مسواک تیری دیکھہ کے آتا ہی مجکو رشک
کیا سونگھتی ہی شوق سے خوشبو دہن کی شاخ

پھولون سی ہے بھری ہوئی ڈالی نہ توڑین آپ
دکھلاتی ہی چمن مین بہار انجمن کی شاخ

غربت مین گرچہ باغ ہو لیکن ہی مثلِ دشت
پھولون کی اک چھڑی ہی نہالِ وطن کی شاخ

جھولا درخت مین ہے پڑا جھولتا ہے یار
جھک جھک کے لے رہی ہین بلائین رسن کی شاخ

طوبی سے حلّے جنان شیعہ پائینگے
تدبیر بس کریگی ہر اک پیرہن کی شاخ

کیا رنگ پر بہار مین ہے ہر درخت باغ
پتے زمرّدین ہین عقیقِ یمن کی شاخ

ہون ناتوان بتون کی محبّت مین دو عصا ہو قطع دیر سے شجرِ برہمن کی شاخ
آیا ہے خطِ یار بنانے تو ہے بہار حجّام کا ہی ہاتھ کہ سیبِ ذقن کی شاخ

ہو امتحان طبع لطافت تو لطف ہے
موزون کرو تمام غزل مین کفن کی شاخ

دیکھو خلش رکھی ہے جو نازکبدن کی شاخ ہی دہجیان لحد مین اوڑاتی کفن کی شاخ
بلبل نے آشیان مین قضا کی خزان سے ہائے تدبیر چھال دے کے کرے اب کفن کی شاخ
آئے جو سمت مرقدِ عاشق تو پھل یہ پائے ہر ساق پا ہو سوکھ کے دزدِ کفن کی شاخ
مثلِ قضا جو آئی خزان مردہ کر دیا شبنم سے باغ مین ہوئی طالب کفن کی شاخ
بادِ خزان چلے گی تو بدلیگا رنگ باغ سمجھے گی زرد پتون کو چادر کفن کی شاخ
ہندو کے مردے لپٹے مشجر مین پھنک گئے کیا جل اوٹھی ہر ایک درختِ کفن کی شاخ

گر سدرِ صحن شہ سے لطافت تجھے ملے
تا حشر بھی ہو باعثِ عزّت کفن کی شاخ

سوکھی ہی یون خزان مین نہالِ چمن کی شاخ جیسے ہو خشک دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ
آتا ہی اسکی چشم و مژہ کا جو مجھکو دھیان کارِ سنان ہی دشت مین کرتی ہرن کی شاخ
سرمہ جو چشم یار مین دنبالہ دار ہے وحشی پکارتے ہین کہ دیکھو ہرن کی شاخ
وحشی وہ ہون جو برسے مرے آنسوؤن کا مینہ ہو جائے سبز دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ
خوش چشم ہو حسین ہو بناتے ہو بال روز بنوا و شانے یار منگا کر ہرن کی شاخ
مین آہِ آتشین جو کرون دشت جل اوٹھے روشن ہو مثل شمع کے ہر اک ہرن کی شاخ
نکلی سواری آپ کے وحشی کی دشت مین آگے ہے برچھیان لیے ہر اک ہرن کی شاخ
وحشت مین مار زلف صنم آئے گا جو یاد ناگن بنے گی دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ
نکلا مہاسہ ابروے جانانہ قرب چشم کوپل ہے تازہ ہمکو دکھاتی ہرن کی شاخ

سودا کسی کی زلف کا انکے سر و نمین ہے
وحشی کو تیرے دین یہ کفن اور جریدتین
وحشی کو کیا علاقِ باغِ جہان سے کام

خمدار و پیچ دار ہے ہر اک ہرن کی شاخ
دامن اوڑھا ہین دشت کا رکھین ہرن کی شاخ
بی برگ و بے ثمر ہے ہمیشہ ہرن کی شاخ

وحشت مین چشم یار کے لکھتے ہو گر ثنا
خامہ بناوے کے لطافت ہرن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

دل مین رکھے گا اسے کون سدا میرے بعد
کوہکن کو وہ پہنچا مری جا میرے بعد
ستم ایجاد یان عاشق ہی کے دم تک ہین فقط
خون عاشق کا بہایا تو ہوا دونا حسن
حسن کہتا ہی حسینون سے غنیمت سمجھو
قبر پر جمع ہین رونے کو مثال احباب
قتل عاشق کو جو کرتے ہو برا کرتے ہو
جا ہی عبرت ہی جوانون سے یہ کہتا ہی شباب
کرے کانٹون کی زبان خوب سے سیراب اے دشت
کہکے عاشق مرے دلبر نے پکارا سر قبر
کوے جانان مین مری خاک کو پہنچا دینا
دے کے نقرہ جو نکالا مجھے اپنے گھر سے
پوچھتا ہے گل تر باغ مین ہر بلبل سے
قیس نے آکے کہا خواب مین مجھ وحشی سے

غم بہت روئے گا آکر مری جا میرے بعد
جانشین لو مرا شاگرد ہوا میرے بعد
نہ ہیگی تری بیداد و جفا میرے بعد
رنگ لائی ترے ہاتھون کی حنا میرے بعد
منہ لگائے گا تمھین کون بھلا میرے بعد
حسرت و یاس و غم و رنج و وفا میرے بعد
کون اٹھائے گا کہو ناز بھلا میرے بعد
یاد برسون ہی کروگے نجدا میرے بعد
مجھسا آئے گا نہ پھر آبلہ پا میرے بعد
مستجاب آج ہوئی میری دعا میرے بعد
کرنا احسان یہ اے باد صبا میرے بعد
آپ کے پاس رقیب آئیگا کیا میرے بعد
کہہ خزان مین ترا کیا حال ہوا میرے بعد
کون دنیا مین ہی اب تیرے سوا میرے بعد

روح قالب سے نکل کر یہ صدا دیتی ہے
ہاے ویران رہیگی یہ سرا میرے بعد

زیست کہتی ہی لطافت سی کہ کر نیک اعمال
جز پشیمانی و افسوس ہے کیا میرے بعد

چشم جانان مین عجائب حسن دکھلاتی ہی نیند
بعد مدت کی مری آنکھو نمین جب آتی ہے نیند
صورتِ معشوق کیا عاشق کو ترساتی ہی نیند
ہین وہ کم سن وصل کی شب جلد آجاتی ہی نیند
عشق خالِ روے جانان مین کسے آتی ہی نیند
چشمِ جانان پر ہی سجاتی اگر آتی ہے نیند
منتظر رہتا ہون پہرون پر نہین آتی ہی نیند
حال دل کہتا ہون جب کم سن ہین سو جاتے ہین وہ
بعد مدت کے شبِ وصلت جو ہوتی ہی نصیب
شبکو بی معشوق سوتے کیا ہین مر رہتے ہین ہم
ٹھنڈی سانسین بھرتے بھرتے ہجر مین آتا ہی غش
نزع مین یسین پڑھتے ہی نکلجاتا ہے دم
پوچھتا اُنسے اگر ملتے مجھے اصحاب کہف
وصل کی شب خوابِ غفلت سے نہین وہ چوکتے
اُس حسین کا ہی تصور رات بھر رہتا مجھے
عاشق و معشوق مین ہوتی ہین باتین رات بھر
آنکھین ملکر ہی وہ قاتل صبحدم اوٹھہ بیٹھتا
وصل کی شب آنکھین تلوون سے ترے ملتا ہو نہین

یہ وہ شیشہ ہی پری بنکر اوتر آتی ہے نیند
چشم پر مژگان کا گھونگھٹ دیکے شرماتی ہی نیند
غمزہ و ناز و ادا سے ہجر مین آتی ہی نیند
شرم بنکر آنکھ‍ڑیو نمین شام سے آتی ہے نیند
رات بھر تارے گنا کرتا ہون اوڑجاتی ہی نیند
سُرمہ بنکر نرگسی آنکھو نمین رہجاتی ہے نیند
ہجر کی شب کس جگہہ پر جاکے سو جاتی ہے نیند
کس مزے کی ہی کہانی سُنکے آجاتی ہے نیند
بختِ خفتہ کا بُرا ہو شام سے آتی ہے نیند
ہجرِ جانان مین اخ الموت ایسی کہلاتی ہی نیند
سرد ہوتی ہی ہوا جب مجکو آجاتی ہے نیند
جب کہانی یار کی سُنتے ہین آجاتی ہی نیند
کسطرح تمکو فراقِ یار مین آتی ہی نیند
چشم کو کیا جان کر گہوارہ سو جاتی ہی نیند
بدگمان ہوتا ہو نمین آنکھو نمین کیون آتی ہی نیند
میرے خلوتخانے مین کیا آئے شرماتی ہے نیند
صیقل اُس تیغِ نگہ پر خوب کر جاتی ہے نیند
پائی نازک سی سحر تک ٹھوکرین کھاتی ہے نیند

ہم شبِ اوّل لپٹ کر قبر سے یون سوئے ہین
اونگھ کر گرتے ہین مجپر بزم مین کس حسن سے
گذری غفلت مین جوانی آئی پیری ابتو چونک
دیکھ لی ای چشم خواب آلود میرے گل کی کیا
دارِ دنیا مین عجب خود رفتگی ہے کیا کہین
جھومنا انگڑائیان لینا ہمین کرتا ہے مست
قمریان سوتی ہین شب کو سرو پر گلزار مین
وصل کی شب ناز سے لیتے ہین وہ انگڑائیان
وقتِ موت احباب روتے ہین تو سمجھا تا ہون مین

جس طرح نوشہ کو پہلی رات آجاتی ہے نیند
جاگتے ہین بخت میرے انکو جب آتی ہے نیند
رات بھر تو سو چکا تو دن کو بھی آتی ہے نیند
دیدۂ نرگس ہین گلچین کیون نہین آتی ہے نیند
وای غفلت تھہر ہے سولی پہ بھی آتی ہے نیند
نشہ کی کیفیتین ساقی کی دکھلاتی ہے نیند
اہل غفلت دار پر بھی دیکھہ لو آتی ہے نیند
کہہ رہے ہین چلکے ہم تم سو رہین آتی ہے نیند
چپ رہو کیون غل مچاتے ہو مجھے آتی ہے نیند

ای لطافت چشم جانان کی لطافت کیا کہون
بند آنکھون کو کیسے ہے پر نظر آتی ہے نیند

قفس مین بند ہوا جب کھلی زبان صیاد
اگر گلاب سے دھووے مری زبان صیاد
جو سوز دل کی کرون داستان بیان صیاد
گلون کے ہجر مین کی اسقدر فغان صیاد
کبھی ہای چشم کبھی زلف مہوشان صیاد
پھنسی ہے بلبلِ نالان عجب بکھیڑے مین
بہار مین دلِ بلبل کے پار ہوتے ہین
خدا کے واسطے کر خوف آہِ بلبل سے
قفس کی طرح سے ہے آشیان مین بند کیا
گلون کا عشق بھرا ہے پھنسے گی ہر بلبل

ترے ستم کے سوا کیا کرون بیان صیاد
تو گل کا حال کرون رنگ سے بیان صیاد
مثال شمع کے جلنے لگی زبان صیاد
کہ سوکھ کر ہوئی کانٹا مری زبان صیاد
ملی ہین بلبلِ دل کو کہان کہان صیاد
قضا قفس کی ہے دربان نگاہبان صیاد
یہ تیلیان ہین قفس کی کہ برچھیان صیاد
کہ توڑتا ہے غضب تیر بے کمان صیاد
بنی ہے بلبلِ گلزار کو خزان صیاد
لگائے دام مین عاشق کی استخوان صیاد

فراق گل مین ہوا ہے تڑپ تڑپ کے یہ حال
قفس مین چند نفس کا ہون میہمان صیاد

یہ عندلیب کے اک مشت پر کی خواہش ہے
کہ روز لڑتے ہین آپسمین باغبان صیاد

نہین ہے یاد کوئی داستان اسیری مین
سناؤن پڑھ کے گلستان و بوستان صیاد

وہ عندلیب ہون بعد فنا بھی ہون نہ رہا
قفس بنائے مرے کے استخوان صیاد

اجل کو روح نے تن مین بلا لیا شب ہجر
جو میزبان ہوئی بلبل تو میہمان صیاد

قفس کے چاک سے نکلی جو بلبل لاغر
پھڑک پھڑک کے پکارا کہان کہان صیاد

فراق گل مین ہے بلبل نحیف بندنکر
قفس ہے اسکے لیے آہ کا دھوان صیاد

نہ ہونگی بلبل و گل پھر خزان جب آئیگی
چمن مین اور ہین کچھ روز میہمان صیاد

پھڑک رہی ہے گلون کے الم مین بلبل روح
قفس بنی ہین مرے تن کی استخوان صیاد

قفس مین بندہی بلبل تو نیلگون پوشش
نئی زمین نیا اب ہے آسمان صیاد

گلون کے عشق مین پانی کی جا گلاب دیا
یہ بلبلون کا ہوا ہے فراخ دان صیاد

مین وہ ہون بلبل خوش نغمہ باغ کی رونق
بناتے ہین مرا آ کے آشیان صیاد

قضا جو آئی تو سمجھا کہ دم چرایا ہے
ملا ہے بلبل نالان کو بدگمان صیاد

گلون کے ہجر سے بلبل کو ہے قفس مین جنون
پنھا منگاکے رگ گل کی بیڑیان صیاد

جو دیکھے پھول سے تلوے پھڑک گئی بلبل
بنے ہین دام ترے پاؤن کے نشان صیاد

بدن مین روح کی حافظ ہے ای لطافت تو
ہمیشہ ہے پئے بلبل نگاہبان صیاد

جو سنکھ دیر مین کعبہ مین ہے اذان فریاد
غرض ہے عشق مین دونون جگہہ فغان فریاد

نکل کے لب سے گئی تا بہ لامکان فریاد
اب آگے بڑھ کی بھلا جائیگی کہان فریاد

کرون فراق مین کس سے مین ناتوان فریاد
بمشکل آئی ہے سینہ سے تا زبان فریاد

عروج پر شب فرقت ہے ہر زمان فریاد
گرائے کیون نہ رقیبون پہ بجلیان فریاد

نشانہ مجکو بنائے جو بیخطا وہ ترک
زبان تیر سے کرنے لگی کمان فریاد

اثر دکھائے گا گر سوز عشق پروانہ
کرے گا بزم مین گلگیر بن زبان فریاد

جو کھیچون آہ ترے در پہ ہو جہان تاریک
سمجھ کے رات کرون ساری پاسبان فریاد

گلون کے عشق کا طفلی سے ہوگا دل پہ اثر
کرونگا پڑھ کے گلستان و بوستان فریاد

جو زرد ہو کے کرے نالے آپ کا بیمار
بلند ہو کے بنے شاخ زعفران فریاد

فراق یار مین یہ سب رفیق ہین اپنے
بکا ملال قلق یاس غم فغان فریاد

جو بیٹھ کر لب ساحل اوٹھیگا وہ یم حسن
کرے گا شور جو دریا تو مچھلیان فریاد

گلون کو دینگے اگر عندلیب کا پرسا
کرینگے باغ مین ہم قرب آشیان فریاد

ہماری آہ ضعیف آسمان تک پھونچی
بنی فراق مین گر مثل نردبان فریاد

زمین پہ یون ترے نالان کو پیستا ہی فلک
کہ آسیا کی ہو جس طرح درمیان فریاد

لرز رہے ہین جو اعضا تو آرہی ہے صدا
تپ فراق مین کرتے ہین استخوان فریاد

تمہارے عشق مین پردہ ہے ابر کا رکھا
زبان برق سے کرتا ہے آسمان فریاد

سقر بھی شور کرے گا جلا جلا اُف اُف
کرینگے نار مین جب ہم شررفشان فریاد

جو عشق کوے حسینان انھین ستائے گا
کرینگی سرو پہ کوکو سے قمریان فریاد

ہر ایک در پہ لگائے ہے اسلیے زنجیر
اگر مکین سے ہو خالی کرے مکان فریاد

ہوا نہ ضبط کہ تھا خام عشق پروانہ
جلا جو شمع پہ کرنے لگا فغان فریاد

ہوا ہے باغ مین ہی برگہاے خشک کا شور
گلون کے حال پہ کرتی ہے یہ خزان فریاد

بلند شور ہے قلقل کا ئی جو گھٹتی ہے
مری طرح سے ہین کرتی صراحیان فریاد

فلک کے ظلم سے پیسا ہے اب لطافت کو
وہ ہائی حق کی ہے یا صاحب الزمان فریاد

وصال یار کی خاطر جو ہے فغان فریاد
تو میرے دل سے نکلتی ہے توامان فریاد

فراق مین ہو نہ ایسی شرر فشان فریاد — جلے جلے مرے اُف اُف سب استخوان فریاد

سب آسمان کہین جل کے الامان فریاد — کرون جو پہلے پہل بہر امتحان فریاد

ہلایا قلب و جگر یار کا رسائی سے — اثر دکھانے لگی ہے کہان کہان فریاد

بہار آئی گلستان مین روز غل ہوگا — کرینگی بلبل و گلچین و باغبان فریاد

خیال رات کا رہتا ہے واہ ری غفلت — جو دن کو خواب مین کرتے ہین پاسبان فریاد

جو دل جلون کا یہ خون چھپالے پڑجاین — ابھی کرے تری تلوار کی زبان فریاد

جو ہم لگاتے ہین نالون سے آگ ساحل پر — تڑپ کے کرتی ہین دریا کی مچھلیان فریاد

قفس مین جاکے پھنسے گی جو بلبل نالان — کرے گا بن کے دہن خالی آشیان فریاد

پہنچ گئی مرے مُنہ سے نکلتے ہی تا عرش — رسا ہے خود نہین محتاج نردبان فریاد

یہ اشک دم مین زمین آسمان ملا دیتے — ہوئی گر ترے عاشق کے درمیان فریاد

پڑا ہی عشق کا ڈاکا دوہائی ہی یا رب — یہ لوٹتا ہے دل و ہوش و صبر و جان فریاد

خیال یار کی مژگان کا ہو جو فرقت مین — لگائے دل پہ مرے غم کی برچھیان فریاد

ہے جو اشک محبت مین دل ہوا نالان — پڑا جو آگ پہ چھینٹا ہوئی فغان فریاد

خیال زلف مین کیون آنکھ سے نہ ٹپکین تنک! — کہ اُٹھ کے دل سے ہمارے بنے دھوان فریاد

بنے فراق مین نالے تو قہقہہ شب وصل — ہوئی ہے عشق مین ایسے فراجدان فریاد

ہوئی سوار جو لیلیٰ تو قیس یاد آیا — کرے نہ کیون صفت ناقہ ساربان فریاد

عدم کے قافلے والو نہین یون ہو نہین نالان — جرس کے جیسے ہو ہمراہ کاروان فریاد

فراقِ یار مین ہر دم لبون پہ رہتی ہے — بہت دنون سے ہے عاشق پہ مہربان فریاد

بہار مین ہین ثمر اور خزان مین رنج و الم — غضب ہے کرتے ہین ہر طرح باغبان فریاد

ہین دن کو ساتھ نقیبون کے غل مچاتا ہون — تمام رات ہے ہمراہ پاسبان فریاد

مری طرح سے ہے گھڑیال رحم دل شاید — کٹورہ ڈوب گیا جب تو کی فغان فریاد

ٹھہر ٹھہر کے پہنچ لامکان پہ ضعف مین تو
کہ نو فلک ہین بنے تیری نردبان فریاد

گرا ہے یوسف دل اوس چہِ زنخدان مین
نکال آ کے اب اے خط کی کاروان فریاد

بہت غرور سے تنتے ہین خیمۂ افلاک
اشارہ گردون کرے دم مین دھجیان فریاد

یہ مغفرت کا لطافت بڑا وسیلہ ہے
غمِ حسین مین لازم ہے ہر زمان فریاد

روان ہین اشک دلا تو بھی کر فغان فریاد
جرس کے چاہیے ہمراہ کاروان فریاد

جو اس قمر کے تصور مین ہو فغان فریاد
بلند ہو کے کرے ماہ کو کتان فریاد

جو سینہ عشق سے ہے گرم ہے فغان فریاد
سدا ہے داخلِ حمام تو امان فریاد

خموش بیٹھے ہین بت ہوگی رائگان فریاد
عبث ہے دیر مین ناقوس کی فغان فریاد

لرز کے ڈر کے کرین ساتون آسمان فریاد
فراقِ یار مین جو آئے تا زبان فریاد

زمین سے چرخ پہ اور چرخ سے گئی تا عرش
کریگی اور کہان تک بلندیان فریاد

جو اوسکے کوچہ مین نالے کیے تو بوسہ ملا
ہوئی ہے کیا سبب رزق پاسبان فریاد

وہ سنگ دل ہے تو کیا موم نالے کردینگے
کریگی صلح مرے اسکے درمیان فریاد

ہم اونکی وصل کے لوٹین تمام رات مزے
گلے مین غیر کرے بنکے پاسبان فریاد

چباتے ہین سگِ جانان تو آرہی ہے صدا
فنا کے بعد بھی کرتی ہین استخوان فریاد

اگر سنیگا وہ نازک مزاج ہوگا خفا
کریگی عشق کی محنت کو رائگان فریاد

بڑھا کے دست سوال آبرو جو ہم کھوئین
کرین ہتیلیون کی کیون نہ مچھلیان فریاد

بڑا اگر ترے نالان کا اے پری سایہ
کریگی قہقہہ دیوار بھی فغان فریاد

قطعہ

اگر جہان مین ہو حسن اور عشق کی دھوم
ہر ایک بند کرے کان ہو فغان فریاد

مچائی شور ادھر خوب ہی تری خلخال نے
ادھر جنون مین کرین میری بیڑیان فریاد

نحیف زار وہ بلبل ہون اوڑ نہین سکتا
پھنسا ہون دام مین جب سے بنی ہوان فریاد

لبون تک آتی ہو مشکل سے ناتوانی مین
بتون کے عشق کو مخفی رکھا ہے ڈرتا ہون
اگر ہو قوت کی خواہش تو حل پھرائے نادان
سُنے جو نالہ عاشق تو انکو نیند آئی
جب آئنہ مین ہے اوس شعلہ رو کا پڑتا عکس
نہین گہن نے چھپایا ہو بدر کو شب ہجر
فلک کو وصل کسی کا نہین گوارا آہ

نفس کو تھک کے بناتی ہو زردبان فریاد
شرر ہی سنگ مین سینہ مین یا نہان فریاد
یہ روز صبح کو کرتی ہین چکیان فریاد
بنائی بے اثری نے ہے داستان فریاد
چٹک کے کرتے ہین جو ہر سپند سان فریاد
خیال زلف مین بنکر گئی دہوان فریاد
ہمیشہ رکھتا ہو دو لب کے درمیان فریاد

علی بہشت مین پہنچا مین گے لطافت کو
کرے گا حشر مین عصیان سے جب فغان فریاد

بلبل کو تھی میان قفس یہ چمن کی یاد
کیا پنجہ جنون نے کیا بڑھ کے چاک چاک
کیونکر نکل کے جسم سے پھر آئی حشر تک
شبنم اور ائیگی گل تر مردہ پر جفا
پابند ہو گیا نظر آیا جو پیچ و تاب
یون غافلو خیال رہے قبر کا سدا
قرآن پڑھا جو عالم طفلی مین یہ کہا
دنیا نے ہر جوان کو ہے عاشق بنالیا
لا کر اندھیری قبر مین سب بند کر گئے
جھک جھک کے دیکھتا ہون جو زلفو نمین وہ رخ
غنچہ نہ منہ سے پھوٹین گے ای عندلیب کچھ
آئی بدن مین حشر کو جب روح یہ کہا

بن بن کے داغ رہگئے دل مین وطن کی یاد
بھولے سے دل مین آ جو گئی پیرہن کی یاد
تکلیف سب ہے روح کو زندان تن کی یاد
گھاتین ہین آفتاب کو دزد کفن کی یاد
کرلی ہے زلف یار نے بندش رسن کی یاد
دل مین مسافرون کے ہی جیسے وطن کی یاد
کی ابتدا سے ہمنے عبارت کفن کی یاد
اس پیرزال کو مین ادائین دولہن کی یاد
ہی ہیر و تی مجھے اہل وطن کی یاد
کیسی نماز ہے مجھے سورج گہن کی یاد
لب بند ہین جو ہی کسی شیرین دہن کی یاد
آخر وطن مین کھینچ کے لائی وطن کی یاد

عاشق کے ہاتھ رکھے ہین سینہ پہ بعد مرگ
کہتی ہے طفل سے کفنی ہون گلے پڑی

ایماہی تھی بیانہ پہ سدا پنجتن کی یاد
لازم ہے مرنے والی ابھی ہی کفن کی یاد

عشق رضا مین طوس کا رہتا ہے دل کو دھیان
غربت مین ہر گھڑی ہے لطافت وطن کی یاد

ردیف دال ہندی

نکلا جو خط مٹائیگا اے سیمبر گھمنڈ
اس حسن عارضی پہ نکر اسقدر گھمنڈ

دھانی لباس تم بھی پہنکر کبھی چلو
کرتے ہین سبز ہو کے چمن مین شجر گھمنڈ

بیجا ہے بدر کو رخ جانان سے ہمسری
مٹ جائیگا یقین ہے وقت سحر گھمنڈ

دکھلاؤ نہین جو اشک فشانی تو ہوش اوڑین
کرتا برس برس کے ہے کیون ابر تر گھمنڈ

ہوکر عدم دہن نے ہے دعوے مٹا دیا
کرتی تھی نازکی پہ تمھاری کمر گھمنڈ

کہتا ہی مال آکے ہر اک بے ہنر کے پاس
کرتے ہین کیون کمال پہ اہل ہنر گھمنڈ

دیکھے ہمین کہ سینہ پہ لاکھون ہین داغ عشق
کیون چار پھول پاکے ہے کرتی سپر گھمنڈ

دو ٹکڑے اوسنے ایک اشارہ سے کردیا
کرتا تھا اپنے حسن پہ بیجا قمر گھمنڈ

سیب ذقن کا حسن کبھی چل کے تم دکھاؤ
کرتے ہین باغ مین شجر پر ثمر گھمنڈ

اچھا نہین غرور سے چلنا اکڑ کے یار
شرمندہ کرکے تجکو جھکائیگا سر گھمنڈ

تم گردن صبیح کا دکھلا دو کوئی خال
کرتا چمک چمک کے ہے نجم سحر گھمنڈ

دیکھو شرف حبیب خدا مصطفی نبی
کیونکر کرین نہ حسن پہ اپنے بشر گھمنڈ

ناسور دل مین یار کے دانتون نے کردیا
کرتے تھے آبرو پہ نہایت گہر گھمنڈ

دل جہان زمانے مین ہے چلتی پھرتی چھاؤن
دولت پہ اسقدر نکرین اہل زر گھمنڈ

پامال وہ ہوا ہے لطافت جہان مین

جسکو ہوا ہے کبر سے مدِ نظر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

حال رونے کا لکھون ہی بہتر کاغذ
عارضِ صاف کی مدحت سے بنا آئینہ
میرا دیوان رقم ہوتے ہی ہر جا پہنچا
قتل ہونے کی ہوس ہے اُنھین لکھتا ہون خط
سختیان ہجر کی جھیلو یہ لکھا اوس بت نے
کُچھ نزاکت رخِ رنگین صنم کی لکھون
حال لکھونگا جو مین اپنے دلِ سوزان کا
نامہ اوس گل کا جو قاصد نے رکھا خوش ہوئی روح
سوزشِ ہجر کا احوال جو نامہ مین لکھا
اُس رُخِ صاف کے آگے اگر آئینہ آئے
بخت خفتہ کا نقاہت کا جو حال اونکو لکھون
خط و رُخ کا ترے مین حال جو نامہ مین لکھون
طبع سے میرے ادہر فوج مضامین ہی بڑھی
ہو مرے قتل کا تیار جو محضر پئے حشر
اونکی تصویر جو چھپتی ہے تو یہ عالم ہے
تیری تصویر تصور مین جو کھینچی ہمنے
خضر دیکھین وہ خطِ سبز تو بندہ ہو جائین
ای زہی عز و شرف یار نے مجھے خط لکھے

نامہ بر ہو کہین ایری جو میسر کاغذ
ہو گیا وقت رقم صنع سکندر کاغذ
گیا ہر اک طائرِ مضمون کا ہے شہپر کاغذ
اشک گلگون سے کرون خون کبوتر کاغذ
ناتوان ہون مرے سینہ پہ ہے پتھر کاغذ
رگِ گل ہو جو قلم برگِ گلِ تر کاغذ
حرف بنجائینگے انگارے تو مجمر کاغذ
قبرِ عاشق پہ بنا پھولون کی چادر کاغذ
لے اوڑا بدلے کبوتر کے سمندر کاغذ
گھٹ کے خجلت سے ہو یہ صنع سکندر کاغذ
حرف خوابیدہ نامہ کو ہو بستر کاغذ
مثل آئینہ کے پیدا کرے جوہر کاغذ
دستہ ہے اودہر کو لیے لشکر کاغذ
خون کی بوندین جو بھرین ہون تو خنجر کاغذ
جذبِ الفت سے نہین چھوڑتا پتھر کاغذ
ورقِ دل سے نیا یا کوئی بہتر کاغذ
لکھ دے عارض کی غلامی کا سکندر کاغذ
کبھی ہم آنکھونپہ ہون رکھتا کبھی سر پر کاغذ

ای زہے بخت لطافت جو مجھے حشر کے دن
خلد مین رہنے کا دین ساقی کوثر کاغذ

لقمہ طلب جو کرتی ہے تو ہر زمان لذیذ
لاؤن کہان سے روز طعام ای زبان لذیذ

مدت ہوئی بھرا ہے مزا اسمین عشق کا
کیونکر نہ اسے ہما ہون مری استخوان لذیذ

انسان کو گر جہان مین قناعت کا ہو مزہ
نعمت کے بدلے بھوک مین ہو قرص نان لذیذ

دشنام کس مزے سے ہین عشاق کھا رہے
شیرین دہن ہے یار تو ہین گالیان لذیذ

اکل حرام پر نکر اے منعم افتخار
تلخی نہ چکھہ عذاب کی کر کے دہان لذیذ

یون عشق رخ سے دل مین مرے آگیا مزہ
جیسے ہو دھوپ سے ثمر بوستان لذیذ

دنیا پھنسا کے مثل مگس کرتی ہے ہلاک
بیکار شہد سمجھے ہین پیر و جوان لذیذ

افسوس زندگی کا مزہ لے گیا شباب
جب دانت ہی نہین تو غذا ہی کہان لذیذ

یون بوسہ کیون نہ مین لب شیرین یار کا
کھاتا ہے جسکے باغ سے پھل باغبان لذیذ

دیکھو مزہ نہین دہان زخم چھوڑتے
تیرون کے پھل ہین کیا مرے ابرو کمان لذیذ

کھاتے ہین ہم مزے سے غم و غصہ ہجر مین
جو پیش خلق تلخ ہے وہ ہی یہان لذیذ

دنیا مین کیون ہے راحت و نعمت کی جستجو
زندان مین کب ہی چین غذائین کہان لذیذ

پیدا ہوئے تو شیر کی عادت ہوئی انھین
ڈھونڈہ مین طعام کیون نہ سب اہل جہان لذیذ

دنیا مین آکے خواہش نعمت کرو نہین کیا
کرتا نہین طعام طلب میہمان لذیذ

دنیا کی لذتون سے لطافت کر اجتناب
کھائے اگر ہین میوہ باغ جنان لذیذ

ردیف راے مہملہ

دل سے ہونٹون تلک آئی ہے بمشکل کیونکر
ضعف مین آہ نے طے کی ہے یہ منزل کیونکر

ہجر کی رات چھپے گا مہ کامل کیونکر
آتش حسن ہے بھڑکی ہوئی ماشاء اللہ
ابروے یار کھنچے رہتے ہین باہم ہر وقت
پا بہ زنجیر ہوے جوش جنون مین صد نکر
رشک آتا ہے کہین دیکھہ نہ لے چشم حباب
کیون نہ منعم کی جسارت پہ تعجب ہو مجھے
چھٹکے تارے جو شب وصل کہا اوس مہ نے
شرم اونکی نگہ بد سے نہان رہتی ہے
جمع ہین غیر ترے در پہ رسائی ہے محال
عشق سی حسن موافق ہو تو عقدہ یہ کھلے
رخ دلدار کے نظارہ سے محروم رہے
سیری محبوب مین ہین جمع ہر اک طرح کے حسن
پوچھتا ہو نہین قناعت سے بوقت حاجت
گر گئے دانت جو پیری مین ہوے بال سفید

ہاے سینہ سے ہٹے گی مری یہ سِل کیونکر
تیرے عارض پہ سیہ رنگ ہو تِل کیونکر
دونون آپس مین نہون مد مقابل کیونکر
ہٹنے طے کی یہ کڑی عشق کی منزل کیونکر
لاہین اوس پردہ نشین کو لب ساحل کیونکر
دیکھتا آنکھہ سے ہے خجلت سائل کیونکر
شرم آتی ہے مین لپٹون سر محفل کیونکر
سات پردہ ہون نہ ہر آنکھہ مین حائل کیونکر
طے کرون وادے پُر خار کی منزل کیونکر
گوش گل مین پڑے آواز عنادل کیونکر
ہاے آئینہ ہوا بیچ مین حائل کیونکر
بندہ کیا چیز خدا بھی ہو نہ مائل کیونکر
ہاتھہ پھیلا کے بشر ہوتے ہین سائل کیونکر
ہو گئی صبح نہ برخاست ہو محفل کیونکر

سیر گلزار نجف کا ہے لطافت پھر شوق
ہند مین رہ کے نہ گھبرائے مرا دل کیونکر

پھیر لیتے ہین نگہ حور شمائل کیونکر
ایسا بیہوش ہوا ہاے خبر بھی نہ رہی
آپ تو پاس سے تشریف لیے جاتے ہین
وہ ہین عیار تو مین بھی کوئی نادان نہین
کیا کرین غیر کے پہلو مین اگر جا بیٹھو

ایسے ہرجائیون سے عشق پھر اہل کیونکر
ہون مین حیران لیا آنسے مرا دل کیونکر
یہ تو فرمائیے بہلے گا مرا دل کیونکر
باتون باتون مین چرا لینگے مرا دل کیونکر
بیوفا جان کے دین سکو بھلا دل کیونکر

دوست یہ پوچھتے ہین دیکھہ کے مضطر مجکو
میرے پہلو مین تو بیتاب رہا کرتا تھا
بعد مدت کے شب وصل صنم آئی ہے
کیا کہون ہاے حنائی نظر آئے وہ ہاتھہ
حال پوچھون مین اگر قافلہ آئے کوئی
مشعلین نالہ سوزان کی جلا مین لاکھون
اوٹھہ کے پہلو سے شب وصل وہ فرماتے ہین
جب نہ تھا عشق تو ہم پوچھتے تھے یارون سے
ملینگے وہ کہتے ہین فرق آئیگا دلداری مین
میرے پہلو مین بٹھا کر اونھین غیرون نے کہا
طعن کرکے وہ زلیخا پہ یہ فرماتے ہین
کیا کہون کوچہ گیسو سے مرے سینہ تک

کسپہ عاشق ہوے آیا ہے کہو دل کیونکر
کہیئے پاس آپ کے ٹھہرا ہے مرا دل کیونکر
حوصلے آج نکالے نہ مرا دل کیونکر
مل گیا دیکھہ کے پہلو مین مرا دل کیونکر
کوچہ زلف مین کرتا ہے بسر دل کیونکر
کیا کہین کوچہ گیسو سے ملا دل کیونکر
ہم بھی دیکھین کہ تڑپتا ہی ترا دل کیونکر
جان کیون جاتی ہے آتا ہے کہو دل کیونکر
پھیر دین لے کے محبت مین ترا دل کیونکر
ہمنے دیکھا نہین تم توڑتے ہو دل کیونکر
قہر ہے مرد کو عورت نے دیا دل کیونکر
پوچھتا پوچھتا آیا ہے مرا دل کیونکر

دید بازی کا لطافت نہین چھٹتا لپکا
اچھی صورت پہ نہ آجاے مرا دل کیونکر

بزم مین آئی ہے معشوق پری رو ہوکر
بزم ساقی سے جو اوٹھہ جاے خفا تو ہوکر
مین سیہ کار جو ہون عاشق ابرو ہوکر
یاد کرکے جو خزان باغ مین موت آجائے
چرخ ہشتم پہ گیا نالہ موزون میرا
زلف کی یاد مین آہو نکا دھوان ہو جو بلند
دست رنگین سی چھوے تونے جو اے رشک بہار

سر سے نکلا ہے دھوان شمع کا گیسو ہوکر
چشم ساغر سے بہے مئے ابھی آنسو ہوکر
نامہ عصیان کا بڑھے زلف پریرو ہوکر
روح بلبل کی گل تر مین رہے بو ہوکر
برج میزان مین رہا تیسر ترازو ہوکر
حسن رخسارہ خورشید ہو گیسو ہوکر
گل تر باغ مین شرمائے لجالو ہوکر

تم جو آئے تو اڑا رات کو یہ باغ کا رنگ
رہ گیا لالہ چمن مین گل شبو ہو کر

عشق مین لاغری و ضعف سے یہ رنگ ہوا
چھوٹے اس گل سے تو برباد رہے بو ہو کر

جوش سودا یہ ہوا عشق مین جوش چشمون سے
بھاگتا مجھسے ہے سایا مرا آہو ہو کر

ہجر ابرو مین جو دیکھون مہ نو گردون پر
نیش زن ہو دل بیتاب پہ بچھو ہو کر

باغ سے تم جو چلے غم کا ہوا یہ سامان
رہ گئے موتیے کے پھول سب آنسو ہو کر

بلبلین مست ہوئین جھومتے نکلے میخوار
خبر موسم گل جبکہ اوڑی بو ہو کر

ہجر مین ہمنے یہ سیکھی ہے نشست و برخاست
در و بن بن کے اٹھے گر پڑے آنسو ہو کر

کون سی مست کی شیشے کو لگی ہائے نظر
مے گلے سے نکل آتی ہے جو آچھو ہو کر

یاد ابرو مین نگلون پر ہون جو دوڑاتا ہاتھ
خار کا ڈنک لگا دیتے ہین بچھو ہو کر

مدحت زلف مین جو شعر لکھے کاغذ پر
حسن رخسارہ مضمون ہوے گیسو ہو کر

گورے گالون کا ترے نہر مین گر پڑتا عکس
غنچے فوارے کے کھلتے گل شبو ہو کر

ہم وہ مظلوم ہین قاتل نے بنایا جو ہدف
تیر بھی چشم کمان سے چلے آنسو ہو کر

مست عشاق ہوے مشک چھپا نافہ مین
گیسوون کا ترے شہرہ جو اوڑا بو ہو کر

سرمہ کا یار نے دنبالہ بنایا جب سے
شاخ وحشت کی لگی چشم مین آہو ہو کر

ہمکو آنکھونپہ حسینون نے جگہ دی صد شکر
خم و لاغری کی یہ عزت ہوئی ابرو ہو کر

غیر آیا تو ہوا لاغری و ضعف مین وصل
چھپ رہے پیرہن یار مین ہم بو ہو کر

سرمہ آنکھین جو لگا کر ہے بھوونکو دیتین
چشم کو کرتے ہین تسلیم خم ابرو ہو کر

اس زمانے مین ہوا جو ہنر ذاتی بھی بلا
جان لی آہوون کی مشک کی خوشبو ہو کر

تل سیہ دے کے ان آنکھونکو کہا صانع نے
چاہیے نافہ بھی آئے ہین یہ آہو ہو کر

شمع اس بزم سے جب تجھ کے چلی رو کے کہا
سرخرو آئے تھے ہم نکلے سیہ رو ہو کر

حسن جس یار مین جتنا ہے سمجھ لیتا ہون
تول لیتی ہین مری آنکھین ترازو ہو کر

یار کے گھر کا اشارے سے بتاتے ہین پتا
اُسطرف ہجر مین جاری مرے آنسو ہوکر

نور یعقوب کی آنکھون کا جو رونے سے گیا
جامۂ حضرتِ یوسف مین رہا بو ہوکر

مہر پر آکے ہنسا ہین جو وہ فوارون کو
منہ سے پانی نکل آئے ابھی اُچھو ہوکر

خطِ ابیض نہین صبحِ شبِ وصلت اے مہر
نور نکلا ہے تری آنکھ سے آنسو ہوکر

کالی آندھی مرے آہونکی اگر اُٹھیگی
مہر و مہ خوف سے اوڑ جائینگے جگنو ہوکر

بخیۂ زخم جگر کو مرے آئے گا جو تار
چشم سوزن سے نکل جائیگا آنسو ہوکر

مین سیہ بخت ہوا از لطافت جب سے
گیسوے یار مین رہتا ہون سدا بو ہوکر

اہل دل تھا تو رہے زینتِ پہلو ہوکر
موت بھی آئے تو معشوق پری رو ہوکر

زار ایسے ہین کہ ہم عاشق گلرو ہوکر
باغ مین نکلے بہار آئی چلی بو ہوکر

قلب ماہیت اگر مہر کی صورت ہے تو کیا
حسن کیا نام ہوا جبکہ سیہ رو ہوکر

کبھی کھینچی تھی مرے آئینہ رو نے تلوار
عکس اوسی کا ہی عیان آجتک ابرو ہوکر

چشم بد دور عجب حسن ملا آنکھون کو
جسکو ہین دیکھ رہے خم ترے ابرو ہوکر

کاجل آنکھون کا لگا کر لیے جاتا ہی تمہین
لے چلے ہین کہین آراستہ گیسو ہوکر

آج لکھنے کو ہون اُس چشم سیہ کی تعریف
ہان دوات آئے یہان دیدۂ آہو ہوکر

سبزہ اکدن نہ چرا آپ کے رخسارون کا
چشم پوشی ستم آنکھونکی ہے آہو ہوکر

جمع ہوتے تو خدا جانے ستم کیا کرتے
ہین بلا دل کو پریشان ترے گیسو ہوکر

خوب کاجل کا حسینون نے پنہایا ہے طوق
تو خیال کرتی تھین آنکھین بہت آہو ہوکر

اسلیے نزع مین ہم بند کیے ہین آنکھین
لطف نکلے نہ تری دید کا آنسو ہوکر

بے اثر باغ مین اے گوشِ گل تر نہ سمجھ
کیا خطا نالۂ بلبل کی اگر تو ہوکر

نامہ دے جاکے جو قاصد اسے مجھ گریان کا
دائرے چشم ہون نقطے ہین آنسو ہوکر

بادہ کش خواہش مے مین جو گیا میخانے
مل گیا دست سبو ہونٹ سے چلو ہو کر

کاجل آنکھو ںمین لگاتا ہے جو وہ آئینہ رو
عکس اوسی کا نظر آتا ہے ابرو ہو کر

پھر تو عاشق ترا گھبرائے نہ سر ٹکرائے
ہجر کی رات جو آئی شب گیسو ہو کر

چاندنی مین مہ کامل کا یہ اس سے ہی سوال
دو اگر حکم رہون تکیہ زانو ہو کر

عاشق چشم کی تربت پہ بنا جب روضہ
غائب آنکھون سے ہوا گنبد آہو ہو کر

غسل پروانے کی میت کو کسی نے ندیا
گھل گئی شمع اسی رنج مین آنسو ہو کر

روشنی شمع اگر بانٹ دے تھوڑی تھوڑی
روز پروانے اوڑین رات کو جگنو ہو کر

طائر قبلہ نما کا ہے نشیمن تسبیح
دیکھ اے دل کہ یہ عزت ہوئی یکسو ہو کر

ہاے کیا غم ہے جوانی کے گذر جانے کا
گر پڑے دانت اسی رنج مین آنسو ہو کر

چاندنی چاند کی دیکھی تو کہا اس رخ نے
ظرف چھوٹا ہے چھلک جاتا ہے مملو ہو کر

پاس آئینے کے جب آئنہ دیکھا ہمنے
بیٹھنا آپ کا یاد آیا دو زانو ہو کر

ان حسینون کی جوانی بھی عجب وحشی تھی
کبک کی چال تو آئی گئی آہو ہو کر

ای لطافت ہو سدا سجدہ کہ مخلوقات
در سرور پہ رہے خاک اگر تو ہو کر

غیر منقوط ذو قافیتین

گھر سدا یار اسحر وصل وہ مہر و سو کر
دھوم ہو کاسہ گر اس مہر کا مملو ہو کر

صدمہ و درد و الم دور ہو آرام ہو واہ
مار ڈالو اگر اس دل کو ہلاکو ہو کر

رکھے ولا کا گل دلدار کا سودا ہمراہ
رہا آوارہ سدا مسک کو آہو کھو کر

وہم اس دل کا سوا اور ہوا او دلدار
گر کھلا حال کمر کا گرہ مو ہو کر

ماہ کامل کو گلا دہر کا ہر ماہ رہا
کاسہ ڈھلکا مرا سوا ہوا مملو ہو کر

آ ادہر آ ادہر اس سر کو الگ کر للہ
اور اک وار ہو صمصام کا مہرو ہو کر

کھا گرا اک لمحہ ہوا ہر سحر اسکا گھوڑا
کس طرح اسکا گلہ او دل آوارہ ہوا
وہ دل آرام اگر دور ہوا اک لمحہ

گاہ طاؤس ہوا گہہ اوڑا آہو ہو کر
الم و صدمہ کہا روح کا ہر سو رو کر
آہ آوارہ رہا دل مرا ہر سو رو کر

مسک کا عطر ہر اک عطر کو کر دو ہو دھوم
گرہ طرۂ طرار کو گلر و دھو کر

تمھین عاشق نے دیکھا ہے وہان پر ۔ کلیم اللہ کو غش آیا جہان پر
جوان پیری مین ہو مثلِ زلیخا ۔ جو عاشق ہو فلک اس نوجوان پر
جلی بلبل جو نالون سے قفس مین ۔ چلی سوے چمن بنکر دھوان پر
کہا سینے پہ رکھہ کر پاؤن اسنے ۔ بتاؤ درد ہوتا ہے کہان پر
سنائے کیون نہ ہمکو تیز فقرے ۔ رکھی باڑھ اسنے خنجر کی زبان پر
ہوا ہے گل مین دوڑی بلبلِ زار ۔ بنی ان کشتیون کی بادبان پر
مرے تلوون کا خون جب سے پیا ہے ۔ مزہ ابتک ہے کانٹون کی زبان پر
یہ کسکے قتل کی منت ہے اے تیر ۔ بندھا ہے آجتک چلہ کمان پر
جلے کانٹے مرے تلوے جو تھے گرم ۔ پڑے ہین آبلے نوکِ زبان پر
عصا ہے ہاتھہ مین پیری سے ہون خم ۔ نیا چلہ چڑھایا ہے کمان پر
جلی بلبل جو غنچہ مسکرایا ۔ گری بجلی یکایک آشیان پر
چمن مین کی جو اوس مستی کی تعریف ۔ اودا ہٹ آلی سوسن کی زبان پر
مرے لب پر سدا رہتا ہے نالہ ۔ ہمیشہ لیس ہے تیر اس کمان پر
عجب دریا دلی ساقی نے کی ہے ۔ تنا ہے موج ساغر کی زبان پر
نشانہ کرکے مجکو کیون نہو خم ۔ خطا کا بار ہے پشتِ کمان پر
اسی تقریر پہ نازان تھی بلبل ۔ مقابل ہے اس کچی زبان پر

جہان تیرہ ہوا یہ روز فرقت
ہما سے کہد و منہ پھیلائے ہے کیون
یہ ایما ہے عصا کا رگ کے اے پیر
مقدر نے کیا ہرگز بھی زخمی ؎

نظر آئے ستارے آسمان پر
سگِ جانان کا ہے دانت استخوان پر
کہ اک دن دفن ہونا ہے یہان پر
ہزارون قط لگے اِک استخوان پر

لطافت اک مسیحا پر ہون عاشق
دماغ اب تو ہے چوتھے آسمان پر

باغ سے گلچین گئے جتنے گل تر ٹوٹ کر
کم ہوئی جب اُنکی افشان وقت زینت رات کو
اپنے عاشق پر نہ ہر دم دانت پیسا کیجیے
ذبح کا شکر یہ تیرا سخت جان کرنے کو ہے
دفن ہونے کو ہے تازہ کشتہ چشم یار کا
سینے رکھا ہے دلِ نازک بھی خط مین ہوشیار
ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا جب سے ترین کشتہ تیغ ہین
چاہیے یو ہین شکستہ خاطرون کو اتفاق
سامنے میرے فسون گر کے جو خط لیجائے گا
آبرو دارون کو ہی گھٹنے مین بھی عزت حصول
خط اُدھر سے دیگر جو ہوگا ذبح تو ہوگی خبر
عاشقِ لاغر کی گردن کے لیے پھانسی بنا
قبر مین میری وہ اُترے ہین قدم لینے کو ہون
خط اُدھر نہین دے کر یہ بالیدہ ہوا ہنگامِ ذبح
کچھ نہ آئے گا نظر گالون پہ جز خطِ سیاہ

بلبلِ شیدا کے اوتنے ہی گرے پر ٹوٹ کر
آسمان سے گر پڑے دس بیس اختر ٹوٹ کر
دیکھیے بے قدر ہو جائین نہ گوہر ٹوٹ کر
ہو زبان بہرِ دہانِ زخم خنجر ٹوٹ کر
پھول ہین نرگس کے آئے بہرِ چادر ٹوٹ کر
گر نہ جائے راہ مین یہ اے کبوتر ٹوٹ کر
پائی افسر نے شکستِ فاش لشکر ٹوٹ کر
جیسے ہوتے ہین بہم شبنم کے گوہر ٹوٹ کر
گنڈے بازو سے گرینگے اے کبوتر ٹوٹ کر
بہرِ انگشتر نگین بنتے ہین گوہر ٹوٹ کر
پاس میرے آئینگے پر اے کبوتر ٹوٹ کر
دستِ مشاطہ سے تارِ زلفِ دلبر ٹوٹ کر
ہاتھ نکلے ہین کفن سے بند چادر ٹوٹ کر
پہنچی اوتری مگر پائے کبوتر ٹوٹ کر
یہ طلسمِ حُسن اکدن بندہ پرور ٹوٹ کر

قبرِ عاشق سے وفا کی بو جو پائی یار نے
چھوڑ دین گر ساتھ اسفل جو ہرا علے الخلین
تنھ او تاری کھولے لب ان دانتون کے بوسے لیے
حسن نے چادر چڑہائی طرفہ میری قبر پر
پھوٹے منہ سے یون دلی دیتے ہین سائل کو جواب
دونون کھل کھیلے جوانی مین عجب اودھم مچائی
سرخ عارض ہوگئے بوسے جو عاشق نے لیے
درد سر ہی پھر تپِ فرقت کی دیتا ہے خبر
ہم بھی نالون کے دکھائینگے کبھی تیرِ شہاب
قبر مین تیری ذقن کے عشق کا یہ پھل ملا
ہی ادب تیرا دمِ زینت وگرنہ آہ سے
چودھوین شب کی گذرتی ہے مہِ کامل گھٹا
جبھ تپِ فرقت گئی بوسے عجب نعمت ملے
اے ہوا اے آہ دکھلا آج تو اپنا اثر
بوسۂ چاہ ذقن سے ہوتے ہین سیراب غیر
آنکھ سے گرتے ہین جو بنکر بگڑ جاتے ہین یون
میری تربت پر جو اس بیرحم کے شکلین نہ اشک

گجرے ہاتھون کے بنے پھولون کی چادر ٹوٹ کر
لعل معدن سے عیان ہوتے ہین پتھر ٹوٹ کر
چوری اس گھر مین ہوئی یون قفل اکثر ٹوٹ کر
وہ جو آئے گر پڑا پھولون کا زیور ٹوٹ کر
جیسے درہم نکلے مہرِ کیسۂ زر ٹوٹ کر
شرم اونکی میری توبہ نے برابر ٹوٹ کر
بڑھ گیا رنگِ چمن پھول اے گلِ تر ٹوٹ کر
پھر مرا ایک ایک بند اے جسمِ لاغر ٹوٹ کر
سیر دکھلاتے ہین تارے اوسکو شب بھر ٹوٹ کر
سیبِ جنت آئے ہین بہتر سے بہتر ٹوٹ کر
آئنہ کیا گر پڑے سدِ سکندر ٹوٹ کر
رات ہی بھر مین ہوا ناقص یہ ساغر ٹوٹ کر
آپ کے بیمار کا پرہیز دلبر ٹوٹ کر
گر پڑین بندِ نقابِ روے دلبر ٹوٹ کر
یہ کنوان اندھا ہوا اے ماہ پیکر ٹوٹ کر
یہ اشارہ کرتے ہین اشکون کی گوہر ٹوٹ کر
گر پڑی فور آنکلے سے سلکِ گوہر ٹوٹ کر

ای لطافت اوس قدِ موزون نے دی ایسی شکست
گر پڑے گلزار مین جڑ سے صنوبر ٹوٹ کر

میخواری و مستی کا مزا دل مین بڑھا پھر
الفت مین جلانا مجھے منظور ہے کیا پھر

ہان بادہ کشو جھوم کے آئی ہے گھٹا پھر
ہی مہر تری مجھپہ مرے مہرِ لقا پھر

خون ہونگے ہزارون کے چمن مین نجد پھر
ہاتھون مین لگاتا ہے وہ گل آج حنا پھر

اس دار محن ہی مین ہے اندیشہ اجل کا
جب اوٹھ گئے دنیا سے نہ آئیگی قضا پھر

جس سمت کو اوس بت کا دلا کعبۂ رخ ہے
تو بھی اوسی جانب صفت قبلہ نما پھر

ہو مثل خضر دشت نوردی جو ہمیشہ
کیا بحر جہان مین مزہ آب بقا پھر

عادت ہی جلانے کی دلا شمع رخون کو
پروانے کے مانند نہ تو گرد سدا پھر

آمادہ مرے قتل پہ ہان آج تو ہین آپ
لیکن مین کہے دیتا ہون بچتا ہے گا پھر

افراط نزاکت ہی نہ جوبن پہ زوال آئے
یون دھوپ مین گرمی کی نہ اے ماہ لقا پھر

اے حضرت دل خوب سزا آپنے پائی
بتلائیے ہان عشق کا چکھیے گا مزا پھر

شاہی سے ہے نفرت ترے سایہ سے ہے وحشت
آ ہے کے فقیرون کے سرون پر نہ ہما پھر

وصف قد موزون جو کیا ہنسکے وہ بولے
کیا خوب ہے ہے مصرع اسے پڑھیے گا ذرا پھر

کی حسن خداداد کی عاشق نے جو تعریف
ہنسکر وہ صنم کہنے لگا آپ کو کیا پھر

بوسہ جو لیا مینے تو جھنجھلا کے وہ بولے
یہ بے ادبی ہمسے نہ کیجے گا ذرا پھر

بیمار محبت سے ہے پرہیز مسیحا
بتلائیے کس درد کی ہین آپ دوا پھر

مینے جو دیا وصل کا پیغام وہ بولے
جس سے مجھے نفرت ہے وہی ذکر کیا پھر

دل ہند مین گھبراتا ہے واللہ لطافت
دکھلائیے خدا روضۂ شاہ شہدا پھر

دیکھنا گیسو ہے یار نوجوان بالاے سر
چڑھ گیا ہے کان کی لو کا دھوان بالاے سر

چاند سورج ایک جا پر ہین عیان بالاے سر
ہی لگائے جھپکہ میرا نوجوان بالاے سر

ہو سر مو بھی خبر سر کٹنے کا قاتل شکر ادا
گر بنے ہر بال مانند زبان بالاے سر

بھاری جوڑا پاؤن مین ہے اونکی افشان مانگ مین
ہین ستارے زیر پا اور کہکشان بالاے سر

دام گیسو مین پھنسا تو پائی چوٹی کی جگہہ
طائر دل نے بنایا آشیان بالاے سر

آنکھین نرگس نے بچھائین باغ مین آیا جو تو
یک بیک جوش جنون نے لاغر ایسا کر دیا
ہو گیا ردشمن گل خورشید بھولا سرو مین
فرقت جانان سے تنگ آیا ہو نہین جاؤن کہان
عشق مین خاموش جلتا ہون نہین گویا دہن
کر کے منت کیون لون اونکا بوسہ مین ناز کرا تو
چار دن کو اس جہان مین پادشاہی کی تو کیا
لطف ہی ہجر صنم مین تیر آہون کے چلین
کوچہ جانان تلک پہنچا ہماری ہڈیان
دھجیان اوڑ جائینگی فصل بہار آنے تو دو
کی جو کنگھی اوسنے گھر سارا معطر ہو گیا
ٹھوکرون مین کاسہ سر اونکے ہین اے چرخ پیر
کیا عجب گر فرق پر ہے داغ سودا کا مقام
ہی غرور حسن بل کرتے ہین بال اس جور سے
خم نہو کسطرح پیری مین کمر انسان کی
آشیان مین پاؤن رکھنے بھی نہ پای عندلیب
اوٹھہ سکون کوچہ سے تیرے کسطرح مین ناتوان
تاج شعلہ کا پہنکر افسری کرتی ہے شمع

رکھے سبزہ نے قدم ایجان جان بالا سر
طوق پہنچا زیر پا اور بیڑیان بالا سر
تاج زرین ہے رکھے وہ جان جان بالا سر
زیر پا فرش زمین ہے آسمان بالا سر
شمع کے مانند رکھتا ہون دہوان بالا سر
ہو گا اک احسان کا بار گران بالا سر
فخر کیا گر تاج آیا میہمان بالا سر
ہی خمیدہ آسمان شکل کمان بالا سر
تاج کی جا ہی ہمار کھہ استخوان بالا سر
ہے عمامہ شیخ جی کا میہمان بالا سر
حلقہ گیسو مین پایا ہین عطر دان بالا سر
تاج رکھتے تھے سدا جو نوجوان بالا سر
چاہیے تھی سچ ہے جائے میہمان بالا سر
چڑھ گئی ہین کس قدر یہ ناتوان بالا سر
دفتر عصیان کا ہے بار گران بالا سر
کس قدر جلد آگئی فصل خزان بالا سر
سایہ دیوار ہے بار گران بالا سر
ہی جنون کی طرح محفل مین دہوان بالا سر

جا بجا ہے اے لطافت مصحف ناطق کا وصف
میرے دیوان کو رکھین اہل زبان بالا سر

عاشق ہین کسکی ابرو ون کے سب جمال پر
اوٹھتی ہین انگلیان جو ہمیشہ ہلال پر

بیجا غرور و کبر ہے دنیا کے مال پر
انسان کو غرور چاہیے اپنے مآل پر

ہے اعتنا ہر ایک کو دنیا کے حال پر
کیا کیا جوان فریفتہ ہین پیر زال پر

دل مستعد ہے بوسۂ ابرو و خال پر
اک روز نوبت آئیگی تلوار ڈھال پر

عبرت جہان مین چاہیے قارون کے حال پر
مصروف کیون ہین صاحب زر جمع مال پر

ہمراہ یار لطف سے گذری شب وصال
تھے لب پہ لب کبھی تو کبھی گال گال پر

رفتار یار دیکھ لے تو کھائے ٹھوکرین
خود رفتہ کیون ہے کبک دری اپنی چال پر

امید زندگی پہ ہین بنتی عمارتین
یہ بند و بست و پختگی اک احتمال پر

ہے زاہدون کو ڈر غضب کردگار کا
نازان ہین بادہ کش کرم ذو الجلال پر

سنگ فسان کی طرح جو پھرتا ہے آسمان
رکھتا ہے بار حق قتل کو تیغ ہلال پر

اوڑ کر قفس سے جاؤنگا گلزار کی طرف
صیاد تو کتر نہ مرے اب کی سال پر

قبضہ ہے زر پہ منعم موذی کا اسطرح
جیسے بنا کے سانپ بٹھاتے ہین مال پر

کھوتا ہے قدر عزت و توقیر مانگنا
مر جائیے کسی سے نہ کیجیے سوال پر

کیونکر دعا نہ عاشق مضطر کی ہو قبول
کھاتا ہے غم معاش سے اکل حلال پر

رہتا ہون گرم چین سے سرما مین رات بھر
کمل کو میرے فوق ہے منعم کی شال پر

جب وحشیو نمین ذکر ان آنکھون کا آگیا
صحرا مین چشمگین ہوئین چشم غزال پر

ہے آجکل بہار پہ کیسی سپہ گری
پھل تیغ مین ہے پھول ہین قاتل کی ڈھال پر

آئی بہار غنچۂ دل سب کے کھل گئے
کیا بلبلین نہال ہین ہر اک نہال پر

ناخن سے یار کے نہین کرتا برابری
نازان نہ اے سپہر ہو اپنے ہلال پر

بخشے تمام عمر کے اک آن مین گناہ
رحم آگیا خدا کو مرے انفعال پر

آنسو بہائیے کہ ہوا رنج یار سے
پانی چھڑکیے اشک کا گرد ملال پر

مدت ہوئی کہ عشق لطافت سے چھٹ گیا

عادت قدیم تھی نہ گئی دیکھ بھال پر

ہوس دیکھو تعلی اور رونے کی فنا ہو کر
غبار اپنا اوڑا ہے جانبِ گردون گھٹا ہو کر

جو نکلے ہین مری آنکھون سے آنسو قافلہ ہو کر
تو نالہ بھی چلا ہے ساتھ آوازِ درا ہو کر

خیال اُسکو ہو بارش کا بجاے وہ خفا ہو کر
دھوان آہون کا پھیلے اسطرح ہر سو گھٹا ہو کر

شبِ وصلت لپٹ کر وہ نہ سوئے اپنے عاشق سے
غضب ہے انکھڑیون مین نیند بھی آئی حیا ہو کر

مرے مرنے سے اوضاع جہان برہم ہوے ایسے
فلک آکے پڑا تربت پہ اک نیلی ردا ہو کر

ریاضِ دہر مین یکرنگ رہنا اک مصیبت ہے
کفِ حسرت حسین ملتی ہین پابندِ حنا ہو کر

ہمیشہ یاد دلواے کسی کے عارضِ روشن
مہ و خورشید نے پیسا مرا دل آسیا ہو کر

ہلا خلعت جو سرکارِ چمن سے تیرے عُریان کو
رگِ گل ٹھیک آئی جسمِ لاغر پر قبا ہو کر

جو نکلی حبِ دنیا بے زبون مین روح شاہونکی
نہ کیونکر استخوان کھانے کی عادت ہو ہما ہو کر

دلِ شیدا کو مین نفرین جو کرتا ہون تو کہتا ہے
تمہارا کوسنا تا عرش جائیگا دعا ہو کر

ہزارون ٹھوکرین کھائین نہ اٹھے ناتوانی سے
زمین کوے جانان پر جو بیٹھے نقشِ پا ہو کر

اگر ہے شوق مہندی کا تو مجکو بوسے لینے دو
ابھی ڈورے گی سُرخی ہاتھ مین رنگِ حنا ہو کر

ہے تن زرد ہے حجام رعبِ حسن جانان سے
کترکے سبزہ خط لیچلا ہے کہربا ہو کر

بعد قتل چھوڑا بیکفن عاشق کے لاشے کو
چھپایا تن کو دامن دار زخمون نے ردا ہو کر

بتاتے ہین پتا ٹھیک اس بتِ یکتا کے کوچے کا
مری آنکھونکی دونون پتلیان قبلہ نما ہو کر

دلِ عاشق چلا اوس کوچہ گیسو مین یہ کہکے
سنا ہے بادشا شب کو نکلتے ہین گدا ہو کر

چلا ہے دل مرا گرنے کو اوس چاہِ زنخدان مین
مدد اے خضرِ خطِ سبز کیجے رہنما ہو کر

مرادی سلطنت کا قتل ہونے ہم جو بیٹھے ہین
کھنچی ہے تیغ قاتل فرق پر بالِ ہما ہو کر

فقیر و مست و عریان ہون بہار اچھی نظر آئی
ہوئین گلکاریان تن پر نقوشِ بوریا ہو کر

گیا روزِ جدائی شکر ہے آئی شبِ وصلت
مبارکبادِ نالہ دے رہا ہے قہقہا ہو کر

نہ مہندی مل کے ہیرے کی انگوٹھی ہاتھ مین پہنو
لگائیگی حنا مین داغ یہ دُزدِ حنا ہو کر

سفیدی سر مین آتی ہے حرارت سب گئی دلکی
سحر ہوتے ہی بھاگا شمع سے شعلہ جدا ہو کر

گلون کے عشق مین وقتِ سحر گر موت آ گئی
کفن بلبل کو دیگی باغ مین شبنم ردا ہو کر

وہی تو چاندنی ہے چودہوین شب کی زمانہ مین
جو اُترا ہے دوپٹہ اُس قمر کا ملگجا ہو کر

دکھائے رنگ کیا کیا وصل مین گرمی صحبت نے
پسینا ہاتھ مین آیا ترے عطرِ حنا ہو کر

جو گھر مین مجھ فقیر و زار کے وہ شاہِ حسن آیا
ادب سے خاک پر بچھ بچھ گیا مین بوریا ہو کر

حسینون کی محبت مین ہوا سودا تو موت آئی
ہمارے سر پہ آئین کھیلنے پریان قضا ہو کر

نہ کیون ہمراہ لیلی مر گیا دیوانہ مجنون تھا
ڈبویا عاشقی کا نام اسنے بیوفا ہو کر

فقیر و زار ہون ہو گی جو سیرِ آب کی خواہش
بچھینگی صفحۂ دریا پہ موجین بوریا ہو کر

حسینون کو رکھے سر سبز خالق سرخرو ہمکو
دعا دیتی ہے گلشن مین زبان برگِ حنا ہو کر

تاسف آجتک فرہاد کے مرنے کا باقی ہے
کفِ افسوس پتھر مل رہے ہین آسیا ہو کر

خضابِ سُرخ بنکر ریش تک پیری مین پہنچے گا
پریدہ نوجوانو ہاتھ سے رنگِ حنا ہو کر

مزہ پایا ہی ایسا ذبح ہونے مین ارے قاتل
تہِ خنجر بڑھے جاتے ہین سب اعضا گلا ہو کر

مقامِ رشک تھا شب بھر رہی کیا وصل گالون سے
مرا دل اونکے گلتکیون نے پیسا آسیا ہو کر

لطافت حشر کو شیعہ کہینگے جا کے جنت مین
مزے کیا کیا اوٹھائے ہین محبِ مرتضےٰ ہو کر

غیر منقوط و ذو قافیتین

رہا گردِ وراِک لمحہ ہوا صدمہ گرا رو کر
سرورِ آرام او دلدار اوڑا دل کا ہوا ہو کر

سدا احوال گردِ راہ آسا ہوگا اوڑ اوڑ کر
دلا آگاہ ہو للہ کم حرص و ہوا کو کر

رسالہ حال دل کا اوس ملک کو گر لکھا ہمدم
اوڑا ہُدہُد ہما ہو کر اوڑا ہُدہُد ہما ہو کر

ہر اک لمحہ رہا اہلِ دول کو مال کا دھڑکا
ہوا آسودہ و مسرور ہر دم ہر گدا سوکر

سطر آسا ہوا رحم و کرم اللہ کا وارد
مرا طومارِ اعمال اسطرح سادہ ہوا دھوکر

مرا دل آدہا آدہا حصہ دردوالم ہوگا
ادہر آوار صمصامِ ادا کا اک لگا دو کر

غزل ذو قافیتین

وہ شوخ اکثر یہ پوچھا کرتا ہے مجسے خفا ہوکر
طبیعت کسپہ آئی ہے بیان کچھ ماجرا تو کر

چمن سر پر اوٹھاتی ہے عبث بلبل سدا روکر
اثر ہرگز نہین ہونے کا گوش گل میں یاد وکر

ہنسا بوسہ جو مین لے کے تو وہ بولے خفا ہوکر
ارے بیشرم لازم ہے گنہ کر کے حیا تو کر

دوہائی نوح کی :. دیتے ہین مردم شور برپا ہے
ٹھہرا دیدہ گریان نہ یون طوفان اٹھا رو کر

ہماری خاک لیجائے اوڑا کر کوے جانان مین
نہایت آرزو ہے حکم یہ یارب ہوا کو کر

پیامِ وصل سنکر ہے اشارہ چشمِ جانان کا
نکل آئیگا مطلب کچھ دنون تو التجا تو کر

چھری چلتی ہے کسپر کون دیکھین قتل ہوتا ہے
الٰہی خیر ہو وہ قاتلِ عالم اٹھا سو کر

شفق الشوخ پھولی ہو تماشا دید کے قابل
زمین کو آسمان کر دے حنائی دست و پا دہو کر

یہ وہ ظلمات ہی جسمین ہزارون قافلے گم ہین
عبث ہے کوچہ گیسو مین دل کو ڈھونڈتا ہو کر

رخِ روشن پہ زلفین آہین دونون وقت ملتے ہین
قبول اسوقت ہوگی اے دل مضطر دعا جو کر

سدا ہین ملتجی دریا مین رہتے سانپ پانی کے
کبھی زہر ہلاہل بانٹتے زلفِ دوتا ہو کر

سنا ہی اے حسین مینے غضب سے بڑھ کے رحمت ہے
اگر اکبار ہو مجپر خفا بوسے عطا دو کر

مرا دل پھیر دیتے ہین نہ دلبر جان لیتے ہین
ہمیشہ ہاتھ ملتا ہون جوانی کا مزا کھو کر

جلانے مردہ عاشق کا جو وہ اٹھلا کے آتے ہین
صدا اچھا گل ہی آتی ہے لگا ٹھوکر لگا ٹھوکر

قضا جب آئیگی رہجائیگا سب مال اے منعم
لحد مین کسطرح لیجائے گا سیم و طلا ڈہو کر

بتون کے عشق مین اسکو نہ کر برباد اے غافل
جوانی پھر نہ آئیگی بہت پچھتائے گا کھو کر

غم شاہ شہیدان مین لطافت اشک جاری کہہ
کرینگے پاک یہ دفتر ترے اعمال کا دہو کر

غزل سہ قافیہ

دلا رکھہ عشق مین عزت خریدار بلا ہو کر
دل و جان و جگر کی کیا حقیقت سونچ انے نادان
دکھا ای استخوان سوز محبت بعد مرنے کے
چمن مین ہو گے جب مغرور اوسکے ساتھہ سوتے ہین
کیا پر داغ میرے دل کو اپنی پلکین چبھکا کے
تمنا ہے کہ اکدن خواب ہی مین وہ نظر آئے
اگر سمجھو بڑی محنت ہی قربان ایسی زینت کے
وہ زلفین خواب مین دیکھین بڑا سودا پریشان ہون
مٹا کر داغ الفت دل سے یون حیران پھرتا ہون
سہے صدمے جو فرقت مین تو آیا موسم پیری
ملا ہی مجھکو عریانی مین کیا خلعت مشجر کا

اک آہ پر شرر سے گرم بازار وفا تو کر
بہت کم ہے شب وصلت نثار دلربا ہو کر
جلا کر خاک ہان اک روز منقار ہما تو کر
لگاتی ہے ہمارے سر کو رفتار صبا ٹھو کر
نرالے گل کھلائے آپ نے خار جفا بوکر
کیا کرتا ہون کسقدر انتظار دلربا سو کر
اوتارو دست نازک سے صنم بار حنا دہو کر
یہ کیا معلوم تھا ہونگا گرفتار بلا سو کر
پریشان جسطرح مفلس ہو دینار طلا کہو کر
جوانی نے بھی چھوڑا ساتھہ یار بیوفا ہو کر
بنائے جسم پر نقش و نگار بوریا سو کر

نہ پھر باقی رہیگا اشتیاق گلشن جنت
لطافت چلکے تو سیر بہار کربلا تو کر

محفل مین حسینون کو خریدار سمجھکر
مجھہ زار نے گردن مین صنم ہاتھہ ہین ڈالے
رزاق اوسے جان کے کریو مین توکل
پردہ یہ تمھارا ہے نیا واہ ری شوخی

عشاق مین دل بیچتے بازار سمجھکر
رہنے دو خدا اسکے لیے زنار سمجھکر
کرتا ہے گنہ جیسے کہ غفار سمجھکر
چھپتے ہو مجھے طالب دیدار سمجھکر

عشاق کے دل آپ کے کوچے مین پڑے ہین
رکھیے گا قدم خاک پہ اے یار سمجھکر

اے درد نہ الفت مین جدا ہو مرے دل سے
پہلو مین ہے رکھا تجھے غمخوار سمجھکر

نرگس کو تری چشم پہ صدقے نہ اوتارا
پھینکا اُسے گلزار مین بیمار سمجھکر

تم حکم سزا دوگے مین کرلون گا زیارت
عاشق کو بلاؤ تو گنہگار سمجھکر

گلشن مین گلے عاشقِ شیدا نے لگایا
ہر سروِ چمن کو قدِ دلدار سمجھکر

دیدون گا مین جان اپنی یہ ہے زہر مرے پاس
اب کیجیے گا وصل کا انکار سمجھکر

کیا جان کے پہلے مرے پہلو سے لیا تھا
اب روندتے ہو دل مرا بیکار سمجھکر

جانباز بہت کیجیے گا کس کس کو بھلا قتل
ہان لیجیے گا ہاتھ مین تلوار سمجھکر

جنت کو تری دیکھہ لیا جاتے ہین رضوان
آئے تھے اسے کوچۂ دلدار سمجھکر

اب دل جگر انکو دیے پاس بٹھایا
پہلے نہ مخاطب ہوے نادار سمجھکر

رحمت پہ تری ناز ہے جو چاہے سزا دے
کرتے ہین گنہ ہم تجھے غفار سمجھکر

دل اسمین لطافت کا کئی شب سے ہے اولجھا
بکھرائیے گا زلف کو اے یار سمجھکر

خبر دیتا ہی مجمع موج دریا کا روان ہوکر
چلے ہین ہم اوسی کی جستجو مین کاروان ہوکر

لگائے جام ہونٹون سے اگر وہ شادمان ہوکر
ہنسا یا بول اوٹھے ہر موج کی مثلِ زبان ہوکر

بناوٹ یہ نہین بیساختہ آنسو نکلتے ہین
تصورِ زلفِ جانان کا رولاتا ہے دھوان ہوکر

مسافر چونک اٹھو صبحِ پیری سر پہ آپہنچی
ارادہ کوچ کا رکھتے ہین دندان کاروان ہوکر

روان رہتی ہے بحرِ غم مین ہر اک چشم کی کشتی
فراقِ یار مین اشکون کی چادر بادبان ہوکر

صدائے قلقلِ مینا ہے بڑ مجذوب کی بنکے
پیالہ پی مریدِ حضرتِ پیرِ مغان ہوکر

وہ بحرِ حسن دریا مین جو گھوڑا ڈالدیتا ہے
گلے کا ہار بنجاتی ہین ہیکل مچھلیان ہوکر

تماشا ہو اگر رندون مین سوئے میکدہ آئین
تبرک ہو عمامہ شیخ جی کا دھجیان ہوکر

پڑ گئے ہیں رام ہو کر تب جو اس محبوب کا گلہ
صدا نکلے گی ناقوس برہمن سے اذاں ہو کر

وہ ایذا دوست ہیں ہم سخت جاں قطع گیر گزنتی
فرے سے زخم کھا لیتی ہمہ تن استخواں ہو کر

تواضع ہی وہ خصلت رتبہ عالی جس سے ہوتا ہے
جھکے مغرور تو پائے بلندی آسماں ہو کر

بنا کر بال گلشن میں جو میرا شعلہ رو آیا
خجالت سے اوڑا کیا رنگ سنبل کا دھواں ہو کر

علی بند آپ نے پہنا جو ہیں دست حنائی میں
کیا پابند کیا دزد حنا کو بیڑیاں ہو کر

چلے جب قافلے عشاق کے اوس کوچہ کی جانب
تو پہنچا خاکسار اول ہی گرد کارواں ہو کر

گنہ سے باز رہ غافل کہ دشمن ساتھ ہیں تیرے
گواہی دینگے اعضا حشر کو ساری زباں ہو کر

گلوں کا عشق بہر عندلیب زار اسیری ہے
قفس بنتا ہے طرفہ جمع نالوں کا دھواں ہو کر

جو وہ تشریف لائے دیکھنے سیر اپنے رونے کی
تڑپے لخت دل آنکھوں میں آ کے مچھلیاں ہو کر

جنوں نے بندوبست اپنا رکھا صحت میں بھی باقی
بنی بند قبا کپڑے جو اترے دھجیاں ہو کر

مدد اے حضرت پیر مغاں تشنہ دہانی ہے
زبان خشک کے کانٹے بھی سائل ہیں زباں ہو کر

سنو تو کہہ رہے ہیں سامنے غیروں کے وہ کیا کیا
لطافت تم نہیں دیتے جواب اہل زباں ہو کر

علی اعلا نکیوں ہوں افتخار مرسلاں ہو کر
عروج اک صاحب معراج دی جب نہ دباں ہو کر

اگر دیں حکم گویا وہ لب معجز بیاں ہو کر
ابھی گرم سخن ہو شمع کا شعلہ زباں ہو کر

فراق یار میں ہر دوست ہے ایذا رساں میرا
جو نکلی آہ بھی تو آرزو سے دشمناں ہو کر

روانہ قافلہ فرقت میں اشکوں کا ہوا جس دم
غبار دل ہوا ہمراہ گرد کارواں ہو کر

سر فرہاد و پائے قیس کی ہیں پٹیاں بنتیں
نہیں ضایع لباس اپنا جنوں میں دھجیاں ہو کر

عوض قیمت کے سب بازار میں پتھر لگاتے ہیں
ہوا بیقدر سودا ایجنوں تیرا گراں ہو کر

چمن میں مل کے مسی گر لب معجز بیاں پوچھو
دعائیں دے ہر اک برگ گل سوسن زباں ہو کر

لحد تک کشتی تابوت کو کیا جلد پہنچایا
کھنچا صندوق پر جب شامیانہ بادباں ہو کر

وہ زار و ناتوان ہون ہم جانان تک رسائی کی
دلِ عشاق کا مجمع تمہاری زلف نے توڑا
کلامِ سخت سے پرہیز کر ایما ہے صانع کا
نکالا یوسفِ دل کو تری چاہِ زنخدان سے
خبر دیتی ہین موجین ریگِ دشتِ نجد کی تابک
حلیم الطبع تو اعدا مین ہو تو بات رہجا ہے
غزالِ چشمِ جانان کیا ہمارے خون کا پیاسا ہے
جرس بنکے دلِ نالان بھی آگے آگے چلتا ہے
جہان سے قبر مین آیا خدایا اب کہان جاؤن
زبانِ حال سے ہر نیشکر کہتا ہے دیوانو

کیا کیا کام دودِ آہ دل نے نردبان ہوکر
پریشان ہوکے پھر آئے گئے تھے کاروان ہوکر
دہن مین اسلیے آئی زبان بے استخوان ہوکر
ہوے موئے سیاہ خط جو وارد کاروان ہوکر
لباس اوترا ہے یان مجنون کا یونہین دہجیان ہوکر
بسر نرمی سے کر بتیس دانتون مین زبان ہوکر
جو نکلا سرمہ کا دنبالہ ہے سوکھی نربان ہوکر
نکل آتے ہین فرقت مین جو آنسو کاروان ہوکر
زمین بھی پیستی ہے ہائے مجکو آسمان ہوکر
لباس اوترا ہے اس وحشت کدے مین دہجیان ہوکر

زہے قسمت کہین تجکو فرشتے بو ترابی ہے
لطافت رہ درِ حیدر پہ خاکِ آستان ہوکر

طبیعت ہوگئی مائل گناہونکی جسارت پر
یہ کیا آفت ہوا اس جوشِ جوانی اس طبیعت پر
گناہون کی سبب یہ دل ہوا مائل جو رقت پر
پرستی ہی آج کل یہہ اوس بازارِ محبت پر
جو خوفِ ناز سی جلتا ہے دلِ عصیان کی کثرت پر
خدا جانے وہ کیا شئی ہے جو دل کو چھین لیتی ہے
ہوے گستون کے پشتے دل ہمارا ہے کہ مقتل ہے
بھلا اس عشق کے پھندے مین پھنسکر کوئی بھی نکلا
علی نے پشتِ احمد پر جو رکھا پائے نورانی

غضب مین مبتلا ہون ناز کر کے تیری رحمت پر
لڑین جسوقت آنکھین بس گیا دل اچھی صورت پر
خدا کو رحم آخر آگیا میری ندامت پر
کہ بکتا ہے دلِ مشتاق دو بوسونکی قیمت پر
ٹپک کر اشک کہتے ہین نظر کر اوسکی رحمت پر
نہین موقوف الفت گوری رنگت اچھی صورت پر
پڑی ہے آرزو پر آرزو حسرت ہے حسرت پر
بری عادت ہی دل کا لوٹ جانا اچھی صورت پر
نگین دُرِ نجف کا جڑ دیا مہرِ نبوت پر

سبب پوچھا جو میرے وصل کا اغیار نے ہنسنے
کہا شرما کے ہمکو آ گیا رحم اوسکی منت پر

خدمت عشق کی گھر بیٹھے کرتے ہین بہت واعظ
تماشا ہو نظر پڑ جاے گر اک اچھی صورت پر

حسینان جہان کے ناز اوٹھا کر بوسے پاتی ہے
بسر کرتے ہین عشاق آجکل اوقات اجرت پر

گئی جب سے جوانی بھول کر اک دن نہ پھر آئی
حسینو بیوفائی ختم ہے اس بیمروت پر

بھلا اوس بھیڑ مین اچھی طرح دیکھے گا کیا عاشق
اوٹھا رکھا ہے دیدار اپنا کیون تو نے قیامت پر

گناہون مین بسر کرتا ہے غافل زندگی اپنی
بھروسا اس قدر اس بیوفا اس بیمروت پر

خدا چاہی تو ہو جائے ہنر ہر عیب بندے کا
بنے موسیٰ کلیم اللہ پیار آیا جو لکنت پر

لطافت حق تو یہ ہے سفت ہمکو مل گئی جنت
گواہی دے کے وحدت پر رسالت پر امامت پر

کہا کرتے ہین لوگ افسوس کر کے میری غربت پر
میسر ہو نہ چادر بھی جسے خاک ایسی تربت پر

فلک کے ہاتھون ابتک ہے جدائی کا اثر باقی
درخت بید مجنون بھی نہین لیلی کی تربت پر

وہ دیوانہ ہون وصلت دوست کر مجکو حکومت دے
بنی تصویر لیلی سجدہ مین مجنون کی تربت پر

حسین کھنچ کھنچ کے بہر فاتحہ ہر روز آتے ہین
کوئی تعویذ جب ہے لوح کی جا میری تربت پر

محبت مر کے بھی ان منعمون کو زر کی باقی ہے
پڑی رہتی ہے چادر اشرفی بوٹی کی تربت پر

شب فرقت جو نکلی چاندنی مین مردہ دل سمجھا
پڑی ہے ململجی چادر کسی بیکس کی تربت پر

گری گر فاتحہ پڑھنے مین افشان اوسکے ماتھے سے
تو ہو طرفہ چراغان عاشق بیکس کی تربت پر

وہ وصلت ہو دیوانہ کی فرقت پہ رحم آیا
جلا مین قبر مین جب شمع فانوس آئی تربت پر

تری رحمت نے ای غفار کیسی پردہ پوشی کی
بچھائے آ کے شہپر قدسیون نے میری تربت پر

مین ایسا کشتۂ فرقت ہون شب بھر جمع ہین بلبل
رہا کرتا ہے مجمع دن کو پروانون کا تربت پر

نہایت بیمروت بیوفا معشوق ہوتے ہین
ہوئی اک شب نہ روشن شمع پروانے کی تربت پر

وہ عاشق تن ہون مین دیوانہ موت آئی اگر مجکو
حسین لڑکے لگائین پتھرون کے ڈھیر تربت پر

غضب ہے دفن کرکے سب یگانے تو ہوے راہی
فقط ہے سبزہ بیگانہ مجھ بیکس کی تربت پر

ہوا ہون جب سے شادی مرگ لطفِ وصلِ جانان سے
مرادین مانتے ہین آکے عاشق میری تربت پر

مرے سینہ پہ رکھ کر ہاتھ جب دیکھا دلِ مُردہ
کہا شوخی سے اُوسنے فاتحہ پڑھتا ہون تربت پر

لطافت بھی اوسی کوچہ مین یارب خاک ہو جائے
جہان مردے پہ مُردہ دفن ہے تربت ہے تربت پر

ردیف راے ہندی

شکوہ نہ کر جفا کا نہ دلدار سے بگاڑ
پھر کیا بنائے گا جو ہوا یار سے بگاڑ

اے شیخ تو نہ وضع کو اِس بار سے بگاڑ
ہیئت نہ اپنی جبہ و دستار سے بگاڑ

قاتل لگا وہ ہاتھ کہ سر تن سے ہو جُدا
مٹی کا یہ گھروندا ہے تلوار سے بگاڑ

وہ بوسہ دے کے مانگتے ہین دل کے ساتھ جان
اتنی سی بات پر نہ خریدار سے بگاڑ

برگشتہ مردمک سے وہ پلکین ہین خوف ہے
اچھا نہین ہے فوج کا سردار سے بگاڑ

مٹنے نشانِ قبر بنایا ہے اِسلیے
ہے آرزو کہ تو کبھی رفتار سے بگاڑے

جبسے ہین اُنکے دوست بنی خلق ہے عدو
جب یار سے ملاپ ہے اغیار سے بگاڑ

کوئی پسا ہوا ہے تو برباد ہے کوئی
کِس سے نہین ہے چرخ ستمگار سے بگاڑ

گل مُنہ سے بولتے نہین نالان ہے عندلیب
مفلس کے حق مین زہر ہے زردار سے بگاڑ

جب بیغرض تھے ملتے تھے جھک جھک کے سب حسین
اے دلِ غضب کیا کہ ہوا پیار سے بگاڑ

دیتا نہین زکوۃ جو اے منعمِ بخیل
مل مل کے سکہ درہم و دینار سے بگاڑ

اے چشمِ تر بنا گئے ہین غیر اپنی شکل
آنسو بہا کے یار کی دیوار سے بگاڑ

بوسہ نہ دے کے دل کو خفا یار نے کیا
پرہیز کو کہا تو ہے بیمار سے بگاڑ

بکتے ہین کھوٹے دام پہ یوسف لقا حسین
اِس نرخ کا ہے مصر کی بازار سے بگاڑ

لوگ اسطرح کے بھی ہیں لطافت جہاں نیز
احمد کے دوست حیدر کرّار سے بگاڑ

ابر اوٹھا اب تو توبہ اے دلِ مستانہ نہ توڑ — گر نہیں ساقی تو ہو قفلِ درِ میخانہ توڑ

بگینہ گلچین نہ عاشق کا دلِ دیوانہ توڑ — پھول گلشن میں نہ پیشِ بلبلِ مستانہ توڑ

پھینک شیشہ کو نہ تو اے محتسب پیمانہ توڑ — آہ سے مظلوم کے گر خوف دل میرا نہ توڑ

عشق کر میرے صنم کا سنگدل اتنا نہ ہو — پھیک یہ پتھر کے بت ای برہمن بتخانہ توڑ

آبرو کھوئی اوبھج کر ہو گیا خود چاک چاک — گیسوؤن کے پیچ کا لایا نہ کوئی شانہ توڑ

دل میں آیا ہے غمِ جانان فدا اے روح ہو — آئے گر مہمان مروت کو نہ صاحب خانہ توڑ

پہلے عاشق کے دلِ مشتاق کو تو دہ بنا — آزما تیرِ نگہ کا تو جو اے جانا نہ توڑ

نقد جان ہے پاس میرے اے صنم لے لیجیے — عشق کے جھگڑے کا کیجے لے کے یہ جرمانہ توڑ

ساقیا یہ بد چلن کہتا ہے رندون کو بہت — زورِ واعظ کا دکھا کر لغزشِ مستانہ توڑ

بندوبست اوس جعدِ مشکین کا نہ کچھ تجھ پر کھلا — شانہ میں سے کوئی کہدے استخوانِ شانہ توڑ

وصل سے ہے اونکو یہ نفرت مجھے دیتے ہیں جھڑ — شمعِ روشن کو جو محفل میں پر پروانہ توڑ

وحشیون میں ہی جنون کہتا تھا دشتِ نجد سے — قیس کو اپنی طرف دکھلا کے یہ ویرانہ توڑ

حق یہی اے شیخ ہے کر مذہبِ عشق اختیار — سو طرح کے ہیں بکھیڑے سبحۂ صد دانہ توڑ

ہای عجب بے دید یہ مُنہ دیکھنے قابل نہیں — کھوئی یکتائی تری آئینہ اے جانانہ توڑ

اشک جاری کر کے پانی پانی کر دونگا ابھی — میری چشمِ تر کو دکھلاے بہت دریا نہ توڑ

زیست کی کیا کیفیت اے محتسب بی شغلِ مے — دے چبانے کو مجھے شیشہ کا گر ہمیانہ توڑ

وصل کی شب یار شرماتا ہے گل کر شمع کو — اے صبا چل کر طلسمِ الفتِ پروانہ توڑ

وصل کا وعدہ ہے اُنسے پہلے اک بوسہ ملا — دل کی قیمت کا کیا ہے دے کے یہ بیعانہ توڑ

مہربان ہو جائیگا جب تو بہت پچھتائیگا — جوڑنا مشکل پڑے گا یار دل میرا نہ توڑ

شغلِ مے نوشی لطافت ہی کے دم تک تھا فقط
ساقیا سنگِ لحد سے شیشہ و پیمانہ توڑ

ردیفِ زاے معجمہ

آتا ہے سیرِ باغ کو وہ نونہال روز
امیدِ دل بر آئی شجر ہین نہال روز

پڑھتے ہین حرمتِ مے گلگون کا حال روز
تیغِ زبان سے کرتے ہین واعظ حلال روز

ہی صبحِ حشر کا مرے دل کو خیال روز
اک رشکِ مہر کا ہے ہی نظر مین جمال روز

ہوگی ضرور ترکِ ملاقات دیکھنا
رہتا ہے مجھسے یار سے اب تو ملال روز

لاکھون کو قتل کرتا ہے اوس حور کا بناؤ
گھر سیکڑون بگڑتے ہین بنتے ہین بال روز

آنکھون سے اونکے ہوتے ہین دل عاشقون کے صید
کرتے شکار غیر کا ہین یہ غزال روز

کسطرح یار کے رخِ روشن سے دون مثال
ہوتا ہے آفتابِ فلک کو زوال روز

کالی بلا کہین شبِ فرقت کی دور ہو
ہو عید کی خوشی جو دکھائے جمال روز

کیا انتظارِ وصل مین ہے دل کو اضطراب
گر اک مہینہ شب ہے تو ہے ایک سال روز

خوش چشمون کی کشش مجھے بعدِ فنا بھی ہے
چرتے ہین سبزۂ لحد آ کر غزال روز

آئی بہار چیتے پھرتے ہین کو بکو
سر پر سبو شراب کے رکھے کلال روز

ابتک بچا ہوا ہو نہین دنیا کے مکر سے
لاتی ہے اپنے دام مین یہ پیر زال روز

باندھی ہی یوہین تیغ کمر مین تو لطف کیا
دو چار عاشقون کو تو کیجیے حلال روز

کہتے ہین وہ کہ دیکھنے جاؤن کہان کہان
رہتا ہے عاشقون کا یوہین غیر حال روز

پھر کربلا کے سمت لطافت روانہ ہو
درگاہِ ذوالجلال مین ہے یہ سوال روز

اسطرح روئے کتابی پر ہے خطِ یار سبز
گردِ قرآن کے ہو جیسے جدول نگار سبز

ہاد نقاب سبز مین یون ابروے دلدار سبز
رشک نیرنگ جہان ہے ان حسینونکا لباس
یار نے بوسہ جو خط سبز عارض کا دیا
قتل کرنے آتے ہین شمشیر زہر آلود سے
کسقدر رکھتی ہے سمیت ہواے باغ دہر
حسن شاید عاشق مظلوم کا ہے سوگوار
اللہ اللہ ہی وہ طفل برہمن کیا سبز رنگ
زمرد دل اندار سان بھی ہین یہ ہے فیض بہار
طرفہ نیرنگی دکھاتی ہے ہمین فصل بہار
باغ کوے یار مین ہے کسقدر جوش بہار
سبزہ رنگون کو زمرد کے ہے زیور کی تلاش
ہو مرے رشک چمن کی چال بھی طرفہ بہار
کیا زمرد کی لڑین دکھلا رہی ہین اپنا رنگ
دھوم ہی ملک ختن مین آگئی فصل بہار
کوے جانان مین جو سیرے اشک کا دریا چڑھا
فصل گل آتے ہی آئی بادہ خواری رنگ پر
زہر کھانے کی اجازت چاہتا ہون یار سے
خط کا ہالہ ہے رخ دلدار پر کتنا صحیح
اسطرح کے زہر قاتل مین سمجھے ہین اونکے تیر
زہر کھا کر سبزہ رنگون پر ہے مینے جان دی
خط کے سبزے نے ترے سیب ذقن کی کھوئی قدر

جس طرح سبزے مین جوہر دار ہو تلوار سبز
زرد نارنجی گلابی کاسنی گلنار سبز
آج کل شاید ہے بخت عاشق بیمار سبز
سرخ خلعت دے کے تن کر دیگی وہ تلوار سبز
خاک سے ہوتے ہی پیدا ہو گئے اشجار سبز
گورے گالونپر نہین بوجہ خط یار سبز
جسم کی تاثیر سے گردن مین ہے زنار سبز
کم ہین تیزی مین خاش مین جبتلک ہین خار سبز
سرخ اودے زرد گل پھولے ہوے گلزار سبز
ہی سیہ ہونے کے بدلے سایۂ دیوار سبز
آج کل رہتا ہے سارا جوہری بازار سبز
معجزے سے ہی زمین ہوتی دم رفتار سبز
چھوٹ پڑکر ہو گیا وہ موتیون کا ہار سبز
گیسوے مشکین سیہ ہین یار کی دستار سبز
کیا طراوت تھی ہوے خار سر دیوار سبز
ہی شراب سرخ خم مین خانۂ خمار سبز
نامہ لکھنے کے لیے کاغذ ہوا درکار سبز
بھر دیا ہے رنگ گویا پھیر کر پرکار سبز
بدلے سرخی کے اثر سے ہین لب سوفار سبز
قبر پر میرے ہے زیبا چادر و دستار سبز
خام کہتے ہین اسے جو ہو ثمر اے یار سبز

اے لطافت جو کہ روتے ہین غم شبیر مین
کرتے ہین کشتِ عمل اشکون سے وہ دیندار سبز

ردیف سین مہملہ

ہو دل کو قید زلف گرہ گیر کی ہوس ۔ دیوانہ کو ترے ہوئی زنجیر کی ہوس
نقشہ رخِ حسین کا کھنچا دل مین شکر ہے ۔ اس آئنہ کو تھی تری تصویر کی ہوس
ملنے کا شوق تھا خطِ توام مین خط لکھا ۔ در پردہ وصل یار کی تحریر کی ہوس
تھا عیش وصل غیر کی قسمت مین یا خدا ۔ رکھی تھی کیا فقط مری تقدیر کی ہوس
پایا نہ لطف دشت نوردی بہار مین ۔ نکلی کبھی نہ بستہ زنجیر کی ہوس
ہوتی ہین منتین مری پوری بہار مین ۔ رہتی ہے سال بھر مجھے زنجیر کی ہوس
ہے لن ترانیون کا مرے دل کو اشتیاق ۔ تحریر کیا کرون تری تقریر کی ہوس
حیرت مین جو ہین اونکو بہار و خزان سے کیا ۔ نکلی کبھی نہ بلبلِ تصویر کی ہوس
دل سے رقیب کے نہوئی پار میری آہ ۔ پوری ہوئی جہان مین نہ اس تیر کی ہوس
ہے موج بوے گل مجھے گلشن مین کھینچتی ۔ ہوتی ہے گر بہار مین زنجیر کی ہوس
ہے حیرت و سکوت مین برسون سے آئنہ ۔ رکھتا ہے کسکی طوطیِ تقریر کی ہوس
پر نوچ کر لگائیے للہ تیر مین ۔ جان آئی نکلی آپ کی نخچیر کی ہوس
باہین گلے مین ڈال دو زلفون مین دو پھنسا ۔ ہے آرزو سے طوق تو زنجیر کی ہوس
پیری مین خم ہوئی تو ہوا شوق آہ کا ۔ جب ہم کمان بنے تو ہوئی تیر کی ہوس

پھر سر مین کربلا کی لطافت ہوا بھری
پھر دل کو ہے زیارت شبیر کی ہوس

کوچہ یار ہے مجھ عاشقِ ناشاد کے پاس ۔ دشت و کہسار ہی گر قیس کے فرہاد کے پاس

لے کے یہ تحفے گئے اوس ستم ایجاد کے پاس
تھا نہ کچھ اور سوا نالہ و فریاد کے پاس

سخت جانی ہے نہ مین ذبح سے محروم ہون
یا خدا تیغ بھی خنجر بھی ہو جلاد کے پاس

مژہ و گیسو و ابرو ہی وہان بان اکدل
تیر بھی دام بھی خنجر بھی ہے صیاد کے پاس

تھی الف سے قدِ دلدار کے مشتاق ہوئے
پڑھنے بیٹھے تھے جو مکتب مین ہم اوستاد کے پاس

یاد آتا ہی جو فرقت مین وہ قدِ موزون
جا کے ہم باغ مین رو لیتے ہین شمشاد کے پاس

کیا زبان کھول کے آفت مین پھنسی ہے بلبل
چار دن باغ مین پھر قید ہے صیاد کے پاس

نجد کے دشت کا پابند نرہتا مجنون
درس لیتا جو جنون کا کسی اوستاد کے پاس

اسقدر محو ہو بیدام پھنسی ہر بلبل
میرے گلرو کی جو تصویر ہو صیاد کے پاس

باب پنجم نے بتائی تھی محبت کی راہ
جب گلستان کا سبق پڑھتے تھے اوستاد کے پاس

عمر اندوہ و غم و رنج و الم مین گذری
نہ خوشی بھول کے آئی ترے ناشاد کے پاس

ناتوان ہم ہین جنون کو ہو کوئی دم آرام
مژۂ یار کا نشتر ہو جو فصاد کے پاس

توڑ ڈالین ترے دیوانے نے کیا زنجیرین
کبھی خط لکھ کے شکست آئے ہین حداد کے پاس

وعدۂ وصل وہ یہ کہہ کے اوڑا دیتے ہین
کام انسان کا بھلا کیا ہے پریزاد کے پاس

تیز کردیتے تھی کس شوق سے خود حضرتِ عشق
کند ہوتا تھا جو تیشہ کبھی فرہاد کے پاس

سخت جان تھی ترے عاشق جو بہت سے ظالم
التجا لے کے گئے خنجرِ فولاد کے پاس

زار ہون فصلِ بہاری مین جنون ہی نے فصد
رگِ گل سا کوئی نشتر ہو جو فصاد کے پاس

وائے تقدیر جدا عشق نے اوس سے بھی کیا
جان شیرین بھی جو معشوق تھی فرہاد کے پاس

رنگ سے کھچتی ہے تصویر جو گل بوٹون کی
ہو قلم کیا پر بلبل کا ہے بہزاد کے پاس

کون سی حسن کی ہی بات جو دلبر مین نہین
ہان نقطہ پرتو زیادہ ہین پریزاد کے پاس

قید بلبل کی ہے تدبیر گلون کو ہے غم
باغبان آتے خوشامد کو ہین صیاد کے پاس

چشمِ جانانہ پہ لڑکپن سے نظر رہتی تھی
صاد کی مشق کیا کرتے تھے اوستاد کے پاس

مین وہ بلبل ہون کہ مشتاق قفس رہتا ہون
اوڑگئے پر بھر طلب جاتے ہین صیاد کے پاس

صنعت انسان کی نہ ہے بے مدد حق ناقص
جب بنا باغ نہ دروازہ تھا شداد کے پاس

بدگمان وہ ہون کہ اسبات کا رہتا ہے خیال
غیر کی یاد نہ ہو دل مین تری یاد کے پاس

ایک بلبل کی ہی جان اور خریدار کئی
زرِ گل تر ہین لیے دام ہین صیاد کے پاس

عشق مجنون نے تو لیلی کی ادا مین سیکھین
دو نون کیا خوب پڑھے ایک ہی استاد کے پاس

ہو گیا بعد امانت کے لطافت شاعر
نہ گیا پھر تلمذ کسی اوستاد کے پاس

ردیف شین معجمہ

بلا ہے یار کی چشمِ سیاہ کی گردش
تڑپ ہے برق کی یا ہے نگاہ کی گردش

دکھاتی ہی زحل کینہ خواہ کی گردش
ہماری کوکبِ بختِ سیاہ کی گردش

قریب گھر کے اوسے لا کے آہ پھیر دیا
مرے نصیب نے کیا خوب واہ کی گردش

بچائے مہر و مہ آسمان سے خالق نے
مرے نصیب مین تحریر آہ کی گردش

فراق مین مرے دوران سر سے کیا نسبت
نہین ہے کچھ فلکِ کینہ خواہ کی گردش

تمام عمر بسر ہو گئی تھکے عاشق
بلا ہے کوچۂ گیسو مین راہ کی گردش

کسی کی بزم کا وہ دورِ جام یاد آیا
نظر جب آ گئی تارون مین ماہ کی گردش

قصور کون سا مجھسے ہوا ہے زیر فلک
عبث زمانے نے ہی بیگناہ کی گردش

نہ پھیر یار کو عاشق سے اسقدر اے چرخ
پسند آتی ہی بس راہ راہ کی گردش

تمھارے کوچہ مین کعبہ سے ہو کے آئے ہین
اوٹھائی حاجیون نے مفت راہ کی گردش

ہوئی ہے تیز پئے قتل تیغ ابرو کی
فسان بنی تری چشم سیاہ کی گردش

حضور بزم مین ہر اک کو مست کرتی ہے
شراب پینے کے بعد اِس نگاہ کی گردش

ہلاتے مردمِ دیدہ ہین آجکل برچھا
نہین ہے یار کی ترچھی نگاہ کی گردش

بناؤ کاسۂ سر میرا جام مے اے چرخ
گئی نہ مرکے بھی بختِ سیاہ کی گردش

کسی حسین کی انھین جستجو لطافت ہے
عبث نہین یہ سدا مہر و ماہ کی گردش

دیر مین پہنچے حرم مین ہمنے جا کر کی تلاش
تھی جو اے معشوق ہرجائی ترے گھر کی تلاش

نام ساقی کا ہون لینے کو طہارت چاہیے
کُلّی کرنے کے لیے ہی آبِ کوثر کی تلاش

جب سے قولِ مصطفےٰ الفقر فخری سن لیا
بادشاہون کو فقیرون کی ہی بستر کی تلاش

جو کہ ہین صحرا نشین ہشیار ہین بیشک وہی
ہین وہ دیوانے جنہین دنیا مین ہی گھر کی تلاش

حال لکھا ہی اُسے اپنے دلِ بیتاب کا
بھیجنے کو خط ہے سیمابی کبوتر کی تلاش

چُبھ گئی نوکِ مژہ دل مین تو سودا کم ہوا
تھی ترے دیوانے کو ایسے ہی نشتر کی تلاش

رنجِ عصیان مین ہے جاتا سنگِ اسود پر خیال
پھوڑنے کو سر اگر ہوتی ہے پتھر کی تلاش

ہون وہ دیوانہ لیے پھرتی ہے یارونکو مری
طوق کی زنجیر کی زندان کی نشتر کی تلاش

ڈھونڈھ آیا کعبہ و دیر و کلیسا و کنشت
دل مین پایا اُسکو جسکی زندگی بھر کی تلاش

گر نہو اوقی بہت مشکل ہے اعلیٰ کی شناخت
ہی جواہر تولنے سے پہلے پتھر کی تلاش

زاریہ عشقِ کمر مین ہون شہ اُسکو بھی ملا
ڈھونڈھ ڈالا موت نے بھی آکے بستر کی تلاش

الصنم اطفال دیوانہ کو تیرے دیکھ کر
بُت اُٹھا لاتے ہین ہوتی ہے جو پتھر کی تلاش

اسیحون کیب ہی سبب چاکِ گریبان بڑھ گیا
تا یہ دامن اسکو لائی ہے رفوگر کی تلاش

دے کے آئینہ حسینون کو کیا مغرورِ حسن
پھر شکوہ ہمکو رہتی ہے سکندر کی تلاش

کیا کرے بدذائقہ بدبو نجس دنیا کی مے
ہی لطافت کو شرابِ حوضِ کوثر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

ٹلتی نہین جو سر سے بشر کے بلاے حرص
افسوس عمر بھر کی مشقت مٹاے حرص

تنبیہ ہو بشر کو نہو مبتلاے حرص
خانہ نشین ہون پاس مرے کیونکر آئے حرص

کرتے ہین جمع مال کو انسان بے ثبات
نیت کے قبضہ مین ہے سدا آدمی کا دل

بوسے کئی لیے تو کہا ہنسکے یار نے
منعم کے واسطے ہے جوارش حرام مال

ہین اشرفی کی چادر تُربت پہ بوٹیان
کیا جلد دوڑتے ہین زر و مال کی طرف

زاہد نہ پڑہ نماز طمع پر بہشت کے
کیونکر نہ مبتلاے مصیبت رہے حریص

زر کی طلب مین ہے کفِ افسوس مل رہا
سکہ پہ زر کے چشم قناعت سے کر نظر

زنجیر مین طمع کے پڑا گیا ہے پاے حرص
انسان کے سارے نیک عمل ہون عدوے حرص

محرومی اسلیے ہے بناے سزاے حرص
دنیا سے ہاتھ کھینچ کے توڑے ہین پاے حرص

طرفہ حباب بنتے ہین بھر کر ہواے حرص
گھر عشق کا ہے جاے قناعت سراے حرص

یہ مال مفت کا نہین اے مبتلائے حرص
کھایا اسے تو اور بڑھی اشتہاے حرص

ہی منعمو یہ بعدِ فنا بھی بقاے حرص
ای بیخبر یہ دست طمع ہین کہ پاے حرص

مزدور کا یہ کام ہے اے مبتلاے حرص
رہتی ہے اسکے ساتھ ہمیشہ بلاے حرص

یہ ہاتھ ہین بخیل کے یا آسیاے حرص
افسانہ ہے طمع کا رقم ماجراے حرص

کیا چین سے بسر ہو لطافت جہان مین
دل مین اگر جگہہ ہو قناعت کے جاے حرص

گھیرے ہوے ہین ہاے مجھے اسقدر حریص
کھاتا ہی خوانِ نعمتِ منعم یہ بیحساب

یہ جانتے ہین کام نہ نکلے گا کچھہ مگر
وہ ریخ دین کہ تیغ ادا کی لگائین وار

بعد فنا سواے کفن کچھہ نہ پاے گا
غم بھی اگر مین کھاؤن لگائین نظر حریص

کچھہ اپنی جان کا بھی نہین تجکو ڈر حریص
گلشن مین تاکتے ہین ہر اِک گل کا زر حریص

ہین داغ و زخم کھانے مین قلب و جگر حریص
بے سود مال جمع نکر اسقدر حریص

دن رات اُنکے رُخ سے طلبگار نور ہین
اللہ کسقدر ہین یہ شمس و قمر حریص

جامِ گلی مین جذب نہو مئی یہ ہے خیال
مجسا نہین ہے رندون مین کوئی مگر حریص

رزقِ حلال کیا نہین ممکن جہان مین
اکلِ حرام سے تو نہ یون پیٹ بھر حریص

دل عاشقون کے لیتے ہین ہر روز بیشمار
دنیا مین یہ حسین بھی ہین کسقدر حریص

اب تیرا مال لینے کی اورون کو فکر ہے
یہ بھی خبر نہین تجھے او بیخبر حریص

ہی حرص خوانِ نعمتِ منعم کو دیکھ کر
بیٹھا ہوا ہے مثلِ مگس بے خطر حریص

کوئی انھین برا کہے یا ہون کہین ذلیل
باندہے ہوے ہین حرص پہ اپنی کمر حریص

سائے کی طرح ہوتے نہین ایک دم جدا
ہی حرص ساتھ ساتھ ہی جائے جدھر حریص

کیا بارور ہے عشق مین نخلِ مرادِ غیر
پتھر اسے لگائین کہو ہین کدہر حریص

اک بوسہ لے کے مانگا لطافت جو بوسہ اور
وہ ہنسکے بولے آپ بھی ہین کسقدر حریص

ردیف ضاد

روے یوسف پہ بنا حسن و بہارِ عارض
میرے محبوب نے جھاڑا جو غبارِ عارض

گرمیٔ حسن مین ہے طولِ بہارِ عارض
خال سو گھٹ کے نہ کیونکر شبِ تارِ عارض

اے حسین خال سے ہے حسن و وقارِ عارض
طفلِ زنگی ہے شہنشاہِ دیارِ عارض

گرمیٔ حسن سے بھڑکی ہے جو نارِ عارض
بُندے یاقوت کے ہین یا کہ شرارِ عارض

خط سمجھتے ہین جسے عاشقِ زارِ عارض
ہو گئے گرد نگاہون کے یہ بارِ عارض

دام ہے خط سیہ خال سیہ دانہ ہے
طائرِ دل ہو نہ کسطرح شکارِ عارض

حسن دکھلا کے ہین کہتے ترے گوشِ نازک
قابلِ دید ہے یہ فیض جوارِ عارض

خط جوانی مین سیہ ہوتا ہے پیری مین سفید
رات دن دیکھتے ہین لیل و نہارِ عارض

وصل مین کیون نہ ہوا آگے اولٹ دے ہر بار
خط نکلتے ہی سیہ حسن حسینون کا چلا
دیکھہ کر جو ہر آیئنہ وہ رُخ کہتا ہے
خوب خورشید قیامت کے مزے لوٹیگا
بالیون کا ہے طلا سُرخ ہا ہمیشہ اے یار
آئنہ کہتا ہے شانے سے نہ چھوٹینگے کبھی
نزع مین قبر مین کہدونگا جو آئینگے علی
حُسن اپنا ہین دکھاتے کہ ہر اک بوسے لے

نازکی مین ہی نقاب آپکی بارِ عارض
اسپ مُشکی پہ چڑہا شاہ سوارِ عارض
ہین مرے عکس مین چبھتے ترے خارِ عارض
آنکھین سینکیگا ہر اک عاشق زارِ عارض
گوش پُر نور ہین یا شعلہ نارِ عارض
زلف کا صید ہے تو ہم ہین شکارِ عارض
کہ ازل ہی سے ہا ہمین عاشق زارِ عارض
کرتے ہین چاند سے تلوے ترے کارِ عارض

اہی لطافت جسے سب کہتے ہین باغ فردوس
اُس حسین نے یہ دکھائی ہے بہارِ عارض

عمر بھر کیون نہ ہون عاشق زارِ عارض
غسل ہو اور گڑی عاشق زارِ عارض
جستجو مین جو کسی مہر کے ہے سرگردان
ہی یہ عشاق کی تقدیر کا لکھا اے یار
میرے دلبر سے حسین بھی ہین لگاوٹ کرتے
مر گئے بھی بوسہ رخسار کا پکا نہ گیا
مین ندامت کے سبب قبر مین گڑجاؤنگا
اوج خورشید فلک دیکھہ کے کہتا ہے وہ یار
رنگ کندن سا تمہارا جو مھوس دیکھین
اُسکی تصویر کا خاکا جو بنائے بہزاد
گھر سے آیا ہے گلستان مین مرا رشک بہار

میری طینت ہے حسینون کا غبارِ عارض
دو جو ہاتھے کا عرق اور غبارِ عارض
داغ ہین ماہ فلک مین کہ غبارِ عارض
پڑہ سکے خاک کوئی خطِ غبارِ عارض
سُرمہ آنکھون کا بناتے ہین غبارِ عارض
خاک ہو کر ہون حسینون کا غبارِ عارض
دے کے مٹّی جو وہ جھاڑینگے غبارِ عارض
ہی یہ اک ذرہ بیقدر غبارِ عارض
مانگین اکسیر بنانے کو غبارِ عارض
صبح جنت کا سفیدہ ہو غبارِ عارض
جھاڑ دے دامن گل بڑہ کے غبارِ عارض

ہاے وہ مرگئے دبے سیکڑون ہن مٹی مین
صورتِ آئنہ ہوجاتے ہین صاف اور وہ گال
اس بہانے سے بلائین رخِ دلدار کی لین
طالبِ دید گئے گھبرا کے وہ فرماتے ہین
پھر نہ اندھا ہو عجب حسن کی قلعی ہو جائے
غیر کے ساتھ کیا کرتے ہو کوچہ گردی
پڑھتے ہین پر سورۂ اخلاص کے بگڑا جو وہ بت
واہ رے حسن عجب چہرۂ جانانہ ہے نور
تیرے اعضا کی صفائی سے ہے آئینہ بھی گرد

تھا گران جنکو نزاکت سے غبارِ عارض
لطف غازے کا دکھاتا ہے غبارِ عارض
دور سے آئے ہو جھاڑون تو غبارِ عارض
جھاڑے پنجۂ مژگان سے غبارِ عارض
آئنہ مانگ لیے اس سے جو غبارِ عارض
صاف دیتا ہے خبر مجھکو غبارِ عارض
تو کہا پھونک کے جھاڑا ہے غبارِ عارض
دھوپ پڑتی ہے تو بنتی ہے غبارِ عارض
کہ قضا سے نظر آتا ہے غبارِ عارض

سرخرو قبر سے اٹھین گے لطافت شیعہ
حشر کو خاکِ شفا ہوگی غبارِ عارض

محتسب خون بہا تو مئے احمر کے عوض
ہو یہ ظاہر نہ کدورت تھی کسی سے دلمین
واہ حسِ در پہ دھرین پاؤن کے بدلے سر ہم
میری تربت پہ وہ جب آئے تو بولے ہنسکر
بعد مرنے کے تو لازم ہے تمہین عزت دو
ہجر ساقی مین مجھے دیتے ہین طعنہ احباب
آنکے عاشق سے یہ رضوان نے کہا محشر مین
عشق مژگان مین جنون ہے مجھے سن اے فصاد
غیر نے زیست مین پایا جو مکان فخر نہین
ہونگے عشاق حلال آئی ہے عیدِ قربان

چور کر شیشۂ دل کو مرے ساغر کے عوض
میری تربت پہ ہو نصب آئینہ پتھر کے عوض
بے ادب غیر وہان پاون رکھے سر کے عوض
ہاین مرے نقشِ قدم پھولونگی چادر کے عوض
ہاے قم کہہ کے جِلاؤ مجھے ٹھوکر کے عوض
پیجیے خون جگر آپ مئے احمر کی عوض
آ جنان دین تجھے ہم کوچۂ دلبر کے عوض
کھول تو فصد مری خار سے نشتر کے عوض
قبر پائینگے ترے کوچہ مین ہم گھر کے عوض
لیکے نکلے ہین چھری آج وہ خنجر کے عوض

اب مجھے صبر نہین ابروہ اُٹھا ساقی ۔ دونون چلو مرے بھر دے کہین ساغر کے عوض

بھیجتا ہون جو کبھی اُس شہِ خوبی کے پاس نامہ دیتا ہون ہما کو مین کبوتر کے عوض

آئینہ اسنے بنایا ترے چہرے کی مثال آئینہ گر کو سزا دیتے سکندر کے عوض

کہو اطفال سے اُس چشم کا دیوانہ ہون ڈھیلے آنکھون کے لگاؤ مجھے پتھر کے عوض

وہ نہین آپ کے قابل اِسے لیجے صاحب ہے کلیجہ مرا حاضر دلِ مضطر کے عوض

نازنین آپ ہین بوجھ اِسکا اُٹھے گا کیونکر رکھیے پھولون کی چھڑی ہاتھ مین خنجر کے عوض

دوستو گورِ غریبان مین وہی ہے مری قبر کانٹے جس قبر پہ ہین پھولونکی چادر کے عوض

اُنکا قاصد بھی ہے کیا شوخ کہ خط دے کے مجھے مانگتا نقدِ دل انعام مین ہے زر کے عوض

پشت پر ہے جو مرے دفترِ اعمال کا بوجھ ہاے پیری مین کمر جھک گئی ہے سر کے عوض

خوف گفتار علی کو نہ لطافت کچھ تھا
بستر خواب پہ سوئے تھے پیمبر کے عوض

ردیف طاے مہملہ

اچھا تو ہے جو دفن کیوقت اُنکا آئے خط احباب شاد ہون مرا مردہ جلائے خط

قاصد نے اُسکے رنج دیا کیون دکھائے خط اپنا تو ایک بھی نہین سب ہین پرائے خط

اُس بُت نے دیکھتے ہی کیا پُرزے پُرزے کیون شاید خدا کے نام سے تھی ابتداے خط

تلقین کے عوض اُسے پڑھ دینا دوستو شاید ہمارے دفن کے وقت اُسکا آئے خط

بھیجون گا وصف چہرۂ رنگین مین لکھکے شعر درکار ہے مجھے ورقِ گل براے خط

نامے ہمارے اُنکو دکھانا نہ قاصدا جسطرح ہمکو غیر کے تو نے دکھائے خط

جوشِ جنون ہے نامہ لکھین قاصد اُسکو کیا لیجا ہماری جیب کا ٹکڑا بجاے خط

ہمنے جو نامہ بھیجا تو اُنکو دکھا دیا غیرون نے لکھکے بھیجے تو ہمسے چھپائے خط

قاصد کو بہیجین ہم کہ کبوتر کو بہیجین ہم
اے یار ہاتھہ کانپتے ہین رعب حسن سے
اب ہی یقین کہ قتل کریگا وہ کل مجہے
قاصد جواب لایا ہے تو اُنکے پاس سے
ہمکو تو ایک نامہ بھی لکھا نہ یار نے
جو مین نہ کہہ سکونگا کبھی وہ کہیگا یہ
قاصد یہ مجہہ سے کہتا ہے وہان ہم نجائینگے
دہوکے مین نامہ پھیر دیا ہے جو یار کا

کیا خوب وہان حلال ہو جو لے کے جائے خط
جام کسطرح سے تمہارا ابنائے خط
گردن پہ آج تیغ اُٹھا کر لگائے خط
پھر لون مین تیرے گرد تو ہونگا فدائے خط
غیرون کے پاس ہائے غضب خط یہ آئے خط
دے جاکے دل مرا نہین قاصد بجائے خط
جو ہاتھہ دہوئے جان سے وہ لے کے جائے خط
ہر وقت ہاتھہ مل کے مین کہتا ہون ہائے خط

لکھنا ہی حال گریہ لطافت اگر اسے
پہلے منگاؤ کاغذ ابری برائے خط

غیر واقف نہین کہ کیا ہے شرط
اچھی صورت ہو تو نہین معشوق
بہر تسکین عاشق بے صبر
میری جانب ضرور وہ دیکھین
باغ ہو اور پاس ہو معشوق
اونکے سننے پہ کچھہ نہین موقوف
حوصلہ دل مین چاہیے ہے ضرور
دل پُر آرزو مین چاہیے عشق
ظلم کرتے ہین تو کرین معشوق
نالہ بھی چاہیے جو اشک نہین
وقت آرائش ان حسینون کو

دل لگانے کو حوصلا ہے شرط
غمزہ و عشوہ و ادا ہے شرط
وصل معشوق مہ لقا ہے شرط
مگر اے عشق سامنا ہے شرط
پھر تو پینا شراب کا ہے شرط
عاشقو عرض مدعا ہے شرط
جیسے کشتی کو ناخدا ہے شرط
شہر مین جیسے بادشاہی شرط
عاشقون کے لیے وفا ہے شرط
کاروان کے لیے درا ہے شرط
غازہ کاجل مسی حنا ہے شرط

استخوان دل جلون کی شوق سے کہا ‏— کہہ نہ اُف اُف یہ اے ہما ہے شرط
بعد مرنے کے قبر پر میرے ‏— جائے لوح اُنکا نقش پا ہے شرط
وصل پر وہ ضرور ہون راضی ‏— عاشقو اُن سے التجا ہے شرط
آج گھر سے نکل کے وہ بولے ‏— چال سے حشر ہو بپا ہے شرط
عمل نیک کچھ مفید نہین ‏— یا علی آپ کی ولا ہے شرط

ہجر مین مستعد ہین مرنے پر
اے لطافت مگر قضا ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

اگر ہو آب کی حاجت پئے وضو واعظ ‏— شرابخانے سے بھر لاؤن مین سبو واعظ
بُرا شراب کو رندون مین کہہ نہ تو واعظ ‏— کہین نہ خاک مین ملجائے آبرو واعظ
سنی ہے وعظ تو میخوار ہین عدو واعظ ‏— جو بس چلے تو بہا مین ترا لہو واعظ
ارے بہار مین بنت العنب حرام نہین ‏— کسے دماغ کرے کون گفتگو واعظ
نماز و روزہ و تقوا و وعظ کچھ نہ رہے ‏— وہ حسن ایک نظر دیکھ لے جو تو واعظ
ارے حرام ہین دو تو شراب اور غیبت ‏— یقین کر نہین فرق ہمین ایک ہو واعظ
رہے اگر یونہین پیر مغان کا دور ادور ‏— پکارتا پھرے تو بھی سبو سبو واعظ
قسم بھی کھائے اگر یہ ہمین یقین نہین ‏— شراب مفت ملی اور پئے نہ تو واعظ
نماز کیا پڑھین پانی تو میکدے مین نہین ‏— جواز ہو تو کرین مے سے ہم وضو واعظ
حواس جاتے رہے اُس حسین کو دیکھتے ہی ‏— نماز پڑھنے لگا آج بے وضو واعظ
ہمارے سامنے پیر مغان کو بد کہنا ‏— میان وعظ یہ بیہودہ گفتگو واعظ
میانِ صحبتِ وعظ آج ہے فساد ضرور ‏— کہ بد مزاج ہین رند اور تند خو واعظ

دیکھے لطافت آکے اگر کوے یار کو
بلبل کی آنکھہ مین نہ رہے کچھہ وقار باغ

باہر اگر میان سی مقتل مین اٹھلاتی ہے تیغ
عاشقون کو ناز معشوقانہ دکھلاتی ہے تیغ

ای ستمگر کیا نزاکت اپنی دکھلاتی ہے تیغ
آج کیون مقتل مین چلتے چلتے رکجاتی ہے تیغ

جب نکل کر میان سے غصہ مین بل کھاتی ہے تیغ
خوب قاتل معرکہ مین آگ برساتی ہے تیغ

دیکھہ رہکر ڈاب مین تاثیر صحبت ہوگئی
جب لچکتی ہے کمر تیری تو بل کھاتی ہے تیغ

اور نہجائین اے ستمگر بسملونکی مرغ جان
دام جوہر اسلیے مقتل مین پھیلاتی ہے تیغ

جان نثارون مین تمھارے جبکہ ہوتا ہے فساد
میان سے کیا فیصلہ کرنے نکل آتی ہے تیغ

ہجر ساقی مین جو قصد مے کشی کرتا ہون مین
صاف ہر اک موج مے ساغر مین نہجاتی ہے تیغ

ہاتھہ مین آئینہ لے کر اے ستمگر دیکھہ تو
یہ شکن ہے تیری ابرو پر کہ بل کھاتی ہے تیغ

دیکھتا ہون چشم حسرت سے جو مین ہنگام قتل
دیدۂ جوہر سے مجکو آنکھین دکھلاتی ہے تیغ

اب پس و پیش اس کمر کی عاشقونکو ہے عبث
راستا سید ہا عدم کا انکو بتلاتی ہے تیغ

قتل ہو بلبل نہ کیونکر آتی ہے فصل خزان
سوکھہ کر ہر شاخ گل گلشن مین نہجاتی ہے تیغ

صحبت اہل سخن مین کیون زبان کھولون نہ مین
معرکہ مین اپنے جوہر خوب دکھلاتی ہے تیغ

میرے دامن دار زخمون مین چھپائے کیون نہ منہ
اے ستمگر مجکو بسمل کرکے شرماتی ہے تیغ

عجز میرا اسکی نخوت دیکھہ اے قاتل ذرا
جون جون اپنا سر جھکاتا ہون نہجاتی ہے تیغ

اے لطافت ہجر ابرو مین جو پڑتی ہے نظر
کیا مہ نو کی مری گردن پہ پھر جاتی ہے تیغ

ردیف فا

بڑہ بڑہ کے اس حسین کی کمر تک جو آئے زلف
سب عاشقون کو راہ عدم کی بتائے زلف

دیکھا یہ چاند سا چہرہ تو چھپا ابر مین ماہ
چاہیے آپ کو بھی اپنے مقابل کا لحاظ

کبھی کامل نکرے بحث کسی ناقص سے
جو کہ ناقص ہے اُسے چاہیے کامل کا لحاظ

وحشی نجد نہ آتے تھے قرین ناقہ کے
قیس کیوجہ سے تھا صاحب محمل کا لحاظ

ہاتھ پھیلائے ترے سامنے ہے اے منعم
مُنہ سے کہتا نہین کچھہ دیکھیہ تو سائل کا لحاظ

ہائے دربان ٹھہرنے نہین دیتا دم بھر
چاہیے ہے ترے دروازے کے سائل کا لحاظ

اہل دنیا کا عجب طور لطافت دیکھا
پاس حق کا نہین کچھہ ہے بھی تو باطل کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

صدقے ہوگی بزم مین گر در رخ جانانہ شمع
پردہ فانوس سے نکلی ہے بیتابانہ شمع

بس یہی ہین عاشق و معشوق مشہور جہان
سرو قمری بلبل و گل آپ ہین پروانہ شمع

ہجر کی شب ایک میری نیند آنیکے لیے
صبح تک بالین سر کہتی رہی افسانہ شمع

اسلیے تربت پہ میری شبکو گھیرے ہین پتنگ
تیرگی کے خوف سے بھاگے نہ بیتابانہ شمع

ہم تو کیا ہین اور کے عاشق سے بھی ضد ہے انہین
کہتے ہین آئی مری محفل مین بے پروانہ شمع

ہجر کی شب آکے میرے گھر در و دیوار سے
پھوڑتی ہے اپنے سر کو صورت دیوانہ شمع

قمری و پروانہ و بلبل تصدق ہون نکیون
سرو قامت پھول ہے رخ ساعد جانانہ شمع

ہون وہ عاشق دنکو بلبل نے چڑہائے آکے پھول
رات کو لایا ہی میری قبر پر پروانہ شمع

یون دل تاریک میرا داغ سے پُر نور ہے
جس طرح کرتی ہے روشن رات کو کاشانہ شمع

بزم مین اُنکے اگر تیری رسائی ہو کبھی
سامنے اُنکے بیان کرنا مرا افسانہ شمع

رات کو آئی تو مجھہ اہل سخن کی بزم مین
رعب لیکن اسقدر چھایا ہوئی گویا نہ شمع

مین وہ سودائی ہون بعد مرگ میری قبر پر
شب کو روشن کرنے آتا ہے ہر اک دیوانہ شمع

وصل کی شب ہین جو پردے مین ادھر ہم اور آپ
شام سے مسجد کے دروازے پہ جلتا ہی چراغ
روشنی تو ہے تمھارے چہرۂ پر نور کی ؎
انجمن مین اُنکی شب کو ہین قرینہ سے یہ سب
شام سے یہ اپنی محفل مین دیا ہے اُسنے حکم
ہجر کی شب خوف تھا تنہا نہ آئے میرے گھر

اسطرف فانوس مین مضطرب ہے پروانہ شمع
ساقیا رکھہ تو بھی بالائے درمینخانہ شمع
جلتی ہے ناحق بجھا دو بزم مین جانانہ شمع
آئنہ گلدستہ ساغر بوتلین پیمانہ شمع ؎
بے ادب آئین نہ پروانے نہ گستاخانہ شمع
ساتھہ اپنے لے کے آئی سیکڑون پروانہ شمع

اے لطافت بھیڑ پروانون کی لاکر سبکو ساتھہ
کرتی ہے آباد یہ اُجڑا ہوا کاشانہ شمع ؎

دیکھتے ہو رات کو جب سامنے آتی ہی شمع
کیا مرے گھر ہجر کی شب آکے گھبراتی ہی شمع
اہل محفل کو محبت اپنی دکھلاتی ہے شمع
میری تربت پر جو گورستان مین آتی ہے شمع
سمجھو یہ مطلب ہی جو فانوس مین آتی ہے شمع
جنبشِ شعلہ نہین یہ صاف اکہدو ہمنشین
ذکر ہم عشاق کا تو کیا اسے کہتے ہین حکم ؎
آہین جو کرنا ہو عاشق اُسکو محفل سے اُٹھا
عشق میرا اور تمھارا حسن ہے مشہور خلق
صبح ہی نزدیک رات آخر ہوئی اے اہلِ بزم
ہمسری کی اُنکے رُخ سے تو ہوا سر بھی جُدا
بعد مردن ہوتی ہے معشوق کو عاشق کی قدر
واہ میرے دوستون کے ساتھہ اکثر شام کو

کیا تمھارے چہرۂ روشن سے شرماتی ہے شمع
اپنا سر فانوس سے تا صبح ٹکراتی ہی شمع
دیکھو پروانے جلاکر خود بھی جلجاتی ہی شمع
گھیرتی ہی شب کو تاریکی تو گھبراتی ہی شمع
عاشقو پردے مین چھپنا اُنکو سکھلاتی ہی شمع
یہ تمھارے رعب سے محفل مین تھراتی ہی شمع
رو نہین سکتی تری محفل مین جب آتی ہے شمع
دیکھو روشن ہوکے جب آتی ہی بجھہ جاتی ہے شمع
ہین خجل پروانے مجھسے تمسے شرماتی ہی شمع
دو گھڑی اب اور دنیا کی ہوا کھاتی ہے شمع
اب سزا پائی ہے محفل مین تو پچھتاتی ہے شمع
مردہ پروانہ کو اشکون سے نہلاتی ہے شمع
پہلے ہی سے قبر پر روتی ہوئی آتی ہے شمع

صبح کو کھینچون جو اُس ملبوس گلگون کی شبیہ
ہو شفق خونِ کبوتر دھوپ سونے کا ورق

ہان سنہری رنگ کا اُس مہر کے لکھنا ہی وصف
اے فلک بنجائے اگر دھوپ سونے کا ورق

گل پہ ہو لطفِ مرصع کاری ایسی فصلِ بہار
قطرۂ شبنم ہو گوہر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی قبضہ پہ اُس شمشیر کے عاشق کا خون
بنگیا کیا خوب کھا کر دھوپ سونے کا ورق

قبرِ عاشق کی جو ہے پوشش چھپی دونا ہی حسن
بنگئی ہے پھر چادر دھوپ سونے کا ورق

نامہ اُس خورشید رو کو لکھ کے فارغ ہون جو مین
آئی پھر لوح بنکر دھوپ سونے کا ورق

تربتِ عاشق کا ہی گنبد طلائی ہر سحر
ہی شفق تانبے کی چادر دھوپ سونے کا ورق

زیبِ پشتِ آئنہ کرتے ابھی خورشید رو
کاش ہوتی اے سکندر دھوپ سونے کا ورق

سوئے گر صبحِ شبِ وصلت لپٹ کر مجھ سے وہ
آکے اُلٹی قرب بستر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی اُسکی سنہری تک جو پہنچی صبح کو
آرزو سے ہو لپٹ کر دھوپ سونے کا ورق

بام پر آئین گلوری لے کے سر امین جو وہ
کس لگاوٹ سے ہو آکر دھوپ سونے کا ورق

اے لطافت عکس روئے یار کو مین کیا کہون
ماہِ تابان مہر انور دھوپ سونے کا ورق

ہجر کی رات رہے ہم یہ سحر کے مشتاق
شام سے کان تھے ہر وقت گجر کے مشتاق

زلزلہ آئے پھنکے صور کہ برپا ہو حشر
نہ اُٹھے ہاین نہ اُٹھینگے ترے در کے مشتاق

آنکھ اُٹھا کر کبھی اس سمت بھی دیکھ او ظالم
ہم بھی بیٹھے ہاین تری ایک نظر کے مشتاق

جو پسند آئیگا ان دونون مین وہ لینگے
دل مرا دیکھ چکے اب ہاین جگر کے مشتاق

ہوئی شہرت مرے مرنے کی تو اک عید ہوئی
کان اغیار کے تھے ایسی خبر کے مشتاق

کچھ سمجھتے نہین نادان ہین ناواقف ہین
نخل الفت سے ہین کیون لوگ ثمر کے مشتاق

کیا قباحت ہے اگر اتنی اجازت دیدے
سیر کر لین ترے کوچے کی ٹھہر کے مشتاق

ہی جو کعبہ سے سوا آپ کے در کی حرمت
کچھ خبر ہے ادھر آئے ہین ادھر کے مشتاق

رہیگی فصل بہاری مین سیکشی گھر گھر
ہزار وعظ کہے روز کو بکو واعظ

نہ بچکے جائیگا بیڑہ سب پھنسا ہی رندون مین
شراب پی لے تو رہجائے آبرو واعظ

تباہ رند نہونگے نہ میکدہ ویران
یہ تیرے دل کی نہ نکلے گی آرزو واعظ

بھلا حلال ہے ایسی شراب بھی کہ نہین
کہ جسمین کچھ نہ مزا ہو نہ آئے بو واعظ

نہ پاک دھبون سے ہو جامہ پارسائی کا
اگر ہزار کرے اسکی شست و شو واعظ

نہ ہم شراب کرین ترک اور نہ تو غیبت
جو ہی ہماری یہ عادت وہ تیری خو واعظ

جو رند آتے ہین مسجد مین منع کرتا ہے
خدا کے گھر پہ بھی قابض ہوا ہے تو واعظ

وہ رند ہون کہ نہو ناگوار کچھ بھی مجھے
مین وعظ روز سنون ہو جو خوش گلو واعظ

لطافت آکے جو دیکھے بہار کوچۂ یار
کرے نہ سیر جنان کی پھر آرزو واعظ

عشق مین ہے مجھے جس حور شمائل کا لحاظ
اُسکو بھی چاہیے مجھ عاشق بیدل کا لحاظ

سامنے اُسکے نہ پھر شمع پہ اے پروانے
بے ادب تجکو نہین صاحب محفل کا لحاظ

اور عشاق کے دل سیکڑون پامال کیے
جانکر کعبہ وہ کرتے ہین مرے دل کا لحاظ

بے حقیقت سمجھ اور اُنکے دلونکو اے شوخ
جسمین الفت تری رہتی ہے کر اُس دلکا لحاظ

نہین معلوم صبا کہہ گئی ہے باغ مین کیا
غنچے ہین دم بخود ایسا ہی عنادل کا لحاظ

میان سے جب یہ نکلتا ہے جھکاتا ہون سر
کہ ہے قاتل سے سوا خنجر قاتل کا لحاظ

ہاے مقتل مین تڑپنے نہ دیا بسمل کو
قتل کے بعد یہ مانع ہوا قاتل کا لحاظ

دور سے دیکھ کے ناقہ نہ پکارا ہوتا
قیس کو چاہیے تھا صاحب محمل کا لحاظ

پردۂ ابر مین چھپکر تمہین دیکھا شب بھر
قابل دید تھا صاحب مہ کامل کا لحاظ

ظلم مظلوم پہ کرتا ہے جو تو اے ظالم
تجکو ہی خوف نہ کچھ خالق عادل کا لحاظ

خون کی چھینٹ پڑی کوئی نہ دامن پہ ترے
ذبح کے بعد ذرا دیکھہ تو بسمل کا لحاظ

اے توبھی دل اُسکا بھی ہو مبتلائے زلف
تصویر مین جو تیری مصور بنائے زلف

اک دل تھا دوست وہ بھی ہوا مبتلائے زلف
الفت مین جان لیگی ہماری بلائے زلف

اُس رُخ سے گر نقاب اوڑائے ہوائے آہ
بکھری کچھہ اسطرح سے کہ چہرہ چھپائے زلف

گر آپ حکم دین تو سنوارون مین ہاتھہ سے
شانہ کی احتیاج نہین کچھہ برائے زلف

کوئی نہ تم سے بزم مین بوسہ طلب کرے
گرتا زیانہ ایک کو بڑہکر لگائے زلف

شہرِ حلب سے ملک ختن جاؤن ہے یہ قصد
تعریف رُخ کی بعد کرونمین ثنائے زلف

برہم نہون کہین کہ وہ نازک مزاج ہین
مشاطہ خوب سوچ سمجھہ کر بنائے زلف

اے یار طائر دل عشاق کیا بچین
کاکل کے پھندے قہر غضب حلقہ ہائے زلف

غش آئے اُنکے حسن کے نظارے سے اگر
بڑہ بڑہ کے لخلخہ مجھے اپنا سونگھائے زلف

وہ آئے دیکھنا گل و سنبل کو باغبان
رُخ پر کوئی نثار ہے کوئی فدائے زلف

بے اذن یہ بکھر گئے رُخ پر تمھارے کیون
جوڑے مین کسکے باندہو یہی ہی سزائے زلف

عشاق کی زبان پہ دن رات ہجر مین
گہہ ہائے ہائے رُخ ہے کبھی ہائے ہائے زلف

ایدل چھٹا ہی ایک سے گر عشق مین تو کیا
گیسو و کاکل اور بھی دو ہین سوائے زلف

کہتا ہی مجھسے بال بنا کر وہ شوخ آج
اب دیکھہ دل کو تھام کے ای مبتلائے زلف

بوسہ تم اُنکے رخ کا **لطافت** سمجھہ کے لو
مار سیہ کی طرح کہین بل نہ کھائے زلف

دیکھتا ہے جو رخِ تابان دلبر کی طرف
پھر نظر کرتا نہین وہ مہر انور کی طرف

پیش داور دعوئے خون کر کے مین چھوٹا ہوا
ہو گئے سب اہل محشر اُس ستمگر کی طرف

صحبت ساقی مین گو بیٹھا ہوا ہون نہین خموش
جانب شیشہ ہے دل آنکھین ہین ساغر کی طرف

عاشقون کو اپنے کوچہ سے نکالا اُسنے جب
کچھہ گئے بتخانے کچھہ اللہ کے گھر کی طرف

ابتدائے روز فرقت سے ہمارا آئی خبر ہو
اُٹھتی ہے رہ رہ کے ہوک اس قلب مضطر کی طرف

ایک دن اس شوخ نے جھانکا تھا برسون ہو گئے
اب ہین لاکھون کی نگاہین روزن در کی طرف

بوسہ لینے کی ہے مجکو آرزو ہنگام ذبح
کیا کرون خنجر کا منہ ہے اس ستمگر کی طرف

سیر کیجے باغ کی سرو چمن سے کیا غرض
لاکھ اکڑی دیکھیے کیون اپنے ہمسر کی طرف

اے خوشا قسمت زہے عز و شرف حجاج کا
جاتے ہین کعبہ سے ہو کر کوے دلبر کی طرف

دیکھ قاتل اشتیاق ذبح کہتے ہین اسے
خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کی طرف

ہای کیا جانین کیا یک دل مین کیا سونچا وہ شوخ
پھر گیا یہان آتے آتے غیر کے گھر کی طرف

وہ دل پر داغ میرا دیکھتے ہین اسطرح
جیسے مفلس کی نظر ہو کیسۂ زر کی طرف

عاشقون کو مبتلا کرتی ہے خوشبو پھیل کر
دل کھنچے جاتے ہین اس زلف معنبر کی طرف

دیکھ ظالم خون کی پیاسی ہے تیری تیغ تیز
دیکھتی ہے چشم جوہر سے مرے سر کی طرف

قبر سے اٹھا ہین دیوانہ فرشتو ہوشیار
ہاتھ دوڑاتا ہون اب دامان محشر کی طرف

اے لطافت ہم وہ ہین مست مئے حب علیؑ
خلد مین گھر ہوگا اپنا حوض کوثر کی طرف

ردیف قاف

عکس رخ اسکا ہے کھا کر دھوپ سونے کا ورق
شاعر وہ ہے خاک پتھر دھوپ سونے کا ورق

باغ پر فصل خزان مین بھی ہے اک طرفہ بہار
ہو گیا ہر برگ کھا کر دھوپ سونے کا ورق

مرغ زرین بنگیا خط دے کے شاہ حسن کو
بنگئی ہر کبوتر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی گہنے پہ گر چاہے ملمع وہ حسین
بام پر ہو بہر زیور دھوپ سونے کا ورق

ذبح مین ہے کیا سنہرے رنگ کا قاتل کے عکس سے
ہو گئی ہے زیر خنجر دھوپ سونے کا ورق

وصل کی دولت سے مالا مال ہون ہر رات دن
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق

کیا ملمع سازیان اپنی دکھاتا ہے فلک
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق

بعد مُردن عشق صادق یون دکھاتا ہے اثر
غم مین پروانون کے رفتہ رفتہ گھل جاتی ہے شمع

رات کو جاتا ہے جسکی بزم مین وہ شعلہ رو
تا لبِ فرش اُسکے استقبال کو آتی ہے شمع

اک ہماری ہی سنا ہی آپکی محفل مین ہے
آپ بھی آتی ہی پروانونکو بھی لاتی ہے شمع

اے لطافت بزم مین اُس شعلہ رو کو دیکھکر
آتشِ رشک و عداوت سے جلی جاتی ہے شمع

ردیف غین

آئی ہی ابکی جوش پہ ایسی بہارِ باغ
مانند سبزہ سبز ہے ہر ایک خارِ باغ

میخوارو اب ہی آمدِ فصلِ بہارِ باغ
لو ابر اُٹھا بجھانیکو گرد و غبارِ باغ

سو جان سے نہ کیون ہون عنادل نثارِ باغ
جوبن پہ اندنون ہے عروسِ بہارِ باغ

تاراج سارا باغ ہوا آتی ہے خزان
باقی بس ایک سرو رہا یادگارِ باغ

اُس رشکِ گل کی دیکھی سواری جو باغ مین
سمجھی یہ عندلیب کہ آئی بہارِ باغ

خط سے بڑھی ہے اُس رخِ رنگین کی آبرو
دیوار کے سبب سے ہے دونا وقارِ باغ

فصلِ بہار پر تجھے بیکار ناز تھا
گلچین کہان ہین اب وہ گلِ بیشمارِ باغ

اے عندلیب حسنِ عروسانِ باغ دیکھ
تو کیا ہے خود نثار ہے اُنپر بہارِ باغ

جھولا پڑا ہے اُنکے لیے جس درخت مین
سچ تو یہ ہے وہی ہے درختِ افتخارِ باغ

اُس اسپِ خوشخرام کی بس ہے یہی مثال
بالکل سبکروی مین نسیمِ بہارِ باغ

سامان اگلے سال کا ہے یاد ابھی تلک
وہ ابر وہ ہوا وہ مے خوشگوارِ باغ

جب مستفیض ہو چکے فصلِ بہار سے
تسلیم کو جھکے شجرِ میوہ دارِ باغ

چارون طرف سے ابر نے گھیرا ہے باغبان
اب تو نکل کے جا نہین سکتی بہارِ باغ

گلزار مین یہ بادِ صبا کا ہے بندوبست
اُلجھی کبھی نہ چادرِ شبنم سے خارِ باغ

واہ خود اونکی کمر کا تو بھلا ذکر ہی کیا
رفتہ رفتہ ہوے معدوم کمر کے مشتاق

ایک گالی تری کھا کر یہ ملی ہے لذت
اے صنم دیر سے ہین بار دگر کے مشتاق

اونکے بیمار محبت ہین یہ جینے سے تنگ
کہ دوا پی کے ہین کمبخت ضرر کے مشتاق

انجمن مین نگہ لطف اودہر کی تو نے
ہای غضب رہگئی محروم ادہر کے مشتاق

اپنے گھر مین ہم ادہر غیر کے گھر مین وہ ادہر
شام سے جاگتے ہین دونون سحر کے مشتاق

مجکو ترپا گے وہ اغیار سے بولے ہنسکر
تھے یہ مدت سے مری تیر نظر کے مشتاق

ای لطافت نہین اب ہمکو کسی بات کا شوق
ہاین فقط وصل بت رشک قمر کے مشتاق

ردیف کاف

مدتین گذرین یہ ہے عشق کا چرچا ابتک
قیس و فرہاد زمانے مین ہین رسوا ابتک

سنتے ہین جب مرے نالونکی صدا وہ شب ہجر
کہتے ہین ہنسکے یہ کمبخت ہے زندا ابتک

آپ کے سایۂ دیوار نے ممنون کیا
تھا نہ سر پر مرے احسان کسی کا ابتک

اے صنم رسم محبت کو زمانہ گذرا ہے
واہ اوٹھا نہ تری شرم کا پردا ابتک

نزع کیوقت یہ انسان کو دہیان آتا ہے
ہاے ہم کسلیے آئے تھے کیا کیا ابتک

گر جلانا مرے مردے کا ہی منظور نہین ہے
آ بین رکھا ہی سر قبر جنازا ابتک

کوے قاتل مین بڑی بہیڑ ہے جانبازونکی
قتل لاکھون ہوے پر بند ہے رستا ابتک

ایکدن ہجر مین دل کھولکے رویا تھا مین
مدتین گذرین یہ ہے جوش پہ دریا ابتک

برسون گذرے ہین مجھے عشق فرہ ترک کیے
پرہے کانٹا سا مرے دلمین کھٹکتا ابتک

دوشو ہوتی نگاہ اونکی اگر دزدیدہ
میرے پہلو مین نرہتا دل شیدا ابتک

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ دیکھین پس مرگ
دل دہڑکتا ہے اُچھلتا ہے کلیجا ابتک

کہتے ہین قبر پہ میری غم وارمان و ملال ؎
ذکر جب قیس کا ہوتا ہے وہ فرماتے ہین
ہاے برسون ہوے بیمار ہو نہین عاشق چشم
ایجنون قیس کے ماتم کو زمانہ گذرا ؎
موشگافی تو بہت کی شعرا نے اے یار
ذکر جانبازئے فرہاد پہ وہ کہتے ہین
آج کی رات بھی تم آئے بہت خوب کیا
میکشو پیر مغان کیا ہمین سمجھائے گا
گو تم اچھے سہی یوسف سے مگر کیا کہئے

دیکھ ہم سب نے ترا ساتھ نچھوڑا ابتک
ہمکو ایسا نہ ملا چاہنے والا ابتک
اوسنے جھوٹون بھی کبھی حال نپوچھا ابتک
صف بچھاے ہوے ہے جادۂ صحرا ابتک
نہ کھلا بھید مگر تیری کمر کا ابتک
سُنتے آئے ہین پہ کوئی نہین دیکھا ابتک
بد گمانی رہی سوچا کیے کیا کیا ابتک
خود ہی معنے خطِ ساغر کے نہ سمجھا ابتک
نہوا کوئی خریدار تمھارا ابتک

آجکل طرزِ سخن گو کہ لطافت ہے کچھ اور
شعر گوئی مین وہی رنگ ہے اپنا ابتک ؎

آرام و عیش مین تو ہر اک دوست تھا شریک
یہ آسمان تو کیا ہے پھونچتے ہین عرش تک
آتی ہے لاش عاشق شیدا کی دہوم سے
مقبول بارگاہ الٰہی کبھی نہین ؎
پھر تو نقاب چہرۂ دلدار اوڑے ضرور
یارب مبرّہ اور منزّہ ہے تیری ذات
اے توبہ اُنکے حسن پہ عاشق نہو کوئی ؎
کیا کم تھے عاشقون کے لیے آپ کے ستم ؎
جب میری لاش اُٹھنے کی لوگون نے دی خبر
الفت کسی سے کر کے بلا مین پھنسنا ہو نہین ؎

وقتِ مصیبت آکے نہ کوئی ہوا شریک
نالون مین ہے ہماری جو آہ رسا شریک
گھر سے نکل کے آپ بھی تو ہون ذرا شریک
زاہد تری نماز مین تو ہے ریا شریک
گر ہو ہماری آہ مین کچھ بھی ہوا شریک
تو لاشریک ہے نہین کوئی ترا شریک
گر ہون نہ آکے غمزہ و ناز و ادا شریک
بیکار آسمان کو صاحب کیا شریک
ہنسکر وہ بولے ہوتی ہے میری بلا شریک
احباب ہین معین نہ ہین اقربا شریک

اوس در پہ ہو ضرور رسائی کبھی کبھی
اللہ کیا پڑی تھی مصیبت شبِ فراق
یہ منع کرنے آئے ہین یا پینے آئے ہین
روند امرا فزار مگر پڑھ کے فاتحہ
مجھ بیکس مریض کو ساقی نے دے کے جام
تنہا تو ایکدن نہین کھاتا مین اے کریم

گر آ کے ہم فقیرون مین ہو بادشا شریک
تھا دل سا دوست پاس پہ وہ بھی تھا شریک
ساقی کچھ آج بزم مین ہین پارسا شریک
کیا خوب ہے دفا مین بھی اُنکی جفا شریک
اتنا کہا شراب مین کر لی دوا شریک
ہر روز میری رزق مین ہے آسیا شریک

ہون دفن کربلا مین لطافت جو بعد مرگ
ہو بیشک اپنی خاک مین خاکِ شفا شریک

ردیف گاف

فرقت مین نہ اشکون کی بھی بالی سے بجھی آگ
وہ مہندی ملے پاؤن کو دھو کر جو ہین اُٹھے
روتا ہوا محشر مین جب آیا مین گنہگار
اللہ کی قدرت سے بچے خوب براہیم
کیسا نفسِ سرد عنادل نے بچایا
دوزخ سے لپکتے نظر آتے نہین شعلے
ای صل علے جبکہ محمد ہوے پیدا
دوزخ مین نہ آیا تھا جو مجھسا کوئی عاصی
آرام ملا قبر مین کب سوز درون سے
مین سوختہ تن حشر کو دوزخ مین جو پہنچا
یہ قلب و جگر پھنک رہے تھے سوز درون سے

دل مین ترے عاشق کے بھڑکتی ہی گئی آگ
دریا مین تلاطم ہوا ساحل پہ لگی آگ
مالک نے جہنم سے صدا دی کہ بجھی آگ
گرمی نہ رہی نام کو یہ سرد ہوئی آگ
گلشن مین کبھی آتشِ گل سے نہ لگی آگ
ہے ہمسے گنہگارون کے لینے کو بڑھی آگ
روشن تھے جو آتشکدے اُن سبکی بجھی آگ
رکھا جو قدم مینے بہت تیز ہوئی آگ
جب بجھ گئی دل مین تو کلیجے مین لگی آگ
مالک تو نکل آیا مصیبت مین پڑی آگ
اب اشک کے دریا نے بجھایا تو بجھی آگ

نالے شرر افشان جو کیے مینے شب ہجر
ہر سمت ہوا شور ارے آگ لگی آگ

بیت جو گڑی قبر مین مجھہ سوختہ تن کی
اوس شوخ نے غیرون سے کہا دفن ہوئی آگ

تم آئے بڑی خیر ہوئی جان بچی خوب
دل اور کلیجے مین بھڑکتی تھی ابھی آگ

تن ناریون کے اور بھی پھنکتے تھے لطافت
برساتی تھی جنگاہ مین جب تیغ علی آگ

ردیف لام

آئے وہ سیر کو جب باغ سے جائے بلبل
بدرنگا ہین کہین مس گل پہ نہ ڈالے بلبل

منہ سے ہین بولتے خوشخط مرے دیوان کے حرف
اس گلستان مین خوش آواز ہین کالے بلبل

بینوا ہم ہین سنا اوس گل تر کا قصہ
ہان بھلا ہوگا فقیرونکی دعائے بلبل

گل تر خشک خزان مین ہوے جیتی رہی ہے
کچھ جو غیرت ہو نہ پھر نام وفائے بلبل

بولے وہ کوچہ مین عشاق کی روحین پاکر
ہمنے کیا خوب ہاین اس باغ مین پالے بلبل

باغ مین دیکھتے ہی اوس گل تر کے گیسو
ڈس نہ لین تجکو کسی روز یہ کالے بلبل

جسم سے روح مری کی ملک الموت نے قبض
باغ چھوٹا پڑی صیاد کے پالے بلبل

ہو یہ بازار محبت مین مرے دل کی صدا
چہچہے سنلے کوئی جو رلگائے بلبل

باغ عالم مین موافق جو ہوا چل جائے
خود بخود گل ہون ترے چاہنے والے بلبل

باغ سے جاتا ہے وہ سرو قد و گل اندام
قمریان لوٹتی ہین ول ہین بہنائے بلبل

بہر صید آئے جو گلشن مین وہ صیاد حسین
کھل کھلا کر کہے ہر گل ادہر آئے بلبل

رفتہ رفتہ مرے گل پر ہوے عاشق کیا خوب
پیٹ سی پالون بہت تونے نکالے بلبل

اسقدر جلد نہ جا باغ سے اے فصل بہار
حسن گل دیکھ لے گلزار مین آئے بلبل

پر نکلتے ہی گلستان پہ ہے قبضہ ہوتا
تیری شہپر جھنون کے ہین قبائے بلبل

باغ مین سیر کو آتا ہے مرا پردہ نشین — پر ذرا دیدۂ نرگس پہ اوڑھا دے بلبل
باغبان خار ہی گلچین سے چمن مین کھاتا — ابتو پھوٹے دلِ مغموم کے چھالے بلبل
ہی شبِ وصل چمن مین ابھی ہو نا نہ خموش — داستان سُنکے تری نیند اُسے آئے بلبل
لے چلا باغ سے صیاد تو پھر گل نے کہا — تجکو اللہ کے کرتا ہون حوالے بلبل
کیا قیامت ہی نہین باغ سے ٹلتا صیاد — ہی طمع اور کوئی دام مین آئے بلبل
غیرتِ باغ سمجھتی ہے تجھے گر پوچھون — عارضِ گل کی قسم باغ مین کھائے بلبل
قدر کھلجائیگی ہم چل کے وہین بجتین گے — فصلِ گل ابکی برس باغ مین آنے بلبل
باغ پھرتا ہی تری آنکھون مین آتی ہے خزان — دیدۂ تر شجرِ گل کے ہین تھالے بلبل
گُل کی تو فصلِ بہاری ہین پرستش کرلے — سرو گویا چمنون مین ہین شوالے بلبل
پھر گلِ سرخ گلستان مین کھلے آئی بہار — زخمِ دل پھر ترے ہو جائینگے آلے بلبل
بد نگہ سے تو مرے گل کو نہین دیکھا ہے — پھول کو پھر قسم سر پہ اوٹھالے بلبل
آتشِ گل ہے بہت باغ مین بھڑکی ابکی — دیکھ کر چل نہ پڑین پاؤن نہین چھالے بلبل
عشقِ گل کا جو بڑھا خون اُگلنے لگے تو — رنج کھانے نہین کچھ مُنہ کے نوالے بلبل
پھر گلگشت گلستان مین بلائین اُسکو — منتظر ہم ہین کہ گلزار سے جائے بلبل
چمنون مین ہین گلِ سرخ کی ہر سمت صفین — کیا مجسم ہوے سوزان ترے نالے بلبل
کیا چمن مین ہے یہان آئے تو دل ٹھنڈا ہو — دیکھیے گلکاریون کے اوسکے دوشالے بلبل

روضۂ شاہ مین نالان ہین لطافت زائر
رشکِ فردوس وہ گلشن ہے نرالی بلبل

ہی فصلِ گل مین پیرِ مغان کی دُکان پہ قفل — گویا دیا ہے بادہ کشون کے دہانے پہ قفل
کہتا ہون نشہ مین ہے تابان کو دیکھ کر — کسنے لگا دیا ہے درِ آسمان پہ قفل
زندان کے در پہ طفلِ دبستان ہوے ہین جمع — ابجد کا کیا کسی نے لگایا یہان پہ قفل

محروم سیر سے ہین ندرے فصل گل مین خار
اے باغبان لگا نہ در بوستان پہ قفل

ہونٹون مین وہ دبا کے گلوری کو چپ ہوے
پایا عجیب رنگ کا انکی دہان پہ قفل

قارون کے سر پہ مال نے آکر یہ دی صدا
دوڑے نگاہبان ہوے مانع نہ پایا نہ یہ قفل

بلبل ہے بندوبست جو کرتی بہار مین
غنچہ کا چاہیے ہے در آشیان پہ قفل

حیران ہون اسکی ناف و کمر دیکھ کر کمال
وسواس کا لگا دیا صانع نے یان پہ قفل

انگیا کی گھاٹ پر سے وہ ہیرے کی دھگدگی
دیکھو جڑا ہوا ہے در گنج نہان پہ قفل

کھٹکا ہوا کہ غیر اسے لیگئے ہین ساتھ
دیکھا جو مینے جاکے صنم کے مکان پہ قفل

دیکھی ہے اسکی ناف تو ہون دیر سے خموش
گویا لگا دیا ہے کسی نے دہان پہ قفل

ملک عدم پہ بھی ہے کیا اسنے بندوبست
ہر دم ہے ڈاب کا کمر جانجان پہ قفل

صد شکر ہے کلید اوسی کی زبان مرے
ہی زیر عرش جو در گنج نہان پہ قفل

دروازہ کھول کر وہ بلانے کو تھا مجھے
طالع کا پیچ دیکھیے بگڑا کہان پہ قفل

دست سخی مین آکے صدا دے رہا ہی مال
کیون منعمو نہ آکے لگایا یہان پہ قفل

حب علی کے پاس لطافت کی ہے کلید
کیا غم جو ہوگا حشر کو باب جنان پہ قفل

چشم پروانہ مین مقتل ہے بنی ہر محفل
شمع کا ظلم سے کرتی ہے جدا سر محفل

مست ہین موسم گل مین ہے مقرر محفل
بادہ خواری کی رہا کرتی ہے گھر گھر محفل

کی مرے قبر پہ احباب نے مل کر محفل
رو کے اشکون کی چڑھا جائیگی چادر محفل

آئے وہ شمع تو پروانہ ہوا سپر محفل
بنکے فانوس خیالی کرے چکر محفل

مرگیا دیکھ کے اوس حور کی دم بھر محفل
صف بچھائے مرے ماتم مین دلا ہر محفل

شعلہ رو کو مرے دیکھین نظر بد سے اگر
روسیہ غیر ہون اسپند تو مجمر محفل

خاک پر ہم ہین پڑے قبر کے اندر تنہا
کی ہے بیفائدہ احباب نے باہر محفل

متصل دیگا جو ساقی مرا بھر بھر کے شراب
بلاغ فردوس مین ہوگی لب کوثر محفل

ہی تماشا مرے گھر آئنہ رخسار ہین جمع
فرط حیرت ہوا گر دیکھے سکندر محفل

سُرخ جوڑے کا مرے گل کے اگر عکس پڑے
ہوش اوڑے دیکھ کے ہو خون کبوتر محفل

بزم مین یار جو آیا تو بڑہی قوت روح
ہوگئی جسم کی خوشبو سے معطر محفل

عاشقانِ رخ و قامت ہین ترے باغ مین جمع
ہی قرین گل کے کبھی قرب صنوبر محفل

بادہ خواری مین خفا ہوکے جو اُٹھ جاوے وہ بت
مے کے شیشون پہ لگانے لگے پتھر محفل

ہین نکیرین علیؑ اور مرے سب اعمال
قابل دید ہوئی قبر کے اندر محفل

شبِ معراج نبیؐ تھے جو وہان عرش نشین
دیکھتے یہان سے علیؑ تھے سر بستر محفل

بھیجا اوس بزم مین خط پر یہ پھڑکتا ہے دل
مین تو محروم رہون دیکھے کبوتر محفل

بزم مین آئے بھو و نپر ہو چھڑک کر افشان
ہی غرض نیچون کی دیکھے جو ہر محفل

کس شہیدِ ستم و ظلم کا ماتم ہے بپا
ہی ستارون کی فلک پر جو کھلے سر محفل

ساغرِ مے نظر آیا ہے ہمین رات کو ماہ
جانتے نشہ مین ہین مجمع اختر محفل

نالے کیون کرتے ہین ناقوس بتون کے آگے
نہ اثر ہوگا کبھی دل کی ہی پتھر محفل

بزم مین پنجۂ مژگان پہ ہین آنسو اے یار
نذر دیتی ہے تجھے اشک کی گوہر محفل

شمع کے اشک لگن مین ہین عوض مہرون کے
خون پروانہ سوا دیکھے محضر محفل

کھولتے ہین وہ اگر زلف کی ناگن سر بزم
پوچھتی چشم سے ہے سانپ کے منتر محفل

قبرِ صوفی پہ ہی گلدام پھنسین تا کہ اسیر
جانتے دہوکے سے ہی پھولون کی چادر محفل

بڑھ گیا خضر کا سن دیکھ کے بزمِ جانان
کشتی عمر روان کو ہوئی لنگر محفل

بزم مین دستِ حنائی جو دکھائیگا وہ ترک
جان جائیگی مرے خون کی محضر محفل

بزم ہوتی ہے جو روشن ترے آجانے سے
اوڑھ کے شمعون کو لگا دیتی ہے ٹھوکر محفل

بزم مین یار بہ رومال جھلے جاتے ہین
اوڑ چلے کیون نہ کہ رکھتی ہے نئے پر محفل

حلقہ حلقہ ہین سدا گرد سلاطین جہان ؎ تیرے کوچہ کے فقیرون کا ہی بستر محفل ؎

اے لطافت یہ ہوا حکم خدا روز غدیر ؎
دین خلافت بہ علیؑ کرکے پیمبر محفل ؎

اپنی محرم کو چھپاؤ کہ ہے دلبر محفل ؎ ہوکے بدمست جو دیکھیگی یہ ساغر محفل ؎
جمع رندون کو کیا ہے تو پلا آکے شراب ساقیا ہیچ ہے بے شیشہ و ساغر محفل ؎
بادہ خواری جو کرے بزم مین وہ عالی ظرف لائے نوروز کو خورشید کا ساغر محفل ؎
بھر کے شیشہ مین جو لائے مرا ساقی مئے سرخ لے گئے آنکھون سے بڑہے چشم کی ساغر محفل
دل لگاتا تری آنکھون سے ہے یاد آجا پاس شیشہ کے دکھاتی ہے جو ساغر محفل ؎
آخری دور ہے ساقی ہے مرا جانے کو دیکھتا دیدہ حسرت سے ہے ساغر محفل ؎
بزم عشاق مین وہ پھول ہے گر آکر گل کہین باغ مین لے لے مری ساغر محفل
بزم مین منہ سے لگائے جو ہمارا ساقی ؎ برکت جان کے چومے لب ساغر محفل ؎
بزم مین آپنے پی ساتھ رقیبون کے شراب دل مرا دیکھ گیا بنکے ہے ساغر محفل ؎
مست آنکھین مرے ساقی کی اگر آئین نظر پھینک دے بادہ گلرنگ کی ساغر محفل ؎
جلترنگ آکے بجاتا ہے جو وہ زہرہ جمال جمع کر لیتے ہین کیا لول کے ساغر محفل ؎
بی ثباتی کی خبر دیتی ہین دریا کے حباب اوٹھ گئے چھوڑ کے اولٹے ہوئے ساغر محفل ؎

اے لطافت نہ کر اب کاسہ سر کو خالی ؎
کرچکا نظم بہت طرح سے ساغر محفل ؎

آگیا باغ باغ ہین جو کھلے ہین چمن مین گل کرکے سفر عدم کا ہین آئے وطن مین گل ؎
اندھیر دود آہ سے یون ہے شب فراق جیسے ہو شمع ماہ فلک پر گہن مین گل
جکڑینگے دوست مجکو رسن تاب سے کہو دیوانہ ہون گلون کا بنائے رسن مین گل
ساقین یار سے جو ہٹے شب کو پائنچے شمعین حیا سے جل کے ہوئین انجمن مین گل

روئے ہین خون قبر مین آنکھون سے ہی بہا
کمھلا کے یاد کرتے ہین بلبل کے چہچہے
کس نوجوان کے عشق مین جلتا ہی روز و شب
وہ غنچہ لب جو بزم مین چاہے چمن کی سیر
بو جبہ کب ہے بلبلِ تقریر یار تیز
شرمندہ رنگ رخ سے چمن مین ہین ڈوبتی
تختہ مین ہے گلاب کے سنبل کا بندوبست
دیوانے تیرے دشت مین طرفہ بہار ہین
پژمردہ دل ہوا ہے جو غربت مین دوستو
ہمسر ہوے تھی رخ سے ترے پائی یہ سزا
ہنس ہنس کے کھیلتا ہے وہ رشکِ چمن شکار
شب بھر گلے کا ہار ہین ہتے زہے نصیب
بلبل تو کیا کسی کی نہین رفع احتیاج
چھلا دیا ہی قہر و غضب سے جو یار نے
دل میرا چاک ہو کے گیا ہے جو دیر مین
ہم نے شکستہ خاطرون کا ٹکڑے دل ہوا
دین گر اجازت آپ تو یہ باغ مین ہے شوق
تاثیر مان جائین تری اے بہار ہم
سرسون ہماری آنکھو نمین پھولی خون بڑہا
اندھا ہوا ہے دیکھہ کے زلفِ سیاہ یار
وہ سو گئے ہین اسلیے ہار و نپہ رکھہ کے منہ

کافور کے بنائے ہین ٹکڑے کفن مین گل
شب بھر جو باتین سنتے ہین دولھا دلھن مین گل
تارے ہین یا کہ ہین تنِ چرخ کہن مین گل
بنجاہین آنسو شمع کے گر کر لگن مین گل
گویا کہ رنگ پان سے زبان ہے دہن مین گل
پاتے جو پانی آپ کے چاہِ ذقن مین گل
جوشِ جنون سے کیا جو بند ہے ہین سن مین گل
تلوون مین خار خاک ہر و نپر بدنمین گل
خط کے عوض سکھا کے ہین بھیجی وطن مین گل
تشہیر شہر مین ہوے بند ہکر رسن مین گل
ہین گولیون کے زخم کہ خندان ہر نمین گل
پاتے ہین بھینی بھینی جو خوشبو دلھن مین گل
زر سے ہوی ہین ہمسرِ قارون چلن مین گل
خورشید حشر سے ہین زیادہ جلن مین گل
پیش بتان بنا ہے کفِ برہمن مین گل
توڑے جو عشق دلبرِ پیمان شکن مین گل
پیوست تخم نیکے ہون سیبِ ذقن مین گل
کلیون کے ساتھہ نکلین جو بلبل کے تن مین گل
دیکھے جو زر و زرد نبو لو نکے تن مین گل
دون قرب چشم خال سے کالے کے پہن مین گل
لبسک جائین بوے تازہ سیبِ ذقن مین گل

آیا وہ رشک باغ تو پھولے یہ ہاتھ پاؤن
ہمنے لگائے شمع کے بدلے لگن مین گل

نکلا خطِ انکے رُخ پہ پڑے میرے دل مین داغ
گلزار مین ہین خار ہوے جمع بن مین گل

بادِ خزان سے کہدو کرے دفن اوڑا کے خاک
شبنم نے مُردہ پا کے لپیٹے کفن مین گل

کہتا ہون چشم یار کو آ ہو جو باغ مین
شاخین نکالتی ہین ہزارون ہرن مین گل

پژمردہ ہو گئے تھے جو تیزی سے دہوپ کے
کیا باغ باغ ہوتے ہین سورج گہن مین گل

چادر ہے میری قبر پہ پھولون کی بعد مرگ
مارا کسی نے مفت بندہے ہین رسن مین گل

عشقِ علیؑ کی مرکے لطافت بہار ہے
کیا داغہائے دل سے کھِلے ہین کفن مین گل

بی یار کھائے آتشِ گل سے بدن مین گل
ہم سیر کو گئے تو یہ پھولا چمن مین گل

اوڑ جائے رنگ دیکھین جو عاشق کی تن مین گل
کرتی ہین شوخیان بہت اپنے چمن مین گل

دندان و ساعد و رخِ جانان سے ہین خجل
گوہر صدف مین بزم مین شمعین چمن مین گل

قلیان کشی جو کی مرے رشکِ بہار نے
بلبل اُٹھا کے لیگئی اپنے چمن مین گل

دل بلبلون کے غم سے نکل آئے ہو کے چاک
فصلِ خزان مین بھی نظر آئے چمن مین گل

روشن رہا یوہین جو مرے داغِ دل کا نام
ہوگا چراغِ لالۂ احمر چمن مین گل

ثابت نہین کہ عشق مین کسکے ہے چاک چاک
سینہ مین قلب زلف مین شانہ چمن مین گل

مضمون ہین جو تازہ و رنگین بہار پر
دیوان ہے مرا کہ کھلے ہین چمن مین گل

ای تیغ ترک خون مرا جو ہر و ن مین ہو
طرفہ بہار ہو جو کھلین ہر چمن مین گل

دیتی ہین کیا بہار مین بلبل کا خون بہا
ہین زر بکف زمین سے نکلتے چمن مین گل

ہمنے جو رو کے باغ کو دریا بنا دیا
ترتے ہین بلبلون کی طرح ہر چمن مین گل

کہتی ہین وہ پہنکے کرن پھول قربِ رُخ
الماس کے کھِلے ہین ہمارے چمن مین گل

مدحِ عذارِ یار لطافت ہو کیا بیان

اس رنگ کے ہونگے جنان کے چمن مین پھول

دلِ رقیب نہین تیر یار کے قابل
حرام طیر کہان ہے شکار کے قابل

امام عصر نہ کیونکر ہون شاد شیعون سے
یہی گروہ ملا انتظار کے قابل

سوا نبیؐ کے اُٹھاتا علیؑ کو دوش پہ کون
رسول ہی تھے امامت کے بار کے قابل

نرکہیے آکے عیادت کے بار احسان کو
نہین یہ بوجھ مرے جسم زار کے قابل

مری لحد پہ چڑھائی جو اُسنے چادرِ اشک
کہا یہ تحفہ ہے ایسے مزار کے قابل

گلے لگا کے یہ کہتی ہے کربلا کی زمین
نہین حسینؑ کا زائر فشار کے قابل

گلون کو دیکھ کے لیلی سے قیس کہتا تھا
تو ایک میرے لیے یہ ہزار کے قابل

جہان مین احمدؐ و عیسی کے امتحان مین ہی فرق
ہوے یہ عرش کے لائق وہ دار کے قابل

قفس مین ہاے وہ بلبل ہون مردہ دل صیاد
خزان کا رنج نہ سیرِ بہار کے قابل

تری مژہ کے ہین مشتاق دیدۂ پُر اشک
یہ آبلے وہ نہین جو ہون خار کے قابل

پہنکے طوق یہ کہتی ہے سرو پر قمری
گناہگار محبت ہین دار کے قابل

وہ بولے اس دل مردہ کو مل کے تلوون سے
کہ میت ایسی ہے ایسے فشار کے قابل

جھٹک کے خاک گنہگار کی وہ کہتے ہین
نہین یہ دامنِ پاک اس غبار کے قابل

وسیع ہے تری رحمت مرے گناہ کثیر
حساب اُسکا نہ یہ ہین شمار کے قابل

سوال بوسۂ دندان پہ یار کہتا ہے
نہین فقیر دُر شاہوار کے قابل

کفن پہنتے ہین ہم غیر کی نظر نہ لگے
کہ ہے یہ وضع عدم کے دیار کے قابل

شراب طیب و طاہر کا جام دے ساقی
نجس یہ مے نہین مجھ بادہ خوار کے قابل

منگائین ہم خبر رہروان ملک عدم
پیام بر جو ملے اُس دیار کے قابل

ہر ایک گیسوی مشکین تراختن کا ہی مول
ہر ایک تار خراجِ تتار کے قابل

بنا کے سرمہ مری خاک آنکھین جھپکاؤ
پسا ہوا ہو نہین ایسے فشار کے قابل

سزا ملی ہے یہ گندم کو صبر آدم سے
کہ ہے جہان مین پس پس کے نار کے قابل

مرے تڑپنے کو کافی کہان ہی عرصۂ حشر
یہ تنگ جا نہین مجھ بیقرار کے قابل

یہ رو کے صاحبِ محفل سے شمع کہتی ہے
بُجھا کہ مین رہون تیرے فرار کے قابل

کمان گرچہ خمیدہ ہے پر ہے تیر افگن
عدو کا عجز نہین اعتبار کے قابل

تمھاری آنکھ کے سرمہ مین گر گیا مین زار
نئی زمین نکالی مزار کے قابل

زہے نصیب لطافت ملے جو وہ مے خلد
بنے جو مومن و پرہیزگار کے قابل

تم ہو گلشن مین مقرر ہین شان معبودی کے پھول
ملتجی ہین عارضِ رنگین سی بہبودی کے پھول

باغ کی دکھلائی ابراہیم کو تو نے بہار
بنگئے صحرا مین شعلے نار نمرودی کے پھول

فرشِ بزمِ یار پر ہے باغ کی گویا بہار
تختہ سوسن کا بنے ہین مخمل عودی کے پھول

بعد مرنے کے یہ دولت خاک مین ملجائیگی
ای دنی نفعے نہ کھا کھا کر زرِ سودی کے پھول

بلبلین کہتی ہین سنبل سے پریشان ہوگا تو
حُسن دکھلا کر نہ اپنے گیسوی دودی کے پھول

اسقدر کیون جلد جاتی ہے تو اے فصلِ بہار
باغ مین بلبل سے شاکی ہین ترے زودی کے پھول

مات ہو بلبل سناؤ باغ مین تم زمزمے
ہین بہت مشتاق اے گل لحنِ داؤدی کے پھول

وصل مین گر چٹکیان لے ناز سے وہ گلبدن
نیل ہیرے جسم پر عودی ہون داؤدی کے پھول

عشق مین جانا خلیل اللہ کا تھا طرفہ بہار
فرسخون جاتے تھے اڑ کر نار نمرودی کے پھول

ہجر مین اُس گل کے جب اُٹھا اطوفان اشک
کیا اثر تھا سنگریزے ہوگئے جودی کے پھول

باغ مین منعم کسی کو آنے کیون دیتا نہین
کیا ہی اشرفیان سمجھتا زرد داؤدی کے پھول

دیکھتے ہی دیکھتے آنکھون سی غائب ہو گئے
تھی بہار اپکی انارِ خاک و بارودی کے پھول

آہ نہین صیاد کا دل آہ سے گرد و جو نرم
عندلیبو ہون مقر اعجاز داؤدی کے پھول

وہ شگفتہ دل ہو نہین ہٹتی اگر کی جب جلے
جابجا گر کر لحد پر بنگئے عودی کے پھول

ای لطافت اوسنے مستی ملکے جب کین گلیان
باغ مین کیا پھولے عودے عودی داؤدی کے پھول

ردیف میم

سنسان بعد قیس ہوا جب کہ بن تمام
آیا ہمارے حصہ مین دیوانہ پن تمام

شیرین وشون کے عشق مین مرنیکی ملتی داد
افسوس ہمسے پہلے ہوا کوہ کن تمام

چشمان یار کی جو مین وحشی کرون ثنا
آنکھین چرائین دشت مین مجھسے ہرن تمام

مینے جو ہجر یار مین کی آہ آتشین
جلکر زمین پہ تن سے گرا پیرہن تمام

وہ گلبدن اکڑ کے چلا ہے جو باغ مین
گڑگڑ گئے ہین شرم سے سرو چمن تمام

جلوا مرے صنم کا اگر دیکھین اک نظر
توڑین بتون کو دیر مین خود برہمن تمام

شیرین نے کی نہ بات نہ دیکھا اُٹھا کے آنکھ
آخر اسی ہوس مین ہوا کوہ کن تمام

کیا بات ہی دہان صنم کی خدا گواہ
ہین تنگ اسکے وصف مین اہل سخن تمام

گر وہ اُلٹ دین چہرۂ شفاف سے نقاب
حیران مثل آئنہ ہو انجمن تمام

دست جنون سے چھوٹے بس مرگ بھی نہ ہم
ہی چاک چاک مثل گریبان کفن تمام

ہو شاخ آبنوس اگر شمع جلکے آئے
ایسا سیاہ ہے مرا بیت الحزن تمام

وہ گل جو بات ناز سے کرتا ہے بزم مین
ہوتے ہین تنگ دیکھ کے غنچہ دہن تمام

دور فلک مین واسطے کامل کے ہی زوال
پڑتا ہے دیکھو بدر پہ اکثر گہن تمام

سوز وگداز دیکھو جو پروانہ مرگیا
جل جل کے غم سے ہو گئی شمع لگن تمام

زندہ سدا رہیگا لطافت جہان مین کون
جب آ کے شش جہت مین ہوے پنجتن تمام

جاتے ہین سوے ملک عدم اس جہان سے ہم
اب تنگ آ گئے ستم آسمان سے ہم

بعدِ فنا لحد بھی ہماری نہین بنی
بیٹھے تو پھر اُٹھے نہ ترے آستان سے ہم

بے اذن دختِ رز پہ نگہ ڈالین کیا مجال
باہر نہین اطاعتِ پیرِ مغان سے ہم

آئینہ دیکھنے نہین دیتا ترا جمال
گر حکم ہو ہٹا دین اسے درمیان سے ہم

سب رہروانِ ملکِ عدم آگے بڑھ گئے
ہین پیچھے پیچھے گردِ پسِ کاروان سے ہم

کہتے ہین میرے بعد مجھے یاد کرکے وہ
لائین اب ایسا چاہنے والا کہان سے ہم

کھلتا کسی طرح نہین اُنکے دہن کا بھید
پوچھین گے ایکدن کسی اہلِ زبان سے ہم

آوازِ صور سے بھی نہ چونکین گے حشر کو
غافل ہین ایسی موت کے خوابِ گران سے ہم

دیتا ہے بے خطا ہمین ہر وقت گالیان
اے عشق عاجز آئے ہین اُس بدزبان سے ہم

ظلم اک طرف یہ سنگِ حوادث بھی گر لگے
کچھ ہو مگر دبین گے نہ اس آسمان سے ہم

کافی بس اپنی آہِ رسا لاغری مین ہے
روز اونکے گھر مین جاتے ہین اُس دبا سے ہم

یارو نہ پوچھو ہاے تمہین کیا پتا بتائین
اس دل پہ چوٹ کھا کے ہین آئے کہان سے ہم

کمبخت اوسکے در سے اوٹھاتا ہے رات کو
اب قصد ہے کہ ساز کرین پاسبان سے ہم

وہ آج مانگتے ہین اشارے سے دل مرا
مطلب یہ ہے کہینگے نہ اپنی زبان سے ہم

سینہ پہ داغ درد ہے دل مین جگر مین زخم
یہ تین تحفہ لائے ہین یارو وہان سے ہم

ناقدر سے جہان مین لطافت غرض نہین
لینگے سخن کی داد کسی قدردان سے ہم

ردیف نون

ہوئی قیدِ حیات آفت عزیز و ہجر جانان مین
ہمارے جسم مین ہے روح یا یوسف ہے زندان مین

ہوی اجلاف ہمسر ہے دورِ چرخ گردان مین
کہ جیسے سنگ ہم پلہ جواہر کے ہو میزان مین

نہین افشان کے ذرے حسن سے اس زلف پیچان مین
تماشا ہی نظر آتے ہین جگنو سنبلستان مین

ملک مین ہی نہ پریونہین نہ حورونہین نہ غلمانہین
پری رو تیرے دیوانہ کے مرنے سے ہی ویرانہ
حنا بستی ہی شمشاد چمن پامال ہوتے ہین
محبت سی قسم کھاتے ہین میرے سرکی کیون قاتل
رخ و پیشانی و گیسو و لب کا اُنکی شہرہ ہے
گیا جوش جنون نے لاغری مین کیا مجھے غائب
نہین ہوے سیہ پشت لب رنگین جانانہ پر
تری زلفون کے سودے مین نہ صحرا سے کہین نکلا
لپٹ کر رات بھر کیا چین سے ہم ساتھ سوتے تھے
پھڑک کر ہجر گل مین دم نکلجاے جو بلبل کا
جو مین داغ عزیزان لے کے آیا فاتحہ پڑھنے
بنا کر قبر اپنی چین سے سوون قیامت تک
صفت اس چشم کے صحرا مین لکھون شاخ آہو سے
دل پرداغ مین جلوہ ہے اُسکے روی روشن کا
ترا احسان بعد مرگ اے باد صبا ہوگا
گمان ہوتا ہے مجکو ہین کنوئین مین حضرت یوسف
الٰہی خیر دیکھین آج سر کٹتا ہے کس کس کا
اُٹھا مین دھوپ گر اک روز مجنون کی صحرا کی
نہ کیون یہ شش جہت تا زندگی زیر نگین رہتے
جنون مین بھی مری عزت ہے خالق کی عنایت ہے
قدم جوش جنون مین جانب صحرا جو بڑھتا ہے

ادا و غمزۂ و ناز و کرشمہ ہے تما و انسانہین
پہاڑونہین بیابانونہین بازارونہین زندانہین
وہ جب اٹھکھیلیون کی چال چلتے ہین گلستانہین
دبا جاتا ہو نہین غیرت کے مارے بار احسانہین
حلب مین چین مین تاتار مین شہر بدخشانہین
او لیجھہ کر ہاتھہ میرا رہ گیا تار گریبانہین
دہوان اے جوہری ہے تما آتش لعل بدخشانہین
بنا زنجیر پا مجکو ہر اک جادہ بیابانہین
بہت صحبت ہے گرم اوس آتشین رخ سی مستانہین
تو اے صیاد اسکو دفن کردینا گلستانہین
ہوا لطف چراغان رات کو گور غریبانہین
ملے اے آسمان دو گز زمین گر کوے جانانہین
سیاہی ہے دواتو نکی طرح چشم غزالانہین
گل خورشید بھولا دیکھنا سرو چراغانہین
ہماری خاک پہنچانا اوڑا کر کوے جانانہین
نہایت حسن سے ہے خال اُس چاہ زنخدانہین
سحر کو اوٹھہ کے منہ قاتل نے دیکھا تیغ عریانہین
پڑین کانٹے زبان خشک ہر خار مغیلانہین
جناب پنجتن کے نام تھے مہر سلیمان مین
قدم لیتے ہین کس تعظیم سے کانٹے بیابانہین
ہمارے پاؤن پڑتی ہے ہر اک زنجیر زندانہین

دلا کیا فخر جائے سفلہ گر محفل مین اعلے ہے
ہمیشہ سے سبک بالا گران پائین ہی میزان نہین

لڑکپن مین بھی وصل عاشق و معشوق سے خوش تھا
پر بلبل کی رکھتا تھا نشانی مین گلستان نہین

وہ رشک مہر تل بیٹھا ہے صدقے ہی دل عاشق
منجم کہہ رہے ہین آفتاب آیا ہی میزان نہین

میسر وصل دلبر کا نہین ہوتا لطافت کو
گذرتے ہین یونہین دن ہجر کے امیدوار نہین

دلا صنم کی کمر کا خیال ہے کہ نہین
لگی ہے چوٹ تو شیشہ مین بال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو داغی وہ فخر سے بولے
بتاؤ حسن کو میرے کمال ہے کہ نہین

دکھا کے آئنہ کہتا ہون یار نوخط سے
اس آفتاب کو دیکھو زوال ہے کہ نہین

وہ ترک قتل مجھے کر کے طعن سے بولا
بتاؤ بوسہ کا اب بھی سوال ہے کہ نہین

بتون کے ہجر مین برسون سے دل تڑپتا ہے
مرے نصیب مین یارب وصال ہے کہ نہین

عدم مین جاؤنگا تو شاعرون سے پوچھونگا
بتاؤ وصف کمر کا محال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو اونگلی سے وہ قمر بولا
بتاؤ ہمسر ناخن ہلال ہے کہ نہین

کسی کے کہنے کا انکو اگر یقین نہو
خود آ کے دیکھین مرا غیر حال ہے کہ نہین

عوض مین بوسہ کے دل لے کے میرا وہ بولے
بتاؤ عاشقو ارزان یہ مال ہے کہ نہین

دکھا کے کان کی بجلی وہ مجھسے کہتے ہین
بتاؤ حلقہ بگوش اب ہلال ہے کہ نہین

مریض ہجر سے وہ بعد وصل پوچھتے ہین
فراج اب تو تمھارا بحال ہے کہ نہین

تہ زمین کوئی قارون سے پوچھ لے جا کر
وبال واسطے انسان کے مال ہے کہ نہین

ہمیشہ انکو ہے اٹکھیلیونکی چال سے کام
نہین خیال کوئی پائمال ہے کہ نہین

بستر سے نزع کے عالم مین موت کہتی ہے
گنہ سے اب بھی تجھے انفعال ہے کہ نہین

گلے لپٹ کے لطافت سے بولے وہ شب وصل
بتاؤ ہجر کا اب بھی ملال ہے کہ نہین

سودا کے داغ سر سے پا تک ہین میری تن مین
مجنون سے کوئی کہدے پھولا ہے ڈھاک بن مین

ہی عشق بھبھین بدلے حاضر ہر انجمن مین
پروانہ مخملون مین بلبل ہے ہر چمن مین

مژگان کبھی ہین دل پر کیا عشق گلبدن مین
پھولون کی بدلے کانٹے بوئے ہین اس چمن مین

باندھا ہی اس خطا پر اُسنے مجھے رسن مین
بے آبرو ہوا ہون گر کر چہِ ذقن مین

آوارہ تھے جو عشق گیسوے پرشکن مین
مانند مشک آئے پھر کر نہ ہم وطن مین

مشغول ہون جو وصفِ دندانِ سیم تن مین
ہی آبرو بھرے ہین موتی مرے دہن مین

گر چشم دل ہو بینا جاوُن نہ مین چمن مین
ہی چار باغ عنصر کی خود بہار تن مین

دندان قربِ لب ہین اُس شوخ کے دہن مین
شانِ خدا ہے موتی پیدا ہوے یمن مین

دندان کا ہی تصور ہین چشم تر مین آنسو
کیا پھول موتیے کے پھولے ہین اس چمن مین

دیکر فشار جسم خاکی سے قبر بولی
کیون ہم بغل نہون مین آیا ہے تو وطن مین

کانٹے خطِ سیہ کے بڑھ کر نکالتے ہین
دل گر پڑا ہے کِسکا تکے چہِ ذقن مین

وہ زار ہون کہ مجکو وصلِ حسین سدا ہے
بن بن کے بو رہا ہون یوسف کے پیرہن مین

سر پھرتے پھرتے میرا فرقت مین تھک گیا ہے
بیٹھا رہا اوٹھائے رنجِ سفر وطن مین

کیا توسنِ صنم کی چالاکیون کو لکھون
چھل بل نہ یہ پری مین شوخی نہ یہ ہرن مین

چوٹی مین اوس پری کے موباف نقرئی ہے
بجلی چمک رہی ہے کس حسن سے ختن مین

کس درجہ صبح فرقت بے نور چاندنی تھی
مین مردہ دل یہ سمجھا کافور ہے کفن مین

ہی تنگ تیرا عاشق کسطرح وصف لکھے
اک نقطہ کی سمائی مشکل سے ہے دہن مین

خط رخ پہ ہے نمایان للہ بوسے دیجے
خیرات کیجیے کچھ خورشید ہے گہن مین

بولی دوات لکھا جب وصف اُن لبون کا
شکر بھری ہوئی ہے گویا مرے دہن مین

گردش جو ہے ہمیشہ کہتی ہے چشم جانان
حاصل ہے ہمکو دیکھو سیرِ سفر وطن مین

فرہاد قیس وامق پروانہ کبک بلبل
شاگرد میرے یہ سب ہین عاشقی کے فن مین

اسلام کے ہی پردے مین کفر شیخ پنہان
آیئنہ ہاتھ مین ہے آنکھین ہین وہ اڑتے

تسبیح ہے پروی زنار برہمن مین
نرگس کی سیر ہوئی ہے حسن کے چمن مین

وابستہ کربلا سے ہے دل ترا **لطافت**
کام آیئے گا یہ ذرہ بعد فنا کفن مین

گل کی لپے ہوئی ہے فرقت جو روح و تن مین
کیا شاد حشر کو ہی عاشق کی روح تن مین
لین چٹکیان جو اسنے تو نیل ہین بدن مین
اف اف غضب کی سوزش سودے سی ہی بدن مین
لیلی کی بو سے عاشق حسرت سے رو رہے ہین
عبرت کی جا ہی دیکھو وہ خاک مین دبے ہین
حسرت سے ہاتھ اپنی کیونکر ملے نہ عاشق
ہر ایک سے صدف مین ہے یہ صدا گہر کی
باغ جہان ہے فانی بلبل نہ دل لگانا
مجھ زار کو جنون ہے عشق بتان مین یارو
پہلے پہل جو آیا صحرا مین تیرا مجنون
اللہ رے بعد مردن تاثیر آہ سوزان
ہی رعب دشمنون پر خاموش گو کہ مین ہون
عشق بتان مین ہم ہین بعد فنا بھی نالان
منہ سے جو منہ ملایا لبس ہو گیا معطر
منعم کی کیون نہ میت ہو قبر مین برہنہ
او اس شعلہ رو کو محفل مین رات بھر دعا دی

بلبل کے پھول کر دے اے باغبان چمن مین
جیسے سفر سے آئے پھر کر کوئی وطن مین
سوسن کا تختہ پھولا ہے خوب اس چمن مین
صورت سے میری جلتا ہے ہر چنار بن مین
ہی آنسوون کا پانی انکے چہ ذقن مین
مٹی کا عطر جنکو تھا بار پیرہن مین
ہیہات ہاتھ اسکا ہو دست برہمن مین
بے آبرو رہیگا جب تک ہی تو وطن مین
غنچہ چٹک کے ہردم کہتے ہین یہ چمن مین
بدلے رسن کے باندہو زنار برہمن مین
تعظیم کو بگولے ہر سو اٹھے ہین بن مین
چنگاریون کی صورت کافور ہے کفن مین
شمشیر میان مین ہے یا ہے زبان دہن مین
ہین صرف ہڈیان بھی ناقوس برہمن مین
خوشبو گلاب کی سی اس گل کی ہے دہن مین
بناس کہہ رہے ہین اک برد ہے کفن مین
گر شمع کی زبان ہو گلگیر کے دہن مین

اس شعلہ رو کو شب بھر محفل میں دہ دعا دی

دو دہانا کی ٹپی کا پھول او سینے رکھے
ثمرہ ملا تو کیا کیا پھولا ہی ڈہاک بن مین

شکر یہ اپنے قاتل کا کچھہ ادا کرین ہم
گر تیر کے زبان ہو ہر زخم کے دہن مین

تسبیح پاس اسکے زنّار اسکا بانا
بی شبہ رشتہ داری ہی شیخ و برہمن مین

فانوس مین ہے جیسے خاموش شمع جلتی
پھکتا ہی تن ہمارا اسطرح پیرہن مین

آیا خزان کا موسم کاٹو گلون کو اپنے
یہ برگ حسک خنجر ہین بلبلو چمن مین

دیوانون کو ہوا ہے صحرا مین کیا تماشا
اک آگ سی لگی ہے پھولا ہی ڈہاک بن مین

رائج ہوے ہین جیسے دینار داغ دل کے
خورشید و ماہ دونو کھوٹے ہوے چلن مین

جی جاؤن مر کے شاد رہی روح کیا فرا ہو
دم نکلے اے **لطافت** گر عشق پنجتن مین

ہو گے صد چاک کہا دل نے کہ حیران ہو نہین
کسی دیوانے کا شاید کہ گریبان ہو نہین

لاغری جیسے بڑھی بندہ احسان ہو نہین
ساتھہ رہتا ہون ترے سایہ مین پنہان ہو نہین

تیری بیباکیون سی بزم مین حیران ہو نہین
تہرے بوسے تو لے غیر پشیمان ہون مین

ہجر کی رات نہین صبح کا خواہان ہو نہین
شام سے مثل سحر چاک گریبان ہو نہین

آئنہ دیکھ کے نیرنگ جہان کہتا ہے
آنکھ جس روز سے کھولی یو ہین حیران ہو نہین

چاندنی آکے ہر اک گھر مین ہی کہتی شب کو
زینت خانہ ہون ناخواندہ وہ مہمان ہو نہین

دست وحشت ہین جو گستاخ تو کہتا ہی ہلال
کیون نہ پوشیدہ رہون شکل گریبان ہو نہین

ناز سے کہتے ہین وہ ہجر کا کیون شکوہ ہے
یہ تو ظاہر ہے کہ دل مین ترے پنہان ہو نہین

ہتکڑی سے یہ مرے طوق نے وحشت مین کہا
آستین تو ہی جنون مین تو گریبان ہو نہین

ناز سے کہتی ہی وہ تیغ مثال معشوق
کیا گلے لوگ لگاتے ہین جو عریان ہو نہین

آج بوسی لب رنگین کے لپٹ کر لون گا
وہ خفا ہونگے تو کہدونگا پشیمان ہو نہین

مومنون سے یہ صعوبت مین ہے دنیا کہتی
طالب عیش نہو مجھہ مین کہ زندان ہو نہین

شمع پر جلکے کہا بزم مین پروانے نے — جامے سے سر پہ ہی ناخوانده وه مہمان ہونین
آتے جاتے اُنھین دیکھون نہ رقیب آئے ہے — کیا مزا ہو جو درِ یار کا دربان ہونین
دانۂ خال یہ کہتا ہے نہ کیونکر ہون سیاہ — آتشِ حسنِ رُخِ یار سے بریان ہونین
میرے محبوب کو دیکھا تو کہا یوسف نے — نام کو خلق مین مشہور حسین ہان ہونین
روح قالب مین جو پہلے پہل آئی تو کہا — صاحبِ خانہ ہوے ہم کے وہ مہمان ہونین
استخوان ہین فقط اعضا سے کرم جاؤن — کیا مزا ہو دہنِ گور مین دندان ہونین
شمع کہتی ہے ہر اک بزم مین نامحرم ہین — کیون نہ پروانے جلین دیکھ کے عریان ہونین
چشمِ عاشق ہی عجب رشک سی کہتی شبِ وصل — لوٹتا دل ہے مزے اور نگہبان ہونین
بعدِ وصل اونکو بہی کہکے منا لیتا ہون — توبہ توبہ ہوئی تقصیر پشیمان ہونین
غفلتِ عشق یہ کہتی ہے کہ ہشیار رہو — موت تعبیر ہے وہ خواب پریشان ہونین
عشق کا راز جو تھا دل مین ہوا وہ افشا — ہاے رونا تو اسی کا ہے کہ گریان ہونین
شرم کہتی ہے غنیمت ہے یہ نیچی نظرین — چند دن یار جو کم سن ہے تو مہمان ہونین

شکر ہے فخر سے کہتا ہے وہ محبوب حسین
پیار کرتے ہین لطافت مجھے نازان ہونین

طلب ہون بہر سزا حسن پر نگاہ کرین — ارادہ ہے عمداً ہم ترے گناہ کرین
دہان تنگ پہ اُنکے اگر نگاہ کرین — نشان بوسۂ عاشق کا اشتباہ کرین
تمھارے مصحفِ رخسار پر نگاہ کرین — ثواب ہو جو ہم اسطرح کا گناہ کرین
لحد مین کاسۂ سر پر اگر نگاہ کرین — مجال کیا ہے جو فرقِ گدا و شاہ کرین
فرشتے لکھ کے عجب کیا جو واہ واہ کرین — اگر کرین بھی تو ہم عشق کا گناہ کرین
وہ زلفین آئنون کو بڑھ کے رو سیاہ کرین — سزا ملے جو رخِ یار پر نگاہ کرین
غضب ہی جان کے زراق اُسے نہین قانع — رحیم جان کے اللہ کو گناہ کرین

نہ دوست درہم و دینار کو رکھے اے منعم
مثال کیسہ کہین دل نہ یہ سیاہ کرین

ادا سے آئیے وہ خوش قد تو ملکے سب زاہد
بلند نعرۂ قد قامت الصلوٰہ کرین

یہ جل کے کہتا ہی شیطان خبیث نفسون سے
غضب ہی نام تو میرا ہو خود گناہ کرین

جفا و ظلم کے شکوے سنے تو اُسنے کہا
حضور اب کوئی معشوق خیرخواہ کرین

اشارے دیر سے ہم کر رہے ہین دلکو لیے
ادہر وہ ناز سے کب دیکھیے نگاہ کرین

بتون کا عشق کیا دل نے شاہد آنکھین ہین
بپا نہ حشر قیامت مین یہ گواہ کرین

جو ہاتھ کھینچ کے تکیہ کرے توکل پر
در فقیر کا دربار بادشاہ کرین

سکھاتے بزم مین عشاق کو ہین پروانے
کہ یون خموش جلین عشق مین نہ آہ کرین

بنا ہی فقر کی دولت سے بوریا مسند
فقیر کیون نہ لقب اس جہانمین شاہ کرین

چلے ہین دشت کو لین ساتھ مجمع اطفال
جنون مین شاہ ہین بھرتی نئی سپاہ کرین

جہان تیرہ مین ہم یون فقیر آئے ہین
گدا کا رات کو جس طرح بھیس شاہ کرین

جنون مین آبلے یہ پاؤن پڑکے کہتے ہین
کہ ہم عطا سر ہر خار کو کلاہ کرین

وہ بوسے یار کے لین اور ہین جلوے عشوق
سزا ملی مجھے اغیار جب گناہ کرین

سمجھ کے غیر وہ میرے گلے لپٹ جائین
عجب مزا ہو کسی دن جو اشتباہ کرین

مجھے ہی خوف نہ عاشق کہین نبی سمجھین
حسین تم ہو نہ یوسف کا اشتباہ کرین

سکھا کے اشہد ان لا الہ الا اللہ
خدا کی شان ہے بندے کو وہ گواہ کرین

خدا کے رحم پہ نازان ہون کاتب اعمال
ثواب چھوڑتے جائین رقم گناہ کرین

نہ بحر غم مین ہوا ہون سی دل تہ و بالا
ہوا کے جھونکے نہ کشتی کہین تباہ کرین

فلک نے عشق مین اُسکے دکھا کے صبح کیا
کبھی تو آٹھ پہر بعد ہم بھی آہ کرین

عدو تہ فلک سبز سبکی دنیا ہے
تصور اسکو سدا آب زیر کاہ کرین

خموش عشق مین بیٹھے ہوے ہین دل پکڑے
حضور کہیے اجازت ہی ہم بھی آہ کرین

یہ مہر کرتی ہے فریاد اہل دنیا کے ؑ
کہ اپنا نام ہو اور مجھکو روسیاہ کرین ؑ

اوٹھے گا بوجھ نہ کاجل کا اُنکی آنکھون سے
قرین ہے زلفِ سیہ نازسے نگاہ کرین

تمھارے چاہنے والون کو حور سے کیا کام
نہ جائین خلد مین اس قصد سے گناہ کرین

مشاعرون کا نیا رنگ اے لطافت ہے
رفیق لاتے ہین شاعر کہ واہ واہ کرین ؑ

شیشۂ مے جھک کی اے پیرِ مغان ملتا نہین ؑ
جب گلے سے ساغرِ تشنہ دہان ملتا نہین

مین جو کہتا ہون کہ بوسہ جانِ جان ملتا نہین
ہنسکے کہتے ہین ڈہٹائی سے کہ ہان ملتا نہین

کیا کہین جانا کسی صورت وہان ملتا نہین
چاہتے ہین لاکھ لیکن پاسبان ملتا نہین

ہے زبان پیری مین دندان کا نشان ملتا نہین
چاہ مین یوسف تو ہے پر کاروان ملتا نہین

غیر کے امداد کے محتاج کب ہین اہلِ خیر ؑ
کشتیِ سائل کو زورِ بادبان ملتا نہین

زار و لاغر تھے بناتے قبر اپنی ہم وہین ؑ
کیا کہین اُس پائے نازک کا نشان ملتا نہین

کون کون اسکی جفاؤن سے ہین پیوندِ زمین
خاک مین اے آہ کیون یہ آسمان ملتا نہین

اب کہان دندان دہن مین ہو چکا سر بھی سفید
دن کو اے غافل سرا مین کاروان ملتا نہین

عارضِ شفاف جانان ہین مثالِ آئینہ
لاکھ بوسے لے کوئی لیکن نشان ملتا نہین

کیون تعجب ہے صفِ مژگان پہ آئے ہین جو بانک
راہ مین کیا کاروان کو کاروان ملتا نہین

عشق کا دل پر لگا ہے تیر ہو کیونکر علاج
زخم وہ پنہان ہے یہ جسکا نشان ملتا نہین

مانگتا ہون دل تو ہنسکر ناز سے کہتے ہین وہ
کیجیے فریاد ڈھونڈھا ہمنے ہان ملتا نہین

وہ پیامِ وصل پر انکار کرتے ہین سدا
خبر نہین ہمکو جواب اکروز ہان ملتا نہین

دل لگانیکا ہوا ہے شوق پیری مین ہمین
کیا کہین کوئی حسینِ نوجوان ملتا نہین

کیون تقاضا ہے کھانے لاؤ نہین تیرے لیے
خوش مزہ عزت سے لقمۂ زبان ملتا نہین

عشق ہے نیرنگیان اپنی دکھاتا ہر جگہہ
بنکے یہ ہر رنگ مین پانی کہان ملتا نہین

عشق گل مین کسقدر بلبل ہی گم کردہ حواس
چھوٹتی ہی جب قفس سے آشیان ملتا نہین

ہجر کا جاگا ہون مانگون گر ملین اصحاب کہف
ہوگیا سوداگران خوابِ گران ملتا نہین

قتل کرکے مجکو اُسنے اپنے کوچہ مین کہا
ٹھنڈی ٹھنڈی جائیے رہنا یہان ملتا نہین

گر پڑینگے ایکدن چاہِ ذقن کی چاہ مین
قبر سے بہتر کوئی اندہا کنوان ملتا نہین

زار تھے ہم بام پر آئے تو حیران کیون ہو تم
سایۂ دیوار جائے نردبان ملتا نہین

خط مرا دیکھا تو اُسنے گالیان دے کر کہا
اور کچھ انعام اے قاصد یہان ملتا نہین

پھر گلستان مین کھلے گل پھر چلی بادِ بہار
پھر ہوا پر ہے مزاجِ باغبان ملتا نہین

پیر کی تائید سے ہین بہرہ ور ہوتے جوان
تیر کو ہرگز نشانہ بے کمان ملتا نہین

واہ چھوٹا منہ بڑی بات ایسی کج بحثی بری
اُس دہن سی کچھ بھی غنچہ کا دہان ملتا نہین

چار دن کا ہی آشنا ای غافل اسکو رکھ عزیز
روٹھ جاتا ہے تو پھر یہ میہمان ملتا نہین

شعلہ رویون کی محبت مین ہون جلکر مثلِ شمع
اور کچھ تن مین مرے جز استخوان ملتا نہین

اس بہانہ سی وہ کرتے ہین مرا دل چاک چاک
ڈہونڈہتا ہون تیر مین اپنا یہان ملتا نہین

ہجر کی بندہ نوازی ہی عجب احسان ہے
ناتوان ہون خواب بھی مجکو گران ملتا نہین

قبر کے اندہے کنوئین مین ڈالکر سب چل بسے
کیا کہین کرتے گلہ وہ کاروان ملتا نہین

عشق کا طرفہ اثر دیکھا کہ ہی نایاب وصل
لب سی لب اس لفظ مین بھی ای زبان ملتا نہین

پار اوترنا بحر عصیان سے ہے مشکل ای بخیل
ہاتھ سے سائل کے جبتک ہاتھ یان ملتا نہین

ای لطافت فکر کر اب وہ سفر درپیش ہے
کوئی جز اعمال رستے مین جہان ملتا نہین

کئی دلبر ہین کسی ہوش ہے پہچانے کون
لیگیا دل مرے پہلو سے خدا جانے کون

مہر و مہ دیکھ کے ساقی نے کہا مستی مین
بھر گیا مئی سے یہ بلّور کے پیمانے کون

انکو عشاق سی نفرت ہی تو کرتے ہین تلاش
ساتھ لے آیا مری بزم مین پروانے کون

چاہنے والے کا دیوانہ رکھا تمنے خطاب — سچ ہی نادان کی بات تو نکو برا ماننے کون

خوان غم بھر کے یہ عشاق سے کہتا ہی فلک — آئیگا دیکھیے الفت مین اسے کھانے کون

دشت دکھلا کے یہ مجنون سے جنون کہتا تھا — کہیے دلچسپ پسند آئے ہین ویرانے کون

آج اترائی ہوئی کیون ہے نسیم سحری — صبح کو باغ مین آیا تھا ہوا کھانے کون

سخت جان اسنے کہا مجکو کٹے دل مین رقیب — دیکھنا کسکی ندمت ہو برا ماننے کون

ہاے ای شمع نہ اتنا بھی سحر کو پوچھا — مر گئے جلکے بچے بزم مین پروانے کون

کہتے ہین تیر مژہ میری کمان ابرو کے — کسکو فرصت ہے ہا چھنی دلکو ترے چھانے کون

کہا اس مست نے دیکھی لب دریا جو حباب — اوٹھ گیا چھوڑ کے اولٹے ہوے پیمانے کون

کچھ بنائے ہوے گھر بیٹھے ہین کچھ دشت نشین — عاقلو سوچو کہ دنیا مین ہین دیوانے کون

انتظار اسکا شب وصل یہ تھا جو آیا — بڑھ کے ہر مرتبہ پوچھا دل شیدانے کون

شمع کہتی ہے برہنہ ہین جو محفل مین ہم — جلنے والے ہین عبث بزم مین پروانے کون

آسیا صبح کو جل بھر کے یہ دیتی ہے صدا — کسکی تقدیر کے ہین کھائیگا یہ دانے کون

چلو ون سی جو شراب اسنے پلائی تو کہا — شکر کر کون ہے ساقی ترا پیمانے کون

آستین چاک ہے جیکین مین گریبان نہین — ایسی پوشاک کے موجد ہوی دیوانے کون

پوچھہ لون گا مین ائمہ سے لطافت دم حشر
مول لیتا گہر اشک کے ہے دانے کون

بلبلون کی نہ اسیری گئی بازارو نہین — کہ لگانے گئے دام آکے خریدارو نہین

جب جوانی تھی مزے اوڑتے تھے دلدارو نہین — جشن تھے قہقہے تھے چہچہے تھے یارو نہین

نام کو ابکی بہار آئی تھی گلزارون مین — چہچہے بلبلون کے رہگئے منقارون مین

چرخ کہتا ہے انھین دیکھ کے دلدارو نہین — آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارو نہین

اک نہ اک ظلم طبیعت سے ہی ہر وقت ایجاد — آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارو نہین

اک نہ اک ظلم طبیعت سی ہی ہر وقت ایجاد — آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین
وہ ستم دوست ہون یہ پوچھ کے دل دیتا ہون — آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین ؎
عشق گل کرکے ہی یون برگ خزان ہین بلبل — جسطرح کوئی گنہگار ہو تلوارون مین ؎
داغ حسرت دلِ سوزان مین جو ہین آہ نکر — عیب کی جا ہے دہوان ہو اگر انگارون مین
کیون نہ دہارے اٹھین دریا شہادت کی کہون — گھاٹ بھی باڑہ بھی ہے آب بھی تلوارون مین
غیر حسرت زدہ ہین تم نہ لڑاو آنکھین ؎ — نفع کیا ڈھیلے لگاتے ہو جو دیوارون مین ؎
سیکھہ لی کیا ترے عاشق کی نشست وبرخاست — بیٹھنے اوٹھنے کی عادت ہے جو دیوارون مین ؎
پرزے پرزے خطِ رنگین جو مرا اوسنے کیا — بلبلین جان کے گل لیگئین منقارون مین ؎
سرو استادہ ہین یون باغ مین گل تحت نشین — حال مفلس کا ہو جیس طرح سے زردارون مین ؎
نشکنین فرش کی زندان ہین تری فرقت مین — قید ہون لاغری وضعف سے دیوارون مین ؎
کیا کسی بت کے ہین دیوانے برہمن سارے — جکڑے جاتے ہین لڑکپن سے جو زنارون مین
دل پہ جو کچھ کہ گذرتی ہے خبر دیتے ہین — اشک ای دیدۂ تر ہین مرے ہرکارون مین ؎
داغ الفت سے سدا ہے مرے دل کو آرام — چین ہے مثل سمندر اسے انگارون مین ؎
جذب الفت سے مری طرح جو دم گل کا بھرو — بلبلو پھول کی بو ہو ابھی منقارون مین ؎
وہ گنہگار ہین احسان نہو اقبر کا بھی ؎ — دب کے ہم رہگئے اعمال کے پشتارون مین
مٹھیان بند ہین غنچون کے کھلے دستِ حنا — مفلسو نہین ہے کرم نخل ہے زردارون مین ؎
کیا بھرے گا اسے خون تھمدا سے ای چرخ ؎ — صورتِ کاسۂ خالی ہے جو تلوارون مین ؎
پیری آتے ہی گئے دانت ستارہ بدلا — جو کہ ثابت تھے وہ شامل ہوے سیارون مین
نظر آتا ہے پریشان جو چمن مین سنبل ؎ — ہای یہ کسن کشتہ گیسو کے عزادارون مین ؎
گل فروش اوس گلِ تر تک ہو رسائی شاید — جسم لاغر مرا اڈورے کے ہو جا مارون مین ؎
اوسکی دانتون کا ہنسی مین جو پڑے نھر پہ عکس — آب گوہر نظر آئے مجھے فوارون مین ؎

دل جلون کو جو سدا قتل ہین کرتے قاتل ؎
اوسکی مژگان کا رہا بعدِ فنا بھی مجھے عشق
باغِ عالم مین بدون سے ہے ہر اک کو کھٹکا
بوی گل دیکھکے برباد عنادل نے کہا
داغ جو کھاتے ہین دنیا مین نہین انکو خلش
گل ہین تر مردہ خزان سے تو عنادل مین ہے شور

چھالے اسوجہ سے پڑ جاتے ہین تلوارون مین ؎
ہڈیان صرف ہوئین تیر کے سوفارون مین
ہاتھ ڈالا نہین گلچین نے کبھی خارون مین ؎
ہو بہار آ کے یہ بسجا ہے جو منقارون مین ؎
پھول دیکھا نہین لالے کا کبھی خارون مین
نشل میت ہین اٹھائے ہوے منقارون مین

حشر مین ہوگا نہ ہرگز وہ لطافت گریان ؎
جو حسین بن علی کے ہے عزادارون مین ؎

دلا محبتِ گیسوے مشک بو تو نہین ؎
چمن مین ہم گل و بلبل سے پوچھتے ہین کہ آئین
ہم اپنی جان نہایت عزیز کہتے ہین
وہ بدگمان صنم آیا جو لاش پر تو کہا
ہزار جان سے بلبل فدا ہے کیون انپر
جو مینے پھولون کے ہار اسکو بھیجے تو بولا ؎
ہمین ہے وصل کی شب عید کا دن ایساقی ؎
بھرا ہی حسرت و ارمان سے یون تو دل میرا
وہ دل کو روندنے آئے تو پہلے یہ پوچھا ؎
کہا یہ روندکے شیرین نے لالۂ کہسار ؎
سنا کسی کا جو مرنا تو دل نے مجھسے کہا
جو فصد لی ترے مجنون کی ہمدمون نے کہا ؎
نکل وطن سے تو ہو قدر جب کہین دانا

ہزار شکر پریشان کو بکو تو نہین ؎
وصال و ہجر کی اسمین گفتگو تو نہین ؎
نہان کہین دلِ پر آرزو مین تو تو نہین ؎
یہ دیکھنا ہے کہین لاش قبلہ رو تو نہین
گلون مین رنگ محبت وفا کی بو تو نہین
یہ پوچھ لو کہ محبت کی انمین بو تو نہین ؎
بتا کہ شیشۂ مے گریہ در گلو تو نہین ؎
ہزار شکر کہ دولت کی آرزو تو نہین ؎
بتاؤ اسمین کہین میری آرزو تو نہین ؎
کہین یہی سرِ فرہاد کا لہو تو نہین
خبر منگاؤ کوئی میری آرزو تو نہین ؎
ٹپک رہی ہین فقط حسرتین لہو تو نہین ؎
کہ ہے صدف مین گہر جبتک آبرو تو نہین ؎

نشانہ کر کے مرا دل وہ دیکھنے آئے — کہ نکلی تیر کے ہمراہ آرزو تو نہین

مری شراب کا لیتا ہے نام منبر پر — یہ پوچھ لے کوئی واعظ سے بے وضو تو نہین

سبب یہ ہی جو مجھے نزع مین وہ دیکھنے آئے — کہ نکلی دم کے بہانے سے آرزو تو نہین

علیؑ کو کہیئے خدائی کا مالک و مختار — لطافت اتنا سمجھ لیجئے غلو تو نہین

زبان لب رنگِ پان سے سُرخ ہی دندان دلبر مین — خدا نے کی ہی پیدا لال مچھلی آبِ گوہر مین

نمایان ہین رگین اسطرح میرے جسم لاغر مین — وصال ایدل ہو جیسے صفحۂ قرطاس و سطر مین

مزی ہین جشن ہین کیفتین ہین دور ساغر مین — پڑی جس روز سے ہے دُخت رز مجھ مست کے گھر مین

شبِ فرقت ہی کیا بے نور آئی چاندنی گھر مین — سفیدی جس طرح بے نور ہو مرقد کی چادر مین

تصوّر ہی جو اُن دانتون کا میرے دیدۂ تر مین — دُرِ شہوار آتے ہین نظر سبکو سمندر مین

یہ عالم لاغری کا ابتو پہنچا ہجر دلبر مین — کہ سب احباب مجکو ڈھونڈھتے ہین تارِ بستر مین

نمایان پتلیان کب ہین ہمارے دیدۂ تر مین — مگر ہین آشنا و مردمِ آبی سمندر مین

ہوا ہی اب تو ایسا حال میرا ہجر دلبر مین — نہ خون تنمین نہ سینہ مین کلیجہ ہے نہ دل بر مین

پھر کینے سی لگے دہبا لہو کا خاک شپّر مین — قفس مین خشک ہی بلبل کا خون یادِ گُل تر مین

فلک سی کہدو نکلا ہے مرا خورشید رو باہر — سپند اختر کا ڈالے مجمرِ مہرِ منوّر مین

سمجھ کر نشانہ کرنا اب کہے دیتے ہین مشاطہ — پھنسا ہے دل ہمارا یار کی زلفِ معنبر مین

فنا ہو دم جدائی مین اگر اوس بحر خوبی کے — تو کفنا ئین مجھے سب آشنا پانی کی چادر مین

خراماں ہو کبھی اے سرو قامت باغ مین چلکر — نہین دیکھی لڑائی ہمنے قمریؔ و صنوبر مین

رہائی قید غم سے عاشق صادق کو ہی مشکل — سدا قمری اسیرِ طوق ہے عشق صنوبر مین

نہین اس غنچہ لب کی سُرخ آنکھین نشۂ مے سے — مئے گلگون بھری ہے دیکھ لو نرگس کے ساغر مین

گمان مجکو ہوا کوئی پری چلمن مین بیٹھی ہے — تہِ مژگان نظر آئی جو پتلی چشم دلبر مین

مرے اشکون سے ہین لخت دل سمِ خوردہ وابستہ
گلستان کی حکایت کیا کہون نادیدہ مین بلبل
نکل باہر حسینون سے مقابل ہو کہلین جوہر
کوئی دیوانہ ہے کیا گھر بنانے کا ہوا موجد
نہ کر تیرہ دلِ شفاف اپنا حرص دولت سے
مری تربت پہ شبنم نے ہین ٹانکے رات کو موتی
کفن مین دیکھہ کر مجکو فرشتے ہین بہت حیران
بڑی دولت ہی یکسو ہو کے رہنا بیقرارونکا

زمرد کی ہٹرین کیا خوشنما ہین سلک گوہر مین
اسیر وہ آنکھہ ہے میری کھلی صیاد کے گھر مین
عبث حیران بیٹھا ہے مثالِ آئنہ گھر مین
کہ باقی اتبلک ہی سلسلہ زنجیر کا در مین
سیاہی دیکھہ آجاتی ہے فوراً کیسۂ زر مین
زرِ گل سے تہلون کا لطف ہی پھولونکی چادر مین
سمجھتے ہین گناہونکی بندہی ہے پوٹ چادر مین
جگہہ ہے طائرِ قبلہ نما کے خانۂ زر مین

نہ خائف ہو جہنم سے نہ کر اندیشہ میزان
معین ہونگے لطافت چاردہ معصوم محشر مین

اب کہان ویسی تڑپ میرے دلِ بیتاب مین
آتشِ عشقِ حسینان ہے دلِ بیتاب مین
چاندنی مین اوس قمر نے جب دیا جامِ شراب
منعمون کی ہی لحد کو بھی زرِ دنیا کی چاہ
دیکھہ تو اے جوہری سلکِ درِ دندانِ یار
موشگافی کر رہا ہون پیچ یہ کھلتا نہین
دشمنِ ہمجنس سے ہرگز خلش ہوتی نہین
آرسی مین دیکھیے سلکِ درِ دندان نہ آپ
جب مجھی آیا ہی اونکے ساتھہ سونیکا خیال
دوست گر مجھہ زار کے لاشے کو دریا مین بہائین
دن کو یون آنے مین حیلہ ہی نزاکت کا نہین

بانٹ دی کچھہ برق مین ہے اور کچھہ سیماب مین
شعبدہ ہی آگ لو رکھتے ہین ہم سیماب مین
آفتاب آیا نظر ہمکو شبِ مہتاب مین
اشرفی کی بوٹیان ہین قبر کی کمخواب مین
خاک ہوگی یہ صفائی موتیون کی آب مین
دام مین عنقا ہے یا اوسکی کمر ہے ڈاب مین
خار چبھتا ہے کہان برگِ گلِ شاداب مین
آب گوہر مل نہ جائے آئنہ کی آب مین
ہجر کی شب رات بھر رویا کیا ہون خواب مین
کھٹکے ترکاب بنکے برسون دیدۂ گرداب مین
لیکن آیا کرتے ہین راتون کو اکثر خواب مین

پڑ رہا ہی اونکے دندان مین لب رنگین کا عکس
آتشِ یاقوت دیکھو موتیون کی آب مین

چاندنی مین رات کو سویا ہون جب مین ناتوان
جسم لاغر چھپ گیا ہے چادرِ مہتاب مین

آنکھ اپنی جب دُرِ دندان جانان سے لڑی
ناؤ ہمچشمون نے دیکھی موتیونکی آب مین

ہی لطافت کی دعا یہ کربلا مین موت آئے
صحن مین دم نکلے میرا دفن ہون سرداب مین

بنی مری آہ و چشمِ گریان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نہ کسطرح ہو جہان مین حیران فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ مجکو تڑپا رہی ہے دیکھو یہ مای رُلوا رہا ہے یارو
فراق مین ہی غضب کا سامان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ اپنی کوٹھی پہ ہنس رہا ہی مین اُسکے کوچہ مین رو رہا ہون
ہر اک یہ کہتا کہ ہی نمایان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجیب کیفیتین ہین ہر سو صنم ہے ساون ہی میکشی ہے
ہرا بھرا ہے ہر اک گلستان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہوا یہ ثابت ہمین جہان مین ازل سی شادی و غم ہے توام
کوئی ہی خندان کوئی ہی گریان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تمہارے کانون کی بجلیونکا تمہارے جھالونکا سُنکے شہرہ
سحاب اور بحر مین ہی پنہان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

بلند ہی قدر دلجلونکی ہی رونیوالونکا پست رتبہ
جسے نہ باور ہو دیکھ لے مان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

سُنا دون اگر و ذرا اپنا نالہ دکھا دون اک روز اپنا رونا
بہت ہی جوبن پہ اپنی نازان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

صنم ہی انمین عذر کرتا مہینا ساون کا اک برس ہے
گھٹا ہی اُمڈی لگی ہین جھڑیان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دوپٹہ زنگاری بجلی کا ہی وہ اوڑھ کر آج مُنہ کو دہوتا
دکھا رہا ہی عجب سا مان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نجاء واللہ میری گھر سے کہ دو پہر رات آگئی ہے
اوٹھے ہو کیون دیکھ لو مری جان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

زمانۂ وصل اے لطافت مجھے ہی رہ رہ کے یاد آتا
فراق مین اوسکے ہے نمایان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجب بدبخت ہین وہ جو کسی سی دل لگاتے ہین
مثل ہے دن بُرے آتے ہین تو کیا کہنے آتے ہین

سوالِ مئے پہ ساقی ہر گھڑی آنکھین دکھاتے ہین
ہمارے شیشۂ دل پر نئے ڈھیلے لگاتے ہین

قدِ موزونِ جانانکا زبان پر وصف لاتے ہین
چمن مین مصرعِ شمشاد پر مصرع لگاتے ہین

ہوی مزدوری اب بوسی عوض اُجرت کی پاتے ہین
حنائی ہاتھ سے وہ اپنی زلفونکو بناتے ہین
جو وہ تلوار ادا سے کھینچکر مقتل مین آتے ہین
محبت ترک کرکے زلف کے دل رخنہ لاتے ہین
ہوا ہی شمع فانوس اور پروانی سے یہ روشن
دلِ بیتاب ہمکو آپ کے گھر مین ہے لے آیا
مچل جاتا ہے جب کوچہ مین اُس سبز چشم کے جاکر
جو مینے وعدۂ وصل اونکو آکر یاد دلوایا
شبِ وصلت گذر جاتی ہے ان جھگڑے بکھیڑون مین
رہا ہم ہوش گم کردہ کو جب صیاد کرتا ہے
ہماری ذات سی کیا عاشقون کا نام روشن ہے
لگاتے ہین لبِ رنگین پہ وہ گلزار مین مسّی
ہمین ثابت ہوئی یہ بات عالم مین مہِ نو سے
لگاتے ہین صنم کی چشمِ خواب آلود مین سُرمہ
اونہین بعدِ فنا بھی عاشقِ شیدا سے نفرت ہے
مثال شمع مین لاغر ہوا ہون جیسے عالم مین
ہماری بے ثباتی بعد مرنے کے بھی ظاہر ہے
حسینون کی محبت مین ہوئی ہے بیخودی ایسی
ہمین اس ناتوانی نے گل بازی بنایا ہے

حسینانِ جہان کے آجکل ہم ناز اُٹھاتے ہین
شبِ تاریک مین لطفِ شفق ہمکو دکھاتے ہین
تو ہم بھی جان کے محراب کعبہ سر جھکاتے ہین
کلیسا چھوڑتے ہین ہم تو کعبہ کو جاتے ہین
حسینان جہان درپردہ عاشق کو جلاتے ہین
ہوئی تقصیر جانے دیجیے جاتے ہین جاتے ہین
ہم اپنے دل کو بہلا کر بڑی مشکل سے لاتے ہین
تو شرما کر کہا مجبور ہین ہم بھول جاتے ہین
ذرا سی بات پر وہ روٹھتے ہین ہم مناتے ہین
قفس سے چھوٹ کر راہِ گلستان بھول جاتے ہین
زرِ گُل کی چراغی قبر بلبل پر چڑہاتے ہین
نیا ہی شعبدہ لائے کو نافرمان بناتے ہین
کمال ابدل جنہین منظور ہے وہ سر جھکاتے ہین
ہم اکثر چھیڑ کر سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہین
کبھی آتے بھی ہین تو قبر پر تیوری چڑہاتے ہین
یہ شعلہ رو جلاتے ہین کھلاتے ہین رُلاتے ہین
لحد پر آکے احباب اشک کی چادر چڑہاتے ہین
دیا ہے کون سے دلبر کو دل ہم بھول جاتے ہین
کبھی گرتے ہین تو معشوق آنکھون سے اُٹھاتے ہین

قدِ موزون جو اوسکا اے لطافت یاد آتا ہے
گلستان مین صنوبر کو گلے سے ہم لگاتے ہین

دل جو کہتا ہی محبت مین ضرر کچہہ بھی نہین
اشک کیون آنکھون سے بہتے ہین اگر کچہہ بھی نہین

آگے اُن دانتون کے الماس و گہر کچہہ بھی نہین
جوہری چھوٹے ہین خود اُنکی نظر کچہہ بھی نہین

غم یار آئیگا مہمان مرے گھر کچہہ بھی نہین
پاس عاشق کے دل و جان و جگر کچہہ بھی نہین

زلف بڑہ بڑہ کے ہی لو موے کمر سے اُلجھی
حسن پر ایسے ہو مغرور خبر کچہہ بھی نہین

شور عالم مین سمندر کی ہے طغیانی کا
آگے اِس دیدۂ گریان کے مگر کچہہ بھی نہین

انکھڑیون نے ترے بیجا ہیچ کیا عاشق کو
ہم سمجھتے تھے کہ جادو مین اثر کچہہ بھی نہین

راتدن یون ہین بسر کرتے ہین ہم فرقت مین
شغل رونے کے سوا آٹھ پہر کچہہ بھی نہین

قبر کا دہیان جب آتا ہی تو کہتا ہو نہین
ہاے منزل ہے کڑی زادِ سفر کچہہ بھی نہین

منفعل ہوکے جو روئینگے تو بجہہ جائیگی آگ
زاہد و عاصیون کو خوفِ سقر کچہہ بھی نہین

ہی عبث خاک کے پتلے کو غرور و نخوت
اصل خلقت کو جو دیکھو تو بشر کچہہ بھی نہین

آج ہم خوب سی دلبر ترے بوسے لینگے
جان دینے کا ہو قصد تو ڈر کچہہ بھی نہین

ہین شبِ زلف پہ مغرور حسینانِ جہان
جس گھڑی آگئی پیری کی سحر کچہہ بھی نہین

احتیاج اور خریدار جہان مین جو نہو
بدتر از خاک ہے پھر رتبۂ زر کچہہ بھی نہین

یون تو ظلم و ستم و جور ہین اونکے بیحد
سامنے وصل کی لذت کی مگر کچہہ بھی نہین

یون تو ہے رنج و ملال و غم و اندوہ و الم
آگئی جبکہ تری شکل نظر کچہہ بھی نہین

کعبہ و دیر و کلیسا مین نہ ڈہونڈہ اُس بُت کو
اے دلِ گم شدہ جاتا ہے کدہر کچہہ بھی نہین

اسقدر چرخ ہے کیون نورِ قمر پر نازان
چاندنی چھپ گئی جب وقتِ سحر کچہہ بھی نہین

جام پر جام تو غیرون کو ہے دیتا ساقی
واے محرومیِ تقدیر ادہر کچہہ بھی نہین

سامنے میرے رقیبون سے گلے ملتے ہو
ایسے بیباک ہوے تم مرا ڈر کچہہ بھی نہین

بات کی اُسنے تو ہنستے کا ہو اشک دل کو
دہنِ یار تو کچہہ ہے یہ کمر کچہہ بھی نہین

ہمسے اُس بُت سی ہو معرکہ دیکھین کیا ہو
اُوس طرف ساری خدائی ہے ادہر کچہہ بھی نہین

خواب مین دیکھتے تھے رات کو اُس مہ کا وصال
کھل گئی آنکھ جو ہین وقت سحر کچھ بھی نہین
تجھسے شرمندہ ہون اے پلۂ میزان عمل
ہای او دہر بار گنہ اور ادہر کچھ بھی نہین

اے لطافت شب فرقت کو گذر جانی دے
رات ہی بھر کا یہ صدمہ ہے سحر کچھ بھی نہین

ذرا تجھ سے یوسف کو نسبت نہین
یہ شوکت یہ صورت یہ سیرت نہین
کسی سے سوا تیرے الفت نہین
مجھے جھوٹ کہنے کی عادت نہین
جو برہم ہو وہ زلف ہے آپ کی
جو بدلی وہ میری طبیعت نہین
نہین عشق جسمین وہ دل سنگ ہے
جو الفت نہین آدمیت نہین
گئے ہین مزے سب جوانی کے ساتھ
وہ دن وہ سن اور وہ طبیعت نہین
گُل تر کو مل دل کے پھیکین نہ آپ
مرا دل یہ حضرت سلامت نہین
ہین دیر و حرم مین بھی اے عشق آپ
کہان آپ کا دخل حضرت نہین
اشارہ یہی چشم نرگس کا ہے
ترے دید کی کسکو حسرت نہین
جو اوڑتی ہے ہر ایک کے ہاتھ سے
یہ پردار ہے چیز دولت نہین
بدن سے نکلتی ہے کیا جلد روح
مروّت نہین کچھ محبت نہین
خجل ہوکے پریان چھپین قاف مین
کہان حُسن کی تیری شہرت نہین
یہ دنیا ہے مومن کو دار المحن
سوا رنج و ایذا کے راحت نہین
فشار و سوالِ نکیرین ہے
ہمین تو لحد مین بھی راحت نہین
خدایا میسر ہو وصل بُتان
سوا اِسکے اب کوئی حسرت نہین
وہ بولے سُنا ذکر فرہاد جب
مرے عاشقون مین یہ ہمت نہین

مزا شعر گوئی کا جاتا رہا
لطافت جہان مین امانت نہین

ہمارے گھر مین جو مہمان رات بھر کے ہین
طریقے آپنے پیدا کیے قمر کے ہین

شبِ فراق عجب اضطراب ہی دلکو
غضب ہی شام ہی سے منتظر سحر کے ہین

شبِ وصال بھی عاشق سے اونکو نفرت ہے
جو سوئے بھی ہین تو پہلو سے میرے سرکے ہین

جو مین جہان مین آیا تو بولی جنت و نار
کہان کا قصد ارادے کہو کدھر کے ہین

عیان ہی سر مین سفیدی عدم کا قصد کرو
اوٹھو مسافرو آثار یہ سحر کے ہین

سدا ہی موت پہ تکیہ ترے فقیرون کا
ہمیشہ سوتے کفن کو سرہانے دھر کے ہین

خمارِ خواب ہی انگڑائیان وہ لیتے ہین
گئے تھے غیر کے گھر جاگے رات بھر کے ہین

عدم کا حال سناتا ہے کیون ہمین زاہد
بندھے ہوے یہ مضامین کسی کمر کے ہین

بکال دو انھین جائین یہ دیر وکعبہ مین
تمھارے کوچہ مین جو لوگ ادھر اودھر کے ہین

نہ دو شراب وکباب اپنی بزم مین ہمکو
امیدوار فقط لطف کی نظر کے ہین

حضور دیکھیے تو کون ہی سوا خوش رنگ
وہ لعل اور یہ ٹکڑے مرے جگر کے ہین

وہ ذی وقار زمانے مین ہے مرا محبوب
فرشتے سیکڑون دربان جسکے در کے ہین

تمھارے گھر پہ وہ آتے ہین یہ کہے کوئی
ہمارے کان تو مشتاق اسی خبر کے ہین

ہی آج رنگ زمانے کا اور کل کچھ اور
یہ شعبدے فقط اس چشم فتنہ گر کے ہین

لطافت اشک بھرے ہین جو میری آنکھون مین
ہر ایک کہتا ہے دو لکے ابر تر کے ہین

اومنڈتا ہی اگر دل اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین
جو خالی شیشہ ہو جاتا ہی تو ساغر چھلکتے ہین

دمِ تزئین سیہ زلفون پہ وہ افشان چھڑکتے ہین
تماشا ہی شب تاریک مین جگنو چمکتے ہین

معاذ اللہ جمالِ یار عاشق دیکھ سکتے ہین
سنی ہی لن ترانی جب سے غش آئے ہین سکتے ہین

وہان گلزار مین رہنا مبارک ہم صفیرون کو
اکیلے ہائے ہم کنج قفس مین یان پھڑکتے ہین

اری قاصد پتہ یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا
ہزارون ہین وہان دم توڑتے لاکھون سسکتے ہین

بھڑکتی ہی ہماری تن سے ایسی آتشِ فرقت
جگر اور دل مین پہلو مین کہ انگارے دہکتے ہین

کسی کے ہجر مین ہی بال سی باریک جسم اپنا
یہ باعث ہی کہ چشمِ غیر مین ہر پل کھٹکتے ہین

تری مژگان کے سودے مین یہ کی ہی دشت پیمائی
ہمارے پاؤن کی چھالون سی کانٹے بھی کھٹکتے ہین

سمجھتے ہین جسے تیرِ شہابِ آسمان مردم
یہ میری آہ کے شعلے سوئے گردون لپکتے ہین

گذر جس راہ سی ہوتا ہے میرے غیرتِ گل کا
بسی رہتی ہین گلیان تین دن کوچہ مہکتے ہین

بیابان مین پہنچتا ہی جو وحشی چشم جانان کا
تو استقبال کو آنکھون سی سب آہو لپکتے ہین

انا الحق کہتے کہتے مر گیا منصور سولی پہ
مئے عرفان کو پیکر رند مشرب یون بہکتے ہین

دلِ عشاق کھا کر داغِ فرقت کرتے ہین نالے
شگفتہ جب یہ گل ہوتے ہین تب بلبل چہکتے ہین

کیا تھا حسن روئے یار سے بل تو سزا پائی
کہ پیچ و تاب ابتک گیسوونکو ہی لٹکتے ہین

رخِ شفاف کسکا اے سکندر دیکھہ پایا ہے
کہ آئینون کو ابتک حیرتین ہین اور سکتے ہین

وہ پتلا آگ کا مین دل جلا ہون بعد مرنیکے
جہنم دور ہی سے دیکھہ کر مجکو بھڑکتے ہین

مخل ہین کاتبِ اعمال دونو اپنی خلوت کے
نہین دم بھر مثالِ سایہ پہلو سے سرکتے ہین

مجھے گریان جو دیکھا اے لطافت دوست یہ بولے
جھڑی ساون کی ہے یا آنکھہ سے آنسو ٹپکتے ہین

پڑا ہی قالبِ خاکی جو روح تن مین نہین
اجاڑ شہر ہوا باد شاہ وطن مین نہین

مرا نظیر کوئی عاشقی کے فن مین نہین
یہ وہ کمال ہے جو قیس و کوہکن مین نہین

لیا ہی کون سی دلبر نے دل جو تن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

بیان یہ دوستون کا ہی جو مین وطن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ستم جو کرتے ہین گلچین تمام اور گلگیر
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہوا ہی بلبل و پروانہ پر جو ظلم فلک
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہرا ہی سبزہ رخسارِ یار پھر کیونکر
سنا ہی نام کو پانی چہ ذقن مین نہین

مثال شمع کے جلتا ہون شب بھر استادہ
جو بیٹھنے کی اجازت اُس انجمن مین نہین ؎

فشار دے کے ملا ای زمین نہ خاک مین تو
ابھی تلک کوئی دہّا مرے کفن مین نہین

جہان مین خاتمہ تجھپر ہے بیوفائی کا
یہ وجہ ہے جو صنم چاہ بھی ذقن مین نہین

خجل ہو کر کے تری چشم نے کیا ناپید
کہ نرگس آنکھہ لگانے کو بھی چمن مین نہین ؎

گداز ہوا چمنِ کو ہے یار مین شاید
سمائی آج ہوا گل کے پیرہن مین نہین ؎

ہماری دل مین ہی بلبل ہجوم داغون کا
سوا گلون کے کوئی خار اِس چمن مین نہین

خدا کے سامنے جائے ہر ایک خالی ہاتھہ
یہی ہے وجہ کہ جو آستین کفن مین نہین

جلی کٹی کہین پروانہ سے نہ بزم مین ہو
زبان اسلیے گلگیر کے دہن مین نہین

گہر صدف سے نکل کر صدا یہ دیتا ہے
کہ آبروئے دانا کبھی وطن مین نہین

کبھی گئے جو لطافت کمال شوق مین ہم
وہ بولے تیری جگہہ میری انجمن مین نہین ؎

پہلو سے وہ اُٹھے ہین کسیطرح کل نہین
کہتا ہی درد تھام کے دل کو سنبھل نہین ؎

کہتا ہی میری قالبِ بیجان سے یہ کفن
دم مین ملین گے خاک مین کپڑے بدل نہین

پیری مین بھی ہی الفتِ گیسو سے پیچ و تاب
رسّی تو جل گئی یہ گیا اِسکا بل نہین ؎

لینگے بلائین زلف کی ہوگا جو دسترس ؎
شانے کی طرح شکر خدا ہاتھہ شل نہین ؎

دنیا مین اغنیا ہین مگس کی طرح پہنسے
لیتا ہے جان زہر سے کم یہ عسل نہین ؎

نیرنگ باغ دہر تو قابل ہنسی کے ہے
گلزار مین خندۂ گل بے محل نہین ؎

حاضر ہین کہیلیے دلِ عشاق کا شکار
زلفِ سیاہ تاب سے بڑہ کر رفل نہین ؎

اُس آفتابِ حسن کو برگشتہ یون نکر
ای دہر رنگ صورتِ حربا بدل نہین ؎

فرہاد و قیس عالمِ فانی کو چل بسے ؎
افسوس کیا نصیب مین میرے اجل نہین ؎

عاشق ہوے ہین دستِ حنائی پہ کی خطا
مہندی کی طرح یون دلِ عشاق گل نہین

پتھر بتِ حسین نہ لگائینگے جب تلک ؎ سودا مرا جہان مین ضرب المثل نہین
جو ہر ہی زلفِ یار کا خم اور پیچ و تاب ؎ بیکار بحث ہی وہ رسن جسمین بل نہین ؎
بھڑکی ہوئی ہے آتشِ رخسار ہے یہ پیچ ؎ بیوجہ روئے یار پہ زلفون مین بل نہین
عاشق ترا ہے ضعف و نقاہت مین پائمال ؎ پڑتی ہے چوٹ طاقتِ ضرب المثل نہین ؎
عشاق سخت جان ہین کیسے قتل سیکڑون ؎ اسپر بھی تیغ یار کی ابرو پہ بل نہین ؎
دل لیچلے ہو تیر تو پہلو پہ اِک لگاؤ ؎ کیا شکر ہم کرینگے کہ نعم البدل نہین ؎
تلوار کھینچکر جو وہ آئے ہین بہرِ قتل ؎ سر شوق سے جھکائے ہون ابرو پہ بل نہین ؎
بولے وہ عین نزع مین عاشق کو دیکھہ کر ؎ بے دید میرے سامنے آنکھین بدل نہین ؎

مشکل کُشا کا نام لطافت زبان سے لے
مشکل وہ کون سی ہے جو دم بھر مین حل نہین ؎

سمت میخانہ چلو سر دہوا ئین آئین ؎ میکشو مژدہ وہ ساون کی گھٹائین آئین
مَے جو پی اُسنے ہنسا کی صدائین آئین ؎ بنکے موجین لبِ ساغر پہ دعائین آئین
عجب انداز سے آج اُسنے بنائین زلفین ؎ قاف سے لینے کو پریان بھی بلائین آئین
باغ مین پھر مَے گلرنگ کا مینہ برسے گا ؎ شوق مستون کا بڑھانے کو گھٹائین آئین
مر گیا کیا دلِ بیمار مرا سینے مین ؎ کئی دن سے نہین آہونکی صدائین آئین
قتل عشاق پہ جب حسن ہوا آمادہ ؎ کھیلنے سر پہ پری بنکے قضائین آئین
پھر خدا خیر کرے عشق کا پھر جوش ہوا ؎ پھر جنون خیز بیابان کی ہوائین آئین
زلفِ جانان شبِ فرقت لحدِ تیرہ و تار ؎ سر پہ عشاق کے کیا کیا نہ بلائین آئین
نہین معلوم کہ ہے کون سکھانے والا ؎ تمکو کسطرح مریجان یہ جفائین آئین
غُل مچاتے ہوے میخوار گھرون سے نکلے ؎ جھوم کر باغ مین مستانہ گھٹائین آئین
حال دل مجھسے جو پوچھا ہے ساقی نے کبھی ؎ دہنِ شیشہ سے قلقل کی صدائین آئین

آمدِ فصل زمستان ہی حسینون سے ہو وصل — ہان بغل گرم رہے سرد ہوائین آئین
تم جو اٹھلا کے چلے ہوگئی عاشق پامال — تمنے سیکھین جو ادائین تو قضائین آئین
ہم ہین روتے وہ لگاتے ہین لبون پر مسی — مینہ برستا ہی بدخشان مین گھٹائین آئین
ہاتھ اُٹھاتے ہین جو مظلوم تو کہتے ہین ملک — کھولدو بابِ اجابت کہ دعائین آئین
نکلے وہ گور غریبان کی طرف سی جو کبھی — اسطرف آؤ یہ قبرون سے صدائین آئین

باغ مین چلیے لطافت وہین موآج ہمین
مینہ برستا ہی وہوان دھار گھٹائین آئین

ہم اس نگاہ سے ہر شعرِ تر کو دیکھتے ہین — کہ جیسے پیار سے لختِ جگر کو دیکھتے ہین
وہ کس طرح چلے جاتے ہین گھر کو دیکھتے ہین — ہم آج آہ رسا کے اثر کو دیکھتے ہین
کمال عیب کو ہو تو ہنر سے ہے بڑہ کر — بشوق لوگ گہن مین قمر کو دیکھتے ہین
نظر ہمین نہین آتی جو یار کی صورت — مثالِ آئنہ حیرت سے گھر کو دیکھتے ہین
یہی ہمین ہی شبِ ہجر یا کہ جان نہین — ہم آج شدتِ دردِ جگر کو دیکھتے ہین
قفس سمیت اوڑینگے اسیرے صیاد — کچھ آج تول کے سب بال و پر کو دیکھتے ہین
خدا کا شکر صفائی سے دن گذرتا ہے — بجاے آئنہ وہ رخِ سحر کو دیکھتے ہین
وہ ترک دیکھ کے لالے کی سیر کہتا ہے — ہم آج باغ کے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین
یہ سیم تن ہین فقط زر کے آشنا سچ ہے — گلے مین ڈال کے باہین کمر کو دیکھتے ہین
اوٹھائین شوق سے اب آپ اپنے رخ سے نقاب — کہ ہمنے تھام لیا ہے جگر کو دیکھتے ہین
ذقن پہ اونکی نہ کسطرح ہاتھ دوڑائین — کہ مول لینے سے پہلے ثمر کو دیکھتے ہین
مجھے یہ خوف ہے کم سن ہین ڈر نجائین وہ — بغور کیون مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین
ضرور اُنسے ہے خنجر پہ باڑھ رکھوائی — خمیدہ ہم کئی دن سے جو سر کو دیکھتے ہین
بھلا مقابل عشاق ہونگے کیا حجاج — یہ اُسکو دیکھتے ہین اور وہ گھر کو دیکھتے ہین

ہمیشہ عالم پیری مین گردہین دلسوز
پتنگ یاس سے شمع سحر کو دیکھتے ہین

دکھاکے حسن وہ ہین لوٹ مین پڑے کیسے
کہ دل تو چھین چکے اب جگر کو دیکھتے ہین

لحد مین شانہ ہلاتے ہین جب عزیز احباب
سنا ہی کھول کے آنکھہ اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بچشم یار کی فرمائش ہی اے غم فرقت
ہم اپنے سینے مین دل کو جگر کو دیکھتے ہین

شب فراق لطافت یہ شوق صبح کا ہے
کہ آدہی رات سے نجم سحر کو دیکھتے ہین

رقم آنکھون سے کرتے چشم جانانکی مثالونمین
نہوتی شاعو گر شاخ وحشت کی غزالونمین

دورنگی اک طلسم تازہ ہی ان خوشجمالونمین
نہایت کالے کالے تل ہین گوری گالونمین

بلاکے پیچ پھندی قہر کے حلقہ ہین آفت کے
اولجھکر رہ گیا حسن اونکے گھونگھروالے بالونمین

قیامت کا نمونہ دہوپ ہی صحرای وحشت کی
چھپے آکے کانٹے بھی مرے تلوونکے چھالونمین

تصور مین کسی عاشق نے شاید لے لیے بوسے
نہین بوجہ سرخی نازکی سے انکے گالونمین

کلیجہ منہ کو آیا دل گیا اس زلف کیجانب
جدائی عشق نے ڈالی مرے نازونکے پالونمین

برہمن کو مبارک دیر یہ پتھر کی تصویرین
ہمارے بت ہین وہ رہتی ہین جو دلکے شوالونمین

جلانے کو کہا گلگیر نے گل شمع کی لیکر
عجب لذت ہی پروانو مرے منہ کے نوالونمین

لگا جوبن مین دھبا اور بوسے غیر کو دیتے ہیے
ہنین خط سیہ ہی اسکے رخ کا عکس گالونمین

جنون نے دشت گردی مین خمیدہ کردیا اتنا
کہ بنکر خار پلکین چبھ گئین تلوونکے چھالونمین

دم زینت وہ حسن آئینہ اور مہندی سے کہتا ہے
کہ تو منہ دیکھنے والونمین ہی یہ پائمالونمین

تمہاری ابرونمین چاند ٹیکی جب نظر آئی
ہوا ثابت کہ فرق اک ماہ کا ہی دو ہلالونمین

حباب بحر کہتے ہین کہ آؤ غافلو دیکھو
بھری ہی بے ثباتی بھر عبرت ان پیالونمین

مرے محبوب پر ہین جان دیتی ذیحیات اپنی
خضر ہین زہر کھانے والے عیسی نیوالونمین

خلاف قاعدہ ہین اس غزل مین قافیے موزون

لطافت کیا کرین یہ رسم ہے صاحب کما لونین

ہجر کی شب مر گئے روئے سحر دیکھا نہین — طول ایسا ہمنے قصہ مختصر دیکھا نہین

برہمن کعبہ کے در پر کہہ رہا ہے شیخ سے — ہمکو بھی دکھلادو کیسا ہے یہ گھر دیکھا نہین

کہتی ہین آپسمین پریان حسن انکا دیکھ کر — ہم سے بھی اچھا ہی ایسا تو بشر دیکھا نہین

اونکو یکتائی کے دعوی پر نہایت ہی غرور — اس نظر سے آئنہ بھی بھول کر دیکھا نہین

تو دکھادے نوح کے طوفان سکا ہی اشتیاق — سنتے آتے ہین مگر اے چشم تر دیکھا نہین

آہ ای دل تو نکرنا شاید آئے گا وہ یار — استخارہ اشک کے دانونپہ گر دیکھا نہین

اہل عزت کے لیے ہی شرط ناسور جگر — آبرو سے ہمنے بن بیدھا گہر دیکھا نہین

ڈر گئے ہو اک مری بیتابی دل دیکھ کر — شکر ہی تمنے مرا زخم جگر دیکھا نہین

اپنی دولت سی بخیلان جہان ہین بی نصیب — نجل کہتا ہی کسی جا جمع کردے کھا نہین

ہجر کی شب بے سحر اسواسطے مشہور ہے — زندہ رہتے کوئی عاشق رات بھر دیکھا نہین

تو وہان سی آتے ہی انعام کا طالب ہوا — مینے خط بھی کھولکر اے نامہ بر دیکھا نہین

جب ڈوپٹہ ہٹ گیا سینہ سی پوچھا یارنے — کھا قسم آنکھون کی تونے تو ادہر دیکھا نہین

طعن سے وہ عاشقو نہین اپنی فرماتے ہین آج — سنتے ہین پر عشق صادق کا اثر دیکھا نہین

زاہد انکو دیکھ کر رہتا بھلا پابند شرع — آگیا غش اسلیے بار دگر دیکھا نہین

ای لطافت دیکھیے تدبیر لینے کی ذرا
کہتے ہین وہ دیکھ کر دل کو جگر دیکھا نہین

وہ کمسن ہین تو اٹھ کر نیند سی آنکھونکو ملتے ہین — نگہ کے پیچھے عاشق پہ صیقل ہو کے چلتے ہین

چلے ہین غیر کے گھر آج وہ کپڑے بدلتے ہین — بہانہ ہو گیا ہم عطر لیکر ہاتھ ملتے ہین

محبت مین ہی ایسا زخم کھانے سی مزہ پایا — تمھاری تیر کی پیکان سی عاشق دل بدلتے ہین

زیادہ ہجر سی ہی وصل مین پروانونکو ایذا — تڑپتے دن کو یاد شمع مین ہین شبکو جلتے ہین

نہین معلوم جلوہ کس حسین کا ہے نظر آتا
جو مرنے والے عینِ نزع مین آنکھین بدلتے ہین

وہ ذکرِ غیر کرتے ہین گلے مین ڈال کے باہین
بظاہر دل تو ٹھنڈا ہی مگر باطن مین جلتے ہین

مقامِ رشک ہی کیا دیکھتا ہی یار کا جوبن
ہم آئینہ سی اپنا دیدۂ حیران بدلتے ہین

ہماری عشق صادق سے ہی پروانی کو کیا نسبت
جو وہ ظاہر مین جلتا ہی تو ہم باطن مین جلتے ہین

کہان ثابت گریبان و جیبونکے موسمِ گل مین
رفو ہوتے ہین اک جا سی تو سو جا سی نکلتے ہین

ہوائے گلشنِ آفاق مین سمیت ایسی ہے
شجر ہین سبز ہو جاتے زمین سی جب نکلتے ہین

نکلتے ہین جو باری باری مہر و ماہ اب سمجھے
ہمارے زخم دل کا آسمان پھاہا بدلتے ہین

مرے دل مین جنابِ عشق آتے ہین مبارک ہو
پھر آہین لے کے استقبال کو آنسو نکلتے ہین

خجل مجکو کیا ہی ذبح مین اس سخت جانی نے
کٹا جاتا ہون مین ہر بار وہ خنجر بدلتے ہین

پریشان کیون نہو عاشق بلا ہی طولِ زلفونکا
شبِ فرقت سی بھی کچھ آپ کے گیسو نکلتے ہین

فلک ہی وصل کا دشمن بڑہا کر ضعف کہتا ہی
حسد کی جا ہی کیون عاشق کفِ افسوس ملتے ہین

جو کم سن ہین کسی کے جھانکنے کا شبہہ ہوتا ہی
مکدّر ہو کے وہ ہر بار آئینہ بدلتے ہین

حنا کہتی ہے یاد آتی ہی جب پیری جوانونکی
کبھی سر پر چڑہا ئینگے ابھی پاؤن مین ملتے ہین

کبھی محفل مین پروانہ کبھی بلبل گلستان مین
جنابِ عشق ہر جا بھیس اک طرفہ بدلتے ہین

غضب کی شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین
الگ بیٹھے ہین چھپکے دل مگر سینہ مین ملتے ہین

ستم ہی مین جو روتا ہون تو وہ کہتی ہین ہنس ہنسکر
دھوان ہی آہ کا اسوجہ سی آنسو نکلتے ہین

ترا تیرِ نگہ دل توڑ کر نکلا جو پہلو سے
کہا فوّارۂ خون نے ٹھہریے ہم بھی چلتے ہین

ابھی ہو جائے ثابت بی ثباتی ہی سو اکسمین
حباب بحر سے ہم زندگی اپنی بدلتے ہین

چھپا کر یان پھینکا جب اگال اسنے کہا مجھسے
تماشا ہی زمرّد کھا کے ہم یاقوت اگلتے ہین

اشارہ وصل کا ہین جوڑ کر ہاتھ انسے ہم کرتے
کوئی دیکھے گا کہدینگے کفِ افسوس ملتے ہین

لطافت ہون جو مہمل اعتراض اشعار خوش ہو

برستے ہین اُنھین پر سنگ جو اشجار پھلتے ہین

مصرعہ بر مصرع مشہور حسب فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر

اعلی اللہ مقامہ

دل سی بڑہ کر لوح کوئی آجتک پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

آنکھین دیکھین حسن دل نے تاب یہ پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مانی و بہزاد کی منظور رسوائی نہین ؎
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

عشق صادق ہی جنہین ہرگز تماشائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

وصل ہو کاغذ سے دیکھین ایسی سودائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین ؎

ہمتو کیا موسی کو نظّارے کی تاب آئی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ناز و غمزہ اور بن سکتے خود آرائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

آنکھہ اُٹھائین ضعف مین اتنی توانائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

وہ تلون سی بری ہی اور ہرجائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بوسی لین گی بے ادب ہوکر شکیبائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

وصل ہی ہر وقت نوبت ہجر کی آئی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین ؎

غیر کی تقلید بیجا یہ پسند آئی نہین ؎
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

روح کی ماہیت انسان نے کبھی پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین ؎

ای مصوّر ہی عدم موئے کمر عنقا دہن ؎
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

خود تصوّر ہی مصوّر ہے کرین کیون التجا
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

لے قلم ہو سے مصوّر حسن دیکھے تھر ہے
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

نازنین ہی وہ کشش کا نام بھی ہے ناگوار
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

دل تو کہو بیٹھے کرینگے حسن رخ پر کیا نثار
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

جب نظر ٹھہری نہ دم بھر حسن پر کیا فائدا
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ہجر کا سامان کرنا وصل مین ہے فال بد
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بیخبر ابتک ہی جوبن پر کہین نازان نہو
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بعد مرنے کے نہین معلوم آئے کسکے ہاتھ
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

برہمن پوجینگے بوسے غیر لینگے رشک ہے
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

شوخ ہی چالاک ہی دم بھر ٹہرنا ہی محال
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مردم دیدہ سے کہدو رشک ہو دیکھین نہ حسن
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ای لطافت خود ہو جو بے مثل کیا اسکی مثال
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ردیف واو

بناؤ آئینہ مین زلف پیچان دیکھتے جاؤ
حلب کی سیر لطف سنبلستان دیکھتے جاؤ

ادہر آؤ مرا وحشت کدہ ہان دیکھتے جاؤ
ہی یہ دلچسپ چھوٹا سا بیابان دیکھتے جاؤ

خیال زلف مین الجھن ہے جانان دیکھتے جاؤ
ذرا ٹھہرو مرا حال پریشان دیکھتے جاؤ

مثال چشم جو بہر آنسون کے پاکے کہتا ہون
زہی قسمت جمال مہ جبینان دیکھتے جاؤ

نقاب رخ الٹکر عاشقون سے یار کہتا ہی
نکالو آج اپنے دل کے ارمان دیکھتے جاؤ

مرے ہمدم ہین کہتے دیکھ کر اس رشک عیسی کو
قریب مرگ ہی بیمار ہجران دیکھتے جاؤ

تلاش کوی جانا مین جو مین نکلا قیامت کو
کہا رضوان نے جنت کا گلستان دیکھتے جاؤ

تمہاری چشم کا عاشق ہوا ہون در پہ بیٹھا ہون
مجھے آنکھین دکھاتے ہین نگہبان دیکھتے جاؤ

ہماری لخت دل آنکھون مین آکر انسے کہتے ہین
بہت سے اور ہین لعل بدخشان دیکھتے جاؤ

ہوئی صبح شب وصلت ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ — کرینگے چاک اب ہم بھی گریبان دیکھتے جاؤ

جنون مین چشم بنکر آبلے تلوونسے کہتے ہین — ذرا کیفیت و سیر بیابان دیکھتے جاؤ

شب وصل آتے ہی ہنسی لگین آئینہ مین زلفین — نکالا پھر وہی جنجال جانان دیکھتے جاؤ

دم تزئین یہ اُنسے جوہر آئینہ کہتے ہین — بڑھاؤ آبرو میری جو دندان دیکھتے جاؤ

لڑا کر غیر سے آنکھین مرا خوش چشم کہتا ہے — دکھائے گردشین جو چرخ گردان دیکھتے جاؤ

بدن پر داغ سودا چشم بنکر مجھسے کہتا ہی — تماشا رہگذر کا حسن طفلان دیکھتے جاؤ

کیا ہی لعل کو ہمسر لب رنگین جانان سے — تم اپنی شوخیان اہل بدخشان دیکھتے جاؤ

مرا دل آرزو و حسرت مُردہ کا مدفن ہے — ادھر آؤ ذرا گور غریبان دیکھتے جاؤ

رقیبون سے مخاطب اسقدر ہوتے ہو محفل مین — گنہگارون کو بھی مُڑ مُڑ کے جانان دیکھتے جاؤ

بلایا پھر رقیبون کو اشارہ کرکے مژگان کا — لگاتے ہو دل عاشق پہ چھریان دیکھتے جاؤ

نقاب رخ اُلٹ کر حسن جانان سے صدا آیا — خریدارو چلو سیب زنخدان دیکھتے جاؤ

سیاہی اور سفیدی چشم کی ہر وقت کہتی ہے — دورنگی اپنی اے گبر و مسلمان دیکھتے جاؤ

اشارہ وقت پیری ہی یہی قد خمیدہ کا — مقام قبر بالائے زمین ہان دیکھتے جاؤ

دم جامہ دری ہین شاعر و اشعار کہتا ہون — ہر اک مصرع مرا دست و گریبان دیکھتے جاؤ

مری زنجیر کہتی ہے جنون طرفہ تماشا ہے — ہمہ تن اسلیے ہون چشم زندان دیکھتے جاؤ

نکل کر گھر سے شوق دید مین آئینہ کہتا ہی — ہوے جوش جنون مین ہم بھی عریان دیکھتے جاؤ

عدم کے جانیوالون سے اجل کہتی ہے دنیا مین — یہ دلچسپ اک سرا ہی رہ کے مہمان دیکھتے جاؤ

شب قدر اُنکے گیسو کی دکھا کر رخ کو کہتی ہے — دعائین عاشقو مانگو یہ قرآن دیکھتے جاؤ

ترا دیوانہ ہے مشہور ایسا حسن بینی مین — بلاتے ہین کھلونے والے پریان دیکھتے جاؤ

مہ نو کا ہر اک سے اے لطافت یہ اشارہ ہے
فلک کھینچے ہوے ہے تیغ عریان دیکھتے جاؤ

مژدہ دیتی ہی صبا آکے یہ میخوارون کو
فصل گل آئی چلو جھومتے گلزارون کو

خط سے کیا حسن ملا یار کے رخسارون کو
لطف ہے گھیر لیا سبزہ نے گلزارون کو

آج بازار مین آیا ہی وہ رشکِ یوسف
حسن سے کہدو کہ لے آئے خریدارون کو

برہمن حسن خداداد کی عاشق ہوکر
کلمہ پڑھتے ہین ترا توڑکے زنارون کو

صدمۂ ہجر مین مرتے ہین تو جی جاتے ہین
موت ہے مثلِ مسیحا ترے بیمارون کو

آنکھین اسطرح سے جلتی ہین ترے گریہ کی
جیسے پانی مین بجھائے کوئی انگارون کو

سنکے تعریف اُن آنکھونکی کہا نرگس نے
واہ کیا چشم نمائی ہوئی بیمارون کو

پاؤن کے آبلون کی خوب ہی رکھی ہی سبیل
تر زبان ہمنے بیابان مین کیا خارون کو

یون مکدر دلِ عاشق مین ہین داغِ فرقت
راکھہ مین جیسے دبائے کوئی انگارون کو

ناتوان ہجر مین اسدرجہ ہوا ہون ابتو
توڑ سکتا نہین مین آنسوون کے تارون کو

سر پہ ہی آبلۂ پا کی بنھائی دستار
خلعتِ سرخ لہو کا جو دیا خارون کو

جوشِ سودا سے بیابان مین قضا کی افسوس
میرے مرنے کی خبر بھی نہوئی یارون کو

چمنِ دہر مین ہے سبکو بدون سے کھٹکا
نہ چنا باغ مین گلچین نے کبھی خارون کو

نکہتِ گل سی قفس مین ہے عنادل کہتے
شاد کر آکے کسی روز گرفتارون کو

عشق مژگان کا ہوا تھا نہین کیا ای قاتل
تیر باران جو کیا اپنے گنہگارون کو

آتشِ گل پہ بہار آتی ہی بھڑکی ابکی
کر دیا مات گلِ سرخ نے انگارون کو

دوش پر لے گئے تا قبر جنازہ افسوس
مجھپہ احسان ہوا تکلیف ہوئی یارون کو

گل کو نظرونپہ چڑھائے نہ کبھی پھر بلبل
آکے سونگھے جو ترے اترے ہوے ہارون کو

قتل کرکے کسے بشاش ہین یہ اے قاتل
خندہ لب دیکھتے ابتک ہین جو سوفارون کو

پائے پر آبلہ صحرا مین سرون پر رکھے
میری تعظیم جو منظور ہوئی خارون کو

گردشِ چشم سے ابرو ہین ترے برق بنے
تیز یہ سنگِ فسان کرتی ہے تلوارون کو

عشق ابروی حسینان سے دل شیدا ہین
ہمنے اک میان مین دیکھا کئی تلوارون کو

مختلف قافیہ تو نظم لطافت سی ہوے
اب سنائے نئے عنوان سے منقارون کو

کباب پاتی ہین جو گرم آپ کی رفتارونکو
آگ کھاتے ہین مزا ملتا ہے منقارون کو

بلبلین نام تو لیتی ہین ہمارے گل کا
پہلے پھولون ہین بسالین کہو منقارونکو

دست صانع کو بھی تھا عشق عنادل کا خیال
صورت غنچہ بنایا ہے جو منقارون کو

شام سی چیختی ہین مرغ سحر وصل کی شب
لطف ہو موت کرے بند جو منقارون کو

بلبلین گل کے لیے سوکھہ کے کانٹا یہ ہوئین
کر دیا خار خزان آتے ہی منقارون کو

تن لاغر مرا تنکا سا چمن مین پاکر
بلبلین دوڑتی ہین کھول کے منقارونکو

مانتے ہم تری تاثیر جب اے فصل بہار
سبز کر دیتے عنادل کی جو منقارون کو

استخوان کھاتی ہین مجھہ سوختہ تن کی ناحق
کیون جلاتی ہی ہما مفت مین منقارون کو

بلبلین سجتین گی کیا اُنسے نہین منہ ایسا
دیکھہ لین آئنۂ آب مین منقارون کو

بلبلین کہتی ہین کچھہ راز دل اپنا شاید
گوش ہر گل سے ملائے ہین جو منقارون کو

فصل گل باغ سے کیا جلد گئی ہی ایکی
بلبلین کھولنے پائین بھی نہ منقارون کو

بلبلو شاخون کی شمعون پہ ہین گل کے شعلے
تم بھی گلگیر صفت کھول دو منقارون کو

بلبلین چیختی ہین باغ مین سوتا ہی وہ یار
رگ گل لے کے کوئی باندہ دی منقارونکو

بلبل طبع لطافت نہ کر اب گل ریزی
کر چکا نظم بہت طرح سے منقارون کو

للہ الحمد اولوالعزم ہین دلبر گیسو
لائے ہین مصحف خط بنکے پیمبر گیسو

ساتھہ سوتا ہے وہ گل جبکہ بنا کر گیسو
تختۂ سنبل کا بنا دیتے ہین بستر گیسو

خوف آتا ہی بہت رکھتے ہین گھونگھر گیسو
اُلجھین مشاطہ نہ آئینہ کے جوہر گیسو

پاؤن مین یار کے مہندی ہے تو سر پر گیسو
آتشِ رنگِ حنا کا ہے دھوان ہر گیسو

ہاتھ دُکھنے لگے اُنکے جو بنا کر گیسو
پاؤن پڑنے کے لیے بڑھ کے گیا ہر گیسو

بل کی لیتی ہین اُلجھ پڑتے ہین اکثر گیسو
چڑھ گئے ہین بہت اُس حور کے سر پر گیسو

زندگی مین نظر آئے ترے دلبر گیسو
سنبلِ باغِ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو

حورین کہتی ہین ترے پا کے معطر گیسو
سنبلِ باغِ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو

رات کو یار نے بالونپہ ہی افشان چھڑکی
شبِ یلدا کی طرح رکھتے ہین اختر گیسو

زلفِ جانان کی ہین پیچیدہ مضامین خطِ زر
بدلے چوٹی کے لگائے گا کبوتر گیسو

بال کھولے جو وہ گُل فاتحہ پڑھنے آیا
قبرِ عاشق پہ بنی پھولون کی چادر گیسو

قطعہ

حسن کا دونون کو دعوی ہی لڑائی ہی نہی
بحث آپس مین ہی کرتے رخِ دلبر گیسو

روے زیبا کی طرف فوج لگا ہو نکی ہے
ساتھ لائے دلِ عشاق کا لشکر گیسو

سیر ظلمات کی خواہش نہ سر مو رہتی
دیکھتا گر مرے دلبر کے سکندر گیسو

فرصتِ وصل اُنھین آئنہ شانہ سے نہین
سارے دن پیش نظر رخ ہی تو شب بھر گیسو

جوبن اور چلتا ہی جب بال بناتے ہین وہ
طائرِ حسن کے بنجاتے ہین شہپر گیسو

پھنس گیا دام مین پاس اُنکے جو خط لیکر گیا
پھندے بالون کے بنے بہر کبوتر گیسو

داغ دینا دلِ عاشق کو جو ہوتا ہے پسند
بندے یاقوت کے کر دیتے ہین اخگر گیسو

ربط دل نے مرے صد شکر دکھائی تاثیر
سر چڑھا اُنکے دھوان آہ کا بنکر گیسو

کاکل و زلف سے بال اُنکے جو بیچ رہتے ہین
کنگھی کر دیتی ہے مشاطہ بنا کر گیسو

کشتیان ابروے جانان کی تلاطم سے بچین
بنگئے حسن کے دریا مین جو لنگر گیسو

کھینچکر آہ ترے حسن کو ہم دیکھتے ہین
روے روشن سی ہٹا دیگی یہ صرصر گیسو

کس شہیدِ ستم و ظلم کا غم ہے قاتل
جوہرون کے ہین جو کھولے ہوے خنجر گیسو

دیکھکر جلوہ جو اُس رخ کا غش آ جاتا ہے
لخلخہ مجھکو سنگھا دیتے ہین بڑھکر گیسو

کج ادائی مری معشوق کی ہی طرفہ سمان
دلِ عاشق کی شکایت ہی مگر مشاطہ
کان گوہر وہ دہن معدنِ جادو آمیز
پیچ و تاب اپنا جو موجون نی دکھایا مجکو
حسن دلدار نے رکھی ہی دکانِ عطار
مثل عاشق کے کیا حسن نے انکو بھی اسیر
عشق کا کل ہین سراسر ہین سیہ اور طویل
میرے میخانہ کی افتاد بھی ہی حسن کے ساتھ

بل بھوین رکھتی ہین خم زلف تو گھونگھر گیسو
کان مین یار کے کچھ کہتے ہین جھک کر گیسو
رخ مکان حسن کا خوشبو کے نبی گھر گیسو
یاد اس حور کی آئی لبِ کوثر گیسو
صندلی رنگ ہی رخ کا تو معنبر گیسو
خوب زنجیر بنی پاون کی ترہ کر گیسو
ابنگئے کیا مرے اعمال کے دفتر گیسو
بال پڑ جائین تو پیدا کرے ساغر گیسو

ای لطافت وہی سہر شمر نے کاٹا افسوس
جسکے دہویا کیے جبریل و پیمبر گیسو

دکھاؤن اے مصور وصل کی کیفیت اس گل کو
جگہ گلزار مین کیون باغبان نی دی ہی سنبل کو
سمجھ کر فرض کہہ دیتے ہین ساقی کے تغافل کو
قلم ای باغبان کرتا ہی شاخِ سنبل و گل کو
قناعت مین غنی ہو کر بڑہایا ہے تجمل کو
ہوی عشاق مین بدنام غیرت آئی بلبل کو
بلا کی پیچ دعوی بل بی آراستہ کاکل کو
عروسانِ چمن نے جب سی دیکھا اونکے کاکل کو
محبت عارضی ہی ظاہری ہی گل سے بلبل کو
چمن مین کچھ تو باقی رکھ کہ ہو تسکین بلبل کو
چمن کی ہجر مین موت آئی اب تو وصل حاصل ہو

گل تر کے ورق پر کھینچ دے تصویر بلبل کو
دھوان درکار تھا کیا عندلیب آتش گل کو
ادا مرجانتی ہین بادہ کش شیشون کی قلقل کو
یہ تیری کاٹ چھانٹ اکدن کریگی ذبح بلبل کو
بنایا ہمنے مسند صبر کو تکیہ توکل کو
خوشی سے دیکھی شب بھر ہی وصل شبنم و گل کو
پریشان کر دیا تمنے چمن مین جا کے سنبل کو
دھوان کہہ کے اوڑایا چٹکیون مین حسن سنبل کو
نہ کیون منقار مین اکدن اٹھایا شمع کی گل کو
اوٹھا سر پر نہ قارون کی طرح گلچین زر گل کو
اکفن دے دامن گل کا ارے صیاد بلبل کو

ترا دل چھین کر وہ پوچھتے ہین کیون تڑپتے ہو
کیا ہی حسن نے تعلیم اس طرفہ تجاہل کو

نگاہون پر چڑہا گاہی گرا ہین اونکی نظرون سے
بہت جھیلی ہوے ہون اس ترقی اس تنزل کو

تری چاہِ ذقن کے معجزے جان بخش ہوتے ہین
فسونگر بھول جائین کیون نہ سحرِ چاہِ بابل کو

گذرگاہِ نگاہِ عاشقان صانع نے ٹہرائی
جگہہ آنکھونپہ دی ہی ابروے دلدار کے پل کو

شبِ وصل اسنے پوچھا شام ہی سی رات کتنی ہے
کوئی دیکھے تو عیاری کو شوخی کو تجاہل کو

جنون کا داغ سر پر تاج تن پر ریگ کا خلعت
کدہر ہی قیس دیکھے دشت مین میرے تجمل کو

ترا انکار کرنا ذبح کرتا ہے ارے ساقی
رگِ گردن سی میرے باندہ اپنی شیشۂ مل کو

نکالی روح عزرائیل نے تن سے جوانی مین
چمن سے لیچلا صیّاد فصلِ گل مین بلبل کو

نگاہین میٹھی میٹھی بزم مین پڑتی ہین ایساقی
پئے جاتے ہین آنکھونمین شرابی ساغرِ مل کو

شکار اسنے کیا جو مرغِ مضمون سامنے آیا
قلم سے میرے کچھہ نسبت نہین شاہین کی چنگل کو

کہین گے حشر کو عاشق ابھی تربت مین سوتے تھے
ہوے بیچین سنکر صور اسرافیل کے غل کو

غریقِ بحرِ عصیان مرکے واماندون سے کہتے ہین
سمجھہ کر طے کرو دنیاے ناہموار کے پل کو

ہوئی ہی شرطِ حسن و عشق مین طرفہ تماشا ہی
بڑہاتے ہم ہین دودِ آہ کو وہ اپنی کاکل کو

کبھی گہوارہ مسکن تھا زمین مین گاہ مدفن تھا
جہان مین آئے تھے ہم اس ترقی اس تنزل کو

کمان کی پشت ہی سمتِ عدو لیکن ہے تیر افگن
خطا ہے جاننا بیکار دشمن کے تغافل کو

ہوا کیسی چلی ہے نخل کے گلزار عالم مین
کہ ہر غنچہ نے مٹھی مین دبایا ہے زرِ گل کو

دوئی معشوق و عاشق سی اٹھی بس ایک ہو جائین
ملی مانند غنچہ اسلیے منقار بلبل کو

کنارے گور کے پہنچے اگر راہِ شہادت ہے
اری سفاک طے کرکے تری تلوار کے پل کو

دوعملے مین پھنسا ہون ہای مین کسکا کہا مانون
بڑہاتے ہین طمع کو حاجتین غیرت توکل کو

شرابِ حوضِ کوثر کا فقط خواہان لطافت ہی
لگائے گا نہ منہ اس تلخ و بدبو بدمزہ مل کو

نہ چھوڑا غم نے مجکو آشنا گر ہو تو ایسا ہو
بنی دلجو نبی کا مہ لقا گر ہو تو ایسا ہو
لحد مین پاؤن پھیلائے عجب راحت سے سوتے ہین
مری تقدیر کی کہا کر قسم عشاق کہتے ہین
سنا کر حالِ دل اپنا رجوع اُسکو کیا ہمنے
کیے ناقوس نے ہر چند نالے دیر مین لیکن
شبِ فرقت صدائے پاسبان تکبیر مین سمجہا
کیا مُنہ پھیر کر قاتل نے مجکو ذبح خنجر سے
پلائی دل لگا کر مجکو چلو سے شراب اُسنے
درِ مضمون ترے دندان کا میر دلمین پنہان ہے
بنا مسجود خلق اللہ سنگ آستان تیرا
نہ وقتِ ذبح بھی مُنہ سے کہی تکبیر او قاتل
مری اوسکی محبت دیکھکر اغیار کہتے ہین
کسی گل کے ہین عاشق دل شگفتہ ہو تو یہ تر
جگہہ اب فضل خالق سے ہی اُس دلدار کی دل مین
ہوا مین ذبح ابرو کا اشارہ جب کیا تمنے
فقرہ نے اُسکے چبھہ کر دلمین یہ تاثیر دکہلائی
بلا گردان پریرو پر رہا خط دیکے عاشق کا

جو مونس ہو تو ایسا ہو جو یاور ہو تو ایسا ہو
خضر سے چھین لے دل کو جو دلبر ہو تو ایسا ہو
نہ نکلے مر کے انسان حشر تک گہر ہو تو ایسا ہو
کیا معشوق کو عاشق مقدر ہو تو ایسا ہو
جو جادو ہو تو ایسا ہو جو منتر ہو تو ایسا ہو
نہ پگھلا ان بتون کا دل جو پتھر ہو تو ایسا ہو
اذان کا اشتیاق اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو
دم آخر بھی برگشتہ مقدر ہو تو ایسا ہو
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو
صدف گر ہو تو ایسی ہو جو گوہر ہو تو ایسا ہو
بتون نے بھی کیا سجدہ جو پتھر ہو تو ایسا ہو
غرور و کفر و کبر اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو
ہماری قبر پر پھولون کی چادر ہو تو ایسا ہو
اگر ہم خانمان برباد کا گہر ہو تو ایسا ہو
چھری گر ہو تو ایسی ہو جو خنجر ہو تو ایسا ہو
ہوا سودا ہمارا تیز نشتر ہو تو ایسا ہو
پھڑکنے کی یہ باتین ہین کبوتر ہو تو ایسا ہو

لطافت کا دکہا کر حال وہ غیرون سے کہتے ہین
مقام رشک ہی عاشق جو ہمبر ہو تو ایسا ہو

آرزو تھی صید ہونے کی تری نخچیر کو
قسمین دے دے کے لہو کی ہی بلا یا تیر کو

قتل کا مژدہ دیا جب عاشقِ دلگیر کو
نامہ بر شوخی سے قاتل نے بنایا تیر کو

توڑ کر کہتے ہین قلبِ عاشقِ دلگیر کو
آشیان درکار تھا مدت سے مرغِ تیر کو

دو اجازت بوسہ لینے کی مجھہ دلگیر کو
گر سکھاتے ہو لبِ معشوق ہونا تیر کو

جذب دل آہن ربا سے چھین کرتا تیر کو
کھینچ لانا غیر کیجانب سے اونکے تیر کو

ناز سے بولے وہ بسمل دیکھہ کر نخچیر کو
توڑ دے گا دم کے دہوکے سے نہ میرے تیر کو

دیکھنے آتے ہین تیر انداز مجھہ نخچیر کو
خوف ہے تا پہنچے نہ چشم زخم اونکے تیر کو

نوجوانو چاہیے سمجھو غنیمت پیر کو
ہی کمان کی وجہ سے قوت زیادہ تیر کو

چشم عاشق پر نہین ہو جہ مژگانکی صفین
دی ہے آنکھو نے جگہہ قاتل کے ہراک تیر کو

نوجوانو موت کچھہ موقوف پیری پر نہین
دوڑتے آگے کمان سے دیکھتے ہین تیر کو

چھد کے میرا دل نکل آیا تو قاتل نے کہا
مل گیا لو اور اک پیکان ہمارے تیر کو

نوجوانو اپنے قدِ راست پر نازان نہو
ایکدن پیری بنائیگی کمان اس تیر کو

دل کو لیکر ناتوانی مین لبون تک آئی آہ
مل گیا سوفار و پیکان دیکھنا اس تیر کو

آہ سنتی ہی نگاہِ تیز سے دیکھا مجھے
تیر پر روکا مری ابرو کمان نے تیر کو

نیچی نیچی اونکی نظرون کا اشارہ ہے یہی
ہان جبھی جانین کہ دل پر روکیو اس تیر کو

وہ اگر پوچھے گیا کیونکر دلِ عاشق سے صبر
چھوڑ کر قاصد دکھا دینا کمان سے تیر کو

پوچھتے کیا ہو جوانی کے گذر جانیکا حال
چھوٹتے دیکھا کمانِ سخت سے ہے تیر کو

سخت جانی سے ڈرے ہے بدگمانی اسقدر
یار نے کہہ کر خدا حافظ ہے چھوڑا تیر کو

صید گہہ مین قاتل و مقتول دونون ہین خجل
ہم ہین اپنی جان کو روتے وہ اپنے تیر کو

لین بلائین کسنے مژگان کی نکالو سبکے نام
ہاتھہ عاشق کا پکڑ لے حکم ہو گر تیر کو

صید ہو کر مین تمھاری رعب سے تڑپا نہین
پوچھ لو دو چشم گویائی زبانِ تیر کو

چشم قاتل مین ستم ہے سرمۂ دنبالہ دار
دیکھہ لو گوشے سے اچلتے اس کمانین تیر کو

ای لطافت کیسی تکلیف اور راحت بڑہگئی
جانتا ہون جان تازہ دل مین اونکے تیر کو

غیر پر ضایع نہ کیجے آپ اپنے تیر کو
چہان کر خاک ای مصوّر حسن یوسف ڈہونڈلا
بے ثباتی کہہ رہی ہی سبکو دکھلا کر حباب
گہر بنانے کا یہان موجد کوئی دیوانہ ہی
گر لپٹ کر خواب مین عارض کے بوسی لیے
دشت کو جاتا ہو مین دیوانہ زندانمین ہی عل

مانگ لیجے مجھسے اگر آہ بے تاثیر کو
چاہیے گردہ مرے محبوب کی تصویر کو
غافلو دیکھو تم اپنی زیست کی تصویر کو
دیکھہ لو ہر ایک در پر غافلو زنجیر کو
آپ منصف ہین سزا دیجے مری تصویر کو
پاؤن پڑتی ہی مرے الفت ہی کیا زنجیر کو

ردیف ہاے ہوز

ہین قرین سیندور کے ٹیکے سی وہ ابرو سیاہ
عکس عارض سے ہوی ہین دیدۂ مہرو سیاہ
حسن سی بنتا ہی رُخ پر خال اے مہرو سیاہ
یاد کرتا ہی بتون کے ابرو و گیسو سیاہ
ہی عجب پُر نور ہر خال رخ مہرو سیاہ
ہین مقابل ابروے قاتل سے جو آفاق مین
دود آہِ دل ہمارا روز فرقت ہی بلند
دود آہِ دل نے عاشق کے دکھایا ہی یہ رنگ
صحبت بد کا نہین آتا شگفتہ دلمین رنگ
تیرہ بختون نے جو برسون آگے سر ٹکرائے ہین
روز اول وصف کسکی چشم کا لکھا گیا

یا مرے دل کے لیے لڑتے ہین دو بچہو سیاہ
تھی جو نازک چاندنی مین ہوگئے آہو سیاہ
سرمہ دیکر جب نکلتا ہی ترا آنسو سیاہ
نامۂ اعمال کیون کرتا ہی ایدل تو سیاہ
جسکے آگے ہی زحل گردونپہ اک جگنو سیاہ
زہر رکہتے ہین سوا اسو جہ سے بچھو سیاہ
عارض خورشید پر بنجائے گا گیسو سیاہ
بخت تیرہ کی طرح سے ہی سدا پہلو سیاہ
ہوگئی تاثیر شب سی کب گل شبو سیاہ
ہوگیا ہی تیرے دروازے کا ہر بازو سیاہ
ہین دوا تین جو مثال دیدۂ آہو سیاہ

تیرہ بختی الفتِ گیسو مین ہی حد سے بڑھی
کیا عجب میرے چمن مین ہون گل شبو سیاہ

جسکو خطِ سبز وہو کے سے ہین عاشق جانتے
زہر کالے کا اوگلتے ہین ترے گیسو سیاہ

یار کو خط لکھ کے رویا تیرہ بختی پر جو مین
بنگئے حرفون پہ نقطے جابجا آنسو سیاہ

برہنہ ہو کر نہ زلفین کھولیے خلوت مین آپ
ہو بنجائے عکس سے آئینہ زانو سیاہ

نقص ہوگا ماہِ کامل مین لگاتے ہین گہن
چاند سے منہ پر ہے مُنہ رکھتا رقیب روسیاہ

دلمین الفت درہم و دینار کی ہرگز نہ رکھ
دیکھ لے کیسہ کو کر دیتے ہین یہ بدخو سیاہ

سو رہے تھی لپٹی اس خورشید سی ہم صبحِ وصل
قہر ہے آیا اندھیرے مُنہ رقیبِ روسیاہ

زلف ساقی کے جو پھندے دیکھ کر پی لی شراب
میکدے مین غیر کے منہ کو کرے اُچھو سیاہ

غیر اپنے ہاتھ سے تمکو پلاتا ہے شراب
چاند سے مُنہ کے قرین لاؤ نہ یہ چلو سیاہ

تیرہ بختون کا فلک چاہیگا جب اوج و فروغ
بعد مردن ہونگے پیدا خاک سی جگنو سیاہ

حسن روئے یار ہی نیرنگ دکھلاتا عجیب
سُرخ عارض سبز خط دندان سفید ابرو سیاہ

یکزبان یہ حرف کہتے آئے ہین اہلِ سواد
دو زبانین جسکی ہین مثلِ قلم ہے روسیاہ

بال سلجھانے بنجاؤ بام پر ایجان جان
آندھیان لائین کہین کالی نہ یہ گیسو سیاہ

قتل کرنا رو کنا میرا نیا لایا ہے رنگ
سُرخرو شمشیر قاتل کی سپر ہے روسیاہ

شاہدِ مضمون کا ہر جا حسن دونا ہوگیا
بنگئے مصرع مرے دیوان کے گیسو سیاہ

ہے پروانون کو تھا شب بھر جلایا بےقصور
صبح ہوتے ہی ہوئی کیا شمعِ محفل روسیاہ

عارضِ جانان سکندر ہین تو خطِ سبز خضر
چشمۂ حیوان دہن ظلمات ہین گیسو سیاہ

بہر نفعِ غیر رسوا آدمی اتنا تو ہو
نام کر دیتی ہے روشن مہر ہو کر روسیاہ

ظلم سے مہر و مہ زہرا ہوے پیوند خاک
اے لطافت ہی نظر مین یہ جہان ہر سو سیاہ

اوس رُخِ شفاف کے آگے جو آئے آئنہ
کیا عجب حیران ہو کر مُنہ کی کھائے آئنہ

پہلے ایسے غمزہ و انداز و ناز نہین نہتے
ہاتھہ سے گر کر جو ٹوٹا ہی مکدر کیون ہو تم
وقت زینت غیض آتا ہی جو اُس سفاک کو
عاشقو بوجہ زنگ آلود یہ رہتا نہین
آجکل جو شوق آرائش کا اُس کمسن کو ہی
دیکھنے والا ہو نہین اُنکے رخِ شفاف کا
بعد آرایش کرینگے قتل وہ عشاق کو
صاف اگر پوچھو تو اُس چہرے کا آگی کچھہ نہین
آتی ہی پیہم لبِ گورِ سکندر سے صدا
ہم سے پوچھو اِسطرح پھینکو جو بیدردی سے تم
عاشقو نکلا نہین خط اُس رخِ شفاف پر
شاہدِ گل دیکھتے ہین باغ مین ہر صبح مُنہ
ذرے افشان کے ہین جیسے اوس جبین صاف پر
بولے وہ اپنا رخِ شفاف دکھلا کر مجھے

اور کون آگر سکھاتا ہے سواے آئنہ
یہ دلِ شفاف حاضر ہے بجاے آئنہ
سامنے جاتا نہین کوئی سواے آئنہ
اُنکے خطِ سبز پر ہے زہر کھاے آئنہ
ہی نرالی ہٹ سکندر سے کے آئے آئنہ
میری نظرون مین بھلا کیونکر سماے آئنہ
سامنے تلوار رکھی ہے بجاے آئنہ
نازکیِ گل ضیاے مہ صفاے آئنہ
قبر پر پتھر کی جا کوئی لگاے آئنہ
یہ دلِ نازک تو گیا ہے ٹوٹ جاے آئنہ
دیکھو آئینہ پہ لکھی ہی ثناے آئنہ
نہر کا شفاف پانی ہے بجاے آئنہ
ایسے دو چار اپنے بھی جوہر دکھاے آئنہ
آئنہ گر سے کہو ایسا بناے آئنہ

ای لطافت جب نظر آتا ہے گردون پر ہلال
دیکھتا ہون نقشِ پا اُونکا بجاے آئنہ

گر دیکھہ پائین اوس صنمِ دلربا کے ہاتھہ
نکلین حسین جہان کے بغل مین چھپا کے ہاتھہ
ای شاہِ حسن سمجھون مین اکسیر سے سوا
آجائے خاکِ پا جو تری مجھہ گدا کے ہاتھہ
پایا جو مینے بل کبھی ابروے یار مین
جانِ حزین پہ پڑگئی تیغِ قضا کے ہاتھہ
مینے بلائین لین جو بھونکی تو کیا ہوا
کر اتنی بات پر نہ قلم بخطا کے ہاتھہ
ہمسر ہوا جو گل رخِ رنگین یار سے
گلچین نے مارا منہ پہ طپانچہ بڑھا کے ہاتھہ

کب ہاتھ مین لکیرین ہین اُس شوخ کے دلا
باندہے ہین ریسمان سے یہ دزدِ حنا کے ہاتھ

عاشق سمجھ گئے کہ اشارہ ہے قتل کا
اُس شوخ نے دکھائے جو مہندی لگا کے ہاتھ

کیا رنگ ہی حنا کا جما باغ دہر مین
پابند ایسکے رہتے ہین ہر دلربا کے ہاتھ

لی ہین بلائین آپ کی محفل مین غیر نے
لازم ہی قطع کیجے اسی بیحیا کے ہاتھ

پیچھے قدم ہٹے ہین جو مقتل مین غیر کے
تیغ دودم کا وار لگا وُہ بڑہا کے ہاتھ

قاصد نے میرا نامہ و پیغام جب دیا
سنتا ہون اوسنے قطع زبان کی جلا کے ہاتھ

تنکے فراقِ یار مین چنتا ہون رات دن
اللہ نے دیے ہین مجھے کہربا کے ہاتھ

صحبت ہی غیر جنس کی وحشت مین ناپسند
کرتے ہین ٹکری جوش جنون مین قبا کے ہاتھ

اُس شاہ حسن کا ہے دماغ آسمان پر
بھیجون گا اپنے شوق کا نامہ ہما کے ہاتھ

لیجائے کوے یار مین یا جانبِ چمن
عزت ہے اپنی خاک کی بادِ صبا کے ہاتھ

پھولی شفق زمین پہ مانند آسمان
دھوئی جو میرے شوخ نے مہندی چھڑا کے ہاتھ

دستِ خدا کے عشق مین ثابت رہین قدم
کر یہ دعا خدا سے لطافت اوٹھا کے ہاتھ

ردیف یائے تحتانیہ

گل کھلے بادہ فروشون کی صدا بھی آئی
میکشو مژدہ بہار آئی گھٹا بھی آئی

سر جھکا کھینچ کے تری تیغ جفا بھی آئی
ہم تو مر جانے پہ راضی تھے قضا بھی آئی

ہای ان دونون نے کیا وصل سے محروم رکھا
قہر ہے نیند کے ساتھ اُنکو حیا بھی آئی

میری قاتل کی یہ تاکید ہے دربانون کو
سر اوڑا دو نگا تون سے جو ہوا بھی آئی

یان تکلم ہے نہ دیدار مگر غش ہین ہم
دیکھی موسیٰ نے تجلی بھی صدا بھی آئی

دل لگا تا چمنِ دہر مین کیا اے بلبل
یان کسی گل سے مجھے بوے وفا بھی آئی

جمع حجاج ہوے دہوم ہوئی کعبہ کی
مین جو اُس در پہ گیا خلق خدا بھی آئی

دل جلایا جو بتون نے ہوئین آہین پیدا
جب لگی آگ مرے گھر مین ہوا بھی آئی

نہین پامال فقط مین قدم جانان کا
بہر پابوس ہی پس پس کے حنا بھی آئی

دن کٹے عمر کے اب قبر ہے اور تاریکی
ای مسافر ہوئی شام اور سرا بھی آئی

آہ کہتی ترے مظلوم کی ہی نالون سے
تم تو لب تک گئی مین عرش ہلا بھی آئی

دردِ سر ہمکو ملا رنگ اُنھین صندل سا
عارضہ جب کوئی آیا تو دوا بھی آئی

دل نے شب بھر یہی کہہ کہہ کے مجھے بہلایا
لو وہ خود آئے وہ چھاگل کی صدا بھی آئی

اُنکی کنگھی نے شبِ وصل کہا حسن ہی اب
تم بگڑتے رہے مین زلف بنا بھی آئی

بلبلے دیکھہ کے صیاد مرا کہتا ہے
دیکھنا دام مین پانی کی ہوا بھی آئی

دلربائی مین ہین مشاق وہ ہوتے جاتے
ناز کیا کم تھی ہوا قہر ادا بھی آئی

ہوگیا خلق مین مشہور جمالِ یوسف
چھاؤن جب آچکے جوبن کی ذرا بھی آئی

کم لیاقت کی تعلی ہی ہلاکت کا سبب
پر کسی چونٹی کے نکلے تو قضا بھی آئی

چار دشمن جو ہوے جمع بنی شکلِ بشر
خاک بھی آگ بھی پانی بھی ہوا بھی آئی

ہنسکے وہ کہتے ہین کیون بخیری کا ہے گلا
کہین مجھہ تک ترے نالون کی صدا بھی آئی

حسن مین رنج پسند الفتِ گیسو مین ہے نیز
ہم پری سمجھے اگر سر پہ بلا بھی آئی

کیا اسی یار کی تقلید ہوئی ہجر کی شب
کثرتِ ناز و ادا سے نہ قضا بھی آئی

یا خدا ہی ترے بندے کو بہت شرم سوال
تو ہی معبود تو لب تک ہی دعا بھی آئی

رات بھر اُنکو یہ تھا عاشقِ گستاخ کا ڈر
چونک اُٹھے خوف سے گر نیند ذرا بھی آئی

لاکھہ روٹھی ہوئی لیلی تھی منا لینا تھا
بات بگڑی تجھے ای قیس بنا بھی آئی

دشمن اعدا کا لطافت ہی اللہ کا دوست
ایک ہی دل مین عداوت ہی دلا بھی آئی

شگفتہ وصل سے دل ہو تو آرزو نکلے
نسیمِ لطف سے غنچہ کھلے تو بو نکلے

بدن سے روح اگر اُنکے روبرو نکلے
بخیر ہو مرا انجام آرزو نکلے

گھرون سی عید کو یونتو ہین خوبرو نکلے
گلے سے یار جو لپٹے تو آرزو نکلے

پھنسا دیا مجھے پھندے مین عشق کی اید ل
خدا کرے کہین پہلو سے میرے تو نکلے

خیالِ یار کی آمد ہے بدگمان ہو نہین
کوئی کہے دلِ شیدا سے آرزو نکلے

دکھا کے حُسن پھنسایا مرا دلِ شیدا
یہ دونون دیدۂ مشتاق دو عدو نکلے

دلِ حزین سے محبت مین تنگ آئے ہین
ہمارے سینہ سے یہ لے کے آرزو نکلے

کُھلا یہ ہمپہ کہ دنیا مقام ہے نازک
گرہ مین لے کے گہر اپنی آبرو نکلے

گلے لگا کے بتون کو خجل ہین حشر کے دن
لحد سے غرق پسینے مین تا گلو نکلے

خیال زلف ہے دلمین مگر بسا ہے دماغ
عجب ہے مشک ہو نافے مین اور بو نکلے

جگر کہین ہے کہین دل کہین مری آنکھین
یہ چار تھے مرے ہمدرد چار سو نکلے

وہ پھر وصل جو آئین تو مین ہون شادی مرگ
اِدھر مری تو اُدھر اُنکی آرزو نکلے

شگفتہ دل ہین نہ روکے سی باغبانکے رکے
بہار بنکے گئے باغ مثل بو نکلے

ثواب جان کے پیر مغان ہمین دینا
زکوۃِ میکدہ کوئی اگر سبو نکلے

وہ آج گھر سے چلے یون مری عیادت کو
کہ جس طرح دلِ عاشق سے آرزو نکلے

صبیح رنگ جو قاتل کا عکس افگن ہو
سفید ہو کے ہر اک زخم سے لہو نکلے

پھنسا کے عشق مین برباد کر دیا مجکو
دل و جگر مرے پہلو مین دو عدو نکلے

جو نکلے متصل آنسو دھایہ رشک سے کی
خدا کرے یونہین دل کی ہر آرزو نکلے

اجل نے آ کے پریشان کیا عناصر کو
بہم یہ چار مسافر تھے چار سو نکلے

ہوئی نہ تار کی حاجت مرے گریبان مین
یہ اشک دیدۂ سوزن دمِ رفو نکلے

وہ مست ہون درِ میخانہ پر اگر پہنچا
تو ہاتھون ہاتھ مجھے لینے کو سبو نکلے

نشانہ ہونیکی ایسی ہی میرے دلکو ہوس / جو تیر آئے ترا لینکے آرزو نکلے

لکہین جو ہم دلِ خون گشتہ کا انھین احوال / دوات سے بھی سیاہی کی جا لہو نکلے

پیام یار کو اسطرح نامہ بر دینا / کہ بات بات مین ارمان ہو آرزو نکلے

تمہارے کعبۂ ابرو مین ہم کرین سجدے / جو آب چاہِ ذقن سے پئے وضو نکلے

بنا کے باغ نہ شدّاد سیر دیکھہ سکا / خدا ہی چاہے تو بندہ کی آرزو نکلے

جو بُجھہ کے شمع چلی بزم یار سے تو کہا / کہ سرخرو تو ہم آئے سیاہ رو نکلے

وہ ہم ہین بحرِ شہادت کے پیرنے والے / جو آب تیغ کی لین تھاہ تا گلو نکلے

فرشتے سونگھہ کے محظوظ اے لطافت ہون / لحد مین دل سے جو عشقِ علی کی بو نکلے

ہم سسکتے تھے سدا یاد مین مقتول پڑے / آج کیا تھا کدہر آپ آئے کہان بھول پڑے

گڑ گیا شرم سے مین اسنے جو غیرو نہین کہا / ایسے مرنے پہ تری خاک پڑے دھول پڑے

سرفروشی کو ہین بازار محبت مین چلے / دل بھی دین گر تری سرکار مین محصول پڑے

اے پری بزم مین لیتی ہین بلائین تری غیر / ایسا اک وار لگا ہاتھہ ابھی جھول پڑے

یاد دندان ہین جو رویا تو وہ ہنسکر بولے / نہین آنسو ترے ہین موتیے کے پھول پڑے

یار سے وصل کا وعدہ تھا قضا غیر نے کی / خار دینے کو اسی روز تو ہین بھول پڑے

نوجوانی مین مرا خرمنِ دل ہے طیار / لی اوڑی آتشِ الفت کا جو اک پھول پڑے

بوسے گن گن کے وہ دیتے ہین دعا کرتا ہون / لینگے ہر بار مگر جاؤن اگر بھول پڑے

ہائے کیا قہر ہین میرے لیے صبحِ شبِ وصل / شکنین فرش کی مُرجھائے ہوئے پھول پڑے

کُشتۂ چشم گل اندام لطافت جو تھا / قبر پر نرگسِ شہلا کے ہین کچھہ پھول پڑے

مرے پر بھی ہمارا ظاہر و باطن برابر ہے / لحد مین داغ دل ہین قبر پر پھولونکی چادر ہے

ترقی پر نہایت شعلۂ رخسار دلبر ہے — کہ جوہر تنگی جنگاریان آئینہ مجمر ہے

گلستان مین عجب سامان مستونکی لحد پر ہے — چھنی ہی دہوپ سایہ تاک کا پھولونکی چادر ہے

زرا انگلگیر کو دیکھو گنہ سے عذر بدتر ہے — کہ خود ہی سر ہے کاٹا اور پائے شمع پر سر ہے

بہار تازہ عکس عارض رنگین دلبر ہے — دم تزئین سراسر آئینہ پھولونکی چادر ہے

وہ قاتل ذبح کرکے میرے قاصد کو یہ کہتا ہے — جواب نامہ لکھنے کو رواخون کبوتر ہے

زوال آیا تو ساوی سرکشی ہی خاک اے منعم — نظر کر اپنا سایہ دوپہر کو پاؤن پر سر ہے

بدلنا وضع آپس مین عداوت مول لینا ہی — کہ پیدا ہی اسی سے پر عدو شیشہ کا پتھر ہے

شب فرقت جو چھٹکی چاندنی مین مر وہ دل سمجھا — کہ یہ شہر خموشان مین کسی تربت کی چادر ہے

وفاداری کا مجھہ مہجور کے وہ ذکر کرتے ہین — زبان تک اُنکی پھونچا نام میر اُجب بہتر ہے

مضامین ہین نہ یہ اشعار مین اُس گل کی حسرت کے — مرا ہر صفحہ دیوان نہین پھولون کی چادر ہے

اری غافل زیادہ قوت کی خواہش سے کیا حاصل — ملے گا رزق اُتنا ہی تجھے جتنا مقرر ہے

عبادت کو جو آیا ہی تو پیتا جا صبوحی بھی — ہمارا میکدہ اے شیخ مسجد کے برابر ہے

لحد پر صوفیون کے کیون نہ منعم آکے بھینچا ہین — بچھا ہی قبر پر گلدام یا پھولونکی چادر ہے

فرشتون سے کہین گے اے لطافت قبر مین جاکر
زرا سونگھو ہمارے دل مین بوئے حب حیدر ہے

کسی کے عشق کا ہین تیر جب سے کھائے ہوئے — ہم اپنے دل کو کلیجہ سے ہین لگائے ہوے

ہوا تھا روز ولادت ہی موت کا سامان — جبھی سے ہین کفنی پہنے اور نہائے ہوے

بفخر کہتے ہین جبریل سب فرشتونمین — کہ ہم علیؑ سے ہین اُستاد کے پڑھائے ہوے

جو پھول توڑ کے بلبل کا دل دکھایا ہے — چمن مین غنچے ہین گلچین سے منہ پھلائے ہوے

چمن مین نغمۂ بلبل وہ سُنکے کہتے ہین — یہ طرز ہین مری تقریر کے اوڑائے ہوے

یہ مکر شیخ حمائل کیئے ہے قرآن کو — سدا بغل مین ہے ایمان یہ دبائے ہوے

تمھاری زلف کی خوشبو سی ہین خجل آہو — ہمیشہ مشک کو نافونمین ہین چھپائے ہوے
کیے تھے جمع خزانے سدا جو قارون نے — وہ تیرے بادہ کشونکے ہین سب کٹائے ہوے
محل مین یار کے مزدور بنکے جا پہنچے — سمبھالے بوجہ محبت کا ناز اٹھائے ہوے
سمجھ کے قبر مین اے منکر و نکیر آنا — علی مدد کے لیے ہین لحد مین آئے ہوے
ہوی ہین فصل بہاری مین رند خود رفتہ — کلام بہکے ہوے پاؤن لڑکھڑائے ہوے
نکل کے کوچۂ جانان سے جاؤن کیا مین زار — کہ مجکو سایۂ دیوار ہے دبائے ہوے
دکھا کے دست حنائی وہ شوخ کہتا ہی — ہین اپنے پنجۂ مرجان شکست کھائے ہوے
کرو خیال سنبھلو آل قارون پر — زمین مین غرق ہوا سر پہ گنج اٹھائے ہوے
دکھا کے تم قد موزون غرور کم کر دو — چمن مین سرو ہی نخوت سی سر اٹھائے ہوے
کہین نہ حال کہے محتسب سے مستی کا — گلا ہی شیشہ کا ہر بادہ کش دبائے ہوے
اتارتے ہین وہ احسان ناز اٹھانیکا — کہ دوش پر ہین جنازہ مرا اٹھائے ہوے
فلک نے پیس کے گو ہمکو کر دیا سرمہ — مگر حسینونکی آنکھونمین ہین سمائے ہوے
عجیب وقت ملا ہی لپٹ کے بوسے لین — کہ ہاتھ پاؤن ہین مہندی ہین وہ لگائے ہوے
قریب شمع مرے ٹھنڈے دل سے پروانے — زہی نصیب ہین معشوق کے جلائے ہوے
جو کوہ و دشت مین فرہاد و قیس جا بیٹھے — یہ دونو کوچۂ جانان سے ہین اٹھائے ہوے
جدا جدا ہی ترا اپنے عاشقون سے ڈھنگ — رہا خلیل کلیم آگ سے جلائے ہوے
گہر ثنا ترے دانتون کی مُسکے کہتے ہین — صدف مین ہم ہین پڑے آبرو بچائے ہوے

خدا کرے وہ دن آئین کہی ہر اک زائر
کہ آج کل ہین لطافت نجف مین آئے ہوے

زلف شبگون قرب گوش نازک جانانہ ہے — مجھہ پریشان کی سیہ بختی کا اک افسانہ ہے
غمکدہ صبح شب وصلت مرا کاشانہ ہے — مُردہ دل ہین شمع کشتہ میت پروانہ ہے

ای زہی رفعت وہ باغِ کوچۂ جانانہ ہے
آسمانِ سبز جسکا سبزۂ بیگانہ ہے

جب جوانی بنکے جاتی ہے دلہن کرتی ہے طعن
روک دے مجکو کسی مین ہمتِ مردانہ ہے

یا علی مین ہون شرابِ حوضِ کوثر کا حریص
سر پہ خم شیشہ بغل مین ہاتھ مین پیمانہ ہے

زالِ دنیا سے کرو نہین مال و زر کی التجا
شرم آتی ہے خلافِ ہمتِ مردانہ ہے

فصلِ گل مین باغبان کنگھی کیے بھی گچھے ہون درخت
زلفِ سنبل کو چمن مین احتیاجِ شانہ ہے

لے کے دل عشاق کے کس ناز سے کہتے ہین وہ
ابتدا مین یہ گناہِ عشق کا جرمانہ ہے

عاشق و معشوق دونون چال سے خالی نہین
وان خرامِ ناز ہے یان لغزشِ مستانہ ہے

لکھدیا رونا مری تقدیر مین رزاق نے
اشک پر موقوف مجھ گریان کا آب و دانہ ہے

زالِ دنیا تین بار آئی مگر پوچھی نہ بات
جز نشہ مردان یہ کس مین ہمتِ مردانہ ہے

ظلم جو کرنا ہو کر آیا ہی گرا روزِ ہجر
ایک تو مین دل جلا ہون دوسرا پروانہ ہے

چلتا ہی گونس رگ کے گردن پہ ہماری وقتِ ذبح
خنجرِ قاتل مین بالکل نازِ معشوقانہ ہے

خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دو اک جنس کے
تم اگر ہو شوخ حالت یان بھی بیتابانہ ہے

ہم بغل ہوکر عروسِ مرگ سے ہین سو رہے
قبر ہم عاشق تنون کا ایک خلوتخانہ ہے

فرض ادا کرتا ہون نہین محرابِ تیغِ یار مین
کٹ گئے سر گرنا قدم پر سجدۂ شکرانہ ہے

وصل کے بدلے جو مین دل بیچتا ہون انکے ہاتھ
بوسہ دے کر ناز سے کہتے ہین یہ بیعانہ ہے

نفع ثمرہ خیر کا ہے سب سے کہتی ہے زمین
خوشے مین دیتے ہون جو دیتا مجھے اک دانہ ہے

ہم اشارون سے ہین محفل مین بتاتے انکے بال
پنجۂ مژگان نہین زلفِ سیہ کا شانہ ہے

کیا خریداری کرے گا کوئی اُس محبوب کی
حسنِ یوسف حسنِ حسین کا کم سے کم بیعانہ ہے

آسمان پر کیا کوئی محبوب کرتا ہے بناو
ماہِ کامل آئنہ ہے اور ناقص شانہ ہے

گر سبو میخانے مین اے محتسب توڑی تو کیا
بڑھ گئی بادہ کشی ٹکڑا ہر اک پیمانہ ہے

نشہ مین بہکے ہین تو لب پر ہی ساقی کی ثنا
پاؤن کو لغزش بھی ہے تو لغزشِ مستانہ ہے

آبرو ہو ناز سے گر وہ پری پیکر کہے
ہان لطافت بھی ہمارے حسن کا دیوانہ ہے

آئنہ خانہ مین مجھہ مست کو حیرانی ہے
ڈوب مرنے کے لیے چار طرف پانی ہے

سچ ہی قسمت سے سوا مانگنا نادانی ہے
بوند بھر بہرِ صدف بحر مین بھی پانی ہے

سرمہ گین چشم صنم قتل مین لاثانی ہے
دست سفاک مین شمشیر صفاہانی ہے

کسقدر سنبل کی دنیا مین مخالف ہے ہوا
آج کل کشتی درویش بھی طوفانی ہے

پھر وہ زلفون کو بناتے ہین خدا خیر کرے
جمع ہوتی مری خاطر یہ پریشانی ہے

قبر مجنون پہ چڑہائینگے جنونمین زنجیر
منت امسال یہی وحشیون نے مانی ہے

ڈبڈبا آئی جو اشک آنکھہ مین مشکل ہوا ضبط
پی گئے جب تو یہ معلوم ہوا پانی ہے

آکے دنیا مین پیا خونِ جگر غم کھایا
نئی دعوت نئی خاطر نئی مہمانی ہے

کی رسائی درِ محبوب پہ سجدے کرکے
پاؤن کی جا پہ رہِ عشق مین پیشانی ہے

نہ ملین وہ کفِ افسوس مرے ذبح کے بعد
اب تو بیکار ندامت ہے پشیمانی ہے

سرگذشتِ شبِ فرقت جو کہی وہ بولے
کہ بلا میری سُنے قصہ طولانی ہے

ہوکے مشتاق جو دیکھا ہے ہلالِ ابرو
آئنہ مجکو دکھاتی تری پیشانی ہے

عیب کیا صاحب جوہر جو ہی محتاج لباس
تیغ کا حسن سرِ معرکہ عریانی ہے

کھوٹے دامون ہین بکے جیسے جنابِ یوسف
حسن کی عشق کی بازار مین ارزانی ہے

نزع مین پوچھتے ہین آپ عبث عشق کا حال
مختصر قصہ کہانی مری طولانی ہے

جل مرے کیون نہ سرِ بزم کہ ہی جا ہے حجاب
بہرِ پروانہ ستم شمع کی عریانی ہے

تھک گئے کاتبِ اعمال بہی لکھتے لکھتے
کسقدر نامۂ عصیان مرا طولانی ہے

دختِ رز شیشہ مین ہے پر نظر آتا ہے جسم
پردہ بھی اس زنِ بیباک کا عریانی ہے

رو دیا یار وفائین جو مری یاد آئین
مرکے اب زندہ دلو مجکو پشیمانی ہے

جمع ہو جاتین وہ زلفین تو ستم کیا کرتین
حُسن آئینہ سے ہے شعلہ رخون کا بڑہتا

دلِ عاشق کو بلا جنکی پریشانی ہے
مشتعل آگ کو کرتا ہی یہ وہ پانی ہے

قدر شاعر نہین دنیا مین لطافت باقی
ورنہ اب بھی کوئی عرفی کوئی خاقانی ہے

حُبّ حیدر مرے عصیان یوہین کہا جاتی ہے
یاد اُن گیسوے مشکین کی جو آجاتی ہے
اچھی صورت جو کسی جا نظر آجاتی ہے
حسن ہوتا ہی جوانی جو ہین آجاتی ہے
چند دن فصل جوانی کی جو آجاتی ہے
ان حسینونپہ طبیعت مری آجاتی ہے
عشق موقوف نہین اچھی بُری صورت پر
ہوکے بیچین وہ زانون کو کہا کرتے ہین
قہر ہوتا ہے تجاہل سے جو وہ پوچھتے ہین
ہیچ ہر گل کو سمجھتا ہے مشامِ عاشق
عطر مٹی کا حسینون کے لیے بنتا ہون
ہم بھی دل تک تری پہونچا ئینگے اپنی آہین
وصل کی شب جو وہ کہتے ہین کہ آتی ہی حیا
اس بہانے سے نہین اب وہ ستم بھی کرتے
رنگ بڑھنے کے لیے خون مرا ہو گا تریک
ہمرہِ روح پسِ مرگ چلا قبر مین تن
ہاتھ سائل کا جو بڑہتا ہے تو کہتی ہے طمع

آگ جس طرح کہ ہیزم کو جلا جاتی ہے
دل کی اُجڑی ہوئی بستی کو بسا جاتی ہے
دل پہ اک تیر محبت کا لگا جاتی ہے
جیسے انسان مین پری کوئی سما جاتی ہے
روگ انسان کو محبت کا لگا جاتی ہے
نہین معلوم وہ کیا شئی ہے جو بہا جاتی ہے
نہین معلوم وہ کیا شئی ہے جو بھا جاتی ہے
کسکی یہ آہ ہے جو دل کو ہلا جاتی ہے
کیسے جان آپ کی بھی حسن پہ کیا جاتی ہے
بھینی بھینی تری خوشبو جو سما جاتی ہے
خاک ہو کر بھی نہین بوے وفا جاتی ہے
عرش تک سنتے ہین بیکس کی دعا جاتی ہے
مین یہ کہتا ہون حیا آتی ہے یا جاتی ہے
سخت جان آپ ہین بیکار جفا جاتی ہے
قرہ وہ اے موت کہ پاس انکے حنا جاتی ہے
دیکھنا ساتھ مسافر کے سرا جاتی ہے
ذلت اس راہ سے آتی ہی حیا جاتی ہے

ای لطافت جو وہ ملجائین تو اتنا پوچھون
آپ تک بھی مرے نالونکی صدا جاتی ہے

ابھی ہون ذبح اگر وہ بعید ہو جائے
گلے پہ تیغ یہ حبل الورید ہو جائے

عجب خوشی ہو جو عاشق شہید ہو جائے
گلے ملے ترا خنجر تو عید ہو جائے

یہ عید ابکی ہمین بھی سعید ہو جائے
گلے ملے وہ خوشی سے تو عید ہو جائے

سبب یہ ہی جو دعا مانگتا ہون مرنیکی
کہ نزع مین ترے چہرے کی دید ہو جائے

لیا ہی دل مرا تسنے سمجھ کے مال اپنا
ملے جو بوسہ عنایت رسید ہو جائے

پھنسا ہی زلف مین دل جب سی تلملاتا ہون
سدا قریب ہو جو یون بعید ہو جائے

وہ زلف غیر بناتا ہے خیر ہو یا رب
کہین نہ شام کا حاکم یزید ہو جائے

قلم شراب کی دے ساقیا کھلے روزہ
ہمارے قفل دہن کی کلید ہو جائے

ہلال نیکلے اگر خم ہو فاقہ کش عاشق
حسین گلے ملین خوش ہو کے عید ہو جائے

ہوا تو ہی مرا شاگرد فن عشق مین قیس
جو دل لگا کے پڑہے تو رشید ہو جائے

شراب پیتی ہی آجاے راہ پر صوفی
جو میرے پیر مغان کا مرید ہو جائے

وہ بدگمان مجھے قتل اسلیے نہین کرتا
نہ پائے حور نہ عاشق شہید ہو جائے

دکھائے بلبل شیدا کو کیا بہار اے گل
غلام کیون نہ ترا زر خرید ہو جائے

غضب ہی دیکھین وہ آیئنہ آئنہ انکو
ادہر ہو دید ادہر باز دید ہو جائے

کیئے بہار نے یکجا چمن مین بلبل و گل
کہ کچھ تو عشق کی گفت و شنید ہو جائے

وہ توڑ کر مرا دل جوڑتے ہین یہ کہکے
کہ ہی قدیم عمارت جدید ہو جائے

کلام اہل سخن کا ہے اے لطافت شوق
مشاعرہ بھی کوئی بعد عید ہو جائے

باغ سے جاتا ہی وہ گل پھول جسدم توڑ کے
غنچے ہین بوسہ دہن کا مانگتے منہ پھوڑ کے

ذبح خنجر سے کیا بیرحم نے منہ موڑ کے — کام عاشق کا کیا سفاک نے دل توڑ کے

قہر برپا کر دیا چہرے پہ زلفین چھوڑ کے — لیگیا پہلو سے وہ دلبر کلیجہ توڑ کے

یاد آتا ہی جو انگورات کا بوس و کنار — مسکراتے ہین وہ کیا کیا شرم سی منہ موڑ کے

دل تو کیا ہی یار کا ہم عرش تک پہنچا مینگے — ایکدن تیرِ دعا لب کی کمان مین جوڑ کے

کر کے آزردہ ہمین پچتائیے گا دیکھیے — جوڑنا مشکل پڑے گا آپ کو دل توڑ کے

ذبح بلبل ہو گئی نقشِ قدم پر باغ مین — سیر کو آئے چلی طرفہ شگوفہ چھوڑ کے

مہربانی بھی تمھاری قہر سے کچھ کم نہین ہے — پاس اپنے ہو بلاتے بھی تو پردہ چھوڑ کے

ہو چمک زیور کی دونی آپ اگر ہنس دیجیے — مانگتے ہین آپ دانتون سی گہر منہ پھوڑ کے

دیکھ لی بس اس جہان کی دوستونکی دوستی — قبر تنہا مین گئے مجکو اکیلا چھوڑ کے

اپنی دو بی شرم ایسا جو سن سودا نے لیا — مانگتی ہر رگ ہی نشتر کی زبان منہ پھوڑ کے

تکیہ زربفت سی اپنی ہوئی ثابت یہ بات — بیٹھتے ہین مال دنیا سی سدا منہ موڑ کے

اپنی کوچہ مین ہین لیتے عاشقون کا جائزہ — وائے قسمت گنتے ہین ہر بار مجکو چھوڑ کے

کھیل سی وہ توڑ کر کہتے ہین دریا کی حباب — دید بازون کو فنا کرتے ہین آنکھین پھوڑ کے

جڑ تو جائیگا صنم لیکن گرہ پڑ جائیگی — دیکھنا پچتاوگے الفت کا رشتہ توڑ کے

دل پہ وہ چھریان لگا کر ناز سے کہنے لگے — بوئینگے تخم محبت اس زمین کو گوڑ کے

ہاے بی پروائیون نے انکی مارا بے اجل ہے
گھر گئے اپنے لطافت کو تڑپتا چھوڑ کے

میرے پہلو سے دل مضطر تو لیتے جائیے — ساتھ اپنے کوئی تحفہ گھر تو لیتے جائیے

سخت جان کو ذبح کرنے گھر سی جاتے ہین جو آپ — احتیاطاً دوسرا خنجر تو لیتے جائیے

حشر کو قدسی کہین گے ہو گی طی راہِ صراط — نام پاک حضرتِ حیدر تو لیتے جائیے

مال مردے سی ہی کہتا جمع کرنے کا صلا — ہان کفن کی مجھ سے اک چادر تو لیتے جائیے

اپنی ویوانے کا سودا دیکھنے جب وہ چلے
دی بتون نے بھی صدا پتھر تو لیتے جائیے

دیکھا مجھ وحشی کو جب فصّاد نے تو یہ کہا
پاس میرے آئیے نشتر تو لیتے جائیے

وہ مری تربت پہ آنیکو ہین یہ کہدے کوئی
ساتھ اپنے پھولون کی چادر تو لیتے جائیے

بلبلین بولین چمن سے جب چلا وہ رشکِ گل
باغ کا تحفہ یہ پشت پر تو لیتے جائیے

نزع مین حسرت سے کہتا ہی ہر اک منعم بخیل
قبر مین ہمراہ مال و زر تو لیتے جائیے

حسن کہتا ہی بنا تا ہون جو زلفین یار کی
بوسۂ رخسارۂ دلبر تو لیتے جائیے

زلفِ جانان پر جو دل آیا تو آنکھون نے کہا
ہی سفر ظلمات کا رہبر تو لیتے جائیے

حضرتِ دل سامنا اُنکے تغافل سے ہی آج
ساتھ اپنے آہ کا لشکر تو لیتے جائیے

باغ مین آتا ہی جب تو دل مین کہتا ہی حریص
ہاتھ آجائے گلون کا زر تو لیتے جائیے

عاشقون سے حشر کو حورین کہینگی مے کی جام
اجرِ حبِّ ساقیِ کوثر تو لیتے جائیے

ای لطافت حشر ہوگا جب کہینگے سب ملک
قبر سے عصیان کا یہ دفتر تو لیتے جائیے

امتحانِ عشق مین تقدیر کا کر دیکھین گے
زندگی ہی تو کسی یار پہ مر دیکھین گے

نہین ہو جاتی ہی کس طرح سحر دیکھینگے
آہ کا ہم شبِ فرقت مین اثر دیکھین گے

روئے روشن سے اُلٹ دیجیے ای یار نقاب
اپنا منہ آئنہ مین شمس و قمر دیکھین گے

کمرِ یار تو ملتی نہین ہین طالبِ دید
شعرا باندہ کے مضمونِ کمر دیکھین گے

نازنین نے مرے اس پیچ سے ٹپکا باندہا
ناتوان بین ہین بہت لوگ کمر دیکھین گے

لینگے شبنم سے کفن صبح سے تھوڑا کافور
دم تو نکلے شبِ فرقت کی سحر دیکھین گے

چشم آئینہ بنے گا جو ہمارا دل صاف
دشمن و دوست کو پھر ایک نظر دیکھین گے

ہی مرے یار کا وہ حسن کہ سب زاہد بھی
شرع سے کہکے حلال ایک نظر دیکھین گے

گھر کرین میری دلِ صاف مین وہ خود بین ہین
جلوہ اپنا نظر آئیگا جدہر دیکھین گے

صبح کی قوت کی ہی شام سی بیکار ہی فکر
کیا خبر زندہ پھر اٹھینگے سحر دیکھین گے

آئے ہین عاشق لاغر کی عیادت کیلیے
وہ سُنا کرتے تھے آج اپنی کمر دیکھین گے

شبکو پروانے یہی سوچ کے جلجاتے ہین
کسطرح شمع کو گل وقت سحر دیکھین گے

فرط حیرت ہی مجھے آئے ہین وہ کرکے بناؤ
بنگیا آئنہ مین اب تو ادہر دیکھین گے

آپ کل صبح کو کرتے ہین عبث وعدۂ وصل
شب کٹیگی نہ جئین گے نہ سحر دیکھین گے

ہم وہ عاشق ہین کہ ہی بخت سیہ جانکی ساتھ
یہ وہ ہی شام کہ جسکی نہ سحر دیکھین گے

دونون دل ایک ہوی جب تو کہانکا پردہ
آپ ادہر دیکھین گے تو ہم بھی ادہر دیکھینگے

جان دینے کو جو کہتا ہون وہ فرماتے ہین
یان نہ مرنا کہ فرشتے مرا گھر دیکھین گے

شاعری کا جو رہا شوق لطافت یوہین ؎
شعرا روز بروز اوج قمر دیکھین گے ؎

تمھارے کان تلک منہ کو لا نہین سکتی
گذر رہی ہے جو دل پر سُنا نہین سکتے

کیا ہی قتل تو ہو دفن کی اجازت بھی
عزیز میرا جنازہ اُٹھا نہین سکتے

وہ آئے بہر عیادت یہ وہم آتا ہے
مریض ہم ہین گلے سے لگا نہین سکتے

تمہین بھی دیکھ لیا ہمنے خوب دیدۂ تر
لکھا نصیب کا رو کر مٹا نہین سکتے ؎

ادہر ہی ضعف ادہر نازکی وصال کجا
ہم اٹھ کے جا نہین سکتے وہ آ نہین سکتے

بڑھا یہ ضعف کہ صدمون کا تو بھلا کیا ذکر
مزا وصال کا بھی ہم اُٹھا نہین سکتے

تمھارے تیر جو ترکش مین دیکھے رشک ہوا
کہ میرے دل مین یہ سب کیا سما نہین سکتے

وبال کسکا پڑا گیسوے حسینان پر ؎
کہ جس سے آج تلک سر اُٹھا نہین سکتے

عجب طرح کے محرر ہین کاتب اعمال ؎
کہ لکھ تو لیتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے

شب وصال مین شرماتے ہین وہ عاشق سے
نہ روٹھ جائین گلے ہم لگا نہین سکتے

فلک نے ہمکو زمین پر کیا ہی یہ پامال ؎
کہ مثل نقش قدم سر نہین اُٹھا سکتے

مثال شیشہ کے نازک ہی خوف آتا ہے
ہم اپنے دل کو بتون سے لگا نہین سکتے

بتون سے خاک کسی کی برآئیگی امید
یہ اپنے کام تو بگڑے بنا نہین سکتے

مرے گناہ یہ کثرت سے ہین کہ حشر کے دن
میان پلۂ میزان سما نہین سکتے

بخیل لوگ بھی اورونکے ہین امانت دار
کہ جمع کرتے ہین دولت اُٹھا نہین سکتے

ٹپک کی اشک یہ کہتے ہین رونیوالون سے
گرا کے آنکھ سے ہمکو اُٹھا نہین سکتے

نکل کے جسم سے دم بلبلونکے کہتے ہین
گلون مین صورت نکہت سما نہین سکتے

یہی تو لطف ہی اے ضعف واہ کیا کہنا
قدم پہ اُنکے گرے سر اُٹھا نہین سکتے

ہم اپنے دل سے لطافت ہوئے ہین کیا مجبور
بگڑ کے یار سے کچھہ بھی بنا نہین سکتے

ستم ہی آپ کا جوبن عجیب صورت ہے
حضور مین تو ہون کیا آپکو بھی رغبت ہے

خیال یار نہ جا اس دل پُر ارمان سے
یہ تھوڑی دیر کی صحبت بہت غنیمت ہے

نشان پاے صنم لاغری مین پایا ہے
خرام ناز کے عاشق کو فرش راحت ہے

گئے جو کوچۂ جانان سے خلد مین عاشق
کہا قصور معاف اسکا نام جنت ہے

صبیح حضرت یوسف مرا حبیب ملیح
حسین دونون ہین پر اپنی اپنی صورت ہے

وہ پوچھتے ہین تجاہل سے قبر عاشق ہے
کہ بیکسی ہے برستی یہ کسکی تربت ہے

وہ مجھسے پوچھتے ہین آئنہ مین دیکھکے حسن
تمہین بتاؤ کہ ایسی کسی کی صورت ہے

اُجاڑ کر مجھے بستی بسائی عشق نے خوب
جگر مین درد فغان لب پہ دلمین حسرت ہے

جو دیکھا تو دلکے خوف ورجا کی منزل مین
کہین غضب سے زیادہ خدا کی رحمت ہے

جو بنی وعدۂ وصل اُنکو یاد دلوایا
تو ہنسکے بولے ہمین بھولنے کی عادت ہے

ہمارے گھر مین ہو آزردہ کر نہین سکتے
گلے لگائین تمہین بوسے لین اجازت ہے

ادہر نیاز ادہر ناز وہ خدا مین عبد
ادہر گناہ مرے ہین ادہر کو رحمت ہے

اگر کی طرح لچکتی ہے آپ کی تلوار
کہان ہین چشم کو زنا ذآ کے دیکھین لطف
چلے وہ صبح شب وصل جب تو یہ پوچھا
جمال وحسن کی تعریف کی اگر مینے
کلیجہ کانپ رہا ہے نہ لیجیے تلوؤن سے
پھرائین نزع مین آنکھین جو مینے اسنے کہا
سُنا جو قصہ یوسف بگڑکے وہ بولے
کھلی ہے آنکھ مگر ہاے سو رہے ہین ہم
جہان مین دولت دنیا ہی چلتی پھرتی چھایا
سوال وصل پہ کہتی ہی مجسے اُنکی شرم
جو مثل آئنہ ہی مجھ مین جو ہر ذاتی
جو دیکھا خواب مین یوسف کو اُسنے تو یہ کہا
جہان مین کوئی معشوق ہے جوانی بھی

رہی ہے ڈاب مین برسون یہ فیض صحبت ہے
گناہ ڈھونڈہتے پھرتے خدا کی رحمت ہے
ہمارے تن سے نکلجائے دم اجازت ہے
تو ہنسکے بولے تمہین کیا جو اچھی صورت ہے
حضور دل مین مرے آپکی محبت ہے
ہماری طرح سے کیا تو بھی بیمروت ہے
کہ اور بھی کوئی معشوق خوبصورت ہے
جہا نمین نام کو ہشیار ہین پہ غفلت ہے
کبھی ہے یان تو کبھی وان یہ بیمروت ہے
سُنا نہین کہ خموشی بھی اک اجازت ہے
غرض حسینون کو بدصورتون کو نفرت ہے
صبیح رنگ ہے ہان خیر اچھی صورت ہے
گئی تو آئی نہ پھر کیسی بیمروت ہے

علیؑ امام من است و منم غلام علیؑ
یہی جواب ہمیشہ اے لطافت ہے

بہار آئی ٹپکتا ہی یہ مضمون باغ مین گل کی
اگر تھا عشق صادق ہی تعجب مجکو بلبل سے
عجب ہی اتحاد اسطرح کا تو عشق ہو گل سے
جوانی کی بہار آئی لگا مین دل کسی گل سے
تمھاری پھول سی عارض مین رنگت مین سو اگل سے
جو ابکی آمد فصل خزان مین رنگ اُڑا گل سے

کہ سرخی مانگ لی ہے چند دنکو خون بلبل سے
برائے نام ہی کرتی محبت شمع کی گل سے
کہ اوڑنیکو ہین کلیان پھوٹتین بازوی بلبل سے
ارادہ ہی کرین شوری چمن مین جا بلبل سے
بناوٹ گر سمجھتے ہو تو پوچھو چل کے بلبل سے
چمن مین اشک خونین نیلے ٹپکا شبنم بلبل سے

اجازت چھچھونکی باغ مین گر لینگے اُس گل سے — یقین ہی آج جو کے بلبلے بجتین گے بلبل سے

لڑائے کیون نہ آنکھین مست ہو کر رات بھر گل سے — چمن مین روشنی ہی شعلۂ آوازِ بلبل سے

دکھا کر سرخیِ گل باغمین گلچین یہ کہتا ہے — بہت صیاد نازان ہی لڑائی خون بلبل سے

رقیبِ روسیہ نے ہاتھ دوڑائے جو گیسو پر — تو مشکین باندہ لین رعبِ صنم نے بڑہکے کاکل سے

مین وہ ہون جس مین عاشق کبھی آیا جو گلشن مین — گلِ تر کو بصد انصاف دیکھا چشمِ بلبل سے

ادہر ہی گو کہ پشتِ مہر اوڑی لیکن دُرِ شبنم — نہ ہرگز مطمئن وانا ہو دشمن کے تغافل سے

بہار آتی ہی ہیم باغ مین نالے نکلتے ہین — روان اک کاروان ہی کوچۂ منقارِ بلبل سے

مہِ نو سے بڑھے کٹ کر تمہارے پاؤن کے ناخن — اسے اقبال کہتے ہین ترقی کے تنزل سے

حسین بھی ہین ہمارے خوش گلو معشوق بر عاشق — عجب اُلٹا زمانہ ہے گلون کو عشق بلبل سے

بہے تو قتل گہہ مین خون کا دریا ارے قاتل — اُتر جائیگی سر وے کر تری تلوار کی پل سے

خدا جانے صبا نے کان مین کیا آکے پھونکا ہے — جو چھوٹے مُنہ گل تر آجتک بولی نہ بلبل سے

نہین معلوم کیا کیا رازِ الفت جھک کے کہتی ہے — عبث سرگوشیان بلبل کیا کرتے نہین گل سے

مری تصویر اُسنے پشتِ آئینہ پہ بنوائی ہے — نجات اس شکل مین بھی تو نہین اُسکے تغافل سے

دکھا کر حسن کا جلوہ بنا کر ہمکو دیوانہ — کہو عاشق ہو کیسے پوچھتے ہین وہ تجاہل سے

ہماری روح جنت مین گئی چھوڑا جو قالب کو — چمن مین اوڑ کے جا پہنچی قفس چھوٹا جو بلبل سے

مرے محبوب نے پایا ہے ایسا رتبہ عالی ہے — بچایا عرش کو نعلین اقدس نے تزلزل سے

مبارک ہو بہار آئی ہولی پھر عید مستونکو — گلے ملتے ہین میخانہ مین ساغر شیشۂ مُل سے

مرے غنچہ دہن کو بدنگہہ سے تو نہین دیکھا — گلِ تر کی قسم لونگا چمن مین جاکے بلبل سے

گئی جنت مین سوتے خفتہ گان کوچۂ جانان — نہ چونکے حشر کو بھی صورِ اسرافیل کے غل سے

بچھا کر جال یہ صیاد نے کی قید گلشن مین — جو ٹوٹا ایک بھی پھندا ابھرونگا دامِ بلبل سے

ہزارون حسرتین تھین گرد ارمانونکا لشکر تھا — ترے ناشاد کا اُٹھا جنازہ کس تجمل سے

بچے گا کیا تمہاری چشم و مژگان سے دل مضطر
کبوتر چھوٹ کر آتا نہین شاہین کے چنگل سے

جنون سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گریبان گر گلستان مین
کہلے فصدِ رگ گل نشترِ منقار بلبل سے

لیے تھی فوج طفلان گرد پتھر اپنے ہاتھون مین
سواری آپ کے مجنون کی نکلی کس تجمل سے

ہم ایسے عندلیبِ زار ہین گلزارِ عالم مین
بنایا دام صیادون نے تارِ رشتۂ بلبل سے

ہوا ثابت سو معشوق سے ہے قدر عاشق کی
ہزار ادنی ہو بلبل بیش قیمت ہے سوا گل سے

چمن مین چہچہے ہین زمزمے ہین فصل گل آئے
اوڑی تازہ خبر یہ کوچہ منقار بلبل سے

لطافت حشر کا دن آئے تو ہم گو کہ عاصی ہین
پہنچ ہی جائینگے جنت مین حیدر کے توسل سے

نہ نکلتے دل شیدا سے مزے کیا ہوتے
آرزو تھی کہ وہ عاشق کی تمنا ہوتے

دونون شاگرد مرے دیکھ کے سودا ہوتے
قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندا ہوتے

تم خرامان اگر اے رشک مسیحا ہوتے
زندہ ہو ہو کے فدا نقش کفِ پا ہوتے

تیز ہے خال رخ یار کا سودا ہر وقت
ہمنے دیکھا نہین اس جنس کو سستا ہوتے

دیکھتے حسن سدا دیدۂ مشتاق مرے
لطف ہوتا جو در یار کا پردا ہوتے

دل دیا گیسوے جانانکو جگر مژگان کو
دونون بیکار تھے پہلو مین مرے کیا ہوتے

دشمن وصل زمین بھی ہے گلا چرخ کا کیا
دفن مر کر ہین بشر قبر مین تنہا ہوتے

توڑ کر آئینۂ دل عجب احسان کیا
اب بہت آپ سے جب آپ ہی تنہا ہوتے

گردشین چشم کی دکھلا کے وہ رخ کہتا ہے
دیکھ لو پتلیون کا دن کو تماشا ہوتے

دیکھ لیتے انھین جی بھر کے ہم اے حیرانی
بنتے آئینہ تو وہ محو تماشا ہوتے

غیر ذی روح بھی مشتاق جوانون کے ہین
تیر کے شوق مین ہین دست کمان وا ہوتے

مدد اے سہو کہ بوسون کا وہ کرتے ہین شمار
بھول جاتے کہین گنتی تو مزے کیا ہوتے

وصل کا عذر ہے گردن کو کہ سایہ ہے ساتھ
تم اندھیرے مین تو ہو رات کو تنہا ہوتے

مر کے جاتی نہ لگاوٹ کبھی خوش چشموں سے
خاک ہو جاتے اگر جل کے تو سرما ہوتے

ٹوٹنا اس دل نازک کا ہی یاد آ جاتا
دیکھتا ہون کبھی شیشہ جو شکستا ہوتے

قبر مین آتے ہی کیا خاک مین سب بنے تو پا
نہ ہوئی دیر کفن کو مرے میلا ہوتے

غیر کے گھر کو بچاؤ مرے دل مین آؤ
کیون خرابی مین چلے عرش معلی ہوتے

عاشقو قصہ معراج سے یہ حال کھلا
آئے محبوب تو در پردہ ہین گویا ہوتے

رکھ لیے کھینچ کے تو دی سے دل شیدا مین
آپ کے تیر بڑے رنگ تھے کیا ہوتے

بے ثباتی کا جو دریا پہ ہے لشکر اترا
جا بجا خیمے حبابون کے ہین برپا ہوتے

تیرہ بختی جو بناتی ہمین میل سرمہ
لیتے آغوش مین وہ چشم مزے کیا ہوتے

اندھے ہین اسپہ حسینون کے یہ نظارے ہین
تھر کر دیتے اگر آئنے بینا ہوتے

رشک بلبل کو ہی صیاد سے آنکھین نہ لڑا
کچھ اشارے ہین برے نرگس شہلا ہوتے

آئنہ خانے مین جا بیٹھتے ہین تا کہ ہو عذر
وصل سے ڈرتے ہین وہ جبکہ ہین تنہا ہوتے

زار ہین غیر جو کوچہ مین ترے آ جاتا
ہم نہان اوڑھ کے دیوار کا سایا ہوتے

ہجر مین دیکھ کے کہتے ہین لطافت مجھی لوگ
ایسے بیمار کو دیکھا نہین اچھا ہوتے

جو ہی منظور بولی منہ سی تصویر اس گل تر کی
برائی ہو قلم حاجت ہوئی بلبل کے شہپر کی

روانی خلق مین مشہور ہو جاب سمندر کی
جو شاگردی کرے اگر ہمارے دیدۂ تر کی

نکیونکر ظلم سہہ کر مناؤن خیر دلبر کی
سنا ہی مستجاب اکثر دعا ہوتی ہی مضطر کی

پڑی چھوٹ آئنہ مین جب در دندان دلبر کی
ہوئی شہر حلب مین نہر جاری آب گوہر کی

کمینہ کو شرف کیا ہمسری سی اہل جوہر کی
جواہر تول کر بڑھتے نہ کبھی قدر پتھر کی

غرض ہو یا نہ ہو اورون کو مالک سی جھکا دینا
عجب تاثیر دیکھی شمعو اس دولت وزر کی

نکلتے ہی بدن سی روح بیجس ہو گئے اعضا
رہی حیران امت ہو گئی غیبت پیمبر کی

جوانی تک صنم ہی حسن گورے گالونکا
مہِ کامل ہے رخ یہ چاندنی مہمان ہے شب بھر کی

جو دیکھو فکر کرکے دیدۂ انصاف و عبرت سے
خبر دیتا ہے آئینہ کہ تربت ہوں سکندر کی

سمجھ کر ہمکو دیوانہ بہانے خون آیا ہے
ارادہ ہے کہ لیں تیری مژہ سے فصد نشتر کی

بخیلوں کو نہیں دولت سے کچھ بھی جز گنہ حاصل
سیاہی ہے فقط کیسوں کو ملتے دیکھ لو زر کی

نہا کر کیا کفن پایا ترے کشتہ نے مقتل میں
دیا غسل آب خنجر نے عنایت خون نے چادر کی

شبِ فرقت کی سختی سہہ کے دل میرا نکھر اٹھا
کسوٹی پر کسا میں تو خوبی کھل گئی زر کی

شبِ وصلت وہ مجھسے پوچھتے رہتے ہیں شرما کر
مرے سینے سے سوتے میں دولائی تو نہیں سر کی

صدا ہے مرنیوالوں کی یہی بازار دنیا میں
عدم سے لائی ہے عریاں ہمیں فکر ایک چادر کی

دلِ حیرت زدہ عاشق لگا کر اُس سے کہتے ہیں
مناسب ہے ان آئینوں سے ہو زینت تری گھر کی

دنی مفلس ہوا جب بخل سے حد بڑھ گیا دیں میں
ہو کیسہ تو خالی پر سیاہی رہ گئی زر کی

کبوتر نامہ بر ہدہد کی کیا طاقت جو وان جائے
مرا پیغام پہنچائے ضرورت ہے پیمبر کی

نسب کو پوچھتا ہے کون ہے علم و ہنر کیا شئے
زمانہ یہ وہ آیا ہے کہ عزت ہے فقط زر کی

غرور اتنا عبث ہے کھوٹے داموں ہیں حسین بکتے
سنی تو ہو گی قیمت آپ نے یوسف پیمبر کی

عدوئے صاحبِ جوہر پسندِ اہل دنیا ہے
جواہر پیسنے سے قدر بڑھ جاتی ہے پتھر کی

تماشا ہو حسینو صنعت و صانع کی یکجائی
اگر تصویر پشتِ آئنہ پر ہو سکندر کی

ارادہ ہے مذمت کچھ سوال و بخل کی لکھوں
قلم دستِ طمع کا ہو سیاہی کیسۂ زر کی

ہم ایسے ہجر و وصلِ یار کے جھگڑوں سے درگذرے
گوارا کسکو ہے برسوں کا غم لذت گھڑی بھر کی

گنہ بڑھتے گئے افسوس جوں جوں سن بڑھا میرا
فرشتوں نے لکھی عصیاں سیاہی مانگ کر سر کی

سراپا ہم جو عصیاں ہیں کفن کا اک بہانہ ہے
گنہ کے پوٹ باندھیں ایسی حاجت ہے چادر کی

بخیلونکو بہت افسوس ہے ضایع نہو یہ بھی
خضابِ سر ہو پیری میں سیاہی کیسۂ زر کی

ہر اک کو ہنسی ظالم دوست دیکھا بزم دنیا میں
رہے گلگیر برسوں شمع ہو مہمان شب بھر کی

تڑپتا ہون شب فرقت جو ان لفون کے سودے مین
مجھے مارسیہ ہر اک شکن ہوتی ہے بستر کی

نگھہ تیری نہ کیونکر تیز مژگان کی صفین رکھے
اگر سردار ہو جرات سوا ہوتی ہی لشکر کی

تڑپنا عاشقون کا مچھلیون نے انکو دکھلایا
بنائی شکل موجون نے کسی مضطر کے بستر کی

ہما کے پر سے کیون رغبت نہو فرق سلاطین کو
کہ آخر مر کے کھائے گا ہی تو ہڈیان سر کی

یہ دولت اے لطافت مر کے بھی سینہ پہ کھونگا
مجھے اکسیر سے بہتر ہے مٹی یار کے در کی

دکھائین غیر انھین آئینہ دو بھر زندگانی ہے
مرینگے ڈوب کر ہم قد آدم اسمین پانی ہے

وہ میرے قتل پر ہین مستعد تیغ آزمانی ہے
سنا یہ مژدہ جان بخش پیکان کی زبانی ہے

وفور کیف مے سی سرخ چشم یار جانی ہے
بھری نرگس کے ساغر مین شراب ارغوانی ہے

تری رنگینیون کا غل فلک تک یار جانی ہے
دوپٹہ آسمانی اک بلائے آسمانی ہے

قریب سبزہ خط صاد چشم یار جانی ہے
کسی استاد کی یہ فرد عارض پر نشانی ہے

دلا ضعف و نقاہت مین ہمارا کون ثانی ہے
حسینون کے بھی ناز اٹھتے نہین یہ ناتوانی ہے

ترا خنجر بھی اک دھارا ہی دریائے شہادت کا
جو دیکھا تھا لیکر تو گلے تک سے پانی ہے

چمن مین کون ہے مجھ عندلیب زار کا ثانی
غش آیا برگ گل کے سایہ سی یہ ناتوانی ہے

بہت ہین تیز کانٹے نکی زبانین دشت وحشت مین
بھر آیا دیکھ کر کیا آبلون کے منہ مین پانی ہے

بہا اشک ندامت جب کہا عصیان کے دفتر نے
ڈبونے کو مرے کافی ہی اک بوند پانی ہے

فقط گوشہ نشینی سے ہوئی یہ آبرو حاصل
وگرنہ فی الحقیقت ہر گہر اک بوند پانی ہے

گلا کٹتا ہی فرط ضعف سی قاتل کی فرقت مین
نفس کی آمد و شد ہے کہ خنجر کی روانی ہے

کمر کو دیکھ کر ہی چشم بیمار صنم کہتی
سوا ہی نازکی تیری کہ میری ناتوانی ہے

پہنچ جاتے ہین اہل خیر ہاتھون ہاتھ منزل تک
بخیلو کشتی سائل کو کب درکار پانی ہے

ترے اک خال کے دانے پہ عاشق سیکڑون دل ہین
یہ وہ ہی جنس ہر اک فصل مین جسکی گرانی ہے

بجلیوں سی یہ چلتے ہر فوارہ کہتا ہے
لٹاتا ہوں خزانے میں مرے جو کچھ کہ پانی ہے

جو داغ دل کو پیری میں کلیجہ سے لگاتے ہیں
کسی کے ہم بھی عاشق تھے جوانی کی نشانی ہے

پھڑکتا ہی کبوتر خط مرا اوس شوخ کو دیکر
اشارہ بے زبان کا ہے کہ پیغام زبانی ہے

رخ دلدار پر دونوں نگاہیں ملکے پڑتی ہیں
مری آنکھوں نکو اسمیں بھی ایسی بدگمانی ہے

لطافت آجکل ہے یہ سخن کی سرد بازاری
غنیمت شاعروں کا جمع ہونا شعر خوانی ہے

مرا دل دید کے قابل سدا اسے یار جانی ہے
کہ یکساں اسکی مثل آئینہ پیری جوانی ہے

ہوس اسکو عبادت کی تو حسرت اسکو وصلت کی
نحیف و زار کی پیری ہی مفلس کی جوانی ہے

کسی معشوق کا اسنے بھی کیا انداز سیکھا ہے
نہ آئی پھر کے کیسی بیوفا اپنی جوانی ہے

یہی کہہ کہہ کے ہم دیتے ہیں تسکین دلکو پیری میں
پھر آئیگی گئی ملنے جوانوں سے جوانی ہے

ہوئی پیر آکے اس کوچہ میں یہ الٹا اثر دیکھا
سنا تھا ہمنے سن سب اہل جنت کا جوانی ہے

غرور اس عارضی جوبن پہ کیا رخ چاند ہے تو کیا
حسینو چار دن کی چاندنی فصل جوانی ہے

ملیں گر حضرت یوسف تو پوچھوں انسے پیری میں
کدہر بازار ہے اسکا کہاں بکتی جوانی ہے

بہت مشہور ہے قصۂ زلیخا اور یوسفؑ کا
حسین معشوق ہو تو عود کر آتی جوانی ہے

شب وصلت نہ کیونکر جو صلے دونو طرف بگلیں
ادہر میری جوانی ہے اودہر انکی جوانی ہے

سفیدی و سیاہی آنکھ کی کہتی ہے اے غافل
کہ یہ تصویر پیری ہے وہ تصویر جوانی ہے

جو ہر دم ہاتھ ہوں سینہ پہ رکھے فاتحہ پڑھتا
مکدر وقت پیری دل نہیں قبر جوانی ہے

جوانی جب ہماری تھی تو اس بت کا لڑکپن تھا
ہوئے ہیں ہائے ہم اب پیر تو اسکی جوانی ہے

زن دنیا ہی یوں پیر و جوان کو دم میں لاتی
جو نکلا دن تو پیری ہی جب آئی شب جوانی ہے

زبان کلک کہتی ہے جو رنگین شعر لکھتا ہوں
لطافت تیری پیری ہی طبیعت کی جوانی ہے

ہین دلربا کئی ہمین مشکل یہی تو ہے
بوسہ کا اذن دے گئے جو لپٹا تو بولے وہ
دریائے عشق پیر کے کہتے ہین دل سے ہم
جب پوچھتا ہون اُنسے کہ مرجاؤن کہا کہ زہر
آنکھین دکھاکے دل کو یہ کہتے ہین یار سے
سچ ہی مرے حسین پہ نہ کیونکر مرین رقیب
چمکا جو بدر طعن سے اُس رُخ نے یہ کہا
دلکو دکھاکے قیس سے کہتا ہی اشتیاق
زنجیر عشق یار مین پہنی تو یہ کہا
مطلب نہین حسینون سے گر آسمان ملا
احباب جمع ہون تو چلے ساغرِ شراب
ای آہ بڑہکے رُخ سے اولٹ دے نقاب کو
کیا جانے کیا فراق مین ہوجاتی ہی ترے
عاشق ہوے جو گور کنارے تو یہ کہا
پیغام وصل سُنکے خفا مجھسے کیون ہین آپ
لیکر جنازہ آئے تو یہ قبر نے کہا
تلوون سے مل کے دلکو مرے یار نے کہا
لاتے ہین ہم اُنھین یہی کہہ کہکے اپنے گھر
کیونکر نہ شعلہ پردہ فانوس کو جلائے
پیکان ہوا جو گم نہ کرو قتل ڈھونڈہ لو
پیر فلک نے صبر مرا مان کر کہا

دین کسکو اور کسکو نہ دین دل یہی تو ہے
عاشق کو مُنہ لگانے مین مشکل یہی تو ہے
دم بھر مین پار اُترتے ہین ساحل یہی تو ہے
کہتے ہین منسکے آرزوے دل یہی تو ہے
بدنام ہم ہین حُسن پہ مائل یہی تو ہے
معشوق پیار کرنے کے قابل یہی تو ہے
گویا کہ نور حسن مین کامل یہی تو ہے
لیلیٰ نہان ہی جسمین وہ محمل یہی تو ہے
ہان جھیل جا کڑی تجھے منزل یہی تو ہے
کہدونگا حشر کو مرا قاتل یہی تو ہے
لطفِ شباب و زینتِ محفل یہی تو ہے
اب مجھ مین اور یار مین حائل یہی تو ہے
جب بھی یہی جگر ہے مرا دل یہی تو ہے
دریاے عشقِ یار کا ساحل یہی تو ہے
تعزیہ دل کو دیجیے سائل یہی تو ہے
فرد ورو بوجھہ اُتارو کہ منزل یہی تو ہے
بوسے جو مانگتا تھا وہ سائل یہی تو ہے
وہ سامنے ہی حور شمائل یہی تو ہے
پروانہ اور شمع مین حائل یہی تو ہے
سینہ یہی جگر ہے یہی دل یہی تو ہے
میری جفاؤن کا متحمل یہی تو ہے

منعم کے ہاتھ بیچتے ہین آج آبرو
بڑہ بڑہ کے کہہ رہا کف سائل یہی تو ہے

وہ چارون ہاتھ پاؤن مین مہندی لگا چکے
گستاخیون کا وقت ارے دل یہی تو ہے

ابروے اپنی کہتے ہین دکھلا کے وہ ہلال
اگر وے خجل کہ مد مقابل یہی تو ہے

پھیرا جو یار نے تو یہ پہچان کر کہا
کمبخت بدنصیب مرا دل یہی تو ہے

احسان ہو دی جگہہ جو لطافت کو قبر کی
ای خاک کربلا ہوس دل یہی تو ہے

گیا شباب دل داغدار باقی ہے
خزان مین سیر کو یہ لالہ زار باقی ہے

سد مار حسن خط روے یار باقی ہے
ہوا سوار تو راہی غبار باقی ہے

اگر وہ پوچھین گے کچھہ اور پیار باقی ہے
زبان سے نکلے گا بے اختیار باقی ہے

کہیگی رحمت حق عاصیون سے حشر کے دن
کہ بخشدون کوئی امیدوار باقی ہے

قریب دل کے جگر دیکھہ کر وہ کہتے ہین
اوسے تو صید کیا یہ شکار باقی ہے

وہ جائین گور غریبان کو روند کر نہ ابھی
ادہر بھی آئین بہار افزار باقی ہے

شراب و شیشہ و ساقی ہی توبہ ٹوٹیگی
اب ایک آنے کو فصل بہار باقی ہے

شب وصال ابھی سے ہین آپ گھبراتے
فقط گلے سے لگایا ہی پیار باقی ہے

غم فراق مین مدت سے بھولے بیٹھے تھے
اکہ دل بغل مین ترا یادگار باقی ہے

شرف ہی عاشق صادق کے خط کا پہنچانا
کہ ہدہد آج تلک تاجدار باقی ہے

ہوئی ہین عشق مین رخصت قرار و ہوش و حواس
بس ایک تن مین مری جان زار باقی ہے

سبو کا باندہ نہ منہ بزم مین ابھی ساقی
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

خزان بہار جوانی ہوئی جو دل ہے تو کیا
وہ رنگ ہی نہین بلبل ہزار باقی ہے

نکلکے سینہ سے دل کوے یار مین پہنچا
گیا بہشت مین ہو سن مزار باقی ہے

لطافت اسنے بنایا ہر ایک کو عاشق

نہ رند کوئی نہ پرہیزگار باقی ہے

بیش منعم جو بڑھا دیتی ہے حاجت میری　　کھینچ لیتی ہے مرے ہاتھ کو ہمت میری
کاش آئینہ بنا دے مجھے حیرت میری　　دیکھوں میں اُسکا جمال اور وہ صورت میری
پھر گنہ کرنے پہ مائل ہے طبیعت میری　　آبرو رکھ لے اب ای اشک ندامت میری
ہجر میں اُسنے سنی غیر جو حالت میری　　تو کہا یہ بھی ہی در پردہ شکایت میری
ہی یہ داد وستد الفت کی بدولت میری　　دل گیا ہاتھ سے آئی جو طبیعت میری
طرفہ دستار سے اے چرخ ہی زینت میری　　پیچ پر پیچ دکھانے لگی قسمت میری
کالے کالے ترے گیسو ہیں جو اے یار طویل　　ہو لی سر چڑھ کے مجسّم شبِ فرقت میری
حشر کے روز گنہگار سے پوچھے گا کریم　　دیکھ عصیان ترے بڑھ کر ہیں کہ رحمت میری
طرفہ احسان ہی وہ ناز سے فرماتے ہیں　　شکر کر شکر کہ تو اور محبت میری
زلف کا طول بلا خال کی کوتاہی قہر　　وہ شبِ ہجر تو یہ ہے شبِ وصلت میری
دونوں ایذا میں بلا طول میں ہیں دونوں فرد　　دن ہی ای حشر ترا یا شبِ فرقت میری
شکوہ ہجر جو کرتا ہوں تو وہ کہتے ہیں　　دل کے بہلانے کو کافی ہے محبت میری
مر گئے ہم تو کہا طعن سے اُس کافر نے　　لو چلے کرنے خدا سے ہیں شکایت میری
سُنکے مرنا مرا گر نامراد وہ کہتے ہیں　　وہم آتا ہے رہے دل میں محبت میری
شیشہ جھک جھک کے جو ساغر سے ہی کرتا باتیں　　کہیں اے پیر مغان ہو نہ شکایت میری
صبح ہوتی ہی نہیں ساز ہے کیا دونوں میں　　کیا ملی بخت سیہ سے شبِ فرقت میری
کھینچکر کوچۂ جاناں میں نشان کہتا ہوں　　فاتحہ پڑھیئے کہ فرضی ہے یہ تربت میری
حُسن کی مدح جو کرتا ہوں تو کہتا ہی وہ شوخ　　آپکو کیا بہت اچھی ہے جو صورت میری
تارے چھٹکے ہوے دیکھے تو کہا عاشق نے　　میرے رونے پہ ہی ہنستی شبِ فرقت میری
غافلو پیش نظر موت ہے دل سے دیکھو　　عکس کہتا ہی کہ آئینہ ہے تربت میری

زندہ جب تھا تو وہ کہتے تھے کہاں مرتے ہو
مر گیا جب تو کہا چھوڑی محبت میری

نیند سے صبح شبِ وصل جو کھلتی ہے آنکھ
انکا منہ دیکھتا ہون نہین تو وہ صورت میری

اوسنے شیدا مجھے کر کے یہ کہا روزِ ازل
دل ترا کعبہ تو ایمان ہو محبت میری

رشک آتا ہے دل یار مین پائی ہے جگھہ
مجھسے تقدیر مین بہتر ہے عداوت میری

حسن اودھر عشق ادھر وہ بھی جوان مین بھی جوان!
وصل کہتا ہے فقط ایک ہے حاجت میری

توبہ عشق بتان لاکھہ ہون کرتا لیکن
دیکھ کر حسن بدل جاتی ہے نیت میری

آکے بازار جہان مین یہ کفن کہتا ہے
مرنے والے ہین کہ ہر جان ہی قیمت میری

شکوہ کرتا ہون تو وہ ناز سے فرماتے ہین
بھولنا وصل کے وعدے کو ہے عادت میری

دل عاشق یہ حسینون مین صدا دیتا ہے
مول لو مجھکو کہ اک بوسہ ہے قیمت میری

ہنسکے وہ کہتے ہین کیا خوب خدا کی قدرت
آپ کے پیار کے قابل ہے یہ صورت میری

نزع کے وقت جو دیکھونگا جمالِ جانان
روح کے ساتھ نکل جائیگی حسرت میری

سب فلک پھرنے لگے دور کواکب کا ہوا
کچھ جو تقسیم ہوئی گردشِ قسمت میری

وصل کی رات ہی کیا آئے چلے کیا اے یار
ایک بھی تو ابھی نکلی نہین حسرت میری

یاد آتی ہین جو گذری ہوئی شب کی باتین
مسکرا دیتے ہین وہ دیکھ کے صورت میری

وہ جو پہلو سے شبِ وصل سرک جاتے ہین
اشک بن بنکے ٹپک پڑتی ہے حسرت میری

پتلیان دیکھ کے مردم کی وہ فرماتے ہین
سبکی آنکھون مین پھرا کرتی ہے صورت میری

دیکھتا ہون تری مژگان جو سدا برگشتہ
جانتا ہون کہ مجسم ہوئی قسمت میری

ماہِ کامل سے وہ یہ بحث کیا کرتے ہین
سچ کہو اچھی تری صورت ہے کہ صورت میری

مرنے والے جسے تا حشر ہین سمجھے شبِ قبر
تھوڑی تھوڑی سے بنی اک شبِ فرقت میری

لطف ہے ناز سے کہتا ہے حسینون مین وہ شوخ
پیار کرتے ہین لطافت وہ ہے صورت میری

مزا ہو آ کے سینہ مین رہین پیکان جو قاتل کے
جو دیکھے ظلم فرقت ذبح مجھپر میرے قاتل کے
قریب چشم جلوے تھر ہین مژگان قاتل کے
شگفتہ دیکھہ کر گل ہین یہی نالے عنا دل کے
گیا جب محتسب ساقی سے پوچھا یہ گلے مل کے
نہایت رشک ہی کیونکر نہ ٹکڑے ہون مے مردل کے
نجات آخرت کی ہے طلب تو دیکھے کچھہ لے لے
پھر آنے کی نہین امید آمد محتسب کی ہے
گھن پڑتے جو دیکھا بدر پر عبرت ہوئی دلکو
دہن مین ہے زبان باقی سدا ہے دانت پیر مین
وصال یار سی راحت ہوئی تھی ہجر پھر آیا
تمھاری چشم نے شاید کہ اسکو بھی جلایا ہے
گلوری عطر مستی پھول کاجل آئنہ شانہ
نجیلو کیا ہو بیڑا پار کیونکر بڑھ سکے آگے
کمان ابرو مرا تیر نگہ کی مشق کرتا ہے
وہ میکش ہون کہ خشکی و تری کی سیر ہی گھر مین
جلایا تھا نہایت قحط مے سے شوق مستی مین
عجب ہی عشق صادق جتنے جلجاتے ہین پروانے
ملی ہی حد کی شیرینی کوئی تعریف کیا لکھے
گہر کے واسطے سینہ صدف کا چاک کرتے ہین

نہین گنجائش ارمانون کے خواہان ہین کئی دل کے
لہو کے آنسو دن رویا بہت خنجر گلے مل کے
بجھائے ہین یہ سارے تیر اسی زہر ہلاہل کے
کہ ٹکڑے ہین چمن مین یہ ہمارے خوشدہ دل کے
شکستہ شیشہ مے ہے کہ ٹکڑے ہین مرے دل کے
کہ بوسے ترے یون طوق پیری کا گلے مل کے
خدا کا ہاتھہ بھی تو ہاتھہ پر رکھا ہی سائل کے
چلا ہے جام مے محفل مین شیشہ سے گلے مل کے
ہوا ثابت ہمین ناقص عدو ہوتے ہین کامل کے
رہا اک صاحب خانہ گئے سب لوگ محفل کے
یہ تڑپا دل کہ آلی ہو گئے پھر زخم چھل چھل کے
نہین گوہر دکھائے ہین صدف نے آبلے دل کے
نیا انداز ہے یہ اسلحہ ہین میرے قاتل کے
جواب سخت لنگر بنگئے کشتی سائل کے
ابھی ہی ابتدا تو دے بنائے جاتے ہین دل کے
جو میل دشت شیشے ہین تو چشمے جام محفل کے
جو کچھہ انگور ٹوٹے آبلے پھوٹے مرے دل کے
تو اُتنے ہی ٹپک پڑتے ہین آنسو شمع محفل کے
ہوے وہ بیدہن مشہور آخر لب سے لب مل کے
نہین طماع دنیا آبلے بھی چھوڑتے دل کے

لطافت یہ نہین ہین پھول لالہ کے گلستان مین

مجسّم ہو گئے ہین آتشین نالے عنادل کے

جو داغ تیرہ اہل جہان کی نظر مین ہے
یہ عکس میرے بختِ سیہ کا قمر مین ہے

عاشق حلال ہوتے ہین بس تیغ ہر قدم
تلوار کی لچک تری نازک کمر مین ہے

ہمسر ہوا تھا ایکدن اُس رُخ سے آفتاب
اسوجہ سے زوال اسی دوپہر مین ہے

ہی آنکھ دوڑتی ترے دندان صاف پر
کشتی مری روان اسی آبِ گُہر مین ہے

دنیا مین چین زر کی بدولت کبھی نہین
رہزن کا خوف اہلِ دول کو سفر مین ہے

دندان نے تیرے رخنے نکالے ہین اسقدر
ناسور آبرو کے لیے ہر گُہر مین ہے

کھینچون گا صبح کو تری تصویر اے پری
سُرخی شفق مین ہے تو سفیدا سحر مین ہے

ثابت ہوا ہمین مہِ نو سے جہان مین
کامل اگر ہے عیب تو داخل ہنر مین ہے

جویاے مال ہین یہ حسین ظاہری ہے چاہ
اِک ہاتھ سے گلے مین پڑا اک کمر مین ہے

پھندا ہی مرغِ دل کے پھنسانے کو بال کا
حلقہ جو ناف کا تری نازک کمر مین ہے

کس کیفیت سے پھرتے ہین مستان مے فروش
خم سر پہ شیشہ ہاتھ مین ساغر کمر مین ہے

ہر جا شگفتہ دل ہین دکھا دیتے اپنا رنگ
ہین چار پھول بھی تو بہار اِک سپر مین ہے

رہزن ہی چشم دل ہی چلا کوے زلف مین
ہو خیر یا خدا کہ مسافر سفر مین ہے

کہتی ہے تیغِ یار گلے کیون ملون نہ مین
دیکھو وہ چاند عید کا طالع سپہر مین ہے

موے میان یار سے وابستہ ہے ہر آنکھ
تارِ نظر ہین جمع کہ پٹکا کمر مین ہے

دل کو نہ حبِّ مال سے غافل سیاہ کر
کیسے کا رنگ دیکھ یہ تاثیر زر مین ہے

کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین
تھا دل مین درد رات کو دن کو جگر مین ہے

کیا اے لطافت اُس رُخِ روشن سے دین مثال
زردی ہے آفتاب مین دھبا قمر مین ہے

کوچۂ عشق مین جب پاؤن بمشکل اوٹھے
یا علی کہہ کہ بخوبی قدم ایدل اُٹھے

سیر کرکے جو کنارے سے وہ قاتل اُٹھے
ایکدم رو کے اگر عاشقِ بیدل اُٹھے
دیکھنا دور ہی سے راہ مین آکر تو بھی
تیرے دیوانہ کی آمد جو بیابان مین ہوئی
ہائی عجب شور و شغب لائیے صاحب تشریف
مینے تھوکا جو لہو ہجر بتان کے غم مین
ہم وہ ہین مست کہ ہو بادہ کشی مین صرف
سلسلہ وحشیون کو زلف بتان سے کیا تھا
بوسہ کب اُس بُتِ خوبی کا نہانے مین لیا
صاف اس آئینے مین آئی نظر شکل اسکی
ہم وہ ہین مست کہ ہر حال مین ہی بادہ کشی
بیچ ڈالین ابھی اک بوسہ پہ محبوب کی ہاتھہ
چھپے تم بھی کرو بادہ کشی ہم بھی کرین
سر پہ ہے بارِ گنہ راہِ عدم دور و دراز
آج نظارہ کسی چاند سے رخ کا ہوگا
چشم جادوئے صنم کا جو کوئی پوچھے وصف
ناتوان عشق نے اسدرجہ کیا عاشق کو
جلوہ قدرتِ حق حشر کو دیکھا سب نے
میری عصیانکی ہین ہنر انمین بھری بارِ عظیم
بیٹھے بیٹھے ترا لوز آٹھہ پہر دیکھین ہم
عشق مین غیرتِ لیلےٰ کے ہواہون ہیجا

شور موجون کی زبان سے لبِ ساحل اُٹھے
جوش دریا کو ہو طوفان لبِ ساحل اُٹھے
جب جنازہ مرا اے حور شمائل اُٹھے
بہرِ تعظیم بگولے کئی منزل اُٹھے
کہ زمانے سے نزاعِ حق و باطل اُٹھے
کرکے تشخیص اطبّا مرضِ سل اُٹھے
ہو جو قارونِ خزانہ ہمین حاصل اُٹھے
حشر کو پاؤن مین پہنے جو سلاسل اُٹھے
مجھپہ طوفان نہ کیا کیا لبِ ساحل اُٹھے
پردہ غفلت کا ترے دل سے جو غافل اُٹھے
حشر کو ساغرِ کوثر کے ہین سائل اُٹھے
اسطرح کی تری قیمت اگر اِک دل اُٹھے
باغ مین جب کہ گھٹا خوب عنادل اُٹھے
پاؤن کسطرح نہ عاصی کا یہ مشکل اُٹھے
خواب مین دیکھہ کے ہم ہین یہ کامل اُٹھے
مدح کا شور میانِ چہ بابل اُٹھے
ناز بھی تیرے نہ اے حور شمائل اُٹھے
اسمانون کے جو ہین پردہ حائل اُٹھے
پلّہ کیا بوجھہ سے اے خالقِ عادل اُٹھے
چار دیوارِ عناصر جو نہ حائل اُٹھے
کیون جنازہ نہ مرا صورتِ محمل اُٹھے

رخ صاف آئینہ کی شکل دکھا دیتا تم
ہی مرے دل مین کسی غیرت لیلی کی جگہ
ہجر مین دہیان ہے اُس زلف کی زنجیرونکا

صبح کو سو کے اگر عاشق مایل اُٹھے
مرکب جسم سے کسطرح یہ محمل اُٹھے
کیون نہ آہونکا دہوان بنکے سلاسل اُٹھے

سخت جان ہون مین لطافت وہ کرین کیا مجہی قتل
جبکہ تلوار نزاکت سے بمشکل اُٹھے

ہمپر جہان مین ضعف کا بس اختتام ہے
ساقی تری شراب سے کیا ہمکو کام ہے
دل مین ہمارے یاد خط سبز فام ہے
اُس خط سبز کا جو دہن پر مقام ہے
اے گل ترا مطیع ہر اک خاص و عام ہے
صانع کا تذکرہ ہے تو صنعت کا نام ہے
دل مین مرے خیال تبون کا مدام ہے
آزادگی ہی اپنی ہے عشق زلف مین
سیخانہ جہان مین ہی اُلٹی ہوا چلی
ہی شغل سیکشی مین تعلّی ہمین پسند
اسدرجہ مختصر شب وصل صنم ہوئی
گشتہ نہ حسر تون کو کرو میرے دل مین تم
رخ اُسکا زلف مین ہی لب سرخ پر مسی
قرب جبین صاف عیان ہے جو اُنکی مانگ
ساقی کا اُنکی سال تکلف تو دیکھیے
مستون سی خوب اُٹھ گئی تکلیف شرع کی

اُٹھتی نہین ہے مہر بھی جو اپنا نام ہے
جاری زبانپہ ساقی کوثر کا نام ہے
کعبہ مین جاے خضر علیہ السلام ہے
کہتے ہین پختہ کار کہ یہ سیب خام ہے
لالہ چمن مین فخر سے داغی غلام ہے
انجام دیکھنا کہ نہ خم ہے نہ جام ہے
شان خدا حرم مین تبون کا مقام ہے
کہینچا جبین پہ جاے الف ہمنے لام ہے
معکوس ہر حباب کا دریا مین جام ہے
شیشہ فلک کا مہر درخشان کا جام ہے
نوبت بجی جو صبح کی سمجھا مین شام ہے
بیت الحرم مین خون بہانا حرام ہے
صبح ختن وہ ہے یہ بدخشان کی شام ہے
دیکھو ملی حلب سے رہ ملک شام ہے
زرین ہین جام شیشونپہ مینی کا کام ہے
دیکھو نماز نشئہ مے مین حرام ہے

مشکل اگر پڑی ہے لطافت تو غم نہین
مشکلکشا جہان مین تیرا امام ہے

کسقدر نفرت ہی اپنے عاشق مہجور سے	دور دور اُسنے کہا دیکھا جو مجکو دور سے
وصف ہو تحریر اُسکی عارضِ پرنور کا	روشنائی گر بنی دود چراغِ طور سے
ترش رو ہو کر لگائی مجکو تیغ اُس تُرک نے	جاے خون نکلے گا سرکہ زخم کے انگور سے
وصل کی شب وہ گئے پچھلے پہر مین مرگیا	غسل میت چاہیے ہے صبح کے کافور سے
کوچہ گردی کی تلاشِ مے مین ہمنے اسقدر	پاؤن مین چھالے پڑے ہین خوشۂ انگور سے
پان کی سرخی گلے سے اُسکے یون آئی نظر	رنگ مے ظاہر ہو جیسے شیشۂ بلور سے
دہوم سی جاتا ہی صاحب وہ جنازہ غیر کا	فائدہ کیا پاس جانے سے ہے دیکھو دور سے
نازبرداری کرون یا مین اُٹھاؤن تیرِ ظلم	بوجھ اُتنا دے کہ جتنا اُٹھ سکے مزدور سے
نیش ہین تارِ شعاع اُس مہروش کے ہجر مین	ماہِ کامل کم نہین ہے خانۂ زنبور سے
فیض دانا مین ہی سب طالب ہو جسکا جو کوئی	سرکہ و بادہ ہین بنتے دونون اِک انگور سے
ایکبار اِس گھر مین آئے تھے پر اب آتے نہین	ڈر گئی کالی بلا میری شبِ دیجور سے
مے چڑھاتے ہی گلابی اُسکی آنکھین ہو گئین	یہ کٹوری کم نہین ہین ساغرِ بلور سے
سامنے میرے پلائی غیر کو ساقی نے مے	روتے روتے دیدۂ گریان ہوئے انگور سے
ہو کے گھائل بھی نہ چھوٹی میکشی مُجہ مست سے	بھر دیا حق نے دہانِ زخم کو انگور سے

اے لطافت جنکے دل تیرہ ہین وہ سمجھین جدا
احمد و حیدر کی ہی خلقت ہوئی اِک نور سے

ہمسر ہے قامتِ صنمِ خودپسند سے	ہی پست عقل سرو کے قدِ بلند سے
کیا خوف چشمِ زخم و نظر کی گزند سے	اُس آنکھ کے قرین ہین سیہ تل سپند سے
اُٹھی جو آہ میرے دلِ دردمند سے	جل جائین آسمان پہ ستارے سپند سے

ہر ہر گھڑی نہ جھاڑ اسے ای سئیس یار
لپٹی کسی کی خاک ہے پائے سمند سے

کیا صدقے ہو کے یار پہ گرتا ہے آگ مین
آتا ہی رشک ہمتو ہین جلتے سپند سے

جائینگے بام یار پہ ہین لاغر و نحیف
پہنچین گے دود آہِ رسا کی کمند سے

عشقِ لبِ صنم مین جو مرنے کا قصد ہو
اے موت مجکو زہر بھی شیرین ہو قند سے

اُس غیرتِ چمن کی محبت مین ہون یہ زار
گرتا ہون موج نکہتِ گل کے گزند سے

ہی چاندنی مین وصل کی شب عکس روئے یار
معمور نور گھر ہے ضیائے دوچند سے

حیران ہو نہین کہ آگ پہ ٹھہرے ہاین کسطرح
اُس روئے آتشین پہ جو تل ہین سپند سے

عقدہ ترے دہان و کمر کا کرے گی حل
امید ہے طبیعتِ دقت پسند سے

آنسو بہا کے یار کو لاتے ہین دام مین
کم اپنے تارِ اشک نہین ہین کمند سے

خالی نہ پھیرے ہاتھہ دعا کے مرے قبول
آئی حیا کریم کو دستِ بلند سے

او شہسوار روک لے گھوڑا نہ گھر کو جا
لپٹا ہون اضطراب مین پائے سمند سے

سینہ سی چشم یار نے دل کو چُرا لیا
آیا یہ چور گھر مین نگہہ کی کمند سے

رکھی یہ اُسنے عاشقِ دندان کی آبرو
باندہے ہین ہاتھہ موتیونکے دست بند سے

ہو کر نثار شعلہ رخون پر ہون پھک رہا
سیکھا ہی مینے عشق مین جلنا سپند سے

داڑھی ہی شیخ جی نے بڑہائی ہنسینگے سب
باز آئینگے نہ رند کبھی ریشخند سے

آنکھین دکھا کے زلف کو بکھرا کے یار نے
دل میرا لے لیا ہے عجب مکر و فند سے

دیوانہ ہاے زلف ہین کھنچ کھنچ کے آرہے
پھیلے ہوے ہاین جادہ صحرا کمند سے

لے آئے جا کے عرش سے مضمونِ بامِ یار
کہدون ابھی جو طبع تعلّی پسند سے

نالان ہین عشق خال مین جل جلکے یون قصب
آواز جیسے آگ مین نکلے سپند سے

دندان ترے بنے لبِ شیرین سے آبدار
نکلی نبات یہ اسی شکر سے قند سے

بن بن کے گردباد ہوے دشت مین بلند
گردِ ملال اُٹھی دلِ رفعت پسند سے

آنکھین تپِ فراق مین جلتی ہین کسقدر
مجمر ہر ایک چشم ہی تلِ ہین سپند سے

گو ایک جنس ہون پہ صفائی مین ہی فرا
دیکھو سوا نبات کی قیمت ہی قند سے

ہین دل مین داغِ عشق تو مغرور ہی رقیب
دعوی تونگری کا ہی دینار چند سے

فرہاد اور قیس کو ترجیح مجھپہ دی
حیران ہون خلائق مردہ پسند سے

گھر کر لیا ہے قلب لطافت مین عشق نے
ہوگا نہ فائدہ کبھی ناصح کی پند سے

جائے اس کوچہ مین کیا طاقت دلِ بیمار کی
کالے کوسون راہ ہی زلفِ سیاہِ یار کی

ناتوانی حد سے گذری اپنے جسمِ زار کی
پھبتیان ہونے لگین موئے میانِ یار کی

داستان سنکر ہمارے دیدۂ بیدار کی
اوڑ گئی ہے نیند چشمِ نرگسِ بیمار کی

رو رہا ہون عشق مین طفلِ برہمن کے جو مین
شکل ہے ہر ایک تارِ اشک مین زنار کی

اہل جوہر جو کہ ہین خاموش رہتے ہین سدا
کسنے دیکھی ہے زبان گویا کسی تلوار کی

عشق زلفِ یار مین ہون دل لگا کیا پرسانِ حال
پوچھنا اچھا نہین شب کو خبر بیمار کی

ناتوانون کی ہی باغِ دہر مین مٹی خراب
کون کرتا ہی عیادت نرگسِ بیمار کی

پھر اُٹھا ابرِ بہاری پھر ہوئی مے کی ہوس
فصلِ گل پھر آئی پھر بدلی ہوا گلزار کی

اہل جوہر دشمنِ ہمسایہ سے ہین بے خطر
آب سے بجھتی ہے اے دل آنچ کب تلوار کی

حلقۂ گیسو کے سودے مین جو رویا مین نحیف
پڑ گئی پھانسی گلے مین آنسوؤن کے تار کی

میرے زخمون مین اُٹھا کرتی ہی رہ رہکر چمک
کر گئی تاثیر کیا صحبت ترے تلوار کی

دشت مین بھی فیض مجھ وحشی کا جاری ہو گیا
آبلون سے تر ہوئین سوکھی زبانین خار کی

عاشقون کے دل جلاتی ہی بنا گوشِ صنم
حسن سے کیا لو اُٹھی ہی آتشِ رخسار کی

ہی ہمارے رشکِ عیسیٰ کا چمن مین انتظار
آجتک آنکھین کھلی ہین نرگسِ بیمار کی

بارہ کا دور آ ہے اے طفلِ برہمن آمین کیا
عاشقون کو قتل کرتی ہے پھبن زنار کی

بخیط کسکا بہایا خون تیرے تیر نے
کہہ رہی ہی صاف خاموشی لب سوفار کی

کوچہ اوس رشک سلیمان کا پرستان بنگیا
ہوگئین پریان بھی عاشق سایۂ دیوار کی

سقف چرخ پیر مین تارے ہین یا سوراخ ہین
نقل اوتاری کس قمر کے روزن دیوار کی

دام صیادون نے آآکر لگائے باغ مین
مین وہ بلبل ہون نہ دیکھی شکل بھی بازار کی

چشم آہو کا جو کوئے یار مین ہوتا ہے ذکر
چشمکین کرتی ہین آنکھین روزن دیوار کی

ای لطافت روح نکلی صدقے ہونے کے لیے
نزع مین دیکھی جو صورت حیدر کرار کی

کیا کہون مین شان خط سبز روئے یار کی
حسن قرآن کا پڑھا جدول کھنچے زنگار کی

تاب ہی دل کو نہین دیدار چشم یار کی
کیا عیادت ہو سکے بیمار سے بیمار کی

دھجیان اوڑ جائینگی زاہد تری دستار کی
آگے رندون کے نہین کچھ اصل نفرس تار کی

گھر بناتے وقت آیا قبر کا ہمکو خیال
گورکن یاد آئے صورت دیکھ کر معمار کی

باغ مین شبنم نہین یہ انتظار یار مین
ڈبڈبا آئی ہین آنکھین نرگس بیمار کی

رات کو بھی کوچۂ دلدار مین رہتا ہی دن
دہوپ عاشق ہوگئی ہے سایۂ دیوار کی

صحبت شعر و سخن مین ہے مری تقریر تیز
معرکہ مین جیسے چلتی ہے زبان تلوار کی

زلف و خط یار کا جب نزع مین آیا خیال
نبض دودی اور نملی ہوگئی بیمار کی

دشمن ہمجنس سے ہوتا ہی عالم مین فروغ
آب سی ہی آنچ بڑھ جاتی ہر اک تلوار کی

عاشقون کی جان لیتا ہی نظر بازی کا شوق
زہر ہوتی ہین تری میٹھی نگاہین پیار کی

قطعہ

بادہ خواری سے جو مین ہوتا ہون تائب نشے مین
مدح کرتی ہے زبان موج مے گلنار کی

جام قلقل توبہ توبہ کرتے ہین شیشے تمام
جام کے لب سے صدا آتی ہے استغفار کی

بوسہ بازی یار سے ٹھہری ہوئی جو شروع
جیت سے بھی ہے زیادہ آج لذت ہار کی

عاشقون سے جبین بابرو ہو نہ اے قاتل سدا
آبرو جاتی ہے بل سے مغربی تلوار کی

آہ کرکے اور سینہ تھام کے ہم رہ گئے
روز ہاہون میکشی کے دہیان مین ساقی مدام
ہی زمانے مین تواضع جوہر ذاتی مرا

اوس نکیلی گات نے برچھی جو دل کے پار کی
اشک میرے ہین لڑی ہوتی صراحی دار کی
دوست دشمن سے ہے ملنا جھک کے خونلوار کی

اے لطافت ہو سکے کسطرح تجھسے فکر شعر
روز و شب رہتی ہے کثرت دل مین او افکار کی

وحشت ہر عاشق دلگیر آدھی رہگئی
تن مین جان عاشق دلگیر آدھی رہگئی
بام پر شب کو اولٹ دی اُسنے کیا سارا نقاب
یار کے آتے ہی شادی مرگ عاشق ہوگیا
میرے ہوتے غیر کو قاتل نے مارا نیمچہ
ہاتھ جسدم آگئی اُس سیمتن کی خاک پا
لی عدم کی راہ مانی نے پہنچکر تا کمر
آہ ساری عمر ہے عشق کا دفتر لکھا
گرمیان دیکھین جو میری شعلہ رو کے بزم مین
کہہ سکا سارا نہ اوس سے حال دل مین ناتوان
ہل گئین قاتل کی پلکین جب دم صید افگنی
غیر سے لڑکر وہ طفل جنگجو پھر ہل گیا
سر جو کاٹا شمع کا محفل مین تو نے ظلم سے
ہو سکی مجھسے نہ شرح مصحف عارض تمام
بن سکے بہزاد و مانی سے نہ اُس گل کی کمر
قصد جب اُسنے کیا مجھ نیمجان کے قتل کا

چھٹ گئے جب اوس زلف کی زنجیر آدھی رہگئی
جب شب وصل ای بت بے پیر آدھی رہگئی
دفعتہً لو ماہ کی تنویر آدھی رہگئی
موت آئی وصل کی تدبیر آدھی رہگئی
آبروئے عاشق دلگیر آدھی رہگئی
دل مین میرے خواہش اکسیر آدھی رہگئی
کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہگئی
یکقلم باقی مگر تحریر آدھی رہگئی
گھلتے گھلتے شمع اے گلگیر آدھی رہگئی
ضعف سے غش آگیا تقریر آدھی رہگئی
سہم کر چالاکی ہر تیر آدھی رہگئی
راہ پر آکر مری تقدیر آدھی رہگئی
جان پروانے کی ای گلگیر آدھی رہگئی
آخر اس قرآن کی تفسیر آدھی رہگئی
درمیان مین آئی جب تصویر آدھی رہگئی
خود وہ گل کرمیان سے شمشیر آدھی رہگئی

کوے جانان مین لطافت غیر بھی داخل ہوا
پاس اپنے خلد کی جاگیر آدھی رہگئی ؎

عاشق کی ہے اسی پہ مدارات رہگئی
جب بوسہ اُسنے لب کا دیا بات رہگئی

زلفین بنا چکے ہیں سجان چل کے سو رہو
تھوڑی سی اب تو وصل کی ہے رات رہگئی

پردہ ہوا نہ فاش عدم کا کیا سفر ؎
عشق دہن مین آئی اجل بات رہگئی

گذری جوانی آہ پہ رونا نہ کم ہوا ؎
گرمی کے دن گئے پہ یہ برسات رہگئی

مانند شب سیاہ ہے بیت الحزن مین دن
مہمان آکے گھر مین مرے رات رہگئی ؎

سُرخی ہمارے خون کی چھُٹی دست یار سے
مہندی نہ بنکے ہاتھ مین ہیہات رہگئی

ہونے دیا نہ وصل کا وعدہ رقیب نے
آکر کلام قطع کیا بات رہگئی ؎

سائل ہون نہین خدا کے لیے اب کرو نہ بخل
اک بوسہ پر ہے حسن کی خیرات رہگئی

ہے کیا سے وعدہ فردا حضور نے
اب حشر پر امید ملاقات رہگئی

بیچارہ دل تو عشق مین پہلے ہی چھن گیا
تھی آنکھ جو بنا ے فسادات رہگئی

محراب کعبہ کا تری ابرو پہ شک ہوا
آآکے میرے لب پہ مناجات رہگئی

مین زار قبر مین نہ نکیرین کو ملا
کیا دل مین آرزوے سوالات رہگئی

موت آگئی نہ وصل ہوا یا رسی نصیب
امید استجابت دعوات رہگئی ؎

چھایا یہ رعب حسن صنم ہو سکی نہ بات
کیا آرزوے حرف وحکایات رہگئی

کیا عشق مین ذلیل ہوے احباب دل ؎
کیا بات کہیئے قبلہ حاجات رہگئی

دیتے دہان تنگ صنم کا جواب کیا
غنچہ چمن مین مُنہ نہ لگے بات رہگئی

غافل اخیر عمر ہے اعمال نیک کر
ہشیار اب ہو نیند سے کم رات رہگئی

دل کھو کے اپنی جان بچی عشق مین تو کیا
یہ کون سی بڑی ہی کرامات رہگئی

عیاریون سے دل مرا اُس شوخ نے لیا
چھوٹی نہ چال اور نہ کوئی گھات رہگئی

تعریف کی جگہہ پہ ہین بیہودہ اعتراض — افسوس اب یہ قدر کمالات رہگئی
لیلی و قیس عالمِ فانی سے چل بسے — گذرا وہ حسن و عشق مگر بات رہگئی

ہمکو بلاتے ہین نہ لطافت وہ آتے ہین
رستے گلی کی اونسے ملاقات رہگئی

حسب فرمایش جناب نواب مرزا محمد مہدی علیخان بہادر دام اقبالہ

پری کی اور پرستان کی آرزو کم ہے — حسین لاکھہ ہین کیا شہر لکھنؤ کم ہے
ستم ہے خنجرِ سفاک سرخرو کم ہے — غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے
گہر ہو کیا ترے دندانِ صاف سے سمجھ — نہ کیون صدف مین نہان ہو کہ آبرو کم ہے
کہون مین کیا تری زلفِ سیہ کو سنبل و مشک — چمن مین ہے یہ پریشان تو انمین بو کم ہے
عبث ہین ڈھونڈھتے آب کثیر زاہدِ خشک — بہار ہین خم می کیا پڑے وضو کم ہے
چمن مین سُنکے ترانہ ہوئی ہے بلبلِ مست — ترا کمال یہ کیا میرے خوش گلو کم ہے
خمِ شراب لگا میرے مُنہ سے ایساقی — خمار بھی تو نہو گا مجھے سبو کم ہے
مرے لہو کا نہین داغ ہر لے تیغے کے — اسی سے خنجرِ قاتل کی آبرو کم ہے
عبث رقیب پلاتے ہین می نزاکت مین — شراب تند کی کیا اوس حسین کو بو کم ہے
خیال زلف مین پھانسی لگا کے دون کیون جان — گلا دبانے کو کیا ہر رگِ گلو کم ہے
ہم اپنے دل کو سنبھالے ہوے ہین الفت مین — بیان کرنے کی تم جانتے ہو خو کم ہے
بنا دیا ہے مرے دل کو مقتل او قاتل — بشر کے قتل سے کچھہ خون آرزو کم ہے
جو تنگدل ہین نہین خلق انمین مثل سخی — نظیر دیکھہ لو غنچہ مین گل سے بو کم ہے
ہم آنسوون سے ہین مُنہ دھوتے سجدہ کرنیکو — گناہگار ہین کیا اسقدر وضو کم ہے
لگائے کیون نہ ہر اک عندلیب اشک کا تار — قفس کے چاک بہت سے ہین کیا رفو کم ہے

ہر ایک پھول پہ ہوتی ہی عاشق اے بلبل
اسی سے قدر ترے گل کی روبرو کم ہے

لکھے کوئی غم و رنج و الم سے دل مین آئین
ہجوم حسرت و اندوہ و آرزو کم ہے

ابھی تو چاک ہی پھر ٹکڑے ٹکڑے دل ہوگا
نگہ کی تار بھرو حاجت رفو کم ہے

کھنچے ہین دار پہ منصور کی طرح لاکھون
بشر کے حق مین زبان اسکی کیا عدو کم ہے

صدائے شیشۂ مے ہے بغیر ساقی کے
ہمارے مثل کوئی گریہ در گلو کم ہے

رقیب مکر سے روتا ہی سامنے اُسکے
گھر مین اشک کی جھوٹی تو آبرو کم ہے

پکارتی ہے یہ بلبل لگا کے اشک کے تار
ہر اک قبائے گل تر مین کیا رفو کم ہے

دیا جو گوہر دندان کا بوسہ اُسنے کہا
اب اور چاہتے ہو کیا یہ آبرو کم ہے

لپٹ کے وصل مین عاشق سی پوچھتا ہی وہ شوخ
بتا کچھ اب تو ترے دل کی آرزو کم ہے

علی کا رتبہ احادیث کی مطابق جان
کہ دشمنی سے لطافت نہین غلو کم ہے

بلند ہین علم آہ شور ماتم ہے
غم فراق سے گھر مین مرے محرم ہے

خیال مہندی لگانے کا اُنکو ہر دم ہے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

ہوئی ہی تشنۂ خون تیغ ترک کے غم ہے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

جنون مین نشتر فصاد تیز ہر دم ہے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

لیا جو وصل کی شب جھک کی بوسہ دندان
تڑپ کے بولے کہ الماس زیب خاتم ہے

پسند کیون نہ بشر کو حسین ہو گندم گون
یہ رغبت ارث قدیم جناب آدم ہے

ہوس سی زر کی طرف دوڑتا ہی نفس خبیث
طمع بنی ہے معلم یہ سگ معلم ہے

مرے محب ہین مجھے دیکھتے ہی رو دیتے
قد خمیدہ ہلال مہ محرم ہے

جو سرفراز ہین مفلس سے جھک کے ملتے ہین
کہ شیشہ ساغر خالی کے روبرو خم ہے

سوال وصل کا در پردہ ہی وہ سمجھے گا
رقم کیا اوسی نامہ مین خط توام ہے

ہر اک کو جھک کے تواضع سے کر لیا تسخیر
ہمارے پاس سلیمان کے مثل خاتم ہے

عیان ہے کیا ثمرِ خاکساری و رفعت
سرِ زمین ہے بلند اور آسمان خم ہے

بس ایک دل ہی بضاعت تھا دیدیا تمکو
تمھارا عاشقِ نادار رشکِ حاتم ہے

ہلاک کرتی ہے افراط اچھی شئے کی بھی
زیادہ کھائے جو اکسیر بھی کوئی سم ہے

فلک ہے وصل کا دشمن نہ کسطرح پیسے
حسد ہوا کوئی بادام بھی جو توام ہے

ہوا ہے صبحِ شبِ ہجر کیا خنک سینہ
سفیدۂ سحری زخمِ دل کو مرہم ہے

مقامِ حسرت و عبرت ہے یہ ہوا انجام
کہ ٹھوکرون مین سدا کاسۂ سرِ جم ہے

حضور لاکھہ کہین مرگِ غیر سے خوش ہون
مگر ہے چہرے سے ظاہر کہ آپکو غم ہے

سوالِ وصل نہ کیجیے گا اے لطافت آج
وہ جب سے سوکے اوٹھے ہین مزاج برہم ہے

وعدہ یون ہین وہ روز ٹالین گے
کب تلک دل کو ہم سنبھالین گے

جان و دل کو تو کر چکے ہم نذر
حضرتِ عشق اور کیا لین گے

خیر غیرون کا دم بھرین صاحب
اور سے ہم بھی دل لگالین گے

مرتے مرتے نہ چھوڑینگے ہم عشق
نام اوسی کا دمِ فنا لین گے

بخت جاگین گے میرے طالع کے
ساتھ اپنے جو وہ سلالین گے

یاد آئے گا باغ مین جو وہ رخ
ہاتھ ہر بار گل پہ ڈالین گے

خیر روٹھین وہ بوسہ لینے پر
منتین کر کے ہم منالین گے

اون سے مانگین گے بوسۂ لب ہم
اور کیا گالیان سنالین گے

بامِ جانان پہ بار پا کے رقیب
ٹوپیان عرش پر اوچھالین گے

کب لیا بوسہ مصحفِ رخ کا
سر پہ قرآن ہم اوٹھالین گے

یاد آئیگی باغ مین جو وہ چشم
آنکھہ نرگس سے ہم لڑالین گے

قطعہ

ہمکو الفت مین وہ ملی ہے سزا — کہ کسی پر نہ آنکھ ڈالین گے
دل لگانے کی اب قسم کھا کر — نام ہرگز نہ عشق کا لین گے
چشم جانانہ پہ صدقے کرنے کو شہ — آنکھین آہو کی ہم نکالین گے
کنگھی اُس زلف مین گرینگے جو ہم — شانہ خسانے عدو نکالین گے

ڈر بکھیرین کا لطافت کیا
قبر مین نام مرتضے لین گے

حسین جب دیکھہ لیتا ہون محبت آہی جاتی ہے — بھڑک جاتا ہے دل میرا طبیعت آہی جاتی ہے
جب اُنکے پاؤن پڑ کر مین سوال وصل کرتا ہون — تو چپ ہوتے ہین شرما کر مروت آہی جاتی ہے
سمجھتے ہین حسین کیا مال و سیم و زر کو اسے ہم — مقدم حسن سے ہا خود کھنچکے دولت آہی جاتی ہے
پڑی رہتی ہین اُنکے در پہ برسون وصل کے طالب — کبھی مدت کے بعد اکر روز نوبت آہی جاتی ہے
ٹپک پڑتے ہین آنسو جلکے پروانہ جو مرتا ہے — تو فوراً شمع کو محفل مین رقت آہی جاتی ہے
ہزار انسان بھاگے حسن سے ان سبزہ رنگون تک — اگر دیکھے سے آنکھونمین طراوت آہی جاتی ہے
ذرا بھی حسن جس معشوق کو ملتا ہے عالم مین — ادا غمزہ کبھین شوخی شرارت آہی جاتی ہے
نہین کم نشۂ مے سے جہان مین نشہ دولت کا — عجب بدچیز ہے انسان مین نخوت آہی جاتی ہے
بظاہر لاکھہ حسن و عشق سے ہین بھاگتے زاہد — پسند انکو بھی لیکن اچھی صورت آہی جاتی ہے
قریب ابروے پرخم تری مژگان ہین گشتہ — مثل یہ راست ہے تاثیر صحبت آہی جاتی ہے
گنہ کرکے کبھی دل مین پشیمان مین جو ہوتا ہون — تو فوراً جوش پر خالق کی رحمت آہی جاتی ہے
بچاتا ہون ہزار اُس آفت جان کی محبت مین — مگر کوئی نہ کوئی دل پہ آفت آہی جاتی ہے
وہ تھوڑی دیر بھی منہ رکھکے مارونپر جو سوتے ہین — گل رخسار کی پھولون مین رنگت آہی جاتی ہے
کبھی گر صحبت اہل ادب مین بیٹھہ جاتا ہے — ہزار انسان ہو وحشی آدمیت آہی جاتی ہے

گلے مین ڈال کر باہین جو وہ دلبر مناتا ہے

ہنسی رونے مین تمکو اے لطافت آہی جاتی ہی

قرب لب سے ہینی شفاف دلبر دیکھیے
آب حیوان پر ہین استادہ سکندر دیکھیے

سطرح بل ہین کسی کے ابرو و نیر دیکھیے
حلق پر کس کس کے پھرتے ہین یہ خنجر دیکھیے

ے کے دل حاضر ہوا ہون بندہ پرور دیکھیے
مین بھی ہون مشتاق سیر ہمت دلبر دیکھیے

جو ہمیشہ تاجدار و سرکش و سرتاج تھے
ٹھوکرون مین ہین انھین کے کاسہ سر دیکھیے

اسکی آنکھین دیکھ کر نکلے یہ کہتے طفل اشک
پتلیون کا ہے تماشا جمع ہو کر دیکھیے

دے کے گالی یار نے اک بوسہ دندان دیا
آبرو کھو کر ملی ہمکو یہ گوہر دیکھیے

بدمزاجی کیون ہے تھم تھم کے جو چلتا ہی فرس
پای توسن سے کوئی لپٹا ہی جھک کر دیکھیے

ان لب و دندان کا ایما اپنے مشتاقون سے ہی
دو مہ نو دیکھ کر یہ سلک گوہر دیکھیے

ہی تپ فرقت کی شدت مجکو کہتے ہین طبیب
تاب چھونے کی نہین ہے نبض کیونکر دیکھیے

زلف دکھلا کر وہ باتین سخت کہتے ہین ہمین
ابر سے پانی کی جا پڑتے ہین پتھر دیکھیے

آپ کے چہرے پہ فرط حسن سے گر ہے نقاب
ہی ہمارے منہ پہ بھی اشکونکی چادر دیکھیے

طرفہ دکھلائی ہی عکس روے گلگون نے بہار
بنگیا ہی آئنہ پھولون کی چادر دیکھیے

تاب آنکھون مین نہین نور جمال یار کی
پھر وہ ملجائین تو عینک لگا کر دیکھیے

ابرو و نیر یار نے افشان چھڑک کر یہ کہا
آئیے ان نیمچون کے آنچ جوہر دیکھیے

کھلکے جوڑا آپ کی زلفونکو باندھا پیچ سے
ناگنون پر آج کیا مارا ہے منتر دیکھیے

پیش عادل ہے مساوی رتبہ شاہ و گدا
ہین جواہر سنگ میزان مین برابر دیکھیے

عکس عارض کو نہ جلب شوق سے کرلین اسیر
جال پھیلائے ہین آئینہ کے جوہر دیکھیے

چشم انصاف آئنہ کی طرح بنیا چاہیے
ہو کے صاف ادنی کو اعلی کو برابر دیکھیے

خوف عصیان مجکو ہی تمکو تماشے کی پڑی
کہتے ہو شانہ ہلا کر قبر مین گھر دیکھیے

شکل آئینہ عبث حیران پھرے خلق مین
کیا غرض اک اک کا منہ گھر سے نکلکر دیکھیے

لوگ کہتے ہین کہ لطفِ زندگی الفت مین ہے
شکر ہے نازک وہ قاتل اور ہم ہین سخت جان

جی مین آتا ہے کسی معشوق پر مرد دیکھیے
آج جی بھر کے وہ صورت زیر خنجر دیکھیے

قول عزرائیل ہوگا اے لطافت نزع مین
کھولیے آنکھین جمال روے حیدر دیکھیے

رخِ صنم کی ضیا ساغرِ شراب مین ہے
سلام عکس کو کرتا بر ہمن آب مین ہے
غرور حسن سے افلاک کے حجاب مین ہے
وہ صید ہین کہ ہی مر کر بھی دہشتِ پرواز
تمھارے گیسوؤن کے دام مین پھنسنے جیسے
ہوئی مری دلِ بریان کو یادِ رنگ ملیح
قریب زلف کے ہین اسکے کان مین جھالے
تمھارے عارضِ شفاف جب سے دیکھے ہین
تمھارے دید سے موسیٰ کو جب غش آئے ہون
خدا نے جیسے عطا کی مرے طبیعت کو
زمین کوچہ جانان کو جھک کے دیکھا چرخ
ہم اونکو عالم رویا مین دیکھتے ہین روز
برا جو کہتا ہے واعظ تو کہنے دو رندو
کسی کے عشق مین اتنا بھی مجکو ہوش نہین

کمالِ حسن ہے مہتاب آفتاب مین ہے
ذرا سی چھاؤن تمھاری جو آفتاب مین ہے
ذرا سی چھاؤن تمھاری جو آفتاب مین ہے
ہمارے گوشت پہ ڈورا بندھا کباب مین ہے
بلا مین جانِ حزین ہے تو دل عذاب مین ہے
عجب مزا ہے موافق نمک کباب مین ہے
عجب ہی موتیون کی بارش اس سحاب مین ہے
حیا سے آئنہ بھی غرق اپنی آب مین ہے
بھلا نظارۂ عشاق کس حساب مین ہے
روانی ایسی نہ خنجر مین ہے نہ آب مین ہے
نہ کر غرور کہ یہ بھی ترے جواب مین ہے
وہ لطف جاگنے مین کب ہی جو کہ خواب مین ہے
وہ جانتا ہی نہین کیا فراشراب مین ہے
ہی بیقرار جگر یا دل اضطراب مین ہے

لطافت اپنی نظر مین ہے سیر ہر دو جہان
عجیب نشۂ مے حُبِ بوتراب مین ہے

وہ جو آنکھون سے اپنی اوجھل ہے
چین دل کو نہ جان کو کل ہے

کون اٹکھیلیون سے چال چپلا
آج ساری جہان مین ہل چل ہے

اُسکی رفتار کا جو ہے مضمون
شعر کی بھی زمین مین ہل چل ہے

رخ پہ اُس لب کے خطِ سبز نہین
عین کعبہ مین فرشِ مخمل ہے

نقص ہے دون جو اُسکے رخ سے مثال
ماہِ کامل فلک پہ مہمل ہے

صبح کوکب شفق کی ہے تحریر
یہ بیاضِ سحر پہ جدول ہے

مثلِ بسمل کے سب تڑپتے ہین
تیری محفل ہے یہ کہ مقتل ہے

بارِ عصیان سے کس قدر مجھپہ
لاش بھی بعد مرگ بوجھل ہے

نہین برسات مین یہ قوس قزح
ورقِ آسمان پہ جدول ہے

دیکھنا عشق زلف کی تاثیر
میری تقریر بھی مسلسل ہے

اب نہ دوگالیان سمجھ گئے ہم
خوب تیغ زبان پہ صیقل ہے

نظر بد کا خوف ہے مجھکو
آج آنکھون مین اُسکے کاجل ہے

قبر کو دیکھ کھول کر آنکھین
اے مسافر یہ منزل اول ہے

ساقیا کیا پیین گے اتنی رند
ایک شیشہ ہے ایک بوتل ہے

میرا روزِ وصال کچھ نہین دور
رات کٹ جاے تو وہ دن کل ہے

تو سہی گھر ہون سیکڑون برباد
قول اُس چشم کا یہ ہر پل ہے

دستِ رنگین مین اُسکے ہے تلوار
شاخِ مرجان مین تیغ کا پھل ہے

میری میت نہ کسطرح تڑپے
ساتھ تابوت کے وہ پیدل ہے

اے لطافت بغیر اوس گل کے
باغ میری نظر مین جنگل ہے

فروتنی سے جہان مین کمال ہوتا ہے
خمیدہ دیکھ لو پہلے ہلال ہوتا ہے

جو بوسہ کا مرے دل مین خیال ہوتا ہے
تو نازکی سے وہ رخسار لال ہوتا ہے

غضب کی جا کرمِ ذو الجلال ہوتا ہے
گنہ کے بعد اگر انفعال ہوتا ہے

زمانہ طالب حسنِ ہلال ہوتا ہے
بڑھے جو نقص تو آخر کمال ہوتا ہے

زمین پہ سر جو اُٹھاتا ہے کبر و نخوت سے
مثال سبزہ وہی پائمال ہوتا ہے

ہر اک عقیق کا بنتا ہے داغ مثل شجر
ترا کرم ہو تو پتھر نہال ہوتا ہے

عجیب ہے لبِ رنگین یار کی تاثیر
کہ رشک لعل بدخشان اوگال ہوتا ہے

جواب دونگا لحد مین اُسی کا عاشق ہون
سنا ہے عشق کا وان بھی سوال ہوتا ہے

شبِ وصال اسی لطف مین گذرتی ہے
لبون پہ لب کبھی گالون پہ گال ہوتا ہے

پڑی ہے جان حزین ہائے کس مصیبت مین
نہ اُسکا وصل نہ ممکن وصال ہوتا ہے

مقام فکر ہے قارون کا حال سُن منعم
جو حُبِ مال ہو تو یہ آل ہوتا ہے

گناہگار جو مرتا ہے خوف دوزخ سے
تو غسل کو عرق انفعال ہوتا ہے

ترس کے خاک پہ گرتا ہے جو ترا ناخن
وہی تو جا کے فلک پر ہلال ہوتا ہے

جو جمع ہو تو عقاب اور خرچ ہو تو عذاب
غرض جہان مین بُری چیز مال ہوتا ہے

تمھارے عارض شفاف پر ہے خال عبث
نوشت دیکھہ لو بیسے نقطہ گال ہوتا ہے

فلک چھپائے نہ کیون مجہ نحیف کو تہِ خاک
بُرا ہے نقص جو شیشہ مین بال ہوتا ہے

صفائے قلب کا یہ حال ہے لطافت اب
کہ بات کا بھی چھپانا محال ہوتا ہے

ہاتھ کنگھی سے کیسے شل تو حیا آئی ہے
پاؤن پڑنے کو تری زلف رسا آئی ہے

جوش پر رحمتِ حق حد سے سوا آئی ہے
جب گنہ کر کے مجھے شرم و حیا آئی ہے

ہجر کی رات بصد ناز و ادا آئی ہے
مثل معشوق کے مشکل سے قضا آئی ہے

مجھسے چار آنکھہ نہین کرتے چھپایا ہے منہ
لطف ہے وصل کے بعد انکو حیا آئی ہے

نہین بیمار محبت کو کسی دم فرصت
وہ گئے ہین تو عیادت کو قضا آئی ہے

عمداً وصل مین یہ کہکے وہ سو جاتے ہین — نیند بنکر مری آنکھو مین حیا آئی ہے
ناز سے تولتے ہین آج وہ ہر دم شمشیر — ہو او اشکر آلہی کہ قضا آئی ہے
قبر مین شانہ ہلا کر یہی کہتے ہین عزیز — چونک غفلت سے مسافر کہ سر آئی ہے
ہو گیا خاتمہ بیداد و جفا کا تجھہ پر — میرے حصہ مین اگر مہر و وفا آئی ہے
کہتے ہین وہ کہین عاشق کی نہون سرد آہین — ٹھنڈی ٹھنڈی کسی جانب سے ہوا آئی ہے
بعد مدت ترے کوچہ مین ہی بیٹھی مری خاک — کیون اوٹھانے کے لیے باد صبا آئی ہے
عشق کے ساتھہ ہی پیدا کیا اللہ نے حسن — یہ مرض وہ ہے کہ ہمراہ دوا آئی ہے
مین وہ بلبل ہون کہ غنچہ مین نہان رہتا ہون — ٹھیک کیا تن پہ مرے گل کی قبا آئی ہے
اسطرف دوست اوٹھانیکو ہین تابوت مرا — اوسطرف ہاتھو ن مین ملنے کو حنا آئی ہے

جان دینے کو جو کہتا ہون لطافت شب ہجر
دوست کہتے ہین یہ دلمین ترے کیا آئی ہے

غزل دو بحرین

اوس گل تر کی سواری نکلی — غیرت باد بہاری نکلی
نزع مین آیا وہ رشک عیسے — لینے کو روح ہماری نکلی
ہجر مین کھوکے دل ہم روئے — حسرت نالہ و زاری نکلی
بوسۂ ابرو و مژگان لے کر — کھنچ گئی تیغ کٹاری نکلی
تیز تھی الفت تیغ ابرو — ہو گئی جان بھی عاری نکلی
گنجفہ یار سے غیر و نین تھا — شکر ہے بوجھہ ہماری نکلی
الفت زلف مین دیکھین فالین — رات یہ ہجر مین بھاری نکلی
کہتے ہین مجکو وہ عاشق اپنا — حسرت دل مری ساری نکلی
یار نے خوب مکالا جو بن — صورت و شکل ہے پیاری نکلی

پیوست جو جگر مین مرے تیر یار ہے
اللہ رے رشک سینہ مین دل بیقرار ہے

ہم سچ کہین یہ چال تری یادگار ہے
شاگرد جسکی ایک نسیم بہار ہے

مجسا زمین پہ کون بھلا خاکسار ہے
گُھدوایا مُہر تک مین بھی خطِ غبار ہے

دریا ہے چاندنی ہے مے خوشگوار ہے
اوڑتے ہین جشن عیش ہے پہلو مین یار ہے

ہے یاد زلف اور دلِ داغدار ہے
قدرت خدا کی صحبتِ طاؤس و مار ہے

زیر قلم جو وصف دو ابروے یار ہے
ہر شعر آبدار مرا ذوالفقار ہے

اوس بھول سے غدار پہ خط آشکار ہے
آئی خزان روانہ چمن سے بہار ہے

جب چاہتا ہون دیکھتا ہون اختیار ہے
ہر وقت میرے ہاتھ مین تصویر یار ہے

پھیرے پھیر ہین تمام مرا تار تار ہے
جوش جنون ہے آمدِ فصلِ بہار ہے

اک کم سخن کے عشق مین دی جلکی ہینے جان
خاموش بعدِ مرگ چراغ مزار ہے

حق سے امید عفوِ جرائم ہے حشر کو
ہم ہین گناہگار وہ آمرزگار ہے

بولا جو مین کہ تجپہ گلا کاٹتا ہون آج
ظالم نے مسکرا کے کہا اختیار ہے

ساقی بہار آئی ہے بھر بھر کے دے شراب
ساغر چڑھائین نشہ مے کا اوتار ہے

مٹی ٹھکانے جسکی لگی وہ رقیب تھا
برباد جو ہوا وہ ہمارا غبار ہے

یارب کٹیگی راہِ عدم مجسے کسطرح
جانا ہے دور سر پہ گناہون کا بار ہے

بوسہ فقط رقیب کو تمنے دیا تو کیا
مُنھ پھیرو اور بھی کوئی امیدوار ہے

فرمایش اوسنے کی ہے جو مٹی کے عطر کی
شاید ہماری سمت سے دلمین غبار ہے

مینے کہا جب اونسے کہ یہ دل ہے بیقرار
بولے وہ ہاتھ رکھکے کہان بیقرار ہے

کہتے ہین دو سے وہ مری قبر دیکھکر
کانٹے پڑے ہین جسپہ یہ کسکا مزار ہے

مدفن پہ میرے غیر سے ملتے ہین وہ گلے
میت پہ میرے ہار دو بار افشار ہے

کھینچی ہے تمنے تیغ تو مجکو بھی دیکھلو
دشمن سے جھک کے ملتا ہون کیا انکسار ہے

ظرف

تیر نگہ کا اوسکے لطافت غضب ہے توڑ
جو ہے کلیجہ پکڑے ہوے بیقرار ہے

دیکھین نہ پری کو بھی یہی دلسے لگی ہے
آنکھ اپنی کسی حور شمائل سے لگی ہے

جل جائیے اوس بزم مین تیغ دلسے لگی ہے
ہر شمع کو لو یار کی محفل سے لگی ہے

چونکاؤ لحد مین نہ مجھے شانہ ہلا کر
ای بے خبرو آنکھ ابھی مشکل سے لگی ہے

لطف شب مہتاب ہے دریا کی کرو سیر
ٹھنڈی ہی ہوا ناؤ بھی ساحل سے لگی ہے

مجنون نہین دل ہی سے فقط طالب لیلے
پردیکے جگہ آنکھ بھی محمل سے لگی ہے

اوس مصحف عارض کی ہی تصویر گلیمین
قرآنکی قسم جان حمائل سے لگی ہے

کیا ڈاب کی تقدیر پہ آتا ہی مجھے رشک
ہر دم کمر نازک قاتل سے لگی ہے

انگارونکے مانند ہین سب پھول چمن مین
گلشن مین یہ آگ آہ عنادل سے لگی ہے

مشکل سے گذر آپکے کوچہ مین ہوا ہے
جان اپنی ہمین تنگیے یہی لسے لگی ہے

اے یار عدم سے ہون ترا تشنہ دیدار
یہ پیاس مجھے تو کئی منزل سے لگی ہے

ہم ہارین تو دل دینگے جو وہ ہارے تو بوسہ
چوسر مین یہ بازی بت قاتل سے لگی ہے

فرقت کی شب ماہ سے جلتا ہون ہمیشہ
اک آگ سی دلمین مہ کامل سے لگی ہے

ہم سر کو جھکائے ہوئے مقتل مین کھڑے ہین
آس اپنی فقط خنجر قاتل سے لگی ہے

اغیار تو پہلو مین ترے صدر نشین ہین
مسند مری فرش لب محفل سے لگی ہے

شیدائے کمر ملک عدم کو ہین پہونچتے
کیا خوب رسد قبر کے منزل سے لگی ہے

پابند رہے خانہ نشینی کی کڑی مین
یہ بات ہمین ہاتھ سلاسل سے لگی ہے

نازک ہین بہت ہونٹھ جو اس غنچہ دہن کے
مسّی لب خوشرنگ پہ مشکل سے لگی ہے

بیعزتی آفاق مین ہے ہاتھ بڑہانا
کاسہ نہین ذلت کف سائل سے لگی ہے

دوزخ کا سنون ذکر نہ زنہار لطافت

زاہد کو جلاؤن یہ مرے دل سے لگی ہے

ہمارے دلبرِ کم سن پہ خوبی ختم ساری ہے
جو بھولا بھولا مکھڑا ہے تو صورت پیاری پیاری ہے

ارے صفاک کیا تیری مژہ مین آبداری ہے
چھری ہے تیر ہے خنجر ہے برچھی ہے کٹاری ہے

چمن مین آج آئی کونسے گل کی سواری ہے
جلو مین آگئے نگہت و بادِ بہاری ہے

ہمیشہ خاک کے پتلے کو زیبا خاکساری ہے
تصور اصلِ خلقت پر کرو جب خاک ساری ہے

تصور مین ترے گیسو و رخ کی اشکباری ہے
گھٹا گھنگھور چھائی ہے چمن مین نہر جاری ہے

جوانی کا بھی ہے بانکپن گہ چال متوالی
ادا نام خدا جو ہے ہماری بت کی پیاری ہے

سلیمان نے بنایا تخت جب ہنسکر قضا بولی
عبث عمرِ دو روزہ کے لیے یہ پائداری ہے

دوپٹہ اوڑھ کر آبِ وان کا یار کہتا ہے
کمر لچکے گی میری بوجھ سے پوشاک بھاری ہے

غلام اپنا بنا لو مجکو دیکر بوسۂ عارض
مرا دل پاس ہے دو اگر بے اعتباری ہے

تمہارے عاشقِ جانباز فرقت مین تڑپتے ہین
کہین اختر شماری ہے کسی جا دم شماری ہے

کیا مجنون نے تو آباد جا کر گنج مرقد کو
جنون مبتلا کہ دشتِ نجد مین بے کسی باری ہے

پہنکر ہار پھولونکے روش پر جب وہ چلتے ہین
لچک کر ناز سے کہتے ہین کیسا بوجھ بھاری ہے

رخِ تابانِ جانان کو نہین خورشید سے نسبت
یہ اعلے ہے وہ اسفل ہے یہ نوری ہے وہ ناری ہے

دیا ہے دل تمھین صاحب تو دینگے جان بھی اپنی
وہ امرِ اضطراری تھا یہ امرِ اختیاری ہے

فریبِ رخ نہ کیون ہو شور اس چاہ زنخدان کا
سنا ہے پاس کعبہ کے چہ زمزم بھی کھاری ہے

مرا منھ دیکھکر کہتا ہے وہ بت ناز سے اکثر
خدا کی شان دیکھو انکو بھی الفت ہماری ہے

علیؑ کا نام ہر دم وردِ رہتا ہے لطافت کو
نہ کیون آسان ہو مشکل اسمِ اعظم لب پہ جاری ہے

لین بلائین زلفِ دلکش کیون بنائی آپکی
سچ تو یہ ہے ہمنے اس سے لیے برائی آپکی

وضع کی باتین تمھین دونون ہوگئین مشہور خلق
راست بازی تو ہماری کج ادائی آپکی

آپ ہی انصاف سے کہیے نہ کیون عاشق ہون
حق کو تھا منظور بہلانا جو دل محبوب کا
ہے شکل بھولی بھولی پیاری پیاری ہی پائی آپکی
عرش اعلے پر صدا پر دیسے آئی آپکی
ہشکے زمانے مین وہ ہمسے دم بوس و کنار
کیون نہ عاشق ہون بنایا ہی حبیب اپنا خدا نے
آج غیر و نسے جو ہمسے بگڑ بے بن آئی آپکی
دل تو کیا ہے عرش اعلے تک رسائی آپکی
گجرے پھولونکے ہین پہنے ہے نہایت نازکی
اشکباری بیقراری آہ و زاری لاغری
غنچۂ سوسن نہ بنجائے کلائی آپکی
دیکھئے تجھنے ہمین کیا کیا جدائی آپکی
دے چکے جب جان ہم فرقت مین تو بولا وہ شوخ
دل نہ دینگے اب کبھی بھولے سے اپنا ہی صنم
ہو چکی بس بس محبت آزمائی آپکی
یاد ہے وہ بیرخی بے اعتنائی آپکی
ڈالکے باہین گلے مین ناز سے کہتے ہین وہ
حضرت یوسف کا آنا بے سبب ہرگز نہ تھا
کہیے امید دلی ابتو برائی آپکی
خلق مین بنکر حسین صورت دکھائی آپکی
چاہتا ہے لاکھ لیکن پھر کبھی آتی نہین
سبکی عاشق کی جوانی بیوفائی آپکی

مشکلین آسان لطافت کی ہون یا مشکلکشا
خلق مین مشہور ہے مشکلکشائی آپکی

پہر پیرو سیکڑون مین دل لبھائے جسکا جی چاہے
ہمین صورت کا دیوانہ بنائے جسکا جی چاہے
گلوری ہاتھ سے قاتل کے کھائے جسکا جی چاہے
ہمارے قتل پر بیڑا اوٹھائے جسکا جی چاہے
لب سرخ اور خط سبز قاتل کو نہین پروا
لہو اپنا بہائے زہر کھائے جسکا جی چاہے
بہائے اشک کب اوس بحر خوبی کی محبت مین
ہماری چشم پر طوفان اوٹھائے جسکا جی چاہے
عبث حور و پری کو ہی غرور حسن عالم مین
ترے تلوے کسنے شکل اپنی ملائے جسکا جی چاہے
مرا دل ہے ہر اک ابرو کمانکی چشم پہ قربان
نشانہ تیر مژگان کا بنائے جسکا جی چاہے
بہت اغیار دم بھرتے ہین اپنی جان نثاری کا
کھینچی ہے تیغ قاتل سر جھکائے جسکا جی چاہے
کہو عشاق سے ہو قتل عام اوس بت کی کوچہ مین
یہی گو اور یہی میدان ہو آئے جسکا جی چاہے

ہمارے ہوش تو تقریر مین پرواز کرتے ہین
سمجھا کر گیسوؤنکا دام چہرہ پر وہ کہتے ہین
زمین پر خاکساری ہی عجب اکسیر انسان کو
کلیجہ چھن گیا الفت مین ہم تو جان کھو بیٹھے
مری زنجیر غل کرتی ہی دیوانونکے حلقہ مین

پریرویونکو باتو نمین اوڑائے جسکا جی چاہے
بلا مین طائر دلکو پھنسائے جسکا جی چاہے
یہ نسخہ کیمیا کا آزمائے جسکا جی چاہے
حسینیان جہان کے ناز اوٹھائے جسکا جی چاہے
کڑی یہ عشق کی منزل ہی آئے جسکا جی چاہے

یہ دل ہی شعلہ رویونپر لطافت اسکو پروانہ
مثال شمع محفل مین جلائے جسکا جی چاہے

ابرو کے غم نے خم کیا ای آسمان مجھے
رلوا رہی ہے الفت زلف بتان مجھے
بادشہ نخچیر تھا کبھی عشق بتان مجھے
نقش قدم دکھاکے یہ کہتی ہی مجسے خاک
کوچہ سے اوسکے در پہ گیا در سے بام پہ
ہر وقت نیر آہ چلین سوئے آسمان
باغ جہان مین بلبل خود رفتہ ہون گلو
چاہ ذقن جو خط مین ہے کہتا ہی گرکے دل
چھلّے جو پہنے دست حنائی مین یار نے
ہر مست کہ رہا ہے وضو ہو شراب سے
کہتا ہے قتل کرکے مجھے وہ عدو وصل
ہر مست محتسب سے ہا ہستی مین پوچھیا
بولا کلیجہ ہجر مین منھ سے نکل پڑون
دنیائے بے ثبات مین ہون عندلیب زار

گوشہ نشین ہون جب سے ملی یہ کمان مجھے
آثار حشر پڑھکے ہوا یہ ہوان مجھے
کہتے تھے زیر پیر فلک جب ان مجھے
اوس مہر نے زمین سی کیا آسمان مجھے
تقدیر لیگئی ہی کہاںسے کہان مجھے
لب سلیے ملے ہین مثال کمان مجھے
ہے کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے
سبزہ زمین تھا نہ یہ نظر آیا کنوان مجھے
دزد حنا کا غل ہی ملین بیڑیان مجھے
کرنا ہی آج بیعت پیر مغان مجھے
ہے ناگوار وصلت جسم اور جان مجھے
بتلا دے چلکے پیر مغانکی دوکان مجھے
دم بھر اگر نفس سے ملے نردبان مجھے
پانی کے بلبلے مین ملا آشیان مجھے

احباب چل بسے مین گنہگار رہ گیا — بھاری تھا بوجھ چھوڑ گیا کاروان مجھے
آکر چھپا لحد مین تو وان بھی ہوا افشار — پیسا زمین نے بھی صفت آسمان مجھے

بلواؤ کربلا مین لطافت کو یا حسین
اب قہر ہے سکونت ہندوستان مجھے

لکھنا ہے آج یار کے وصف دہان مجھے — فکر رسا ملے پر عنقا کہان مجھے
ہنستے ہین زرد دیکھ کے غنچہ دہان مجھے — اے رنج کیون کیا صفت زعفران مجھے
تیر افگنی کی مدح جو کرتے ہین میرے زخم — جھک کر سلام کرتی ہے اونکی کمان مجھے
کشتی چشم کہتی ہے مجھسے کہ ہون وان — اشکونکی چادرونکی ملی بادبان مجھے
اوس زلف مین ہے طائر دل کی یہی صدا — سب ہم صفیر کہتے ہین عرش آشیان مجھے
مین دل جلا وہ چرب زبان ہون میان بزم — کہتی ہے شمع آج ملا ہمزبان مجھے
دیکر خدا نے گرد ملال آہ کا دھوان — بخشی نئی زمین نیا آسمان مجھے
سونی ہے قبر فرش نہ تکیہ نہ روشنی — اے موت لاکے چھوڑ گئی سب کہان مجھے
اک بوسہ دیکے دل جو مرا یار نے لیا — کہنے لگا ملا ہے یہ سوداگران مجھے
پیری مین کیون نہ قد خمیدہ عزیز ہو — ہاتھ آئی چلے کھینچ کے ایسی کمان مجھے
سنتے ہین دل لگا کے سخن خوش گلو حسین — مثل دہان نئی جو ملی ہے فغان مجھے
دریا ہے شراب کا ساقی کہ ابر اٹھا — کشتی مے کا خوب ملا بادبان مجھے
قد ہو گیا جو خم تو عصا ہاتھ مین لیا — چلا ملا عجیب برائے کمان مجھے
ساقی نے جبکہ یاد کیا وقت میکشی — شیشے کیطرح آنے لگین ہچکیان مجھے
کہتا ہے دل کہ رخسے چلون زلف کیطرف — اب تو ہجوم خط کا ملا کاروان مجھے
کشتی تن چلے جو سوئے قبر دی صدا — چادر کفن کی دو تو ملے بادبان مجھے

ہے لطف ہر طرح کا لطافت بیان مین

کوثر سے دھو کے دی ہی خدا نے زبان مجھے

حال کھلجای اگر رنگ وہ کاکل باندھے
آشیان کیون سر شاخ شجر گل باندھے
مین وہ عاشق ہون چمن کا کہ پس از مرگ بھی
بعد مرنے کے جو بنائے کبھی ان زلفون کو
کب نہانے مین برہنہ تمھین دیکھا ہمنے
قتل عاشق کو ہین ابرو کے اشارے کافی
وقت نازک ہے بہت خانہ نشینی ہو پسند
جائے گلشن مین ترے زلف کا گر سودائی
کہدو صیاد سی لاغر ہے نکلجاے نہ یہ
غنچے گلشن مین تبسم نکرین لالہ پر
کہدو ساقی سی شب وصل ہے دیجام جام
ہو ابھی نافہ آہوئے ختن آکے نثار
بلبلو نکا ہو ابھی باغ کے مانند ہجوم
اونکی اور میری محبت کا جو شہرہ ہوجائے

کہدو اتنی نہ ہوا باغ مین سنبل باندھے
باغبان نی رگ گل سے پر بلبل باندھے
دل شگفتہ ہو اگر شمع لحد گل باندھے
کیا عجب غیب کے ہاتھ آپکی کاکل باندھے
گھاٹ پر تمنے عجب جھوٹ کے ہین پل باندھے
اسلحہ تو نے ہین کس واسطے ای گل باندھے
چاہیے پاؤن بشر کرکے توکل باندھے
بیتکے زنجیر ابھی پاؤن کو سنبل باندھے
کھینچکر چاک قفس مین پر بلبل باندھے
اپنی دستار پہ گر طرۂ سنبل باندھے
ہنسنہ نہ شیشہ کا ابھی دیکھی ہمین مل باندھے
مثل جوڑے کے اوٹھا کر جو وہ کاکل باندھے
شمع مدفن ترے عاشق کی اگر گل باندھے
شعر مین اپنے نہ شاعر گل و بلبل باندھے

ای لطافت ابھی خجلت سے ہو باران آب آب
چشم گریان اگر اشکونکا تسلسل باندھے

جنان مین جائے یہ عاصی ترا یا نار مین آئے
بہار باغ جنت پر نہ بھولے اسقدر رضوان
متاع حسن مت بیچو غیرت یوسف کی نادر ہے
مبارک زاہدونکو خلد دوزخ مین ہین عاصی

حضور ہمین ہے حاضر جو مزاج یار مین آئے
زیارت کے لیے گر کوچۂ دلدار مین آئے
خریدار وہ یہ سودا کسطرح بازار مین آئے
ہماری آرزو جی بار اوس بار مین آئے

غضب ہو کے کی ٹٹی شیخ نے کبھی پھنسا نکو / ہر اک کیونکر نہ دام جبہ و دستار مین آئے

خریدار و چلو ہے یاں مُردیکا بہت ارزان / دل اپنا بیچنے ہم عشق کے بازار مین آئے

خلائق جمع ہے پھر کہین ملے کسکو وہ ہرجائی / میانِ دیر و کعبہ ہین تلاشِ یار مین آئے

نہ دیکھا جلوہ اوس پردہ نشین کا مثل موسی کے / ہزارون لاکھون یوہین حسرتِ دیدار مین آئے

کتابی روئے جانانہ ہین کیا خال سیہ زیبا / عجب ذیشان یہ آیہ مصحفِ رخسار مین آئے

دو رنگی پر زمانے کے ہین ہنستے عاقلو دیکھو / گل تر بے سبب خندان نہین گلزار مین آئے

کبھی ہے دلکو الفت زلف کی گیسو کا کبھی سودا / حلب مین ہم کبھی پہونچے کبھی تاتار مین آئے

اگر ہے عشق صادق بلبلو لو دم بھر گل کا / کہ خوشبوئے گل تر غنچہ منقار مین آئے

جو دیکھے عاشق صادق کبھی چشم حقیقت سے / نظر معشوق کا جلوہ در و دیوار مین آئے

سُنا کر لنترانی اپنے عاشق سے وہ کہتے ہین / نہین ہے عارضی یہ حسن جو دیدار مین آئے

اگر منظور خورشیدِ فلک کو ہے فروغ اپنا / ہماری مہروش کے سایہ دیوار مین آئے

بھلانا وعدہ روزِ الست آکر نہ دنیا مین / خبردار اے دل غافل نہ فرق اقرار مین آئے

کمی کیا ہے ہمین بھی خلعت رحمت عنایت ہو / لگا کر آس ہم بھی ہین تری سرکار مین آئے

لطافت سے کرو دون زخمی بخشی اگر ہر دم / سزو بھی نہ نقصان رحمت غفار مین آئے

خدا کا سامنا ہو حشر کے دن کیا سنا ٹھہرے / گنہ ہین بیشمار اپنے نہین معلوم کیا ٹھہرے

محبت مین تری اے شعلہ رو کیا دل مرا ٹھہرے / نکیون ہو بیقراری آگ پر سیماب کیا ٹھہرے

چرا کر مجسے اوس گل کی چمن سے توڑ لی مہندی / رقیبِ روسیہ بھی آج سے دزدِ حنا ٹھہرے

خدا کی شان ہے باتین حسینونکی قیامت ہین / قضا عاشق کی آئی نازنینونکی ادا ٹھہرے

مریضِ ہجر ہون کیا سخت جانی نے ستایا ہے / اگر مین زہر بھی کھالون مرے حق مین دوا ٹھہرے

غنی ہو جاؤن ملجائے ابھی دولت قناعت کی / مرا سیماب دل کشتہ اگر ہو کیمیا ٹھہرے

کمان لب سے چھٹتے ہی یہ ناوک عرش تک پہنچا / ہمارے ہاتھ اوٹھتے ہی پہ تیر دعا ٹھرے

وسے پیکر تو اسکو دیکھکر عشاق جیتے ہین / لب دلدار فخر چشمۂ آب بقا ٹھرے

مری آہ ہو نکلی آندھی اوٹھی ہی صبح شب وصلت / چلے جانا گھر اپنے اے صنم جب یہ ہوا ٹھرے

دل بیمار کو ہوتی ہی صحت اسمین آتے ہی / گلی اوس رشک عیسی کی نکیون دار الشفا ٹھرے

بہت ہی حسن کا بازار گرم اے غیرت یوسف / عوض بوسہ کے مین دل دون اگر بیع و شرا ٹھرے

نہ بوسہ لب کا تم دیکر عوض مین لو دل عاشق / کہین رسوا نہ ہو جاؤ کہ یہ لینا ربوا ٹھرے

بھرا عشق غبار آستان غیرت عیسی / دل وابستہ اپنا صرۂ خاک شفا ٹھرے

مسافر تھے عدم کی راہ مین واقع تھی یہ منزل / جو اس دنیا مین ٹھرے بھی سمجھکر ہم سرا ٹھرے

چلون راہ عدم کیونکر گنہ کا بار ہی سر پہ / بھلا ہر ہر قدم پر کیسطرح سب قافلا ٹھرے

کیا ہی ذبح گر تونے تو ٹھوکر بھی لگاتا جا / ہمارے خون بہانیکا یہ قاتل خونبہا ٹھرے

تکبیرین آتے ہی پوچھو نہ مجھسے سرگذشت اتنی / ٹھر جاؤ کوئی لحظہ تھکا ہون دل مرا ٹھرے

وضو ہو منھہ جو دھوون انسوؤن سے یاد عصیان مین / جھکے جب سر ندامت سے نماز بے ریا ٹھرے

روان ہی قافلا اشکون کا ہے صبح شب وصلت / ہمارا نالۂ دل کیون نہ آواز درا ٹھرے

تلاش قوت کو گردش مقدم ہے دل دانا / ملے لقمہ نہ دست غیر سے گر آسیا ٹھرے

لطافت لطف ہو نکلی جو دم شبیر کے در پر / نجف مین روح کا مسکن ہو مدفن کربلا ٹھرے

لکھ سکے کیا صفت کوچۂ قاتل کوئی / جان بلب ہے کوئی بیجان کوئی بسمل کوئی

دوستو پوچھو نہ مجھسے تڑپنے کا سبب / لیگیا چھین کے پہلو سے ابھی دل کوئی

دین دل سے اوسی دیکھتے ہین ہم ہر دم / نہین مانع نہین حاجب نہین حائل کوئی

زر کا کیا ذکر یہ منعم نہین دیتے ہین جواب / کبھی دروازے پہ آتا ہی جو سائل کوئی

چھوڑ دیتے ہین صد افسوس عزیز و احباب / نہین دنیا مین کڑی قبر سے منزل کوئی

کیون نہ آغاز محبت ہین کلیجا تھامین
آ کے دلمین مرے کہتا ہی وہ رشکِ لیلے
ہم یونکو مری کیون سونگھتا ہی اے سگِ یار
ہی صد احسن کی بازار مین مجہ عاشق کی
قہر ہے میرے لیے چشم و خط و ابروے یار
لاکے چہرے پہ نقاب اوسنے تمکنت سے کہا
گوشِ گُل کر ہین گلستا مین کرین شور ہزار
سر جھکاے ہوئے اک ہم ہی چلے جاتے ہین
صحبتِ شعر و سخن مین شعرا آئے ہین

ہائے پہلو مین سے ڈالتا ہے دل کوئی
اس سے اچھی تو جہان مین نہین محمل کوئی
کیا نہین انمین ترے کھانی کے قابل کوئی
بیچتا ہو نہین عوض بوسہ کے لی دل کوئی
کوئی جادو ہی کوئی زہر ہے قاتل کوئی
عاشقو نمین نہین نظارے کے قابل کوئی
دل سے سنتا نہین آوازِ عنادل کوئی
نہین جاتا طرفِ کوچۂ قاتل کوئی
رونق بزم کوئی زینتِ محفل کوئی

کیون حسینونپہ لطافت نہ مرا دل آئے
کوئی ہے رشک پری حور شمائل کوئی

اک روز چلکے عشق کا بازار دیکھیے
گر ساتھ سوے غیر کے دلدار دیکھیے
آئینہ مین نہ ابروئے خمدار دیکھیے
بکتے ہین آکے درہم و دینار دیکھیے
کی ہمسری جو آپکے رخسے سزا ملی
کوچہ سے آپکے ہی جنازہ مرا چلا
پہنا ہے انکو شوق سے طفلی مین آپنے
دل دیکے بوسہ زلف کا مانگا تو بولے وہ
لاغر ہوا تو آپ کے کوچہ مین آپڑا
کہتا ہے دل وہ سوئے تو کام اپنا کیجیے

یوسف سے سیکڑون ہین خریدار دیکھیے
تقدیر جو دکھاے وہ ناچار دیکھیے
قبضہ مین غیر کے ہو نہ تلوار دیکھیے
زر کا عجیب گرم ہے بازار دیکھیے
گل بند ھکے آئے ہین سر بازار دیکھیے
کہتے ہے چشم روزنِ دیوار دیکھیے
آخر گلے پڑیگا یہ زنار دیکھیے
سودا یہ ہے گران ابھی بازار دیکھیے
اکدن ہٹائے سایۂ دیوار دیکھیے
سو جائیے اگر اوسے ہشیار دیکھیے

بولا کفن اجل سے جو پیدا ہوا بشر — آیا مرا کہ اور خریدار دیکھیے

دیکھا جو مجکو آپکے کوچہ سے ٹل گیا — طرفہ ہے بجلی سایۂ دیوار دیکھیے

ابرو نہ آپ آئنہ مین دیکھئیے حضور — آلودہ ہو نہ زنگ مین تلوار دیکھیے

مجھ ناتوان کو آپ لگاتے ہین وار کیون — کر جائے جا بجا سے نہ تلوار دیکھیے

پوچھا جو مین نے آج تو آؤ گے میرے گھر — گردن جھکا کے کہنے لگا یار دیکھیے

شکوہ کیا ستم کا تو بولے بگڑ کے وہ — کہتے تھے کیجیے نہ ہمین پیار دیکھیے

طاقت ہے کم گناہ بہت دور کا سفر — کسطرح ہمسے اوٹھیگا یہ بار دیکھیے

کاجل لگا کے آپنے آنکھین لڑائین کیون — کسکی نظر لگی جو ہین بیمار دیکھیے

منظور اس مہینے مین گر قتل عام ہو — لازم ہے چاند دیکھکے تلوار دیکھیے

مجھ لاغر و فقیر نے کوچہ مین آپکے — اوڑھے گلیم سایۂ دیوار دیکھیے

دوڑا ہی نازک آپکی گردن کا اے صنم — اولجھے کہین نہ کھیل مین زنار دیکھیے

کلمہ برہمنون نے پڑھا دلسے آپکا — ایمان لائے توڑ کے زنار دیکھیے

صاحب سوال وصل پہ ہان بھی نہین بھی ہے — اقرار ہے کبھی کبھی انکار دیکھیے

جھجک جھجک کے دم جو نکلتی ہین بعد ذبح آہ — کاٹھی سی اوگلی پڑتی ہی تلوار دیکھیے

کہتی ہے دیکھے ہجر مین تسبیح اشک آنکھ — رونے پہ استخارہ پھر اکبار دیکھیے

دو دو ہی ہوئی ہے الفت گیسو مین وقت نزع — اے یار نبض عاشق بیمار دیکھیے

اوس سیم تن حسین کو ہمیشہ یہی ہے فکر — بیخوف لوٹیے حسن زردار دیکھیے

کہتا ہی ابرو آپکا دو ٹکڑے کیجیے — بے قبضہ ہے ہلال کی تلوار دیکھیے

پتھر جنو مین کھائے ہین لڑکون کے قصد سے — گر بیٹھے سیر دامن کہسار دیکھیے

دل میرا لینی آئی ہے دنیا خدا کی شان — یوسف کی پیرزن ہی خریدار دیکھیے

کرتا ہون آہ آپ اپنا سنبھالیے — آگاہ ہوشیار خبردار دیکھیے

صف باندھی ہین جو عاشق حیرت زدہ کھڑے
دیوار ہی نئی پس دیوار دیکھیے

آکر آپ ہین کہ دیتے نہین بوسہ غدار
بلبل کی روئے گل پہ ہی منقار دیکھیے

حائل ہی مجھ مین اونمین شب وصل آئنہ
ہٹتی ہی کب یہ بیچ سے دیوار دیکھیے

کہتی ہے گل سے بلبل نالان ہزار حیف
دل کی طرح دو نیم ہی منقار دیکھیے

آغوش کھولے آپکی جانب کمان ہے
چٹکی کے بوسے لیتا ہی سوفار دیکھیے

انجم ہین وزن آپکے چہرے کے عکس سے
ہے چاندنی سفیدیٔ دیوار دیکھیے

فاقہ جو ہو جہان مین تو غصہ نہ کھائیے
روزہ حرام ہے نہو افطار دیکھیے

شانہ مرا لا کے لحد مین یہ بولے وہ
آئے جو جو ہر بھی تو نہ زنہار دیکھیے

لین ہین جو خون شدہ دل عاشق چھپا لیا
کیا اسہ خبر وہی آپکا سوفار دیکھیے

ہوتا ہے اپنے قتل کا در دبنا کو خوف
تلوار کی نہ اونگلیون سے دھار دیکھیے

وہ زار و ناتوان ہین کہ زندان ہی فرش خواب
بستر کی ہر شکن ہے کہ دیوار دیکھیے

کاجل کی احتیاج رہی پھر نہ آپ کو
گر آنکھ بھر کے میری شب تار دیکھیے

کہتے ہین غیر سے وہ لطافت کو دیکھکر
کرتے ہین اب تو یہ بھی ہمین پیار دیکھیے

سودا کے داغ سر پہ لیے جب نکل گئے
ہم آفتاب حشر سے پگڑی بدل گئے

دنیا سے ناتوان ترے بے اجل گئے
اپنے نفس کی آمد و شد سہی چل گئے

سودا مرا دہ سخت ہی جب رگ پہ چل گئی
نشتر مثال خون جہندہ اوچھل گئی

کین طرفہ شوخیان جو وہ گلشن مین کل گئے
گل روندے پاؤن لئے دل بلبل کو مل گئی

گشتہ سخت گھاٹ یہ جسدن نکل گئے
گرداب آ کے فخر سے پگڑی بدل گئے

بن بن کے تیر دل پہ رقیبونکی چل گئے
ارمان جسقدر تھے ہمارے نکل گئے

غیرونکے ساتھ دھوپ مین پھر کر اے صنم
جوبن سے دوپہر کی طرح آپ ڈھل گئے

ساقی کے فیض سے جو لنڈھی شیشۂ شراب — مستونکا ذکر کیا گئے واعظ پھسل گئے

بولے پیام وصل پہ چھریان لگا کے وہ — تیری چلی زبان مرے ہاتھ چل گئے

مین نے دل رقیب لیا اوسنے دل مرا — آئی ہوا ہے عشق تو مردے بدل گئے

آیا شراب پینے جو میخانہ مین وہ مست — آنکھونسے جام شیشۂ مے سر کے بل گئے

دیتا نہین کسیکا مصیبت مین کوئی ساتھ — نالے دہن سے آنکھ سے آنسو نکل گئے

کیا کیا دبایا سایۂ دیوار یار نے — ہم ناتوان آگے جو بیٹھے کچل گئے

زلفونسے دل نکل کے پھنسا پھر غضب ہوا — گویا کہ سانپ منکو اوگل کے نکل گئے

مجھ بیخطا کو اوسنے بنایا نشانہ جب — تیر اشک بنکے چشم کمانسے نکل گئے

تھا حسن اور نوجوانکی شب کے ساتھ — معشوق کیا تھے شمع کا جوبن جو ڈھل گئے

ایسی شراب پی کہ ہوا طرفہ انقلاب — غفلت بڑھی ثواب سے عصیان بدل گئے

صبح شب وصال کہا اوٹھکے یار نے — لے شمع ٹھنڈی ہو گئی پروانے جل گئے

روکر تری نگہ سے گرا جاتے تھے ہم — ہنسنے لگے جو تھام کے دلکو سنبھل گئے

دل میرا عشق پاک نے کعبہ بنا دیا — جب تو کمانسے تیر ترے سر کے بل گئے

گرمی مین روشنی جو ہوئی اونکو ناگوار — فوراً گلونسے شمعونکے شعلے بدل گئے

کہتی ہے اونکی بینی نازک میان چشم — دو صاد خوشخط ایک قلم سے نکل گئے

وحشت مین دامن اور گریبان نے چھوڑا ساتھ — دیکھا کہ عین وقت پہ دونون نکل گئے

سو بار آئے اور گئے انقلاب دہر — لیکن نہ بخت خفتہ کی کروٹ بدل گئے

سینے پہ دست شوق جو پہونچے خفا ہو — ڈالے تھے سینے ہاتھ گلے مین پھسل گئے

یہ فیض ہے جناب امانت کی روح کا
اشعار نو جو طبع لطافت سے ڈھل گئے

زلف مشکین کو اگر کھولو وہ یار اوٹھے — پھر نہ قیمت تری اے نافۂ تاتار اوٹھے

سمت میخانہ چلی جھومتی میخوار اوٹھے
قتل کو ہائی وہ کم سن و ستمگار اوٹھے
درد اوٹھائی کو وہین ہجر مین سو بار اوٹھے
مٹ گئیے نقش قدم تبکے نہ زنہار اوٹھے
گرپڑے چلکی کبھی بار گئی بار اوٹھے
آہ کیون سینہ سی اس غم مین ای یار اوٹھی
تو نے اوٹھوا جو دیا بزم سے ناچار اوٹھے
آکے کوچہ مین جو فرحت ہوئی در تک پہونچے
ضعف نے زنۂ جاوید بنایا انکو
دن جدائی کی محرم ہین عزا خانہ دل
قدموزونکی محبت نے بڑھائی عبرت
تیرے ترشے ہوے ناخن سے مقابل کیا خوب
نازِ معشوق اوٹھانی کی مجھی عادت ہے
ہم ہین وہ مست خزانہ جو ملی قارون کا
گرپڑے جا کی جو ہم زار ترے کوچہ مین
ناتوان ہجر تو کرتا ہے مگر شرط یہ ہے
خواب مین دیکھتے تھی یار سے ہم بوس و کنار
ہم وہ حیرت زدہ عاشق ہین جو صف باندھکی آئین

مژدہ ای پیر مغان لیکہ جوان دھار اوٹھی
نہ کمان جسسے کھینچی اور نہ تلوار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان لنسے یہ بیمار اوٹھی
ناتوان تھی نہ جہان لنسے تمہے بیمار اوٹھی
ناتوان تھی نہ جہان لنسے ترے نالے اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان لنسے ترے بیمار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان لنسے تری بیمار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان لنسے تری بیمار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان لنسے تری بیمار اوٹھے
کیون نہ ماتم ہو علم آہ کی ای یار اوٹھے
سرو قد ہین مری تعظیم کو دلدار اوٹھے
کیون نہ اونگلی مہ نو کی طرف ای یار اوٹھے
ظلم کیونکر ترا ای چرخ ستمگار اوٹھے
بادہ خوار ہین ہر اک درہم و دینار اوٹھی
نہ کبھی پھر صفت سایہ دیوار اوٹھے
غمزہ و ناز و مزاج آپکا ای یار اوٹھے
سو کی اوٹھی بھی تو ہم کرتی ہوئی پیار اوٹھے
ہنس پڑی یار نئی قہقہہ دیوار اوٹھے

پھر لطافت تجھے کیا خوف ہی بالا ہی طرح
دستگیری کو اگر پانچ مددگار اوٹھے

جدا ہین دانت پیری مین زبان سے | چھٹا ہی دیکھو یوسف کاروان سے

نہ نکلون مر کے بھی کوئے بتان سے
زمین دو گز ملے گر آسمان سے

سدا ہے چشم تر مین چادر اشک
روان رہتی ہے کشتی بادبان سے

ارادہ ہجر مین ہے خاک اڑا کر
ملا دونگا زمین کو آسمان سے

جگر اکر اوسنے دل سینے سے پوچھا
کہو چوری ہوئی گھر مین کہان سے

یہ خود سیدھا نہین ہوتا کسی دن
عجب ہے انقلاب آسمان سے

لحد کہتی ہے جب آتا ہے مرن
وہین نہ آ گیا تھا یہ جہان سے

ترے سر پر ہے زنگاری دوپٹہ
مقرر بحث ہوگی آسمان سے

جوانی کو منا کر لائے مجھ تک
ملا دے کوئی روٹھے میہمان سے

مزاج یار سے سیکھے تلون
زمانہ بڑھ گئے کہدے آسمان سے

خموشی ما کجا منھ چڑھتے ہین آپ
نکلجاے نہ کچھ میری زبان سے

غم ابرو مین چلے کھینچتا ہون
ہوا ہون زار یون گوشہ کمان سے

چلا سینے سے دل وان گیسوؤن مین
مکین اوٹھتا ہے آج اپنے مکان سے

وہ خوش ہین جب سے میرا رنگ ہے زرد
ہنسی آتی ہے کشت زعفران سے

نہ کیونکر میری آہونکے چلین تیر
فلک پر خمیدہ ہین کمان سے

ہوا پیری سے خم تار اشک کا باندھ
کبھی اوترے نہ یہ چلہ کمان سے

ادھر تو حسن مین کامل اودھر بدر
زمین ہے بحث کرتی آسمان سے

جھپک کر میری آنکھین کہہ رہی ہین
کہ فتنہ عشق کا اوٹھا یہان سے

مزا دنیا کا ہمنے کچھ نہ پایا
رہے ہے بھی چند دن تو میہمان سے

دل نالان نہین آنسو روان ہین
جرس ہے چوری گیا اس کاروان سے

نہ مجھپر ہنستی اے دنیا اگر اتنی
مدارا چاہیے ہے میہمان سے

دبا کر باہین رکھا سینہ پر ہاتھ
شب وصلت کہان پہونچی کہان سے

جو مرنے والونکے ہین سینہ پر ہاتھ — اشارہ ہے کہ دم نکلا یہان سے

ترا بیمار بہرِ دستگیری — مدد لیتا ہے نبض ناتوان سے

مرا دل ہے جو دریا ہے تسلّی — حباب اسمین ہین لاکھون آسمان سے

سلیمان قدردان ہین اسکے ورنہ
لطافت کم ہی مور ناتوان سے

قتل دشمن کو نئی تیغ سے ہین ہم کرتے — اپنی گردن کو تواضع سی جو ہین خم کرتے

خوش ہین وہ تجسے بہت غیر ہین سب غم کرتے — شکر کر شکر یہ احسان ہین کیا کم کرتے

ہین گنہگار غضب کا ہمہ تن شعلہ ہون — میری فریاد ہین مالک سے جہنم کرتے

کسنے کی سینہ زنی جسکا سدا صدمہ ہی — غیر کے ہاتھ سے گھڑیال ہین ماتم کرتے

طرفہ احسان ہی دل لیکے وہ فرماتے ہین — خیر رحم آگیا خاطر ہین تری ہم کرتے

کہ رہے ہین وہ الٹ کر رخ روشن سی نقاب — آج ہم ذرّونکو ہین نیر اعظم کرتے

کم سنی مین ہی عجب قہر کا سینہ پہ اوبھار — شرم مر آئی اونھین محرم کو بھی محرم کرتے

ٹوٹتے شانہ سے بال اونکے جو اے مشاطہ — لیکے عاشق علم آہ کا پرچم کرتے

زخم دل الفت گیسو مین نہ اچھا ہوتا — لطف تھا مشک اگر داخل مرہم کرتے

زال دنیا سی لڑے زیر کیا نفس کو بھی — ہم سے وہ کام ہوا جو نہین رستم کرتے

دل جو بھولا ہوا بیٹھا تھا وہ دیکر بولے — یاد رکھنا اسے احسان ہین یہ ہم کرتے

دی ہی ساقی نی ہمین طیب و طاہر وہ شراب — ایک ہی جام مین ہین سیر دو عالم کرتے

دولت و مال کا شیطان دکھاتی ہین شکار — کیا سگ نفس بشر کو ہین معلم کرتے

آنکھ بھرتی ہی حسینان جہان کی کیا جلد — دیر لگتی نہین ان آہوؤنکو رم کرتے

مال دنیا بھی بخیلونکے لیئے آفت ہے — داغ دل بنتا ہی گر صرف ہین درہم کرتے

چشم جانان مین بھر آئے مری غمسے آنسو — گل نرگس پہ ہین سب شبہ شبنم کرتے

دشت عالم مین جوانی بھی عجب وحشی ہے
داغ سودا ہین سدا سر پہ خریداری کو
کیا اثر ہے مری غم مین تری آنسو نکلے
ناز کی حد کی تھی مہندی نہ لگائی ہوتی
پھینک دیتے وہ گلوری کو چبا کر جو اوگال

ہمنے دیکھا اسے آہو کی طرح رم کرتی
کسی یوسف کی لیے جمع ہین درہم کرتے
ساری مژگان کی صفین درہم و برہم کرتی
سرخ بوسون سی تری ہاتھ ابھی ہم کرتی
ہم ابھی زخم دل زار کا مرہم کرتے

غم لطافت نہین حاسد کی دل آزاری کا
قدر دانی ہین تری صاحب عالم کرتے

سیکڑون تیر نظر جب ترے در آئینگے
باغ مین آپ کے دیوانے اگر آئینگے
عکس دندان صنم پڑتے ہی بھر آئینگے
اپنے دربار مین تم حکم تو دو آنے کا
بھیجکر مینے کبوتر جو بلایا ہے اونھین
گر بلاونگا اونھین عجب سے لکنت ہوگی
قلقل شیشہ مے دل سی سنینگے واعظ
آپ اگر حسن دکھائینگے تو ارمان دلکے
برم مین منتظر اونکی ہین کہ ہون ہم پہلو
دل نازک مین سمائین گی حسین وقت شباب
عشق دندان سے مری دلمین لگی جب آگ
شمع مین ہنسکے جلون کیون نہ میان محفل
آشناؤنکو سبک آپ کرینگے جو یہ ہین
بوسے لینے سے ترا حسن دو چندان ہوگا

زخم فوراً دل مشتاق کے بھر آئینگے
ہر شجر سے عوض سنگ ثمر آئینگے
دلمین ناسور اگر لیکے گہر آئینگے
لیکے ہم نذر کو دل اور جگر آئینگے
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گی مگر آئینگے
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گے مگر آئینگے
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گی مگر آئینگے
اشک بن بن کے ابھی آنکھ مین بھر آئینگے
بیٹھنے کے لیے دیکھین وہ کدھر آئینگے
مے شیشہ مین پریزاد اوتر آئینگے
آب تیغ لی کی بجھانے کو گہر آئینگے
رخ مرا ہوگا ادھر آپ جدھر آئینگے
ڈوب کر بحر محبت مین ابھر آئینگے
اور یہ چاند سے رخسار نکھر آئینگے

تم نکالو گی جو کوچہ سی اوٹھین گے نہ قدم | ساتھ ہی دل کے مری پاؤن بھی بھر آئینگے

بدگمان ہین جو لطافت سی کہ حورین ہونگی سر

قبر مین شانہ ہلانی وہ اوتر آئینگے

نئی خاک شفا خاصیت اکسیر مٹی کی | خدائی کوچہ جانان مین پڑا تاثیر مٹی کی

جنون مین خاک ساری ہی مری توقیر مٹی کی | مجھے پہنائی ہی خدا نے زنجیر مٹی کی

اداسے ناز سے غمزہ سے ہین عاشق بنا لیتی | وگرنہ یہ حسین در اصل ہین تصویر مٹی کی

کدورت جمع کر لین وصل مین رنج ہجر جانان سے | برائے حسرت مردہ کرین تدبیر مٹی کی

جو دیکھو فکر سے انسان ہی کھیل اوسکی قدرت کا | خدا کی شان ہی باتین کرے ہی تصویر مٹی کی

جو بدلی حیثیت تو بھی نمود اسفل کی ناممکن | بنائین لاکھ پر ہے بے صدا زنجیر مٹی کی

اجل کہتی ہی جب جسم بشر بے روح ہوتا ہے | زمین پر آدم خاکی ہی اک تصویر مٹی کی

وہ مین آتش قدم دیوانہ ہون جا ادگر جکڑی | ابھی کشتہ ہو سب لوہا بنے زنجیر مٹی کی

رکھی تو وہ بنائی کو ہے خاک عاشق مژگان | نئی تمنے اکھٹا بہر مشق تیر مٹی کی

ترا لاغر اوڑا کر خاک پیچ و تاب کھاتا ہے | گمان ہوتا ہی دیوانو کو ہی زنجیر مٹی کی

وہ طالب وصل کا ہون خاک پروانو کی جب پائی | برائی شمعدان کیا جمع ای گلگیر مٹی کی

عجب انداز سے جھپکائین پلکین او کمان ابرو | دم صید افگنی چالاکیے ہے تیر مٹی کی

لڑکین مین اگر وہ کھیل سی سوئے فلک پھینکین | چمک کر تیغ ماہ نو بنے شمشیر مٹی کی

تمہاری ناوک مژگان دل مردہ پہ چلتی ہین | تماشا ہی نیا دیکھو لڑائی تیر مٹی کی

لیے شاہ و گدا موجد ہی کوئی خاکسار اسکا | کفن پر ہے سیاہی کی عوض تحریر مٹی کی

بنایا عطر معشوقون نے الفت کی جو خوشبو تھی | ہوئی ہی خاک ہونے پر بھی یہ توقیر مٹی کی

بنایا اوس کمان ابرو نے میری خاک کا تودہ | ہوا ممنون مین تو نے عزیزای تیر مٹی کی

ہوئی خاک شفا ساری زمین کوچہ جانان | نہ کیون لکھون ثنا ہی قابل تحریر مٹی کی

سمع گر روکدہ ورت خون عاشق کا جما ایسا
بتو نکا عشق چھوڑا کام سنگ وخشت سے کیا ہے
بلائے گر نشانی کے لیئے مغفر نما ہے
دل مغموم کی کیا ہی مگر شب کو سوتے ہین
غبار دل نکالا ہمنے تم سے باتین کرتا تھا
پیا گل شمع کا پروانی سے باتین کری کیونکر
تمھارا عاشق بیمار ہے آنسو نکے دریا مین
جنون مین خلعت شاہانہ ہی سارا لباس اپنا

کہ تیغ آبدار اونکی بنی شمشیر ہٹی کی
ارادہ ہی کہ اک مسجد کرین تعمیر مٹی کی
ابھی دوڑے ہے لڑکے دیوار مثل تیر مٹی کی
نیا ہی خواب کوئی خاک دے تعبیر مٹی کی
دہان غیر مین ملوو دم تقریر مٹی کی
دہن مین اپنے رکھتا ہے زبان گلگیر مٹی کی
تیمم کے لیئے کوشش ہی دو دو قبر مٹی کی
قبا ہی گور کھر صحرا کا ہی تحریر مٹی کی

لطافت کربلا مین خاک ہو جا پاک عرفت ہو
نہ تسبیح خاک پاک ہو تو قیر مٹی کی

موئے خط ہین رخ روشن پہ نکلنے والے
مر کے بہنین گے کفن قبر مین جلنے والے
پھر خفا ہو گی وہ اوٹھنی کو ہین پہلو و گرے
ناز سے اوسنے لپٹ کر شب وصلت پوچھا
مین ترے عشق مین دیوانہ ہوا تو ہوئی تنگ قبا
داغ سودا ہین مجھ دیکھ کے جنون کہتا ہے
غول کے غول چلی جاتے ہین اوس کوچہ مین
کوچۂ یار کہان ہی جو سمجھتے ہی نہین
موت کر دیگی جو عاجز ترے گھر آنے سے
یار جانی کبھی صبح شب وصلت ہی قریب
اور عالم تھا وہ طفلی کا یہ پیری کا ہے عہد

دھوپ کی طرح وہ جوبن ہین ڈھلنے والے
اک نیا بھیس بدل کر ہین نکلنے والے
پھر مرے اشک ہین آنکھو سے نکلنے والے
اب تو نکلے ترے ارمان نکلنے والے
یہ شجر وہ ہین کہ پانی سے ہین جلنے والے
رائج الوقت یہ دینار ہین چلنے والے
جانے دیتے نہین کعبہ مین نکلنے والے
ہین یہ وہ مہر شب و روز کے چلنے والے
چار کے کاندھے پہ ہم چڑھکے ہین چلنے والے
جلد نکلین جو ہین ارمان نکلنے والے
ٹوکرا کی نہین ذہنت نکلنے والے

ہم سا ہوگا نہ گنہگار کوئی نازک طبع
زیست مین فکر جہنم سے ہین جلنے والے

تنگ عشاق ہین پڑھوا کے ابھی سن لیتے
خط تقدیر کسی سے نہین چلنے والے

وصل کس طرح کرے عاشق کو جنت نصیب
مثل اغیار جہنم بھی ہین جلنے والے

کثرت حسرت و ارمان سے تنگ آئے ہین
دل ہین عاشق ترے پیکانسے بدلنے والے

کس طرح حسن بتان دیکھیگا اے طفل دل
ہین مرے مٹی کے کھلونون پہ مچلنے والے

کسقدر صاف ہے وہ رخ کہ ذقن پر ہے خال
ہین مگر دلکی طرح یہ بھی پھسلنے والے

حد کی شفاف ہین آئین تری اے آئنہ تن
ہائے کیا پانو نظر بھی ہین پھسلنے والے

کوئی افتادہ ہو دنیا میں گرے ہین کوہ الم
یا علی کہکے سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

مثل آہو کے پھرا کرتے ہین بیخوف و خطر
دامن دشت مین دیوانے ہین پلنے والے

اے صراط الفت حیدر مین ہے ثابت قدمی
ہان نہین پاون لطافت کے پھسلنے والے

خبر بھی لی نہ سینہ سے نکلکر روح نے دلکی
یہ کیون تن کی بلی کو نفرت ہوگئی صورت سے محمل کی

بسی رہتی ہے صورت اسمین یوسف شمائل کی
عزیز و مصر کا بازار ہے بستی مرے دل کی

دکھا کر اوسکو پتھر اور شیشہ مین یہ کہتا ہون
وہ صورت ہے ترے دلکی یہ صورت ہے مرے دلکی

مرا پروہ نشین پردا نو نکو غیرت دلاتا ہے
برہنہ آئی دیکھو بیحیائی شمع محفل کی

نہایت دور کوئے یار ہے تو غم نہین اسکا
مجھے تڑپا کے پہونچا دیگی بیتابی مرے دلکی

بڑی مشکل سے تارے گن کے کاٹی ہے شب فرقت
اود و اسی رات بھر تھی تھرا سمان محفل کی

بڑھی الفت مین بیتابی تو دلبر دیکھنے آئے
نئے سیماب سے قلعی ہوئی آئینہ دلکی

سخی ہون ہاے ناداری مین کیا کیا دیج ہوتا ہون
مجھے تلوار ہوتی ہے درازی دست سائل کی

مسافر اس جہان مین ہین نہین ہوگے سفید ہے
یہ اڑا اوڑکر کبھی سر پر ہمارے گرد منزل کی

بخیل افسوس گر دیتے نہین کچھ مال دنیا سے
تو اتنا ہی کرین دیکھین خجالت روے سائل کی

تمنا مین ہزارون آرزوئین حسرتین لاکھون
بڑا اک شہر عشق آباد ہی بستی مری دل کی

جہان مین عمر طولانی ہوای منعم اگر سکھے
تری ہمت کی کوتاہی درازی دست سائل کی

زرا سینہ پہ رکھکر ہاتھ پڑھیئے فاتحہ صاحب
ہوا ہی عشق مین مردہ یہ تربت ہی مرے دل کی

مہ نو کو خجل کرنے چلا وہ یار ابرو سے
نئی ہی بحث قابل دید ہے مد مقابل کی

لطافت کیا ہی پروانی ہوی شرمندہ محفل مین
جو شب کو سوزش دل شمع سی ہمنے مقابل کی

رایگان ہجر کے صدمہ ہوئین ہوئی جاتی ہے
میرے یاپس آ کی جوانی مری پچھتاتی ہے

اشک بہتے ہین جو پروانون کو موت آتی ہی
شمع بیکس کی ہر اک مردہ کو نہلاتی ہے

چند ہی روز مین جو تن سے نکلجاتی ہے
روح اس خانۂ تاریک مین گھبراتی ہے

یاد کیا تیری ہنسی زیر نقاب آتی ہے
ابر مین برق چمک کر مجھے تڑپاتی ہے

زر کی دید یکی طمع دام مین کیون لاتی ہے
کیا مین نادان ہون جو دنیا مجھے بہلاتی ہے

عشق ہی طرفہ بلا جان حزین جاتی ہے
دل نہین یار پہ آتا ہے قضا آتی ہے

بھیڑ پروانون کی جب گرد نظر آتی ہے
شمع محفل مین کھڑی ناز سی اٹھلاتی ہے

پہلے دنیا کفنی طفل کو پہناتی ہے
دیکھ آغاز مین انجام کو دکھلاتی ہے

بنگئے زنجیر مجھے کھینچے لیئے جاتی ہے
پھر جنون خیز بیابان کی ہوا آتی ہے

ہجر کی شب جو کسی طرح نہین آتی ہے
نیند اوڑا اوڑ کے قیامت کی خبر لاتی ہے

دل سوزان پہ ہین پھولگے آتی ترے تیر
جان آتی ہی اگر سرد ہوا آتی ہے

دشت مین غش مجھے آتا ہی جو پھرتے پھرتے
نوک ہر خار کی تلوے مرے سہلاتی ہے

مین تو ہون نزع مین تم سکو ہی رونیگی پڑی
دوستو غل نہ مچاؤ مجھے نیند آتی ہے

خندۂ گل پہ ہے رونا مجھے آتا بلبل
ان پھٹے کپڑون مین کسطرح ہنسی آتی ہے

ہنسکے کہتا ہی وہ محبوب گلو نے کشر
عارضی حسن تمھارا ہی مرا ذاتی ہے

بلبلو مین دہن یار سے کیا نسبت دولت
سونگھ لو منھ سے ہر اک غنچہ کی بو آتی ہے

جاگتے جاگتے کٹتی ہے جو کونتہ شب وصل
بنکے کاجل وہی آنکھون مین رہجاتی ہے

بے مدد عالم پیری مین نکلتا نہین کام
دانت بندھتی ہین زبان جب تو مری ہاتی ہے

شب وصلت مری آخر ہی تو سبکو ہے غم
صبح بھی چاک گریبان کیئے آتی ہے

حسن ہوتا ہے رخ یار پہ عاشق کا غبار
یہ وہ ہے گرد کہ آئینہ کو چمکاتی ہے

شعلۂ حسن کسی کا ہے جلاتا ہر شب
سر پہ ہر شمع لگن فخر سے گل کھاتی ہے

دیکھتی دھوپ مین ہے گل کو تو ہر بلبل باغ
پھر سایہ پر پرواز کو پھیلاتی ہے

عجب آفت مین ہے انسانکو پھنساتی دنیا
دام گیا درہم و دینار کی پھیلاتی ہے

جھلملاتا نہین پروانے جلاکر شعلہ
یہ اشارہ ہے کہ سر شمع بھی ٹکراتی ہے

خاک پہچانے کوئی چند ہی دنمین ای قبر
صورت شاہ و گدا ایک نظر آتی ہے

آمد و رفت نفس بھی ہے جہان مین ارہ
زکریا کیطرح عمر کٹی جاتی ہے

ہجر کی رات بسر ہوگی لطافت کیونکر
شام ہوتی ہے طبیعت مری گھبراتی ہے

لگا لیتے گلے سے اونکو ہم دلمین نہ شک جاتے
ذرا ای کاتب اعمال پہلو سی سرک جاتے

ہلا کر قبر نالونسے ہین کوئے یار تک جاتے
وہ فتنے زلزلے مین جسطرح سی ہین سرک جاتے

نہ یون آہونکی شعلے ضبط گریہ سی بھڑک جاتے
ٹھہر جاتا دل مضطر جو دو آنسو ٹپک جاتے

کرینگی زلف پیدا خط سبزاون کو رہی گالونپر
نہین کچھ دیر لگتی زہر افعی کا چھلک جاتے

نکیرین آگئے تھے پھر سوال آفت تھی تربت مین
قیامت تھی جو پہلو سی مرے مولا سرک جاتے

گنہگار آپکے پھر حساب آئی جو محشر مین
تو لینے کے لئے شعلے جہنم کی لپک جاتے

وہ مہوش ہون جو زیر تاک روتا خواہش مے مین
تو آنسو نکی سب انگور خوشونسی ٹپک جاتے

نظر ہوتی جو میری بیکسی پر ذبح ہونیمین
تو آنسو نکی جو ہر چشم خنجر سے ٹپک جاتے

تماشا عشق ہین ہین دیدۂ گریان رقیبونکے
کہ دو دو اشکو نمین یہ کم ظرف بیاغر ہین چھلک جاتے

جو میرے گھر سے جاتے شب کو وہ اندھیر ہو جاتا
کہ بھو بجاتی اونہین سب شمعونکی شعلے لپک جاتے

مرا دل سینۂ صد چاک مین تڑپا کیا وہ بولے
نہ دیکھا ہو تو دیکھو دام مین بلبل پھڑک جاتے

نئی صورت ہی ہو کر ذبح دل قاتل کا بہلایا
تڑپنا دیکھتے میرا تو بسمل بھی ٹھٹھک جاتے

بلا سے یہ دل مضطر تو پہلو سے نکل جاتا
بہت ہوتا لہو کی اشک آنکھون سے ٹپک جاتے

اجازت ملتی آنے کی جو ہمسے ناتوانون کو
لطافت گرتے پڑتے پھر دلدار تک جاتے

کیا ہوا خوشبو وہ گیسوئے معنبر کھل گئے
یا قرابے عطر کے صدہا برابر کھل گئے

رو چکا جب مین تو آہونکا دھوان کم ہو گیا
ابر کے دو چار لگے تھے برس کر کھل گئے

نکلے سینون سے دل تپیا جب عشاق کے
ہنسکے وہ بولی کہ سیمابی کبوتر کھل گئے

گر یوہین ان ابروونکی تیز باقی رہین
شہر بھر کے دیکھنا ای ترک خنجر کھل گئے

دیکھنے اونکی سواری جمع کیا خلقت ہوئی
بند بازارونکے رستے ہو گئے در کھل گئے

ابروئون پر یار نے افشان چنی کس حسن سے
آج دونون نیمچون کے ہم پہ جوہر کھل گئے

دیکھنا ہوگا نہ سارے دامنین بھی پور احسنا
گر مری عصیان کے روز حشر دفتر کھل گئے

دی گواہی آستین و دامن سفاک نے
خون عاشق کی قیامت کو یہ محضر کھل گئے

عشق ظاہر ہو گیا باندھی جو اشکونکی جھڑی
آج سارے راز دل ای دیدۂ تر کھل گئے

ننگ مگین کیون ہو جو سینہ سے دولائی ہٹ گئی
کیا ہوا سوتے مین گر ای ماہ پیکر کھل گئے

قبر میری بند ہونی کو ہی اب تو آئیے
ہٹ گیا منہ سے کفن اور بند چادر کھل گئے

کھلکے جوڑا مار گیسو عنبرین باندھی تو ہین
چل گیا جسدن ہمارا کوئی منتر کھل گئے

موسم گل مین نہ قسمت نی رہا ہونے دیا
جب قفس مین بند مین بلبل ہوا پر کھل گئے

عشق کوئے یار نے کیا مرکے دکھلائی بہار
بند جب آنکھین ہوئین فردوس کی در کھل گئے

دام دانائی سے لیکن باغ مین آتا ہے تو
جعل تیرے آج ای صیاد ہمپر کھل گئے

خفتگان خاک جاگ اٹھینگے طوفان سے ابھی
چشم گریان کی جو سوتے ای سمندر کھل گئے

جب مقابل حسن قد یار سے ہمنے کیا
باغ مین سب عیب تیرے ای صنوبر کھل گئے

ہوگیا سبزہ عیان جب چہرۂ شفاف پر
آپکے آئینہ عارض کی جوہر کھل گئے

فصد مین بھی شکر خالق کا ہی مجہ وحشی کو دھیان
منھہ رگونکے بہر مدحت کھا کی نشتر کھل گئے

مکر سے آنسو بہائے غیر نے سمجھا وہ یار
آبرو جاتی رہی جھوٹی تھی گوہر کھل گئے

بازیٔ اطفال سے سختی اسیری کی گئی
قفل زندان اجینون کھا کھا کی پتھر کھل گئے

ای لطافت حال دل سنکے مرا کہتی ہین وہ
منھہ لگایا کیا تجھے شکوونکے دفتر کھل گئے

پیدا اب اور کوئی پریزاد کیجیے
بھولے سے بیوفا نہ تجھے یاد کیجیے

گھر تو جنونکے جوش مین برباد ہو چکا
اب چل کے قیدخانہ کو آباد کیجیے

نکلے گی اپنے منھہ سے نہ شکوونکی ایک بات
گو آپ لاکھ طرح سے بیداد کیجیے

ہے جوشش جنون مین سلاسل کی احتیاج
دریافت کس سے خانۂ حداد کیجیے

مدت سے آپکے قد موزون کا ہی غلام
قید چمن سے سرو کو آزاد کیجیے

وحشت ہی سخت آپکے عاشق کو امسال
تیار قید خانۂ فولاد کیجیے

دہشت سے ٹکڑے چرخ پہ ہو رعد کا جگر
فرقت کی شب وہ نالہ و فریاد کیجیے

جتنی جفائین آپنے کین مینے سب سہین
اب ظلم کوئی سوچ کے ایجاد کیجیے

مانند شمع دل پہ یہ ٹھانی ہے عشق مین
کٹ جائے سر بھی گر تو نہ فریاد کیجیے

کافی ہے نوک خار مغیلان کی بہر فصد
صحرا مین کیون تجسس فصاد کیجیے

تدبیر بلبلون نے رہائی کی سوچی خوب
نالون کی بدلے مدحت صیاد کیجیے

سب اک طرف حضور کو اتنا تو چاہیے
غیرونکو بھولیئے تو مجھے یاد کیجیے

آپسمین بلبلین یہی کہتی ہین باغ مین
دوڑایئے سمند بچاکر نشانِ قبر

غنچے دل بنا تھا مین وہ فریاد کیجیے
ہم دل جلونکی خاک نہ برباد کیجیے

والد ساجب شفیق ہو اصلاح پہ رجوع
پھر کیون لطافت اور کو اوستاد کیجیے

مثل داغ کے پہلو مین مرے جان رہے
آکے گھر رات کو بتلایئے مہمان رہے

بعد مرنے کے مری قبر پہ کھنا تلوار
کشتۂ ابروئے خمدار ہون پہچان رہے

باہین گردن مین ہے مرڈالکے وہ کہتے ہین
لے گلے مل کہ نہ دلمین ترے ارمان رہے

آج انعام مین غیرونکو ہین بوسہ ملتے
کہے دیتے ہین ہمارا بھی ذرا دھیان رہے

میرے چہرہ پہ وہ تلوار لگا کر بولے
دل لگایا تھا کسی ترک سے پہچان رہے

عید قربان تو لوگون نے کیے طوف حرم
ہم مگر کعبۂ رخ پر ترے قربان رہے

زندگی کا نہ ہمین لطف ملا دنیا مین
ہائے دو روز کو آئے بھی تو مہمان رہے

دو قدم میرے جنازہ کو اوٹھانا آکر
کہے دیتا ہون مری جان تمھین دھیان رہے

قتل ناحق تو کیا مجکو مگر پچھتائے
دیر تک سر کو جھکائے وہ پشیمان رہے

بھاگ کر کوچۂ قاتل سے یہ کہتا ہی رقیب
آبرو چاہے رہے یا تو رہے جان رہے

ہمنوا ای دستِ جنون ہاتھ ترے جب قائل ہون
ایک ہی جھٹکے مین دامن نہ گریبان رہے

مین وہ بلبل ہون کہ ماتم مرا عالم مین ہا
بال سنبل کے گلستان مین پریشان رہے

ہائے دل چھین لیا آپنے عیاری سے
کیا تکلف ہے کہ نادان کے نادان رہے

بوسہ دیکر مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
بھول جانا نہ کہین یاد یہ احسان رہے

وحشت کی اسکو اوسے کوہ کی بتلائی راہ
قیس وہ فرہاد پہ کیا کیا مرا احسان رہے

کرلو دنیا مین گناہونکی لطافت توبہ
لطف کیا مرکے ہمیشہ جو پشیمان رہے

دلِ حزین کا مرے ماجرا سنو تو سہی
مزے کی ہے یہ کہانی ذرا سنو تو سہی

کیے جو کوچہ مین عاشق نے پُراثر نالے
وہ بولے چپ تو رہو غل ہی کیا سنو تو سہی

شبِ وصال سہی رات بھر کہا کیے وہ
ذرا اذانِ سحر کی صدا سنو تو سہی

قبول کرنے نہ کرنے پہ ہو صنم مختار
مگر برائے خدا مدعا سنو تو سہی

رقیب جاتے ہین کیا عرض حال ہو مجھسے
ادھر تو آؤ مرے دلربا سنو تو سہی

شبِ فراق یہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
گجر کے بجنے کی یارو صدا سنو تو سہی

اگر نہو گا یہ دلچسپ پھر نہ سننا تم
شبِ فراق کا قصہ ذرا سنو تو سہی

ہمارے گھر مین جو کل رات کو تم آئے تھے
رقیب کرتے ہین کیونکر گلا سنو تو سہی

کہان چلے اِدھر آؤ تو بوسے لے عاشق
ملی ہے ہاتھ مین تمنے حنا سنو تو سہی

لبِ رقیب کو کیون وقتِ نزع جنبش ہے
قریب کان تو لاؤ ذرا سنو تو سہی

ہے آج وصل تو خوش مجکو دیکھتے ہو صنم
تمھارے ہجر مین کیا حال تھا سنو تو سہی

یہ منتظر ہون کہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
مرے حبیب کی آئی صدا سنو تو سہی

سوالِ بوسہ پہ وہ یہ جواب دیتے ہین
ہماری گالیان کچھ دن بھلا سنو تو سہی

پکارتی ہے ہر اک گوشِ گل مین یون بلبل
یہ زمزمہ یہ مرا اچھا سنو تو سہی

دکھا کے شکل لطافت وہ غیب سے بولے
انھین بھی عشق ہمارا ہوا سنو تو سہی

جب اونسے کہا تمپہ مر جائینگے
کہا آکے ہم دفن کر جائینگے

غمِ ہجر سے ہم گذر جائینگے
یہی زندگی ہے تو مر جائینگے

جو غسّال آئے ہین کھدتی ہے قبر
نہا دھو کے ہم اپنے گھر جائینگے

وہ بولے جو کوچہ مین دیکھا مجھے
کہان آپ آئے کدھر جائینگے

نہ آئین وہ دمِ نزع عاشق کے پاس
ابھی تو وہ کم سن ہین ڈر جائینگے

حسینوں کے فقروں میں آنا نہ تو
یہ دل لیکے دم میں گُمر جائینگے

ترے در پہ بیٹھے ہیں دربان تو کیا
نظر کی طرح ہم گذر جائینگے

اوٹھا دیگا جب در سے اپنے وہ یار
تو بیدست و پا ہم کدھر جائینگے

شبِ وصل کہتے ہیں وہ شام سے
ہوئی صبح ہم اپنے گھر جائینگے

اکیلے ملے وہ بہت منتوں کے بعد
بھلا آج بچکر کدھر جائینگے

وہ گھر اپنے جائینگے ہم قبر میں
ولا وہ اودھر ہم اِدھر جائینگے

مجھے خوف ہے خیر جوبن کی ہو
یہ ظلم اے ستمگر کدھر جائینگے

وہ سوتا ہے لین بوسہ رخسار کا
اگر جاگ اوٹھے گا مُکر جائینگے

کہا ذبح لنے مجھسے یہ کعبہ وہ دیر
حضور آپ کہیے کدھر جائینگے

سنا جب سے کشتی ہے سائل کی پاس
تو کچھ دیکے ہم پار اوتر جائینگے

دلا جب نہ راتیں رہیں وصل کی
تو فرقت کے دن بھی گذر جائینگے

لطافت یہ سمجھیں گے پایا بہشت
لحد میں پہونچ کر جو مر جائینگے

سامان دل جلوں کی لحد پر شہانہ ہے
شمعیں ہیں نالے دودِ جگر شامیانہ ہے

بیگانہ کو الم ہے قلق میں یگانہ ہے
تمکین ہمارے مرنے سے سارا زمانہ ہے

الفت سے سرنگوں صنم اعجاز مانہ ہے
مسجودِ خاص و عام ترا آستانہ ہے

عشقِ دہانِ تنگ حسین ذکیا ہو گھر
عنقا کا آج کل مرا دل آشیانہ ہے

اوس حور کا بناؤ دکھاتا ہے معجزے
دن رات ایک جا ہے کہ آئینہ شانہ ہے

آنسو ابل رہے ہیں ہوا ہے جو دردِ عشق
فوّارہ ہائے چشم کا یہ دل خزانہ ہے

موسی کی طرح وجد میں ہیں کیا نظر کریں
ہمکو تو لن ترانیِ جانان ترانہ ہے

اللہ نے کیا ہے مجھے کیا صنم عطا
یکتائے روزگار وحیدِ زمانہ ہے

الفت مین پردہ پوش ہوا خوب درد دل
آنسو بہانے کا ہمین اچھا بہانہ ہے

ہشیار غافلو کہ گذرگاہ ہے جہان
چلنے کی کوئی فکر مین کوئی روانہ ہے

موجود تھے جہان مین کل جو کہ نامور
افسوس آج حال انھین کا فسانہ ہے

نوبت نہ آئی وصل کی تا صبح اے صنم
انکار دل سے ہے یہ حیا کا بہانہ ہے

کیا غم ہے عاشقونکو غنی ہین جہان مین
درہم ہین داغ عشق صنم دل خزانہ ہے

کوئی گرا نگاہ سے نظر پر کوئی چڑھا
گردش تمھارے آنکھ کی شکل زمانہ ہے

دنیا مین خاکساری افتادگی کو سیکھ
سبزہ ہی زمین پہ گرا جو کہ دانہ ہے

حسن کلام کا ہی لطافت یہی تو لطف
معشوق کہتے ہین کہ غزل عاشقانہ ہے

ابن ابوطالب علی اللہ کا مطلوب ہے
کیون نہو نام خدا محبوب کا محبوب ہے

بوسہ بازی ٹھہری چوسر کھیلتا محبوب ہے
جیتنا بھی خوب ہے اور ہارنا بھی خوب ہے

دلربا میرا وہی معشوق خوش اسلوب ہے
جو حسین اللہ کے محبوب کا محبوب ہے

حسن مین یوسف زیادہ یا مرا محبوب ہے
اے زلیخا سچ بتا معشوق کسکا خوب ہے

سبزہ اوس چاہ ذقن پہ قرب چرخ غوب ہے
کیا گلستان لگی گنوئین پر لہلہاتی دوب ہے

ہائے دلکی شورشون نے تلخ کر دی زندگی
جس حسین مین ہے ذرا سا بھی نمک مرغوب ہے

بوسہ اپنی لینے جو مانگا کیون خفا ہوتی ہین آپ
یہ بھی اک بڑ تھی نہ غصہ کیجئے مجذوب ہے

آنکھ پڑنے ہی غضب ہے چھین لیتا ہے یہ دل
چشم پوشی حسن خوبان جہان سے خوب ہے

سرد آہین ہمنے کین جب انجمن مین بولے وہ
ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوا ہمکو بہت مرغوب ہے

عشق کرنیکی سزا ہے بیقراری کا مزا
تجھپہ اے دل جسقدر جور و ستم ہو خوب ہے

دلکو بازار وفا مین بیچتے ہین ہے صدا
مال ہے ہمرو کا خریدی ہان کوئی محبوب ہے

اس نے سچ پوچھے ہین بادہ کش کو غم محتسب
میکدے مین دخت رز کس مست سے منسوب ہے

سخت جانی میری وسکی نازکی نے کیا کیا　　منفعل مین ہون وہ قاتل ادھر محجوب ہے

اسے لطافت قہر ہے سہرا بھی ہے بعضونکو ثقل
آج کل شاعر کا خلعت واہ وا رنگیا خوب ہے

سہر گل منظور قاتل کو اگر ہو جائیگی　　چار پھول اپنے لیے حاضر سہر ہو جائیگی

سرمہ کی تحریر منظور اونکو گر ہو جائیگی　　انکھڑیون پہ بدنگاہونکی نظر ہو جائیگی

دانت ٹوٹینگے عیان میری اگر ہو جائیگی　　کاروان ہوگا روان جسدم سحر ہو جائیگی

قہر ہوگا گر شب وصلت سحر ہو جائیگی　　دلکی دھڑکن میری سینہ مین گجر ہو جائیگی

ہمسری دندان جانانسے اگر ہو جائیگی　　آبرو ریزی تری سلک گہر ہو جائیگی

وصلکی شب آئیگی تو مختصر ہو جائیگی　　گھٹکے اوس قاتل کی خاطر سے سپر ہو جائیگی

دشت مین گریان جو میری چشم تر ہو جائیگی　　شاخ آہو سبز مانند شجر ہو جائیگی

آئے ہو کاجل لگا کر گہرا گہرا باغ مین　　انکھڑیون پر چشم نرگس کی نظر ہو جائیگی

وصل ہونے بھی نپایا ہو گئی ہاتونمین صبح　　کیا خبر تھی شام ہوتے ہی سحر ہو جائیگی

نیمچہ اونکا لچک کر دم مین لیگا میری جان　　پھر کر دیگا جو تاثیر کمر ہو جائیگی

گر یونہین تقدیر کی برگشتگی بڑھتی گئی　　آہ کی صورت دعا بھی بے اثر ہو جائیگی

ہم ہین مشتاق شہادت تیغ کھینچیگا جو وہ　　تیرہ بختی سامنے آکر سپر ہو جائیگی

موت کہتی ہے کہ ہو رخصت نہین نیاسی قفص　　حسرت دل ساتھ لی زاد سفر ہو جائیگی

دیکھتے ہی دیکھتے گر جاؤنگا لاغر وہ ہون　　دفن کو کافی تری گرد نظر ہو جائیگی

عاشق صادق ہے پروانہ جلائیگی اگر　　شمع محفل روسیہ وقت سحر ہو جائیگی

عکس پڑ جائیگا جب قاتل کی روی صاف کا　　دیکھنا فولاد کی آئینہ سپر ہو جائیگی

بیشمار ایسے مری عصیان ہین گر لوگی حساب　　قدسیو روز قیامت دوپہر ہو جائیگی

وصل کا سنکر تقاضا ہنسکے بولا شب کو وہ　　خیر تیری بھی خوشی پچھلے پہر ہو جائیگی

آج موی سر سیہ جو ہین وہ کل ہونگے سفید
دیکھنا اس شام کی اکدن سحر ہو جائیگی

ہی قصورِ عقلِ منعم کیون بناتا ہی قصور
قبر آخر جسم کی رہنے کو گھر ہو جائیگی

گر شبِ وقت نہ آئیگی بلانے سی مری
سچ تو یہ ہی موت اک جھوٹی خبر ہو جائیگی

دلپہ جو گذریگی ہو جاؤنگا فوراً مطلع
اشک کے دوڑینگے ہرکارے خبر ہو جائیگی

ہم بتونکو چھوڑ کر جھک جائینگی پیشِ خدا
عمر ساری سجدے کرنے مین بسر ہو جائیگی

غم نہین تیغِ بدی کی جب کرینگے وار غیر
میری آگے آکے ہر نیکی سپر ہو جائیگی

چاک ہوگا بعد مرنے کے گریبانِ کفن
کیا شبِ تاریکِ تربت مین سحر ہو جائیگی

شانہ بالو مین جو ہوگا اوڑ چلیگا حسنِ یار
زلف ہر رخسار پر کھلتے ہی پر ہو جائیگی

باغ مین کھلتے ہین گل ہم پر تو گل ختم ہے
گو بچھڑے کٹے ہین ہنس ہنس کی بسر ہو جائیگی

مر گیا عاشق بلا سے کیون ہی چرچا شہر مین
ہان یہ غم ہی حسن کو اونکی نظر ہو جائیگی

ای لطافت ہی سلیمان کا بہت لطف و کرم
اب ہمین عمرِ قلیل اپنی بسر ہو جائیگی

تم جو ای غیرتِ یوسف کبھی بازار چلے
نقدِ جان ہاتھ مین لیکے خریدار چلے

سنگِ اطفال سی جب کم نہوا دردِ سر
ای جنون چھوڑ نے سر جانبِ کہسار چلے

سامنے سب کے لیا بوسہ ترے ابرو کا
مجھسے اغیار سے کسطرح نہ تلوار چلے

چشمِ ساقی کی تصور مین وہان ہون اسطرح
لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے

بعد مدت کی شبِ وصلِ صنم آئی ہی
صبح کی توپ کوئی کہدے نہ زنہار چلے

بند دیکھا کبھی دروازہ تو اللہ ری شوق
بادہ کش پھاندنے میخانے کی دیوار چلے

گرمِ رفتار حسینونمین ہی یون وہ شہِ حسن
فوج کے بیچ مین جیسے کوئی سردار چلے

تیرِ شہ پر کے کاوش کی حقیقت جو لکھون
ابھی کاغذ پہ قلم صورتِ پرکار چلے

چشمِ دلدار نزاکت سی ہی یون گردش مین
جیسے آہستہ بمشکل کوئی بیمار چلے

ہوگیا آہ شرربار سے کارِ مشعل
شب کو جب ہم طرف کوچۂ دلدار چلے

عشق مین گوہر دندان لبِ لعلین کے
جب چلے سیر کو ہم جوہری بازار چلے

آگے دنیا مین ہوا غیر گنہ کچھہ نہ حصول
یان سنگبسار ہم آئے تھے گرانبار چلے

شب کو ہی بام پہ خوابیدہ مرا رشکِ قمر
دوڑ کر راہِ فلک پر نہ خبردار چلے

آنکھ کھلجاہی روش پر نہ مرے گلرو کی
باغ مین زور سی صرصر نہ خبردار چلے

ہے یہ اس سے ترے راہ روونکو نفرت
دھوپ مین بھی نہ تہِ سایۂ دیوار چلے

کوئی مشکل ہوئی درپیش لطافت کو اگر
پے امداد وہین حیدرِ کرّار چلے

خفا ہو کر جو میخانے سے وہ ساقی نکلجائے
تو خنجر موجِ مے کا گردنِ مینا پہ چلجائے

ہوا اولٹی غضب ہے محفلِ الفت مین چلجائے
کہ پروانے کا دل ٹھنڈا ہو جسدم شمع جلجائے

ہمارے منھہ سے فرقت مین اگر نالہ نکلجائے
تو ڈر کر برق چمکے رعد دہشت سے دہل جائے

جو ڈنکو دھوپ مین وہ ساتھہ غیرونکے نکلجائے
یقین ہے مہر انکا دوپہر کی طرح ڈھلجائے

ابھی تو فاش ہو جائے ہماری عشق کا پردا
جو اہی بیتاب ہے دل آنکھہ سے آنسو نکلجائے

اگر چھوٹون وہ اپنی در پہ انکی اجازت دین
یقین تو ہی کہ عاشق سجدے کرتا سر کے بھلجائے

گدای کوچۂ جانان سدا مستِ قناعت ہین
غرض کسکو کہ پیشِ منعم و اہلِ دول جائے

دلِ پرداغ عاشق لیچلا ہی اونکے کوچہ مین
ندامت ہو گی خالی ہاتھہ کیا پہلے پہل جائے

پئیے گر خونِ غیر تلخ کام اسطرح بدخط ہو
وہین سی میانکی وہ نیمچہ ہر دم اوگل جائے

جلی جاتی ہی اپنی حسن کی گرمی سی محفل مین
نہ کیونکر شمع کو نیچا پر پروانہ جھلجائے

تعلی کی بہت لقمی ہین اگر بادہ خوارونمین
نہ عمامہ کسی دن شیخ صاحب کا اچھل جائے

تنِ خاکی سی روح اپنی گئی جسمِ مثالی مین
کوئی پوشاک میلی جیسے گرمی مین بدلجائے

برائے صبر کافی قصۂ فرعون و موسیٰ ہے
جو تو ہو دوست انسان ہاتھہ دشمن کی بھجائے

کمر کو عشق مین معدوم ہو جاؤن جو مین لاغر
قضا آئے تو ناف یار کی مانند ٹلجائے

فقط عاشق کو دھمکانی ہی معشوق غصہ کا
خدا کی شان ہے سی تو بچین اور کوہ جلجائے

لطافت سی گلے ملجاؤ روز عید ہی صاحب
برس دن بعد تو کچھ حوصلہ دل کا نکلجائے

ہجر کے غم سی ہی دل مشفق مین دو ٹکڑے
کیجیے تیغ جفا سے سر و تن دو ٹکڑے

دونون زلفین تری مشکین مین بناؤن شانے
دی اگر شاخ کے آہوی ختن دو ٹکڑے

آگئی بلبل کی جو وہ پھول بھی گلچین توڑی
کیون نہو دل سبب رنج و محن دو ٹکڑے

ہو خجالت کی سبب سے وہ ہراک سرخ عقیق
جائین اس لکی اگر سوئی یمن دو ٹکڑے

عارض یار کی دیکھی جو صفائی اک رات
آئنہ مہ کا کرے چرخ کہن دو ٹکڑے

موسم گل جو گلستان سی ہوا ہو اکبار
کیون نہو غم سی دل مرغ چمن دو ٹکڑے

دور وحشت نی کسی شی کا نہ رکھا پابند
ہو گئی ایک اشارے مین رسن دو ٹکڑے

شیشہ مے کی نہ تو توڑنی مین کر تعجیل
دل کرا ہی محتسب شیشہ شکن دو ٹکڑے

تیرے ساعد کی صباحت پہ جو پڑجاتی نظر
باغبان جلکی کرے شاخ سمن دو ٹکڑے

امتحان تیغ نگہ کا جو کرے وہ دشمن یار
اپنے چورنگ ہو ہر ایک ہرن دو ٹکڑے

چاہ مین اوسکی مجھے زیست نہین خوش آتی
رسن عمر کرے عشق ذقن دو ٹکڑے

سنگدل غیر نے منھ یار کی لب پر رکھا
آج پتھر سے ہوا لعل یمن دو ٹکڑے

حسن مین کوئی نہین دیکھتی ہین عیب کو سب
کیون نہو غم سی دل اہل سخن دو ٹکڑے

خط کی قلمین نہین اوس چاند سی چہرے پہ کھلا
قدرت حق سی ہوا ہی یہ گہن دو ٹکڑے

آبرو کا ہون طلبگار لطافت اوس سے
جسکی خاطر سے ہوا دُر عدن دو ٹکڑے

جب کہ تلوون پر ہوئے پھر پھر کی بن مین آبلے
پاؤن پڑ کر مجکو لی آئے وطن مین آبلے

ہو جو اپنی آہِ سوزاں کو شبِ فرقت میں عروج
تاری بن جائیں تنِ چرخِ کہن میں آبلے

فصلِ گل آئی ہی سب تھا لو ہمیں پانی بھر دیا
بلبلوں نے دل کی پھوڑی ہر چمن میں آبلے

ہی یہی صحرا نوردی گر تو مر جاونگا میں
تفرقہ ڈالیں گے الگدن جان و تن میں آبلے

باغ میں اوس شعلہ رو کی لب سے ہمسر ہو اگر
قطرۂ شبنم ہوں غنچہ کی دہن میں آبلے

ہجرِ جاناں نے جلا کر یہ ہمیں تحفے دیئے
دل میں سوزش داغ سینہ میں بدن میں آبلے

شبکو دیکھے وہ رخِ روشن تو ایسا رشک ہو
جل کے پیدا ہوں تنِ شمعِ لگن میں آبلے

کب شرارت سی ہی معشوقوں کی عاشق کو ضرر
مرغِ آتشخوار کی کب ہیں دہن میں آبلے

رات دن الٹی ہی گردش ہماری پاؤں کو
چرخِ گرداں سی ہوئی ہمسر چلن میں آبلے

شعلہ رویوں کی محبت سے ہو گیا دلکو ضرر
آگ سے کب ہیں سمندر کی بدن میں آبلے

چھو لیا منقار سی مجھ دل جلی کا خط اگر
ہو گئی پیدا کبوتر کے دہن میں آبلے

باغ کو کس نے جلایا ذبح کر کے بلبلیں
غنچۂ گل کے ہیں پر خون ہر چمن میں آبلے

زندگی بھر کی جو عریانی سی تھا دل پک رہا
مر گئی آخر و چھینا پھوٹی کفن میں آبلے

دشت پیمائی سی میرا نام روشن ہو گیا
پڑھ لئی مہرِ درخشاں سی جلن میں آبلے

ای لطافت نام جب مجھ دل جلی کا لے لیا
ہو گئے پیدا رقیبوں کی دہن میں آبلے

خون فشانی پر ہوں آمادہ جو بن میں آبلے
فرق کچھ رکھیں نہ صحرا و چمن میں آبلے

آتشی رنگوا کی کیوں پہنی ہیں کپڑی آپ نے
ہوں نہ حدت سی کہیں نازک بدن میں آبلے

سوختہ تن میں جو ہوں دیکھی جو آ کر میرا ہاتھ
ہی یقین پیدا ہوں شستِ برہمن میں آبلے

وضع کے پابند ہیں تکلیف سی رہتے بری
کب ہوئے پائی گرفتارِ رسن میں آبلے

شب کو آ کر چاندنی میں ناز سی کہتی ہیں وہ
دھوپ یہ تیز پڑ جائیں نہ تن میں آبلے

موتیئے کی پھول گلشن میں نہیں یہ جا بجا
آتشِ گل سی پڑی ہیں ہر چمن میں آبلے

دشت پیمائی سی کچھ کم تھا نہ لانا جوش شیر
آہ سوزان کر رہا ہون ہی تپ پڑ لمین مرے
گر ہیے فرقت سی تن پھکتا ہی دو چھہی لباس
گرم گرم آنسو بہائی اسقدر حد سی سوا
دل جلا کر سوز فرقت نی ہے بیجان کر دیا
باتین جل جلکر کبھی کرتا ہی غیرون سی جو وہ
میرے ہوتا یا ہین غیرونکی جو بیٹھی شب کو وہ
کھل گیا حال دل معشوق پر انون پہ جیسا
آہ سوزان کی جو مینے قبر مین بعد فنا
دل جلا عاشق ہو نہین کھانا سمجھکر پڑیان
ہمسری کرتا ہی اوس رخ سی قمر جلتا ہو نہین

پائی مجنون سان تھی دست کو بکن مین آبلے
ہین غم کی آ بیے چاہ ذقن مین آبلے
آگ جل جل کر لگائین پیرہن مین آبلے
دیدہ تر نبکئے رنج و محن مین آبلے
ہین شہادت نامہ کی بدلی کفن مین آبلے
پھوٹتے ہین اپنے دلکی ہر سخن مین آبلے
شمع سان روشن ہون لگی انجمن مین آبلے
شمع کی آنسو نہی گر گر لگن مین آ بلے
بنگئے کافور کی ٹکڑے کفن مین آبلے
ای ہما پڑ جائینگے تیرے دہن مین آبلے
سچ تو یہ ہی دلکی پھوٹینگے گہن مین آبلے

ای لطافت نکتہ چینی کرتی ہین بیجا عدو
حاسدون سی ہین دل اہل سخن مین آبلے

دیکھی جو ساتھہ غیر کے وہ حور چاندنی
بچھوائی بام پر جو مرا حور چاندنی
مر جاؤن مین نحیف نہ دیکھ کر شب فراق
عکس رخ صنم سے مقابل ہو را نکو
ساقی کا آتا ہی جو شب ماہ مین خیال
اوس رخ کا عکس کیون دل مجروح کو ہی یاد
کھینچین شب فراق جو ہم آہ آتشین
ذہین ہی اوسکے پر تو رخ کا ہمیشہ دھیان

نظرون مین میرے ہو شب دیجور چاندنی
ہو جاہی صاف شرم سی بی نور چاندنی
ای آسمان مجھسی رہے دور چاندنی
رکھتی نہین جہان مین یہ مقدور چاندنی
کرتی ہی اپنا شیشۂ دل چور چاندنی
ہمی ہی چاہیے کہ رہے دور چاندنی
ہو دھوپ کی طرح ابھی بی نور چاندنی
رہتی ہی اپنے گھر مین بدستور چاندنی

پر میں داغ دل کی ضیا کا یہ حال ہے — جیسے سحر کو ہوتی ہے بے نور چاندنی
بعد عروج کسکو نہیں دہر میں زوال — تا حشر ہے چار روز پہ مغرور چاندنی
مستونکو شش جہت میں ہیچ چارون عزیز ہیں — گلزار آبجو ہے انگور چاندنی
تار شعاع ماہ ہین فرقت مین نیش زن — ہے دلکو اپنے خانۂ زنبور چاندنی
مر جای رات کو تو ترا وحشی جو دشت میں — شبنم کفن ہوا اور ہو کافور چاندنی

اور رشک ماہ گھر مین لطافت کرے کبھی
ہو جاے ایکدن شب دیجور چاندنی

کہتے ہیں وہ جو ہجر میں یار بڑی سہی
غمگین ہیں دل لگائین کسی سی سہی سہی
دنیا پر یگانہ مال کا منعم سمجھے حساب
ہو زیست یا کہ موت بری ہو کہ حور ہو
جو راست باز ہیں وہ نہیں بندہ عوام
اغیار کچھ دنون بھی نہ ثابت قدم رہے
مسجد مین وعظ کہتا ہے واعظ جلوتین
جو کچھ تری طرف سے ہے دلکو پسند ہے
رکھیے نہ فرق بات مین کہدیجیے صاف صاف
یہ حسن ہے وہ چیز کہ سب کو پسند ہے
مینے کہا جو اونسی کہ غیرونکی تم ہو دوست
بوسہ ضرور لونگا لب سرخ یار کا
کہتے ہو تم جو غیض مین مجھکو کرونگی قتل
سلک گہر کو دیکھ کر وہ یار ہنس پڑا

احسان مجھ پہ کیا ہے بلا سے سہی سہی
ہے عشق تو مجکو ان بہت دل لگی سہی
رکھی رہیگی طاق پہ مرکز بھی سہی
ہے کام دل لگانے سے ہمکو کوئی سہی
آزاد کیون نہو کہ ہوا اسیر بھی سہی
مینے تو مدتون ہی حضور آپکی سہی
منہ اور تھوڑی پر چلو دل لگی سہی
ناز و ادا تو جھیل لئے ظلم بھی سہی
مانگ آپکی لگائی ہے کسنے سہی سہی
عاشق تو تمکا ذکر ہے کیا متقی سہی
کہنے لگے ڈھٹائی سے اچھا یہی سہی
کام اپنی کا سہی مجھی لالچی سہی
حاضر ہون سر جھکائے ہوئے مین ابھی سہی
لو آج آبرو گئی بالکل رہی سہی

تم ظلم و جور کرکی پشیمان نہین ہوے
مینے کیا نہ صبر و تحمل یہی سہی

مینے بلائین لینی کو ہین ہاتھہ یہ بڑھاے
تم اپنی دلمین سمجھی ہو جو کچھہ وہی سہی

مجکو وہ اپنے گھر مین بلاتے نہین اگر
در پر پڑا ہوا ہون لطافت یہی سہی

ایذا اوٹھائی ہمنے کڑی پر گزر ہی سہی
پر آنکھہ حسن یار سی اپنی لڑی سہی

جو دل لگا کی ہمپہ مصیبت پڑی سہی
زنجیر کی بھی چوٹ جنون مین کڑی سہی

بجلی تمھارے دانتون کی ہنگام قہقہہ
کڑکی اگر تو خلق ڈری جب پڑی سہی

کیا وجہ ہی جو منہہ سی وہ بت بولتا نہین
غیرون نی بات کوئی نہ کوئی جڑی سہی

کافی ہماری قتل کو اے نازنین ہے
تلوار گر نہین تو نہو اک چھڑی سہی

ساقی نہ ڈھونڈھ جام گلابی مین ہی شراب
ہی فصل گل جو پھول نہین پنکھڑی سہی

عاشق کا چل چلاو ہی اب دیکھہ جایئے
پہرون نہ آکی بیٹھیے کوئی گھڑی سہی

کہتا ہی کون جانکی مسّی نی جان لی
کیون نیلی پیلی ہوتی ہو دھوکا دھڑی سہی

جانکو ہی وہ یار رہا نا ہو کچھہ نہ کچھہ
گر منہ نہین تو آنسوون ہی کی جھڑی سہی

کوئی نہ کوئی سلسلہ جنبان جنون مین ہو
زنجیر پاؤن مین جو نہین ہتکڑی سہی

کہتا ہی کون اونکی رکاوٹ نی جان لی
سینہ مین آکی سانس ہماری اڑی سہی

لازم ہی دستگیر ہے دیوانہ ای جنون
احباب تو لڑی مین نہین ہتکڑی سہی

مجنون ہماری سایہ مین گھبرا کی چھپ گیا
دم بھر جو ہووے پشت جنون کی کڑی سہی

کہتی ہی شمع رو کی جو کرتی ہی مجکو یاد
مین بزم یار مین تو ہون آئی گھڑی سہی

باتین ہی کیجیی جو اوٹھتے نہین نقاب
مہتاب چھوڑتی جو نہین پھلجھڑی سہی

بخت سیہ سے میرے نہ بحث ای شب فراق
چل قصہ مختصر ہوا تو ہی بڑی سہی

لذت اوٹھا چکے تھے لطافت جو وصل کی

ہجر صنم مین جب کہ مصیبت پڑی سہی

اپنا صدمے جفا کشی سے
کیا دل کا لگانا دلگی ہے

دانا بنتا ہے جب کہ نادان
چکی بھی دانت پیستی ہے

غفلت ہی شباب مین یہ کہتی
سو رہیے رات ابھی بڑی ہے

دولت پہ نہ منعمو ہو مغرور
ہرتی پھرتی یہ چاندنی ہے

عاشق ہوئے خواب مین ہین ہم پیر
سونے مین آنکھ لگ گئی ہے

کیا کیجیے آہ کس سے کہیے
بگڑا ہے یار آ بنی ہے

پروانہ جو جلکے مر گیا ہے
شمع محفل ستی ہوئی ہے

شاخ گل تر خزان مین کی خشک
بلبل سے نئی جلی کٹی ہے

اف اف تپ عشق پھنک رہا ہون
دل مین اک آگ سی لگی ہے

مر مر کے بنے ترے خریدار
بیعانہ کے بدلے جان دی ہے

جو دل نے کہا وہ کر دکھایا
کیونکر نہو بات کا دھنی ہے

الفت ترے ابروونکی قاتل
تلوار بنی گلے پڑی ہے

ہم عشق مین جان کو ہین روئے
اے دل تجھے اپنی ہی پڑی ہے

پچھلے سے نہ جائے شب وصل
نوبت کب صبح کی بجی ہے

در پر سے مجھے دھکیلکر وہ بولے
دل جسکا لیا تھا تو وہی ہے

راحت سے کھلائیگا نہ غم بھی
یہ پیر فلک بڑا دنی ہے

لطافت

دنیا کو نہ چاہو اسے
کس کی یہ بیسوا زن ہوئی ہے

لیا اوس مصحف عارض کا بوسہ بڑھکے گیسو نے
خدا کی شان کافر بھی لگی قرآن کو چھونے

جگہ پائی ہمارے دامن مژگان پہ آنسو نے
کیا آرام گھوری مین آخر طفل بدخو نے

کیا خال سیہ پیدا تمہارے طاق ابرو نے
غضب کی جا ہی پائی ہے جگہ کعبہ میں ہندو نے

مری فریاد اپنی گھر میں سن کر وہ کہتے ہیں
ارے کمبخت کیا کوسوں مجھے رسوا کیا تو نے

بنا کر بال پہنے ہو تو نکلا مینہ چھا جائے
نیا مینہ آج برسایا تمہارے ابر گیسو نے

تمہاری زلف مشکیں کی ذرا خوشبو جو پائی ہے
کلیجے سے لگایا ہے ہر اک نافہ کو آہو نے

گلستاں میں خیال آیا ہمیں گلزار جنت کا
دلایا یاد کوچہ یار کا قمری کی کوکو نے

نہ ایسا حال تھا گو بیقراری بھی تھی الجھن بھی
ہماری جان لی فرقت میں درد جگر تو نے

نہیں ہے چشم مست یار میں سرمہ کا نالہ
تماشا ہے نئی یہ شاخ پیدا کی ہے آہو نے

گلستاں میں جو دیکھی قامت جاناں نسبت دی
قد اپنا تن کے دکھلایا نہر میں سرو لب جو نے

برہنہ ہو کے خلوت میں جو بال الجھے ہوئے پائے
نہیں ہاتھ اوسکے شانہ آئینہ دکھلایا زانو نے

دوپٹے میں لگائی آبی اطلس کی جو گوٹ اوسنے
دکھایا لطف موج آب میرے دل کو تو نے

دکھا کر دریافشانی کیا قتل اپنے عاشق کو
نئے جوہر نکالے آبی شمشیر ابرو نے

قریں ابرو کی اوس ماتھے پہ ہے سیندور کا ٹیکا
عجب ہے سانپ کے مانند من اوگلا ہے بچھو نے

چمن لبریز مثل نہر جب رو کر کئے میں نے
دکھایا صاف فواری کا عالم شاخ شبو نے

خدارا کربلا الیجل کہیں جلدی لطافت کو
دکھائی ہم بھی تو لا کے ای بخت رسا تو نے

رواں جو حلق پہ اوسکے حسام ہو جائے
تمام عمر کا قصہ تمام ہو جائے

تمہارا حسن جو مشہور عام ہو جائے
تو آکے چاہ سے یوسف غلام ہو جائے

نہاں یہ چہرہ روشن تمام ہو جائے
جو زلف کھولئے دن کو تو شام ہو جائے

عدم کا قصد ہے تربت میں تھک کر آئے ہیں
یہیں پہ آج کی شب اک مقام ہو جائے

وہاں نئے یار پہ تو آنکھ میں بھر آئیں اشک
چھلکے جو شیشہ تو لبریز جام ہو جائے

نئی ہی سیر کہ لخت جگر ہیں مژگاں پر
نہ کیوں کر آنسوؤں کا ازدحام ہو جائے

بناؤ کر کی وہ آئینہ مین جو دیکھی مانگ
عیان حلب مین وہ ملک شام ہو جائے

پڑی جو اوس رخ رنگین کا میکدہ مین عکس
ہر ایک شیشہ پہ مینے کا کام ہو جائے

خدا ہی خیر کرے سامنا عدم کا ہے روز
نہ کام عشق دہن مین تمام ہو جائے

شب فراق نہ غش آئی تو وہ نالے کرون
تمام خلق کو سونا حرام ہو جائے

جب آئے غیر کی تربت پہ وہ تو مینے کہا
نشان اسکا مٹا و تو نام ہو جائے

چمن مین اوڑ کے جو مین عندلیب ار جلیون
تو موج نکہت گل مثل دام ہو جائے

خدا کرے تری آنکھون کا آئے دلمین خیال
ان آہوؤن کا حرم مین مقام ہو جائے

پڑی جو عکس خط سبز یار جوہر مین
تو صاف آئنہ طوطی کا دام ہو جائے

عمامہ سر اعطا او چھالنا رند و
جب اسکی وعظ و فضیحت تمام ہو جائے

یہ لطف جبھی تک تو لطافت آیا ہے
سفر ترے کا بھی یارب تمام ہو جائے

عشق او سے وہ نشین معشوق کا اس دل مین ہے
روح مجنون دیکھی لیلی نہان محمل مین ہے

یہ فقیرونکو نظر آتا مہ کامل مین ہے
بھیک کا ٹکڑا پڑا اک کاسہ سائل مین ہے

دین و دنیا کا مزا اول سے آب و گل مین ہے
دو جہانسی بڑھکی گنجایش ہمارے دلمین ہے

جام جم مین اک جہان کی سیر تھی تو فخر کیا
دو جہانسی بڑھکی گنجائش ہمارے دلمین ہے

عاشقی مین بلبل و پروانہ دونون ہین تباہ
کوئی نالان باغمین سوزان کوئی محفل مین ہے

دار پر منصور بولا عشق صادق کی مجال
عاشقو ہان امتحان پہلی ہی منزلمین ہے

بھر گئی حسن و رنگ و رعب و رخ مین صانع نی کہا
تل بھی رکھنے کی نہین جا اب تو اس محفل مین ہے

تیر سینہ پر لگا کر طعن سے کہتے ہین وہ
کہئیے اب بھی بوسہ مژگان کی حسرت دل مین ہے

حاجت ساز و نمایش علم ذاتی کو نہین
کسنے دیکھا رقص طاؤس چمن محفل مین ہے

سر اوتر جائیگا میر اگر بہا دریائے خون
صاف کشتی کی روانی خنجر قاتل مین ہے

بیتیں منعم ہاتھہ پھیلانے سی ہے یہ فائدہ
بیشتر آتی ندامت ہی کف سائل مین ہے

ہجر مین دلسی سدہاری صبر آرام و قرار
قافلہ تو چل بسا ہو کا سکان منزل مین ہے

ابرو و مژگان قاتل کا مجھی یکسان ہی عشق
گر جگہ اسکی جگر مین ہے تو اوسکی دلمین ہے

پردہ غفلت کا اگر دلسی اوٹھی تو دیکھہ لے
جسکا تو مجنون ہی وہ لیلی اسی محمل مین ہے

پوچھتی ہو تم کہین کیا خاک حالت دلکی ہم
حسرت مردہ گڑہی اتنی کدورت دلمین ہے

شاد و خرم دل جوانی مین ہین پیری مین واس
شکوہ بستی دلکو ویرانہ ہر اک منزل مین ہے

کیا ہماری خون کی قطری نی دکھلائی بہار
تازہ کونپل نکلی شاخ خنجر قاتل مین ہے

قاصد اونکا پوچھتا ہی اس تپی سی میرا نام
چشم مین اشک آہ لب پر بیقراری دلمین ہے

آنکھہ سی جو دیکھہ سچ ہی کان سی جو سن وہ جھوٹ
فرق ایدل چار او نگل کا حق و باطل مین ہے

ہجر مین کس کس جگہ کا درد ای ہمدم کہون
آنکھہ مین سینہ مین پہلو مین جگر مین دل مین ہے

قتل پر عشاق کی بیڑا اوٹھایا ہی ضرور
پانکی سرخی زبان خنجر قاتل مین ہے

ہو چکا جب دفن مین نالان تو بولی سب رفیق
قافلہ تو راہ مین ہی اور جرس منزل مین ہی

جب اوٹھا مجنونکا لاشا عشق نی دی یہ صدا
قیس ہے تابوت مین لیلی اگر محمل مین ہے

جسکو کہتی ہین زمین ذرہ ہی یہ اوسکا غبار
آسمانکی سمت سے جو کچھہ کدورت دلمین ہے

موج مین کہتی ہین یہ سر ہے مجنونکو دکھلا کر حباب
بی ثباتی مثل لیلی دیکھہ اس محمل مین ہے

دیکھہ لی صحبت غنی کی ہی سدا رکھتی حراب
سب خس و خاشاک دریا دامن ساحل مین ہے

سر اوٹھا کر آسمانکو دیکھتا ہی کیون حباب
آبلہ ایسا ہی اک بالکل ہماری دلمین ہے

اسطرح کی دوستی سے ہی لطافت آجکل
ہی تو ظاہر مین صفائی پر کدورت دلمین ہے

بھیڑ ارمانونکی مجمع حسرتونکا دل مین ہے
غم زدونکا قافلہ و جری ہوئی منزل مین ہے

جی بھری کسطرح شوق ذبح میرے دلمین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے

حلق تک اتنی ہی طاقت آئی میرے دلمین ہے
ہاتھ پاؤن رنگی خو جو ہر بسمل مین ہے
رنج بھی ہی باعث تسکین کے وابستہ کو
سایۂ وس محبوب کا اسوجہ سے ہی غایب ہوا
جب نظر کی ہمنے پیشانی پہ دل دو ہو گیا
غیر شیطانی نکالا ہی جو کوئے یار سے
دل رخ و گیسوی الفت مین مسافر بنگیا
ذبح ہوکر ظلم پر قبضہ کیا مانع ہون مین
جمع ہین لخت دل سم خوردہ قمر کا پیر ہے
حضرت موسی کہان ہین آکی جلوہ دیکھلین
خون بسمل کی یہ چھینٹین رنگ لائین بعد ذبح
لاشین پروانونکی شمعونکی کہین کٹتی ہین سر
پھر طلب قاتل کی ہی اللہ اکبر شوق ذبح
حلق تک آئی ہی اف اف کیا پھڑک سی سماکی
انتہا کی ہی صفائی ہی طلائی و نگار رنگ
ناتوانی نازکی نے قہر برپا کر دیا
حلق کا دربان بنا ہی تا نہ عاشق دم چرائے
حق ہی پھر کر سرنوشت اپنی غلط سمجھا ہی تو
جسم مین نحار تکردین ہی ترا نقش خبیث
ٹوٹ جاتا ہی بہ مٹی کی ہی بھی دیکھکر
سمجھدان یار کو ایسا ہے

شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے
ضربۂ خاک شفا ہی یاکد ورت دلمین ہے
بنٹ گیا مثل تبرک حور عین کے دلمین ہے
کیا رخاف قطع بیت ابروی قاتلمین ہے
آدمی ہون مثل گندم چاک میرے دلمین ہے
صبح اس منزل مین ہی تو شام وہ منزل مین ہے
ہاتھ کی ہڈی کا دستہ خنجر قاتل مین ہے
دیکھنا کیسی طراوت سبزۂ ساحل مین ہے
طور پر جو تھا وہ نور اوسکی جبین کے تل مین ہے
مثل گلدستہ کے دستہ خنجر قاتل مین ہے
جا بجا مین کیا سامان مقتل کا ہر اک محفل مین ہے
نعرۂ تکبیر ہر اک نعرۂ بسمل مین ہے
آگ کی تاثیر آب خنجر قاتل مین ہے
کیا فقط آب گہر اکسیر آب و گل مین ہے
دم نہ سمجھین ہے نہ قوت بازوی قاتل مین ہے
مستعد پھرے کو دستہ خنجر قاتل مین ہے
ای برہمن کفر قشقہ کی خط باطل مین ہے
ای مسافر خوئی دزدی سگ منزلمین ہے
کیا بری عادت مچل جانیکی طفل دلمین ہے
یعنی جو عاشق ہوا اسکا بری مشکل مین ہے

حلقہ حلقہ شکو پروانی ہین صدقے شمع پر
شکل فانوس خیالی کی ہر اک محفل مین ہے

خیر کرنے سے ہی حاصل سیر جنت ہمکو
قفل باب خلد کی کنجی کف سائل مین ہے

قیس کو مجنون جو سمجھے ہین وہ خود مجنون ہین
قدر اسکی ہے اوسیکو عشق جسکے دل مین ہے

ہمکو الفت اونکو نفرت کس سے جا کر پوچھیے
دل کسیکا ڈالتا کوئی کسیکے دل مین ہے

دل تہ و بالا کیے شانہ نی لوٹے زلف مین
قافلے پر انکو ڈاکا پڑا منزل مین ہے

ذبح ہو کر مین نہ تڑپا مر گیا اس دہیان سے
سب کہین کیا خوب قوت بازوی قاتل مین ہے

ملکے دو دل شیشہ ساعت نہی تو پہر ہی قہر
اک کدورت ہی کبھی اس دل کبھی اوس دل مین ہے

جوہر ونکا ہم تماشا دیکھتے ہین وقت ذبح
کشتیونکا جھرمٹ آب خنجر قاتل مین ہے

پردہ غفلت کے اوٹھے تو اسی لطافت سمجھے ہم
ڈھونڈھتے تھے جسکو مدت سے وہ اپنے دل مین ہے

برگشتہ مدتون سے یہ پیر آسمان ہے
بنہ سے ہو گئی کیا تقصیر آسمان ہے

منظور ہجر کی شب تعزیر آسمان ہے
دو دو جگر ہمارا زنجیر آسمان ہے

اوس غیرت قمر کو ہی شوق چاندنی کا
چمکی ہوئی مگر اب تقدیر آسمان ہے

جسم ہلال پر خم اور کہکشان کو دیکھا
دیوانے سمجھے طوق و زنجیر آسمان ہے

وہ ترک دیکھکر یہ کہتا ہے ماہ نو کو
کس کام کی ہے ناقص شمشیر آسمان ہے

فرقت مین پھونک دینگی اک آہ آتشین سے
سوجھی یہ ہمنے جلکر تدبیر آسمان ہے

فصل بہار مین جب ابر تنک کو دیکھا
مینخوار سمجھے دام تدویر آسمان ہے

فیروزہ گلکا اوسکے ہی وصف لکھا
کھینچی یہ زمین شعر مین تصویر آسمان ہے

کوچہ مین اوسکے مرکے پائی زمین نہ ہمنے
قسمت کی یہ خطا ہے تقصیر آسمان ہے

ہے قرب ماہ تابان کب ذو ذنب ستارہ
ثابت ہوا کہ شمع و گلگیر آسمان ہے

قطعہ

اونکے فراق مین ہی کیا تھہ جوش باران
ہر بوند اپنے دل پر اک تیر آسمان ہے

کرتی ہی ذبح ہر دم شمشیر برق ہمکو
آواز رعد گویا تکبیر آسمان ہے

دیکھا جو کہکشان کو وہ نوجوان یہ بولا
شاید عصا یہ تیر ای پیر آسمان ہے

فرقت کی شب جو ٹوٹا تارا کوئی تو سمجھے
ہم ہین نشانہ اسکی یہ تیر آسمان ہے

کہتے ہین دیکھکر وہ سوئی فلک لطافت
ہمسا جوان کوئی ای پیر آسمان ہے

آفت کی تیغ یار بلا کا بہانہ ہے
ڈستے ہین مار زلف قضا کا بہانہ ہے

کوچہ مین اوسکے ہم عمداً آجاکی گر پڑے
مطلب ہے اور لغزش پا کا بہانہ ہے

مہندی لگا کی دیکھ رہی ہین وہ اپنی ہاتھ
تعریف کر رہے ہین دعا کا بہانہ ہے

پیرے لیے ہین وہ کف افسوس مل رہے
بدنامیونکے ڈر سے حنا کا بہانہ ہے

منظور ہے کہ بند ہو نکی آسان ہون مشکلین
کافی ترے کرم کو دعا کا بہانہ ہے

بند ہوا ہی خون ناحق عاشق نی اونکی ہاتھ
پائی سزا خجل ہین حنا کا بہانہ ہے

دینا شفا مریض کو اللہ کا ہے کام
ظاہر مین ای طبیب دوا کا بہانہ ہے

ہے خلق کی دکھانیکو زاہد تری نماز
بیفائدہ رضاے خدا کا بہانہ ہے

منظور ہے کہ کھائین سگ یار ہڈیان
ظاہر مین انتظار ہما کا بہانہ ہے

بولا وہ بدگمان مرے مرنیکا سنکے حال
اک یہ بھی ترک عشق و وفا کا بہانہ ہے

توبہ جو توڑنی ہو چلو رند میکدے
حیلہ بہار کا ہے گھٹا کا بہانہ ہے

منظور یار کو نہین آنا ہمارے گھر
بارش کا عذر ہے تو گھٹا کا بہانہ ہے

ہے بوسہ رقیب کا اوس ہاتھ پر نشان
شوخی تو دیکھو وہ حنا کا بہانہ ہے

منظور ہے کہ ہو مرے شمع مزار گل
ظاہر مین آسمان کو ہوا کا بہانہ ہے

نظرین ہین نیچی وہ شرمائی جاتی ہین
آتا ہی یاد وصل حیا کا بہانہ ہے

سمجھے ہین کم سنی ہی کیا ہی جو مجکو ذبح
پھیرے ہوئی ہین منھ کو حیا کا بہانہ ہے

ہے نیند مین وہ یار لطافت ولیک نقاب
کر دیدہ حسن کی کہ ہوا کا بہانہ ہے

غزل ذو قافیتین

دل جو ہی خوف زدہ پیچ و فن کاکل سے
باغمین ہٹکے ہون چلتا چمن سنبل سے

گرم تقریر اگر صحن چمن مین ہو وہ گل
نکلے آواز نہ ڈر کر دہن بلبل سے

ہمسری کی تری جسنے جو چمن مین گل نے
باندھ لین حسن نے مشکین رسن کاکل سے

باغمین وصف جو کرتی ہی کبھی اوس گل کا
پھول جھڑتے ہین ہزارون دہن بلبل سے

غنچہ چٹکے نہ کوئی باغمین وہ آئی ہین
کہہ دو نالہ بھی نہ نکلے دہن بلبل سے

زلف جاناں کی جو سودے مین چلا جانب دشت
بندھ گیا پاؤن چمن مین رسن سنبل سے

گر پڑا چاہ زنخدان مین اگر دل میرا
کیون پریشان ہو نکالو رسن کاکل سے

چل بسا جوش جوانی دلسی عبادت رہگئی
شیشۂ مے ہوگیا خالی پہ نکہت رہگئی

مرتبہ دیکھو سخاوت کا حکایت رہگئی
مدتین گذرین رہا حاتم نہ ہمت رہگئی

معرکہ مین خنجر قاتل سے عزت رہگئی
خون کی چادر بدن پر انکے خلعت رہگئی

پھول مرجھائے خزان سے دلمین حسرت رہگئی
عندلیبون مین گلستان کی حکایت رہگئی

شب کو زاہد روز رسوا تھے ہین رندونکی طرح
ہوشیارونکو بھی ہی تھوڑی سی غفلت رہگئی

وصل مین بھی گرم گرم آہین مری باقی رہین
آتش فرقت بجھی لیکن حرارت رہگئی

جب بہار آئی ہوئے زاہد بھی مستونمین شریک
طاق پر تسبیح دلمین سب نصیحت رہگئی

یاد عصیان کی خجل کرکی ڈبویا تھا مجھے
آبروائی چشم تر تیری بدولت رہگئی

روشنی پروانے کو بلبل کو رنگ گل پسند
اب جہانمین اپنے مطلب کی محبت رہگئی

دیکھنا تقدیر غالب آگئی تدبیر پر
مرگئے یونانیونکی ساری حکمت رہگئی

چاندنی چھٹکی جو اونکی نور سے باغ مین
سنبل پیچا نمین چھپکر شب کی ظلمت رہگئی

خط سے اونکی حسن عارض کا لفافہ کھل گیا
پڑھ لیا مضمون تو غرضی ہی حقیقت رہگئی

کی تھی بیعت یار کی دست حنائی سے کبھی
پنجہ مرجان مین اک ہلکی سی نکہت رہگئی

منہہ نہ زاہد کو لگایا بات رندونکی رہی
حشر تک اے دختر رز تیری حرمت رہگئی

تیشہ ہر کوہکن کی آج تک ہے یہ صدا
مرگیا فرہاد شیرین ہی حقیقت رہگئی

اور سے رت مین توحید نبی کی مثل تھے
باقی اک پیغمبری مہر نبوت رہگئی

تنگ ہستی سے عدم کو پہلا ہے شمشیر یار
دم مین پہونچا ہاتھ بھر کی کل مسافت رہگئی

حضرت آدم سے عیسیٰ تک سدا مہمان پھرے
آگے ختم المرسلین کے گھر نبوت رہگئی

لطف ہے خالی جلانا بھی نہین معشوق کا
بنگئی موسے کلیم اللہ جو لکنت رہگئی

اوس لب نازک پہ سب بنتے ہین مستی کی دھڑ
تیرہ بختون نے لیے بوسے تو نکہت رہگئی

اکیا بہار خانہ باغ یار پر عاشق ہوئے
چاندنی کے پھول بنکر صبح وصلت رہگئی

ای لطافت قبر مین سب پھینک کر آہی ہو
حب آل مصطفے بہر حمایت رہگئی

سبزہ ہو اوسکی رخ پہ کہ گلشن میں گھانس ہے
ہر رونگٹا مرے دل نازک کو پھانس ہے

لیتی جو ٹھنڈی گلستا نمین سانس ہے
بلبل کی انگلیونمین رگ گل کی پھانس ہے

ناخن جسے سمجھتے ہین صیاد و باغبان
بلبل کی اونگلیونمین رگ گل کی پھانس ہے

کیا جاسکے بہار مین گلزار سے کہین
بلبل کی انگلیونمین رگ گل کی پھانس ہے

صیاد مجھہ مجال نہین اسکا اب شکار
بلبل کی انگلیونمین رگ گل کی پھانس ہے

کیونکر نہ دم بھرون رخ رنگین یار کا
غنچہ دہن ہی نکہت گل اوسکی سانس ہے

اوڑتا ہی مثل کاغذ بادی تن نحیف
لیتا ضعیف و زار ترا جبکہ سانس ہے

ہون پوچھتا ہوا انہو مریضونکو وہ مسیح
کس کسکو دم نکل گئی کس کس مین سانس ہے

یاد رکھے گی ہجر کی کیونکر تمام رات
و ترک قتل کر گئے بسمل سے منھ پھرا
ہی میرے نازنین پہ نزاکت کا خاتمہ
عشق شرہ ہی کیا کسی پہلو قرار ہو
موج نسیم صبح کو گلزار مین نہین
چاہ ذقن پہ اوسکی ہی سبزہ قریب رخ

او کھڑی ہوئی تو شام ہی سے میری سانس ہے
آب دم حسام پلا دے کہ سانس ہے
چبھتی چمن مین صبا کی ہین افشان کی پھانس ہے
کانٹا چبھا ہی دل مین کلیجہ مین پھانس ہے
ہر عندلیب اسکی یہ ٹھنڈی سانس ہے
دیکھو اوگی کنوئین پہ گلستان کی گھانس ہے

دم عشق پنجتن کا لطافت بھر فنگا مین
جب تک تہ فلک مرے سینہ مین سانس ہے

ہم آہین کرتے ہین اسر وی مہوشان کے لیے
جہان مین خلق ہوئے کوچہ بتان کے لیے
خوشی کی بعد ہی اندوہ باغبان کے لیے
نشانہ گر ہی بناتا عدو کو جھک کے دل
صدا بلند ہے چاک کی ہی مقتل مین
سمجھ کے چال کا پامال قبر عاشق پر
پری وشون نے جو سمجھا ہے اپنا دیوانہ
جہان مین کیون نہ رہے بات تیرے گھائل کی
وہ سو گئے شب وصلت تو چونک کے پوچھا
صدا ہی گشتی سائل کی ہین ز مجمع خیر
عدو بھی فیض رسان ہین خدا جو کھی بات
خدا کا فضل ہے عاشق تو نہ ہی واعظ
یہ حال تیرے گشتہ کا ابتدای شہ حسن

یہی ہین تیر سنان سب اس کمان کے لیے
وہین پہونچ گئے آئے تھی ہم جہان کے لیے
بہار آتی ہے گلزار مین خزان کے لیے
خمیدگی سے عجب دوری کمان کے لیے
عجیب نطق ملا تیغ کی زبان کے لیے
بنایا نقش قدم یار نے نشان کے لیے
تو جان مانگتی ہین مجھسے امتحان کے لیے
زبان تیغ ملی زخم کے دہان کے لیے
نقاب و اٹھائی تو بوسی کہان کہان کے لیے
روان ہون خود نہین احسان بادبان کے لیے
نہی ہین صحبت رندان مین ہر زبان کے لیے
حسین یہان کے لیے حور عین وہان کے لیے
ہما بھی لاش پہ صدقے ہی استخوان کے لیے

گلونکا عشق اگر کہین سے تھا مری دلمین
سبق پڑھا تھا گلستانکا بوستانکی لیے

جو پایا ہمنی چلن اوسکے قدِ موزون کا
چمن مین جھک کے قدم سرو بوستانکی لیے

اسبیل ہمنے رکھی آبلون کی صحرا مین
ہر ایک کانٹی کی سوکھی ہوئی زبانکی لیے

قدِ خمیدہ کو پیری مین لیکے جاؤن کہان
ہوا ہون گوشہ نشین مین تو اس کمانکی لیے

نہ نیند آئے کسی شب اگر مری گل کو
چمن سے اوڑ کی ہزار آئی داستانکی لیے

جو بوسہ لبِ جان بخش سی ہین مست مدام
پئین نہ آبِ بقا عمرِ جاودانکی لیے

اثر جنونکا دکھایا بہار نے بلبل
کہ تنکے پہلے ہی جنوائی آشیانکی لیے

نہین ہے کام لطافت کو عیب بینونسے
کہے ہین شعر یہ دو چار قدر دانکی لیے

جگر کا غم کہین یا نوبت آئی دلکی ماتم کی
پڑا تو اسکا رونا ہے کہ فرصت ہی کوئی دم کی

سدھاری وانت سب گویا دہن تصویر ہے غم کی
یہ محفل تھی مزہ کی ہائی کیا پیری نی برہم کی

لگا دیتا ہون لڑیان تار اشک چشمِ پرنم کی
علم مین آہ کی حاجت اگر ہوتی ہے پرچم کی

نکیون عادت ہو تیرے غمزۂ وحشی کو ماتم کی
جنونکی سلسلہ جنبان ہین زنجیرین محرم کی

نئی تیاریان کین خرچ نے آمد جو تھی غم کی
سفیدی پھیر دی بیت الحزن مین صبحِ ماتم کی

رجا و خوف کی جھگڑے نے دیوانی چھٹی کیسے
خبر ہی آج تک انکو نہین جنت جہنم کی

نکیونکر گنبدِ مینی زنگولسنی دل امانوس ہو میرا
جنانسے مجھ تلک پہونچی ہی یہ میراث آدم کی

گیا جب انجمن مین خندۂ دندان نما اوسنے
تڑپ کر بیقرارون نی کہا بجلی کدھر چمکی

سدا حلقہ بگوش انگشتر دستِ سلیمان تھی
نظر آئی تھی کیا مہرِ نبوت میرے خاتم کی

سدا اسبابِ دنیا مرتبہ کو پست کرتی ہین
حکایت یاد ہے کچھ سوزنِ عیسیٰ بن مریم کی

نبی کے جسمِ نورانی کا سایہ کسطرح ہوتا
خدائی بخشش امت انکو تھی رحمت مجسم کی

ارے غافل طمع دوڑ آرہی ہے مال کی جانب
شکار آیا ہے حاجت ہے سگِ نفسِ معلّم کی

محمد ہی ہوے حد رسالت اول و آخر
خبر دو میم دیتی ہین ہو خرا و تقدم کی

بگڑ کر وہ پیام وصل پڑھتے تو فرمایا
بہت کچھ حال دل پوچھا یہ خاطر آپکی کم کی

ارے غافل خدا را جلد کر تریاق توبہ سے
گنہ وہ دلمین نرکھہ پیدا کرینگی خاصیت سم کی

یہ سمجھیں آپ جو ہر دیکھا آنسو بھر آئے ہین
نہین آئینہ ہی تصویر میری چشم پر نم کی

سیہ پوش اسلیئے ہین عرگ ہین ہین مردم دیدہ
صف مژگان نہین یہ صف ہے تخت لکی ماتم کی

لحد پر بیٹھنے کی اشرفی بوٹی کی ہے چادر
اشارہ ہو کہ الفت لیکے دینا رو درہم کی

وہ عاصی ہون کہ روز حشر اپنی ہی طلب سمجھا
صدا جب کان مین ہل من مزید آئی جہنم کی

ارے غافل گنہ کی کثرت اور پھر خواہش جنت
ہوئی اک ترک اولی پر ہی کیا کیفیت آدم کی

غش آئی حضرت موسی کو شاہد لن ترانی ہے
علی کی روشنی تھی برق بنکر طور پر چمکی

محبت ہی کہا جب یا علی مشکل ہوئی آسان
عجب تاثیر ہی نام خدا اس اسم اعظم کی

وہ جسکے پاس ہو انکا سبزہ خط زہر قاتل ہے
اثر آب بقا کا دیکھنا بوٹی اوگی سم کی

شب معراج کہتی تھے ملک دیکھا جو احمد کو
یہی تو نور تھا محبوب پیشانی مین آدم کی

علی نے پاؤن رکھکر اسجگہ کعبہ مین بت توڑے
گواہی دیتی ہی مہر نبوت میرے خاتم کی

مرے عصیان مین وقت چلے غفار کے آگے
کہو مالک سنبھل جائے عنان کھینچے جہنم کی

مرا دل دیکھکر وہ پوچھتی ہین اپنے کوچہ مین
یہ بستی مختصر کسنے بسائی رنج کی غم کی

گذر اپنا ہوا اوس کوچہ مین سب اغیار جلتے ہین
جنان مین بیٹھکر ہم سیر کرتے ہین جہنم کی

چمن مین گر وہ رخ دیکھیں تو ایسے تھوڑے تھوڑے ہون
گلو انکو ڈوب مرنے کو تری کافی ہو شبنم کی

وہ آئینہ مین خود اپنے دہنکی بوسے لیتے ہین
عجائب ہے معما کیفیت ہے میم مدغم کی

مرے آغوش مین وہ سبزہ رنگ آیا ہوئی عزت
زمرد کی نگینہ نے بڑھا دی زیب خاتم کی

ہوئی ہین روتے روتے زخم آنکھیں رنج پر سیسے
لگاؤن کیون نہ مین عینک مین تاثیر مرہم کی

زبان کرتی ہی مومن آدمی کو اور کبھی کافر
یہی کنجی ہے قفل باب فردوس و جہنم کی

کسی ان پان کھا کر پھینک دی ہے آپ نے گال اپنا
سنا ہو زخم گل کو باغمین حاجت مرہم کی

اشارہ صف مژگان کا نہ ہر ایک لطافت ہے
ہر اک محفل فلک نے یون مین درہم اور برہم کی

ابھی شوخی و تم تیز مین مرا خونریز کرتا ہے
الٰہی خیر کسکو قتل وہ خونریز کرتا ہے
شفا ہو کسطرح فرقت مین مجھ بیمار ہجران کو
کبھی روشن اگر میری لحد پر شمع ہوتی ہے
جنون اقرار نامہ مجھسے لیتا ہی جو وحشت کا
بہایا خون عاشق کا گلی ملنی کر دھو کی سے
عجب ہوتا ہے عالم آمد فصل بہاری مین
چمن مین بلبل نالان جو ٹھنڈی سانس بھرتی ہے
کہان کی مست بھر آتا ہی پانی منھ مین زاہد کی
ہوا ثابت مجھے دیکھی جو گردش چشم قاتل کی

یہ مہندی ہین لہو عشاق کا آمیز کرتا ہے
طپنچہ بھر کے اپنا آج خنجر تیز کرتا ہے
مسیحا تو مریض عشق سے پرہیز کرتا ہی
حسد سے آسمان جلکر ہوا کو تیز کرتا ہے
گریبان پر زے ریزے کر کے دست آویز کرتا ہی
مری قاتل کا خنجر خوب فقری تیز کرتا ہے
زبان سوسن کی کھلجاتی ہی بلبل ریز کرتا ہی
صبا کا جھوکا آکر آتش گل تیز کرتا ہے
مے گلگون سی ساقی جام جب لبریز کرتا ہے
یہی سنگ فسان تیغ نگہ کو تیز کرتا ہے

لطافت پوچھتی ہین پاسبان سی اپنی وہ شب کو
مری کوچہ مین نالی کون درد آمیز کرتا ہے

ساتھ موسی کی تلاش رخ روشن مین رہے
رنگ یان ملیدہ ہان یار کی چتون مین رہے
قہقہے چھپے احباب کے ساون مین رہے
مستی ہم ٹونپہ لگا کر جو وہ گلشن مین رہے
صبح تک وصل کی شب جشن یہ گلشن مین رہے
غیر کے دست سیہ فام الٰہی شل ہون

ہم تری کوچہ مین وہ وادیٔ ایمن مین رہے
مست ہم عشق مین مغرور وہ جوبن مین رہے
کبھی میخانہ مین جاکر کبھی گلشن مین رہے
شرم سی چھپ نہ او دہ ہٹ گل سوسن مین رہے
رات بھر ہاتھ مری یار کی گردن مین رہے
رات بھر ہاتھ مری یار کی گردن مین رہے

ہوشیار ونسی بھی تھی ہی یہ تاکید جنون
آستین چاک گریبان چکن مین رہے

ہی یہ ستار کی مژگان کی بنانے سے غرض
کہ حیا چاہیئے ہر آنکھ کو چلمن مین رہے

عاشق زار جو پہونچے تری دیوار کی پاس
تو نگہ بنکے نہان دیدہ روزن مین رہے

میکدہ مین وہ صراحی سا گلا یاد آیا
دیر تک ہاتھ مرے شیشہ کی گردن مین رہے

ڈوبنے کے لیے دریا جو گیا مین وحشی
طوق گرداب کے وان بھی مری گردن مین رہے

دل جلی جو کہ ہین عاشق اونھین کیا گھر سے غرض
کسنے دیکھا ہی کہ پروانہ نشیمن مین رہے

قول دانا تو نہین زبان کا ہی سدا نرمی کر
بول بالا ترا ہر محفل دشمن مین رہے

ہم وہ دیوانے ہین احسنت سے ہوئی عمر بسر
نکلے گھر سے تو دشت کی دامن مین رہا

جب سئے جانے لگے زخم جگر بولی آنکھ
تار اسکو نگاہ مری دیدہ سوزن مین رہے

زار تھی سینے مین دیکھا کئے پیراہن یار
بنکے ہم تار نگہ دیدہ سوزن مین رہے

جوش وحشت مین ہے ہو سوکھ کی کانٹا جب ہم
اونجھے ایسے کہ سدا دشت کی دامن مین رہے

ڈھونڈھنے جاتی تھے کعبہ کسی ہرجائی کو
پہلی منزل جو ہوئی دیر برہمن مین رہے

سیر سو بیسی حسینون نے ہی سختی جھیلی
مدتون سنگ ہر اک طفل کی دامن مین رہے

تیغ قاتل مین ہے مرے خون کی قطرے ہین جمے
پھول ہمشکل تھی تلوار کی دامن مین رہے

دوست بندہ کا خدا ہو تو مثال ہوسئے
چین سے دل کی طرح پہلوے دشمن مین رہے

بجلیان بالیون مین آپ پہنیئے تو ہو لطف
اک تماشا ہو نیا برق جو خرمن مین رہے

ہمدم ہو نور نظر سے ہین سوا طفل اشک
جیب تو آنکھو سے نکل کر مری دامن مین رہے

محفل شعر مین ہے شاعر خاموش عبث
نفع کیا بلبل تصویر جو گلشن مین رہے

عیب چھپ جائین لطافت کی سبب اے وحشت
بعد مرنیکے نہان گرد تری دامن مین رہے

جو بنوائی عمارت وہ بت بے پیر پتھر کی
کرین سب برہمن سجدے پھری تقدیر پتھر کی

علی کی تور کر قبضہ مین ہر تصویر پتھر کی
شکست فاش ظاہر کی دم تکبیر پتھر کی

ادا و ناز و غمزہ گر نہ ہو بیکار ہی ہر بت
کوئی کیا سر سے مارے ہی لیکن یہ تصویر پتھر کی

کبھی سودا بڑھا میرا کبھی سر سنگ سے پھوڑا
ہمیشہ عشق مین حاجت رہی زنجیر پتھر کی

دلِ پروانہ توڑا سر جو کاٹا شمع کا تونے
ستم مین تیری خاصیت ہے ای گلگیر پتھر کی

جو وہ معجز نما محبوب آئے سمتِ بتخانہ
ابھی دو ٹکڑے ہو ہر اک مورت مثال تیر پتھر کی

وہ بت سنگ لحد پر نام پڑھ کر ہو گیا برہم
ہوئی حق مین ہمارے زہر کیا تحریر پتھر کی

بتونسے ملکر الفت مین دلِ نازک مرا ٹوٹا
بھرا خود جا کی شیشہ اسمین کیا تقصیر پتھر کی

ہم آہین کر رہے ہین یار باتین سخت کہتا ہے
لڑائی عاشق و معشوق مین ہے تیر پتھر کی

یقین دلکو ہوا فرہاد جوئی شیر لایا تھا
نظر آئی سفیدی جب مثال شیر پتھر کی

کہان ہین سنگدل دیکھین علی کی معجز ابتک
نبے درِ نجف چمکی عجب تقدیر پتھر کی

حضور روئے جانان شمع سنگ فرش سے پگھلون
اگر جلکر مجھے حاجت ہوای گلگیر پتھر کی

اثر آہین کرینگی سنگدل گر یار ہے تو کیا
سمجھتے کچھ نہین ہین اصل اکسیر پتھر کی

لکھون ہجر بتان کی سختیان تھوڑی جو ممکن ہون
قلم فولاد کی لو چین پہ تحریر پتھر کی

بتونکی مدح مین تیغ زبان کو صاف کر واعظ
اگر حاجت ہے بہر تیزیِ تقریر پتھر کی

رقیبونکی دل سخت انکے کوچہ مین نہ رہنے دو
نہ ایذا پای ٹھوکر کھا کی ہر رہگیر پتھر کی

تماشا کوہ پر دیکھینگے آتش کے شرارونکا
ملاقات ای جنون ہو گی اگر زنجیر پتھر کی

سنا کر حال اپنا ہین بتونکو نرم دل کرتے
مٹا دیتے ہین ہم سختی وہم تقریر پتھر کی

اگر ہم پلہ اشراف ہون اجلاف کیا رتبہ
جواہر تول کر بڑھتی ہے کب توقیر پتھر کی

مروسے سنگدل کی تیز رہتی ہین سدا ظالم
اصالت لاکھ ہو محتاج ہے شمشیر پتھر کی

نہ جلتا طور کیون تھا طالب دیدار کا حامل
کہ ہوسی یکجی ثابت ہوئی تقصیر پتھر کی

دلون پر نقش شرح مصحفِ رخسارِ جانان ہے
نہین محتاج چھاپے والو یہ تفسیر پتھر کی

وہ مجنون سخت جان ہم ہین جو کھینچین جاکر سرد آہین
اُبھی دریا کی موجین جسم کی ہون زنجیر پتھر کی

دکھاؤن گر اثر عشق بتا تمین ٹھنڈی آہ ہونکا
تو شعلے زا ہی ہون شمعین مع گلگیر پتھر کی

کلیجہ چھن گیا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا میرا
تری باتو مین خاصیت ہی ناصح تیر پتھر کی

بتونکی عشق کی ہی چوٹ کھائی روز اول ہی
غذا دی آسمان نے مجکو جائے شیر پتھر کی

رہائی عمر بھر پائی نہ جوئے شیر لانے سے
پڑی تھی پاؤنمین فرہاد کی زنجیر پتھر کی

گہر این نیک کا ہوتا ہے ظاہر بد کی صحبت سے
زرِ خالص کے حق مین ہی کشش اکسیر پتھر کی

یہ قیس و کوہکن کی در بدر ہونیکا ایما ہے
علامت آجتک ہر در پہ ہی زنجیر پتھر کی

بتونکو خواب مین دیکھا اوٹھائی ہجر کی سختی
تناسب دیکھنا اچھی ہوئی تعبیر پتھر کی

ترا بیمار گر چاہے تیمم سجدہ کرنے کو
زمین ہو خوبیٔ قسمت سے دو دو تیر پتھر کی

خدا سے ڈر خرابی کعبۂ دلکی نہ چاہ ای بت
برای ابرہہ مخبر ہے ہر تفسیر پتھر کی

تلاش اعلی کی ہوتی ہی تو ادنی پوچھے جاتی ہین
کہ زرگر زر سی پہلے کرتے ہین تدبیر پتھر کی

وہ دیوانہ ہون فرمایش ہے رہتی بت تراشو سے
بنا و صورتِ مجنون مع زنجیر پتھر کی

وہ بد قسمت ہون مین گر نہ برسنی کی دعا مانگون
اگر ہو بارش عوض بارانکی چرخ پیر پتھر کی

فقط ہین استخوان مجہ سخت جان دیوانہ کی باقی
ہر اک کو شک ہے زندانمین کہ ہی زنجیر پتھر کی

ہوی دل خاک جلکر خواہشِ زرمین بخیلونکے
مہوس ہین کدھر دیکھین بنی اکسیر پتھر کی

جنون جب سخت ویرانہ کو ہوگا بھر کی سر راہین
بنینگے جسم کی آنسو شمع کی زنجیر پتھر کی

ارادہ ہے اوٹھا دین ہم دوئی شیخ و برہمن سے
اکھٹا کرکے بت مسجد کرین تعمیر پتھر کی

کلیمین اعظم و نکو سنگ کی تسبیح رہتی ہے
جنون تھا سخت پہنائی گئی زنجیر پتھر کی

لطافت حیف کی جا ہی جو تھا لخت دل احمد
ہوئی بارش وہی پر کربلا مین تیر پتھر کی

تڑپتا ہون لبون پر جان ہی دردِ جدائی سے
یہ سچ ہی یا نہین پوچھو تم اپنی بیوفائی سے

جو میری قبر پہ خالی وہ آئے بیوفائی سے
اگرہی پھولونگی گجری خود بخود کھلکر کلائی سے

فقیرو نسی طمع باز آؤ ایسی بیحیائی سے
گدائی تاجدارو بہتر ایسی پادشائی سے

گھر کہتے ہین چھوڑا ہمکو کیسی بیوفائی سے
پڑے ناسور دلمین ہجر کی ناآشنائی سے

نہین خال سیہ وسمہ کے گوری گوری گالو پہ
گراہی سرمہ بیخود حسن پر ہو کر سلائی سے

یہ دشمن دوست سے ہی قول پشت و روئے آئینہ
کدورت سے کدورت ہے صفائی سے صفائی ہے

تمھارا رنگ کندن سا جو وقت غسل چمکیگا
گریگی بحث موج آب زنجیر طلائی سے

بنے نعلین مجنون آبلے دل ہلکی تلوونکے
ہوا کیا پاؤنکو آرام اس آرام پائی سے

وہ تیرہ بخت لاغر ہون جو خوش چشمونپہ مرجاؤن
کرین سب دفن سرمہ مین بعد کھودین سلائی سے

تعجب کیا جو اونکو دیکھنے والے ہین نابینا
ہوئے ہین اندھے آئینے بھی جو تیرے آشنائی سے

نہ نسبت سی کسیکا کام بھی ای برہمن نکلا
یقین اسکا نہو تو پوچھ لو ساری خدائی سے

پڑا ہی میرا سر دہ اوس گلی مین جان آئیگی
لگا دینگے اگر ٹھوکر بھی وہ بی اعتنائی سے

سکندر دیکھ لین آب بقا مین لال مچھلی ہے
وہ مسی مل رہی ہین لب پہ انگشت حنائی سے

تماشا دیکھنا شاگرد و استاد آج جیتین گے
کریگا ہمسری سرمہ کا دنبالہ سلائی سے

منافق آتش رشک و حسد سے جلکے تھر کیا گیا
لطافت احمد مختار کی معجز نمائی سے

عشق مین بستی ہی ہی دل جو میرے پاس ہے
بھیڑ ارمانونکی رہتی ہی ہر ہجوم یاس ہے

قبر مین اعمال بد لکھتا ہون لکو یاس ہے
منہ دوات انگشت خامہ ہے کفن قرطاس ہے

دفتر عصیان کراما کاتبین کے پاس ہے
ہین مرے اعمال بد کیونکر سیہ قرطاس ہے

کیا دماغ جان معطر ہو جو عاشق پاس ہے
ملکے کپڑو نمین اونکی عطر کی بو باس ہے

جب طلب کرتے ہین اپنے گھر مین فرماتے ہین وہ
دور سے ہمکو بلایا اسقدر تو پاس ہے

خط مرے سودے کا لکھا ہی اونھین احباب نے
چاک مانند گریبان نامہ بر قرطاس ہے

اہل جوہر ہو جہان مین خاکساری تو جو سیکھہ
دیکھہ ای غافل کہ مٹی مین نہان الماس ہے

آبرو گر ہو بخیلونکو نہ رکھہ امید فیض
آب گوہر سی کہان بجھتی کسیکی پیاس ہے

ظلم صیادونکی لکھی جاتی ہین گلزار مین
خامہ ہی منقار بلبل برگ گل قرطاس ہے

شمع کہتی ہی زبان شعلہ دکھلا کر یہی
خون پروانونکا محفل مین ہونگی پاس ہے

پھیر کر میری دل مردہ کو فرماتی ہین وہ
کون اسکو لے مقام وہم ہی وسواس ہے

نیتین کرتی ہین جب ہوتا ہی راضی وصل پر
سر قدم پر یار کی رکھنا ہمین تو راس ہے

کیجیے گا آپ اگر انکار مرجاؤنگا مین
وصل کی امید پر تو زندگی کی آس ہے

گھر چلا صبح شب وصل اوٹھکی منہہ دھوتا ہی وہ
آفتابہ آفتاب اور ماہ کا مل طاس ہے

آبرو بھی جان بھی ایمان بھی لیتا ہے یہ
آدمی کے واسطے مہلک مرض افلاس ہے

باغبان اوس گل کی آنکھونسی بلاتا ہی عبث
دیکھہ چشم نرگس بیمار پر آماس ہے

ٹکڑی ٹکڑی دل ہوا غصہ کیا جب آپنے
پیسنا دانت اپنی حق مین سودۂ الماس ہے

ٹھنڈی سانسین تو جو نی ای بلبل بھری ہین اسقدر
چہرۂ گل پر ہوئے باغ مین آماس ہے

کیا صفائی کیا چمک دندان جانانہ مین ہی واہ
منفعل بجلی ہی در ہی نجم ہی الماس ہے

انقلاب دہر پر لازم ہی ای منعم نظر
دیکھہ اولٹا منہہ دکھا کر کہرہا الماس ہے

دین عبرت سی غافل حال اسکندر کا دیکھہ
حرف ہین جتنی ہین جوہر آئنہ قرطاس ہے

خط لکھا کرتا ہی کسکو سمت مغرب آسمان
مہر و مہ کا جو روانہ روز و شب قرطاس ہے

حسن و خوبی دیکھکر کہتے ہین یوسف تجکو غیر
مردی سے تشبیہ دیتی ہین مجھی وسواس ہے

یہ نظر کسکی لگی جو بھر بھر آئی چشم جام
میکدے مین کیون شکم پر شیشہ کی آماس ہے

سینۂ نازک پہ اونکی ہی جو پستان کا ابھار
نازنین ہین ہر نگہ کی چوٹ سی آماس ہے

جب نکیرین ای لطافت آئینگی لحد و نگا مین
سونگھہ لو حب علی کی قلب مین بو باس ہے

پری ہر شکل گوری سانولی معلوم ہوتی ہے
جوانی جس کسی کی ہو بھلی معلوم ہوتی ہے

شب فرقت فلک پر ہین ستارے یا کہ انگارے
یہ سقف کہنۂ گردون چھلنی معلوم ہوتی ہے

طبیعت کا عجب ہے ڈھنگ ہو معشوق کیسا ہی
بری بھی ہر ادا اوسکی بھلی معلوم ہوتی ہے

خط اونکا وہ ہین لیسی محبت ہین جو پڑھتا ہون
عبارت بھی خفی لکھی جلی معلوم ہوتی ہے

ہتھیلی انکو جو زر ملتا ہے دنیا سے تو گھستے ہین
یہ عورت بھی نہایت منچلی معلوم ہوتی ہے

لگائی تیر اوسنے ہاتھہ پر مہندی جو گل کھائے
کہا یہ شاخ اب پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے

رقیب روسیہ نے وصل مین منہہ پر جو منہہ رکھا
اوچھل کچھ وہ گوری رنگت سانولی معلوم ہوتی ہے

تمہارا حسن روز افزون گھٹا خط سیہ نکلا
یہ رنگی دوپہر مجکو ڈھلی معلوم ہوتی ہے

نہین ہے یہ جو لب پر خون کی لالی لگائی ہے
کسی پہ تیغ قاتل کی چلی معلوم ہوتی ہے

تمہاری ابرو ونکی بال ایسے نرم و نازک ہین
کہ کاٹھی بیچہ نکی مخملی معلوم ہوتی ہے

خوی کے خون کی قطرے لخت دلکی ساتھہ جمتی ہین
تو شاخ تیغ بھی پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے

تنگ آ کر جو عاشق سنکھیا کھاتی ہین قبرون مین
مزا دیتی ہے مصری کی ڈلی معلوم ہوتی ہے

اذان مسجد کی گلدستہ پہ ہم ہین اسلیئے دیتے
یہ لالچ ہے کہ اوبٹن کی گلی معلوم ہوتی ہے

کھچاوٹ سے بدن کا رنگ ایسا پھوٹ نکلا ہے
سفیدا چور محرم صندلی معلوم ہوتی ہے

تمہاری بینی نازک کی ہمسے مدح کیونکر ہو
یہ شمع نور سانچی مین ڈھلی معلوم ہوتی ہے

فرشتے قبر مین کہتی ہین سیر خلد دکھلا کر
نظارے کر وہ دلبر کی گلی معلوم ہوتی ہے

فراغت دفن سے پا کر جو وہ غازہ لگاتی ہین
ہماری خاک چہرے پر ملی معلوم ہوتی ہے

کہا صیاد نے انداز دیکھا جبکہ بلبل کا
گلون مین رہکی نازو کی پلی معلوم ہوتی ہے

دکھا کر بھولی بھولی چاند سی صورت وہ کہتی ہین
بری نیت نہ کر ناگر بھلی معلوم ہوتی ہے

ہوئے ہین سرخ اونکی ہاتھہ میرے بوسے لینے سے
نزاکت دیکھنا مہندی ملی معلوم ہوتی ہے

لطافت ہند مین ہی شملا اگر خبر لیجے

رہائی اس سے مشکل یا علی معلوم ہوتی ہے

ہم وہ بلبل ہین اسیری مین وطن بھول گئے
ہای چھوٹی بھی قفس ستی تو چمن بھول گئے

روی روشن پہ جو اونکی نظر آئین زلفین
برہمن محو ہوے چاند گہن بھول گئے

سنکے وحشت مری احباب کے یہ ہوش اوڑے
برہنہ دفن کیا مجکو کفن بھول گئے

دیکھکر قامت موزون صنم گلشن مین
سرکشی رست قدی سرو چمن بھول گئے

ہم وہ مجنون ہین کہ عمر بھی اسیری نہ گئی
کھولنا قبر مین سب بند کفن بھول گئے

ہاے کیا چین سے ہم دلمین جگہ کر دیتے
تیر اپنا نہ کوئی صید فگن بھول گئے

شام کو بزم پہ روشن رخ جانانسی ہوئی
لانا احباب مری شمع لگن بھول گئے

آستان چومنے آئی تھی خطا کیجے معاف
لیلیے بوسۂ رخسار و دہن بھول گئے

ہای دن میری ولادت کا ہوا روز وفات
بدلے گفنی کی دیا سب نے کفن بھول گئے

محتسب سے کبھی کیفیت مستی ساری
باندھنا نشہ مین شیشہ کا دہن بھول گئے

بیخودی نے ہمین برباد کیا الفت مین
دل کہین تکیے ہم آوارہ وطن بھول گئے

جب عنادل نے تری عارض و لب دیکھ لیئے
گل کا رخسار تو غنچہ کا دہن بھول گئے

تجبپہ ہم ایک نظر کر دی ہی یہ محو ہوے
حسن دیکھا جو کمر کا تو دہن بھول گئے

ہین وہ برباد و پریشان کہ نہ پھر کر آئے
صورت نکہت گل ہم جو وطن بھول گئے

لب خوشرنگ تمہاری جو کبھی دیکھ لیے
جوہری لعل تو کیا ملک یمن بھول گئی

آکے دنیا مین عدم کا کبھی آیا نہ خیال
یہ سفر بھی ہی عجب جسمین وطن بھول گئی

آج کیا تھا کدھر آنکلے کہو خیر تو ہے
راہ شاید ادھر ای مشفق من بھول گئی

وقت حاجت ہی عبث نفع کی اور وفتی امید
کیا لطافت در سلطان مین بھول گئے

قریب آنکھونکی بینی اوجسین معلوم ہوتی ہے
دہن کی دید کو یہ دوربین معلوم ہوتی ہے

کھینچا خنجر چڑھی وہ آستین معلوم ہوتی ہی
جو پائین باغ ہر جنت ہمین معلوم ہوتی ہی
مہ یک ہفتہ تیرا حسن ہی دیکھکر گھٹتا
جو لیٹا مجھسے وہ آرام جان ہنس ہنس کر یہ پوچھا
شب وصلت ستارونکا جوا ہمین عکس پڑتا ہی
تمہاری عشق کا دریا ہی ناپیدا کنار ایسا
بنا ہی آئینہ سنگ در اونکا جبہہ سائی سی
ہٹا نبض کیا دیکھین تر بیمار و لاغر کی
کھینچی تصویر تیری کیا ہوئی گم عقل مانی کی
جو درد سر مین ہلکا ہلکا وہ صندل لگاتی ہین
نگیونکر لوح قرآنی ادب سی بوسی اے عاشق
مری تلوونکی چھالی خون رو رہی ہین جو صحرامین
جو بہر وصل وہ آئینہ تن کی پاؤن پڑتا ہون
گریبان طوق ہو جاتا ہے مجھ لاغر کی گردن کو
پسینا حشر مین آیا تو حیدر کو پکارونگا
حباب اسکو تماشا بی ثباتی کا دکھاتا ہے
ہوئی عزت جو تیری در پہ میری جبہہ سائی کی
شب وصل آئینہ زانو کا دیکھو برہنہ ہوکر
مشبک کر دیا خود ہی تمہاری تیر مژگان نے
نظارہ حسن کا در پردہ جب مین آنکھ کرتا ہون
محبت مین یہی جی چاہتا ہی مر کے گڑ جاؤن

تڑپنے سے مرے چین بر جبین معلوم ہوتی ہی
زمین کربلا عرش برین معلوم ہوتی ہی
کسی محبوب کی تابان جبین معلوم ہوتی ہی
کہو اب درد کی ایذا کہین معلوم ہوتی ہی
پرافشان صاف اوس مہ کی جبین معلوم ہوتی ہی
نہ ساحل ہی نہ آسمین نہ زمین معلوم ہوتی ہی
خط تقدیر پڑھ لونگا جبین معلوم ہوتی ہی
ہوئی گم عقل خالی آستین معلوم ہوتی ہی
دہن کیسا کمر بھی تو نہین معلوم ہوتی ہی
تو ماہ زیر ابر اونکی جبین معلوم ہوتی ہی
کہ مصحف رخ حسین کی یہ جبین معلوم ہوتی ہی
تو ہر سوختہ لالی کا زمین معلوم ہوتی ہی
تو پشت پا ہی صاف ایسی جبین معلوم ہوتی ہی
جنھونمین ہتکڑی ہر آستین معلوم ہوتی ہی
ہوا ہون غرق تھوڑی سی جبین معلوم ہوتی ہی
لگائی موج دریا دوربین معلوم ہوتی ہی
یہ مہر عبدیت زیب جبین معلوم ہوتی ہی
جنو افشان صفائی سی جبین معلوم ہوتی ہی
نقاب اولٹو نہ تم صورت یوہین معلوم ہوتی ہی
تو چلمن یار کی چین بر جبین معلوم ہوتی ہی
جو کوئی یا زمین خالی معلوم ہوتی ہے

چلے ہین باغ سے منھہ دھو کے وہ کثرت ہے جو رنگی
ہر اک نہر چمن جن جبین معلوم ہوتی ہے

مرا خون خنجر قاتل پہ طرفہ رنگ لایا ہے
صفائی وانتک کی زیر نگین معلوم ہوتی ہے

بلندی ہے جو دود آہ کی گرد کدورت پر
نرالا آسمان طرفہ زمین معلوم ہوتی ہے

شب وصلت جوانی ہے تری بیتاب کی شاید
چھلاوے کیطرح جاتی کہین معلوم ہوتی ہے

تڑپ کر زلزلا لاتا ہے تو کچھہ چین آتا ہے
تری مضطر کو گہوارہ زمین معلوم ہوتی ہے

لب رنگین پہ ہے پرتو تری مسّی کی ریخونکا
عبارت کندہ بالائی نگین معلوم ہوتی ہے

کہینگے یہ فرشتے دیکھکر کرسی پہ جیدرہ کو
لطافت کی بحد اک شہ نشین معلوم ہوتی ہے

نہ ابتو قیس نالان جہان لیکے آئے
فقط ایک مشت استخوان لیکے آئے

فرشتے میان جہان لیکے آئے
گنہگار ہونگا کہان لیکے آئے

پئے نذر دل جان جان لیکے آئے
جہان تم گئے ہم وہان لیکے آئے

وہ بوسے مین جب پھول نرگس کے لایا
پئے دید آنکھین کہان لیکے آئے

وہ عالی طبیعت ہین گر ہو اشارا
زمین غزل آسمان لیکے آئے

کہا نامرادی نے محروم پھر جا
کوئی التجا ہم جہان لیکے آئے

غم ہجر بہلاونگا میکشی سے
کہ شیشے سے ہچکیان لیکے آئے

بنا لے ہے اوس روئے روشن کا نقشہ
ورق مہر کا آسمان لیکے آئے

دم حشر کہتی ہے یہ اوسکی بخشش
کہ امید سارا جہان لیکے آئے

خجل داغ دل سے ہے خورشید محشر
جو دعوی ہو کچھہ آسمان لیکے آئے

سنا قصہ فرقت اوسنے تو بولا
اُڑانا یہ دکھڑا کہان لیکے آئے

نہ اک بوسہ بھی مسّی عاشق نے پایا
کوئی آرزو کیا یہان لیکے آئے

رکھی دشت مین جب سبیل آبلون نے
تو کانٹے بھی سوکھی زبان لیکے آئے

لیا بوسہ زلف دل دیکے اسکو
یہ سودا نہایت گران لیکے آئے

گئے بہر نظارۂ حسن جب ہم
ترے بوسی ایمان جان لیکے آئے

دمِ جبہ سائی کہا اونکے در نے
جو تقدیر بگڑی یہان لیکے آئے

ہین اصحاب کہف اور یا بختِ عاشق
یہ دو فرقے خوابِ گران لیکے آئے

دنی جب کہ دنیا کو دیکھا نہایت
یہان رزق تہِ آسمان لیکے آئے

یہ بیخود ہوئے دیکھکر اونکا جوبن
بمشکل ہمین مہربان لیکے آئے

دکھاؤن کرامت جو عشقِ ذقن مین
وہ پیاسا ہون پانی کنوان لیکے آئے

وہ لاغر ہون مین بام پر تیرے پہنچون
اگر آہِ دل کا دھوان لیکے آئے

نہ کیونکر کہون کوئے جانان کو جنت
گیا پیر اجّا جوان لیکے آئے

جنونکی نشانی یہ تھی حشر مین بھی
کفن کی پھٹی دھجیان لیکے آئے

بخیلونکی نیت پہ ایسی ہے آفت
کہ آئے تو کچھ بھیان لیکے آئے

ترے دل جلے ہین وہ زلفونکے عاشق
عوض رونے جلنے کچھ دھوان لیکے آئے

لگاونگا مین عشقِ ابرو مین پھانسی
یہ منت ہی چلہ کمان لیکے آئے

بتادے کوئی قبر مجھ منتظر کی
خطِ یار قاصد یہان لیکے آئے

جوانی کے آتی ہی خط رخ پہ نکلا
وہ توام بہار و خزان لیکے آئے

موذن ہو صبحِ شبِ وصلِ قاتل
چھری کہد و قبلِ اذان لیکے آئے

سیہ کار تھا عاشق اون گیسوونکا
لحد مین فرشتے دھوان لیکے آئے

سنے یہ وفا وعدۂ وصل کی ہے
وہ آئے تو اک میہمان لیکے آئے

وہ زلفِ معنبر ہے بڑھ بڑھ کے کہتی
جسے دل ہو دنیا یہان لیکے آئے

عزیزونکے احسان سے گڑ گیا مین
لحد تک جنازہ گران لیکے آئے

حرم مین ملو گے کہ بیت الصنم مین
کہو دل یہ عاشق کہان لیکے آئے

یہ منعم سے دنیا و عقبےٰ ہے کہتی — وہاں دیکھے آئے یہاں لیکے آئے

نہ سمجھے مجھے تشنۂ رشک یوسف — زنخداں کا اندھا کنواں لیکے آئے

دل سوختہ اونکی قلیاں کو دیں ہم — جو خوشبو ہو انکی دھواں لیکے آئے

دل ایسا بڑھا جاکے اون گیسوؤں مین — گر اس طفل کو ہم جواں لیکے آئے

چہ قبر مین سب عزیزوں نے کھینچا — نیا ساتھ ہم کاردان لیکے آئے

ہمہ تن ہین مانندِ شمشیر جوہر — فقط ہم زبان ہی زبان لیکے آئے

منالائین احباب احسان ہوگا — وہ یوسف گیا کاروان لیکے آئے

جو ہم بیچنے نکلے آئینۂ دل — حسین جمع دیکھے جہان لیکے آئے

ہماری لحد کا نشان تک نہین ہے — کوئی دوست اونکو کہان لیکے آئے

مرقع ہی دنیا کا یہ جسم خاکی — ہم اس تن مین سارا جہان لیکے آئے

تری زلف ای خوش قد آئی قدم تک — قیامت نہ کیونکر دھوان لیکے آئے

غضب توڑنے چرخ تیرِ ستم سے — غنیمت ہی اولٹی کمان لیکے آئے

کجا کوئے جانان کجا قبر یارو — بتایا کہان تھا کہان لیکے آئے

لطافت سے ہمسر ہو وہ شاعری مین
جو کوثر سے دھوئی زبان لیکے آئے

ہر چہرہ مین جدا تری جلوی کا ڈھنگ ہے — غنچہ مین بو ہی شمع مین جلوہ گل مین رنگ ہے

اون گوری گالو نپر جو خطِ سبز رنگ ہے — کہتے ہین مست جام بلورین مین بنگ ہے

سرخ انکھڑیو نمین عکسِ خط سبز رنگ ہے — طرفہ مین جام طرفہ ہی مے طرفہ رنگ ہے

بیمثل چال مین ترا اسپ سرنگ ہے — چلنے مین یہ ہوا ہی تو اور ثمن رنگ ہے

مدت ہوئی کہ عشق کی نیلام منگ ہے — بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

کل تک تو وعدہ وصل کا تھا مہربان آپ — بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

لے بوسے دلمین کچھ خطِ سبز کا خیال
غنچہ گلوتنگ دیکھہ کے کہتی ہین بلبلین
پھولی جو صبح کو شفقِ افلاک نے کہا
اُکھتا ہون بوسہ لیکے خطِ سبز یار کا
کرتا ہی تیز قتل پہ شمشیر یار کو
یون سیرے دلکی وجہ سی ہی ہست و بودِ عشق
آنکھین یہ سرخ کرتی ہی وہ دست و پای یار
پہنے ہین مرنیوالے کفن اسلیے سفید
مضمون لڑتے ہین شعرا کی نئی ہی سیر
پیری یہ کہہ رہی ہی دکھا کر خضاب سرخ
موئے خطِ سیاہ ہین رخسارِ یار پر
سرو روانسے میرے اوٹھایا تھا سر کبھی
تبدیل وضعِ خلق مین ہی وجہ دشمنی
صبر و قرار و ہوش کا ہی قافیہ رون ان
بجلی ہے لے اوڑی ان تتاب کی تڑپ
باغِ جہا نمین پھولی پھلی ہی سو ہے گزند
دیکھا جو ہمنے چشمِ حقیقت سے باغ کو
ہی وقت گریہ خطِ سیاہ صنم کی یاد
لاغر وہ ہین کہ ہل نہین سکتی ہین قبر مین
آنکھین لڑا رہا ہون حسینون سی عشق مین
دل میرا لینے آئے تماشا عجیب ہے

پینا تو ہی حرام مگر پاک ننگ ہے
ہملو بہارِ باغ کا شیشو مین تنگ ہے
پیر یکا رنگ وہ یہ جوانیکا رنگ ہے
پاکیزہ و حلال ہی جو یہ وہ ننگ ہے
قائل ہمارا فکر سے دیکھو تو سنگ ہے
جسطرح جسم غیر کا محتاج رنگ ہے
اعلا حنا سے رتبہ مین ہر طرح ننگ ہے
انسان تو کیا پسند ملائک یہ رنگ ہے
ہر اک مشاعرہ ہی کہ میدان جنگ ہے
اوڑہ کر جما شباکی مہندیکا رنگ ہے
ملک حلب مین آمدِ افواجِ زنگ ہے
سروِ سہی کا آج تلک پاؤن لنگ ہے
دونون مین ایک شیشہ کوئی کوئی سنگ ہے
نالہ فراق یار مین آواز زنگ ہے
بالکل سحاب مین کمر و نیکا ڈھنگ ہے
ہر نخلِ میوہ دار کو آسیب سنگ ہے
ثابت ہوا خنا سی کہ دنیا دو رنگ ہے
بارش مین دلکی آئنہ کو خوفِ زنگ ہے
ہمکو جوابِ نامہ بھی چھاتی پہ سنگ ہے
باطن مین یہ ملاپ ہے ظاہر مین جنگ ہے
خواہان وفا کی ہین تو حسینونمین جنگ ہے

کرتی ہی طبع طائر مضمون سے اشکار
خامہ ہمارے ہاتھ مین گویا تفنگ ہے

مفلس بھی شب کو فضل خدا سے ہین مالدار
سونیکا نام کو تو میسر پلنگ ہے

جھیلین فراق مین دل نازک نے سختیان
دیکھا جو غور کرکے تو شیشہ بھی سنگ ہے

فصل خزان مین جو دل بلبل ہوا تھا خون
گل سے ٹپک رہا وہی بن بن کے رنگ ہے

گیا شوق شام وصل مین ہین بیقراریان
آراستہ سحر سے الگ اک پلنگ ہے

دھبا لگیگا لاکھی دوپٹہ نہ اوڑھیے
تیغ ادا مین لوگ کہینگے کہ زنگ ہے

بے طور طفل دل کی ہین الفت مین شوخیان
بچہ یہ جانمار ہے مزیکا ڈھنگ ہے

تصویر حسن یار ہو نہین دل پہ کھینچتا
درکار اب جو اسنیے یوسف کا رنگ ہے

عشاق مانگتے ہین مرادین مزار پر
بے شبہہ کوئی بت مری تربت کا سنگ ہے

تیر شہاب جسکو زمانہ ہے جانتا
یہ اہی لطافت آہ رسا کا خدنگ ہے

حسب اصرار جناب صاحب عالم میرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

ترے روشن گلیمین کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
کرن خورشید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہی

ہنسی مین عکس پڑتا ہی جو انکے صاف دانتونکا
گلیمین ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو باہین زرد ولاغر ڈالتا ہون انکی گردن مین
تو سونیکی عجب چنپا کلی معلوم ہوتی ہی

مجھے کیا شک ہوتا ہے لپٹ جاؤن گلی یوہین
ترے گرونکی جب چنپا کلی معلوم ہوتی ہی

سنہرے رنگ مین انکی کبھی ہی ایسی گرد نیرا
کہ سونیکی نہین چنپا کلی معلوم ہوتی ہی

جو باسی ہی ہی مرجھائی گلی سے انکے لپٹی ہے
طلاء سرخ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہی

مثال آئینہ انکا گلا ہی عکس تو دیکھو
کہ دوہری ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہی

صراحی دار گردن ہی کی ہی شفاف اسد جبہ
کہ سبکو پشت سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہی

سنہرے رنگ سے انکی ہی یہ رنگ طلا پھیکا
گلیمین نقرہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہی

ستارے الٹی ابر تنک مین ہین نظر آتے
دوپٹہ سے ترے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

عجب انداز سے وہ دیکھتے ہین گردن و سینہ
اگر آئینہ مین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہے اوس تصویر مین ہالہ سنہری گرد چہرے کے
مجھے پرتو فگن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ارادہ ہے کہ لیلون بڑھکے بوسے اونکی گردن کے
گلے مین کیا بھلی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ستارے صبح گردن مین نظر آتے ہین عاشق کو
مرصع جب تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہٹا دی جب دولائی اونسے پوچھا بام پر آکر
تمھین بھی دور سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نہ پہنو غیر کی بھیجے ہوئی زیور کو گردن مین
کہ ناگن مجکو یہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترا طوق طلائی حسن پر ہوتا ہے جب نازان
گلے مین خندہ زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلے پر کھلی منہ بوسے کبھی لینے نہین دیتی
مری دشمن تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نکلتے ہین جو وقت رخصت عاشق اوس سے گلے ملکے
تو مروارید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مرے زخم گلو مین جب لگے ٹانکے تو وہ بولے
نئی انداز کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مرصع ای لطافت ہے غزل سب جوہری دیکھین
نئی ہر بیت مین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترے گھونگٹ کی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
دولھن پہنے ہوی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

تری گردن کی زینت دیکھکر ہین سب مین کہتے
ہمین تو بھانسلی پ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

رقیب اوس حور کو زیور پہناتا ہے تو رو تا ہون
جگر پر نیش زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

شب وصلت ہے گردن سے اوتارو مین گلے لپٹون
گران تمکو اگر چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

لڑکپن ہے جو وقت میکشی وہ یار کہتا ہے
کہ ساغر مین مری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

اوچھالو اوس گل کو سینہ کا بہار نخل قامت ہے
یہ پھل ہے پھول وہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو زرد ہوتی ہے ترے کنٹھے مین موتی ہین زرد
خرد او سو نکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

اگر وہ دست بند لعل مین تیرے ہین سپیکر
گلے مین شیشہ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

دکھا کر حسن اونکے طوق نے میرا گلا گھونٹا
تری سازش کچھ ایسی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

بڑھائی کیون نہ گردن ہے گھڑی طاؤس چھپکی کا
کہ ناگن آپکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

محافظ ہے نہ کوئی ہاتھ ڈالی انکی گردن مین
گلا گھیرے ہوئے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلا ہم اونکا یون ہیچ کر کے دیکھ لیتے ہین
کہ ہمکو کیا بھلی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

دو لائی لاؤ سینہ پر رقیب آنکھین لڑاتے ہین
کہ جگنی دھکدھکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

چھری ہے میر گلی پر رنگ اسکے جوہر دار وہ بوٹی
یہان زیبا یہی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مثال آفتاب اونکا اگر چہرہ چمکتا ہے
تو ہالہ مہر کا چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

تری زلف پرافشان حسن سے لپٹی ہے گردن مین
نئی صورت کی یہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلے مین پہنین کیا زیور کہ وہ نازک نہایت ہین
گران پھولونکی بھی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو گھبرائے ہوئے ہو گیا کسیکے ساتھ سوئے ہو
قفا کی سمت جو چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

لطافت ہر غزل ہے صاحبِ عالم کی فرمائش
جو موزون حسن سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مطلعہائے متفرق

جب جوانی تھی حسین کی چال پر پامال تھا
پاس میر بھی دلِ وارفتہ دور از حال تھا

وله

دی بلائے گھر خدا کی بھی نہ ہم تو جائینگے
جائینگے جس وقت عزرائیل لینے آئینگے

وله

وہی ہے مصحفِ عارض وہی رخ مین صباحت ہے
وہ نو خطا ہے تو قرآن در میان سیف کی صورت ہے

وله

دیکھکر دل لگیا عاشق حسین کی ہو گئی
حسن کا جلوا جہان دیکھا وہین کی ہو گئی

وله

وہ لب دیتے ہین بوسہ تیغ ابرو جان کھوتی ہے
دلا ہر حیلہ روزی ہے بہانہ موت ہوتی ہے

وله

کبھی اس شہر مین ہم بھی جوان خضر سلامت تھے
حسین تھا پاس وہ راز حال بیمار محبت تھے

وله

کیون نہو مستونکا مجمع خانۂ خمار پر
دختر رز ٹپکتی ہے ہر اک منجوار پر

وله

جو وصل مین وہ جدائی کا نام لیتے ہین
ہم اپنے دلکو کلیجہ کو تھام لیتے ہین

آسیا ہی آسمان سے رزق کی کیون آس ہے
پینا ہی کام اسکا یاس اسکے پاس ہے

وله

جھلک گئے شیشہ وہ قلقل یہ صدا دیتا ہے
تسبیح مثل ہی کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے

وله

چمن مین آج غنچون نے شکست فاش پائی ہے
ہوئے ہمسر دہان یار سی کیا منھ کی کھائی ہے

وله

سدا غل ہے سواری دیکھ لو منعم کی عبرت سے
ہیو سر کو بچھوا آلودہ دنیا و دولت سے

وله

دم بھر جو آکے پاس وہ قاتل ٹھہر گیا
تخفیف درد مین ہوئی کچھ دل ٹھہر گیا

وله

حاجی ہی اسمین ریاکاری جو اوسمین آئیگی
روسیاہی رند کی زاہد کی ماتھے جائیگی

وله

حسینون مین انداز ہی ہر عیب سے نقصان سے دور
دلبری تھی بھی یوسف مین تری جانثنی دور

وله

وہ قہقہے وہ مزے اور وہ صنم نہ رہے
وہ دل وہ سن وہ جوانی وہ دل وہ ہم نہ رہے

وله

جب نیا تھا عشق صدمے ہو چکے
مدتین گذرین کہ دل کو رو چکے

وله

زمستان مین جو دیکھا روز حسن روئے جانان تو
کہا لو شامت آئی دن لگی مہر درخشان کو

وله

جب کھایا اوسنے رخ دل سیکڑون لینے پڑے
وقت بوسونکا جو آیا لینے کے دینے پڑے

وله

اسو جہ سی ہی طفل کو آرام دوش پر
آغاز دوش پر ہے تو انجام دوش پر

وله

نہ عشق ہو نہ کسی بت کے متصل آئے
خدا کرے نہ کسیکا کسی پہ دل آئے

وله

نہ سہے جو کوئی وہ اونکے ستم سہتا ہون
عشق کی مار پڑے جھوٹ اگر کہتا ہون

وله

آئے نہ وہ نہ ہم گئے شکوے یوہین رہے
ہم ناتوان رہے وہ سدا نازنین رہے

وله

ذکر جل جل گئے جو مرنیکا ہے کاشانونمین
رات بھر رہتا ہی ماتم مرا پروانون مین

وله

نہ قرار آتا ہے دلکو نہ سحر ہوتی ہے
کس مصیبت سی شب ہجر بسر ہوتی ہے

وله

ہمچشمون مین عزت ہوئی مجھ بے سر و پا کی
اے دیدۂ گریان تجھے رحمت ہے خدا کی

وله

شب فرقت کہن مہتاب پر کب آشکارا ہے
ہمارے درد آہ دل نے کا جل جا کی پایا ہے

وله

جلوہ گر بام پہ تو شب کو اگر ہوتا ہے
چاند اے رشک قمر شہر بدر ہوتا ہے

وله

پروا نہین ہے دور رہے یا قفس مین رہے
آنکھونکے سامنے ہی وہ دلبر کہین رہے

وله

جلایا عمر بھر ہمکو لب رنگین جانان نے
لگائی آگ دلمین آتش لعل بدخشان نے

مصرع بر مصرع مشہور فارسی

سودا اگر عشقم بجہان از ہمہ بیشم
من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم

آور وہ بہ بازار محبت دل ریشم
من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم

ہر چشم دو دکان ست دم گریہ بہ پیشم
من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم

مصرعہا بر مصاریع عیہا

شاخ گل جب باد خزان سو کھ گئی
کھنچتے کھنچتے بلبل کی زبان سو کھ گئی

ہمین ہے وصلکی شادی ہر اک غم کا چلن بدلے
لباس نیلگون کہدو کہ اب چرخ کہن بدلے

لپٹ کر لیجیے بوسے نہ کچھ شرم و حیا کیجیے
بوقت وصل اگر معشوق سو جائے تو کیا کیجیے

بوسہ کا قصد نزع میں مجھ زار نے کیا
پرہیز مرتے مرتے نہ بیمار نے کیا

نیند آئے ہوا سے جو نہ اوس رشک پری کو
غنچے ہیں کیا بند نسیم سحری کو

مخمس بر شعر مرزا تقی صاحب ہوس مغفور حسب فرمائش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

جو روح دنیا میں تن سے نکلی تو بھولی عیش و نشاط و غم کو
عجب غفلت ہے طرفہ عالم ثبوت ہوتا نہیں ہے ہمکو
نہ مال و زر کی خبر ہے بالکل نہ پوچھتی ہے حشم خدم کو
کہا کہ نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

ابھی تو اچھے بھلے تھے بیٹھے نصیب تھا لطف بزم ہمکو
ضرور ہم پوچھتے کسی سے جو ہوتے ہشیار ایک دم کو
یکا یک آئی کچھ ایسی آفت کہ بھولے سب الفت و کرم کو
کہا کہ نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

کہاں ہے ساماں کدھر ہے توشہ ہوئی روانہ جو سب ارم کو
چلے ہیں زاد سفر ہے کیا کیا بتا یا یہ بھی نہ حال ہم کو
بیان مفصل کیا تو ہوتا سمجھ تو لیتی سوا کو کم کو
کہا کہ نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

شراب پی لی قضا کی سب نے کسی نے پوچھا نہ ہائے ہمکو
اجل کا ساغر چڑھا چڑھا کر ہوئے ہیں متوالے کھو کے دم کو
پڑے ہیں میخانہ جہاں میں بھلا کے سب لطف کو کرم کو
کہا کہ نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

سنائی سب سرگذشت قیصر سنائی افراسیاب و جم کو
یہ راز پوشیدہ پوچھ لیتے جو ملتے اصحاب کہف ہمکو
دکھاتے سکندر و سلیماں پڑے ہیں چھوڑے ہوئے حشم کو
کہا کہ نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

یہی ترود یہی تفکر یہی تفحص سدا ہے ہمکو
نہ بولتے ہیں نہ جاگتے ہیں نہ مانتے ہیں کسی قسم کو
کہ مرنے والے عجب اونگھے ہیں کھو کھو کے اپنے دم کو
کہا کہ نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

دیے دم غسل منھ پہ چھینٹے کہ دیکھیں اسطرح تشنہ دم کو
پکار تلقین کی بہائی بلا ہی تشنہ عجب ہے ہم کو
انھیں سنگھایا لگایا کافور تاکہ زائل کرے الم کو
کہا کہ نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

ہزار نالے کریں لحد پر ہزار طرح کریں الم کو
ہزار روئیں ہزار پیٹیں جواب دیتے نہیں ہیں ہمکو
ہزار منت کریں سبھوں کی ہزار دکھلائیں ہجر و غم کو
کہا کہ نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

روانہ پہلے ہی ہو گئے سب بڑھا کے سوئے جناں قدم کو
پھری ہیں آنکھیں خفا ہیں یا نیند ہے کیونکر دکھائیں غمکو

خبر کسیکو نہین لطافت اپنا چھوڑا ہی سبنے ہمکو
کہانکی نیند آگئی آئی مسافران رہ عدم کو
اٹھے نہ ایسے سوے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

مخمس بر غزل جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

طبیعت اکی برہمن حق پرستی کو ترستی ہے
ہوا ہون سخت حیران فکر کی کس درجہ پستی ہے
عجب پتھر پڑے ہین عقل پر کیون جوش مستی ہے
محبت ہر صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نیا سکتا عجب حیرت نرالی میری ہستی ہے
سدا ہون صورت تصویر مین حسرت برستی ہے
الگ بیٹھا ہون چپکا جوش وحشت ہی نہ مستی ہی
محبت ہر صنم کی مدتون سی دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نرالا ولولہ دلکا میان باغ ہستی ہے
بڑھا ہی ہاتھ ساغر لے رہے ہین تیز دستی ہے
چمن ہے جھمگھٹے احباب کے ہین مے پرستی ہے
جوانی کی بہار آئی ہی فصل جوش مستی ہے
وصال یار کی خاطر طبیعت کیا ترستی ہے

مدد بخت رسا نے دور ساغر نے ہے یاری کی
کھو شمعین بجھا دین تیریان باد بہاری کی
لپٹکر اونکے بوسے لین کہین ہو جلد تاریکی
شب وصلت ہی کیفیت نہایت بادہ خواری کی
اودھر وہ نشہ مین ہیجو ادھر عاشق کو مستی ہے

جوانی مین عجب کام آئی عادت بادہ خواری کی
کبھی ہے بوسہ بازی گاہ نوبت بادہ خواری کی
بغل مین ہی حسین معشوق کثرت بادہ خواری کی
شب وصلت ہی کیفیت نہایت بادہ خواری کی
اودھر وہ نشہ مین ہیجو ادھر عاشق کو مستی ہی

وہ قامت ہی الف نام خدا گلزار عالم مین
ہزارون بلبلین جس پر فدا گلزار عالم مین
حسین خوش وضع زیبا خوش ادا گلزار عالم مین
عجب بوٹا سا قد اونکو لگا گلزار عالم مین
نہایت خوشنما ہو رون بلندی ہی نہ پستی ہے

ہوے ہین باغبان پھر شاد گلشن مین بہار آئی
اوٹھا شور مبارکباد گلشن مین بہار آئی
نہین کچھ رحم ای جلاد گلشن مین بہار آئی
رہا کر دے ارے صیاد گلشن مین بہار آئی
قفس مین دید گل کے واسطے بلبل ترستی ہے

محبت کا اثر دیکھو طبیعت ایسی بھر آئی
ہوا بیتاب وہ دلبر سواری جلد منگوائی
محبت کی کشش اوس بیوفا کو کھینچ کر لائی
تعجب سے کہا جب قبر عاشق کی نظر آئی
یہ کس بیکس کی تربت ہی جہان حسرت برستی ہے

جگر مین خار غم ہین گل کے دامن سے جدا ہو کر
پھنسی ہی عندلیب آفت مین مسکن سی جدا ہو کر
تڑپتی ہے پھڑکتی ہی نشیمن سے جدا ہو کر
قفس مین موت آئی ہی جو گلشن سی جدا ہو کر

تو گل مین جا کے روح بلبل ناشاد بستی ہے

عبث اس حسن صورت پر فدا ہی دیکھ ای غافل	یہ جوبن عارضی ہی بیوفا ہی دیکھ اے غافل
مرقع زندگی و موت کا ہی دیکھ اے غافل	دو رنگی آئنہ دکھلا رہا ہی دیکھ اے غافل

اودھر نقشہ عدم کا اسطرف تصویر ہستی ہے

نظر کر سرخ سرخ آنکھونپہ تو کرتی ہے اے غافل	یہ دنیا ہی فنا ہو جائیگی ہر ایک شے غافل
بہت بنتا سنورتا رو رہی کس وجہ ہی غافل	دو رنگی آئینہ دکھلا رہا ہی دیکھ اے غافل

اودھر نقشہ عدم کا ہی ادھر تصویر ہستی ہے

شراب طیب طاہر کا اس دنیا مین ہون مفتون	نجس بادہ ہے جو مین سمجھتا ہون اوسے ملعون
محبت ساقی کوثر ہمیشہ سے ہے دل مخزون	غرض شیخ و برہمن سی نہین مین رند مشرب ہون

عبادتخانہ میخانہ ہے مذہب مے پرستی ہے

گیے بیع و شری مین پیچ کیا کیا زلف پر خم نے	مگر نقصان نہ کچھ اپنا ہوا بیخود کیا غم نے
تڑپتا تھا جگر مدت سے کچھ کچھ اب لگا تھمنے	تمہارے رنگکے تل کا بوسہ دل دیکر لیا ہمنے

نہایت بیش قیمت جنس ان مولونپہ سستی ہے

محبت جب سے کی آفت ہوئی نقصان ہے جانکا	ہمیشہ سامنا ہی پیچ و تاب رنج و حرمان کا
کہون کیا اور ہی عالم ہے کچھ طبع پریشان کا	ہوا ہے جب سے سودا اے فقیر گیسوئے جانان کا

دل شیدا کو میرے زلف ناگن بنکے ڈستی ہے

وفا کیسی محبت کیسی کیسا سحر کیا منتر	مقدم مال ہے خود رام ہو جاتے ہین سب دلبر
حسینونکو غلام اپنا بنا لیتے ہین اہل زر	بکے ہین جب سے یوسف مصر کی بازار مین جاکر

اوسی دن سے متاع حسن اس عالم مین سستی ہے

بتون سے دل لگایا جب سے تب ہر وقت محرق ہے	تنزل سوے مغرب گہ ترقی سوے مشرق ہے
وفور عشق کاذب مین کبھی سہل ہے کبھی دق ہے	عجب آسان رستہ عاشقونکو عشق صادق ہے

حقیقت مین اگر دیکھا بلندی ہی نہ پستی ہے

نہین معلوم خط دیکھا تو کیا دلبر نے فرمایا	شکایت کی کلام آئی تو رشک آنکھونمین بھر لایا
جو نامہ بھیجا تھا اوسکا جواب ابتک نہین پایا	ہوئی مدت کہ قاصد پاس سے اوسکے نہین آیا

نہ پیغام زبانی ہے نہ کوئی خط دستی ہے

یقین ہے بن سنور کی سامنے وہ مہ جبین آیا	مقرر نامہ بر کا بھی دل زار و حزین آیا
ہوا میری طرح کیا وہ بھی عاشق جب قرین آیا	ہوئی مدت کہ قاصد پاس سے اوسکی نہین آیا

نہ پیغام زبانی ہے نہ کوئی خط دستی ہے

نہ کھاتا ہی نہ پیتا ہی نہ سوتا ہے ترا عاصی	نہایت خوف ہی جان اپنی کھوتا ہی ترا عاصی

ہمیشہ دفتر اعمال دھوتا ہے ترا عاصی
گناہوں سے جو توبہ کر کے روتا ہی ترا عاصی
ٹپکتے ہین مسلسل اشک یا حسرت برستی ہی

عجب ہے سینۂ صد چاک اچھا ہو نہین سکتا
ذرا بھی قلب کو فرحت ہو ایسا ہو نہین سکتا
سرور و عشرت و راحت کا چرچا ہو نہین سکتا
کسی صورت گذر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا
ہمارے دل مین اس کثرت سے رنج و غم کی بستی ہے

کبھی آنا ادھر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا
بڑا مجمع ہی گھر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا
کجا رہنا اثر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا
کسی صورت گذر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا
ہمارے دل مین اس کثرت سے رنج و غم کی بستی ہے

بیان مرد و نکا ہی تربت مین ہر اک عہد باری ہے
تجھے ہونا ہی خاک اکدن بسر کر ہوشیاری ہے
غرض رکھ اس جہا مین انکسار و آہ و زاری ہے
بشر کے واسطے بہتر نہین کچھ خاکساری سے
بلندی ہی وہی باطن مین جو ظاہر مین پستی ہے

شہ لولاک احمد خاک پر مسکینون مین بیٹھے
زمین پر بوتراب اکثر خوشی سے لیٹ رہتے تھے
ہوے شبیر سونے والے فرش ریگ صحرا کے
بشر کے واسطے بہتر نہین کچھ خاکساری سے
بلندی ہی وہی باطن مین جو ظاہر مین پستی ہے

اجل ہی زندگی سی پاس واقف عشق مین دل ہے
فقط اک ہاتھ کا ہی فاصلہ دم بھر یہ مشکل ہی
کہ عقبے دوسری منزل ہی دنیا پہلی منزل ہے
نہین کچھ فرق اے قاتل تری تلوار حائل ہے
ادھر باغ عدم ہی اس طرف گلزار ہستی ہی

بشر کا مال و زر مین امتحان سب سے زیادہ ہی
بجا ہی کہتے یہ عرض لطافت یاکہ سچا ہے
اگر دل و ستم ہو حال دل آئینہ سارا ہے
سلیمان نیک و بد کا حال سچا آکے کھلتا ہی
یہ دنیا اک کسوٹی ہی کھرے کھوٹے کو کستی ہے

رباعیات

اعلے ہی علی جہان مین اور افضل ہے
شیعونکا یہ پیشوا ہے یون عالم مین
اس نام سے ہر بشر کی مشکل حل ہے
تسبیح مین جسطرح امام اول ہے

ایضاً

آفاق مین عجز سے ہے شہرہ میرا
کسطرح نہ دل سے خاکساری ہو پسند
سر سبز ہے یہ فلک سے ہی چاہ میرا
عالم مین ہے بوتراب آقا میرا

ایضاً

جب قبر مین بعد مرگ داخل ہونگے
دینگے جو فرشتونکے سوالونکا جواب
پہلو مین مدد کو شاہ عادل ہونگے
منکر نکیر ان سے اے دل ہونگے

ایضاً

غافل ہو نہ بادشاہ بحر و بر سے
لیتا ہے جو جام سامنے کوثر سے
آنسو رہیں چشم میں لطافت ہو جل
ہوتی ہے صدف کی آبرو گوہر سے

ایضاً

انسان کو عبث غرور ہو نخوت سے
دنیا عبرت سرا ہے پر وحشت ہے
کل غیر کے احوال پہ عبرت تھی جنہیں
حال آج انھیں کا قابل عبرت ہے

ایضاً

کرتا ہے گنہ عفو کا مشتاق بھی ہے
دولت کی طمع صبر تجھے شاق بھی ہے
رحمت پہ جو نازان ہے توکل بھی کر
غفار اگر خدا ہے رزاق بھی ہے

ایضاً

ہنسنا نہ کسی پہ تو نہیں یہ زیبا
تو بھی کہیں اک روز ہنسا جاے گا
ہر اک گل زعفران کو ہان فکرت دیکھ
ہے من ضحک ضحک کا مضمون پیدا

ایضاً

کب چین تہ چرخ کہن ملتا ہے
درد و قلق و رنج و محن ملتا ہے
دنیاے دنی مقام ہے عبرت کا
جب جان سی شے دو تو کفن ملتا ہے

ایضاً

اس جاہ پہ مت ہو نہ مغرور رہو
خدام و سواری سی نہ مسرور رہو
عبرت ہے ہاتھو سچو کے غل سے ہے ثبوت
پاس آسکے ہے دولت کی بلا دور رہو

ایضاً

افسوس نہ اتفاق کچھ جو ہم سر ہین
دعوا ہے تشیع کا عبث مضطر ہین
عاصی ہین کہین علی کو کیا اپنا امام
مشہور امام متقین حیدر ہین

خمسہ

نہ عشق فاسد و کیش دارم
حبیبے از حبیبان بیش دارم
عجب دردے لذیذے پیش دارم
دل از عشق محمد ریش دارم
رقابت با خداے خویش دارم

خمسہ

خلاف شرع و الفت نباشد رسم و راہ من
محبت از چنین دارم تو ابستا این گناہ من
بشر نادان و عاجز چیست عاشق شد الہ من
ندیدا ز عشق خالی لامکان را ہم نگاہ من
خدا ہم نیست بے معشوق پیغمبر گواہ من

مسدس

چلے ہے شکر خدا کا تجھے دولت گردی ... سیکڑون تجھسے گیا کرتے ہین کوچہ گردی
ہو ہر اک سے متواضع کہ ترقی گردی ... سب کہین کوٹ گئے خوبی و سخاوت بھری
لطف یہ ہے کہ نہو کبر نہ ہو بید ردی ... گر بدولت برہی مست نگردی مردی

تاریخ ولادت دختر جناب مرزا بہرام شکوہ قمرالدین حیدر بہادر دام اقبالہ کہ در ہر مصرع یک سن پیدا ست

اہل رتبہ قمرالدین حیدر ... مخزن خوبی و خباوہ وجرات
دی ہے خالق نے صبیہ تحفہ اب ... ہو ہبی صدر نشین عفت
سال تاریخ لطافت لکھا ... ایک نعمت یہ الٰہی رحمت

قطعہ تاریخ وفات جناب سید آغا حسن صاحب امانت مغفور والد مصنف دیوان ہذا

دریغا ہمرو آہ او ستاد کامل ... ہمہ گو ہمہ دان و عالی طبیعت
ولا سید آغا حسن اسم اقدس ... تخلص در آفاق مشہور امانت
جہان تیرہ و تار زین واقعہ شد ... بگو سال تاریخ ہجری لطافت
درین فکر بودم کہ رضوان فردوس ... بگفتا رسید ند امانت بجنت

تاریخ طبع واسوخت سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم

مشہور جو مولوی ہین یعقوب ... چھاپا یہ اونھون نے خوب نسخا
پڑھتے ہین عاشقان جانسوز ... ہے شمع کی بھی زبان پہ چرچا
ہوتے ہین کباب سنکے دشمن ... دل جلتا ہے غم سے حاسدون کا
لکھی تاریخ اسے لطافت ... واسوخت عجب صحیح چھاپا

تاریخ ولادت پسر راجہ محمد امیر حسن خانصاحب بن راجہ نواب علیخانصاحب مغفور

جو ہین امیر حسن خان جہان مین راجہ ... سخی و صاحب اقبال و جاہ جود و عطا
محب و شیفتہ دیندار و مومن کامل ... سدا ہین عاشق و شیدائی سید الشہدا
جہان مین انکو ملا اب غم حسین کا پھل ... کہ اک پسر ہے بہ فضل خدا ہوا پیدا
بروز شنبہ ولا چہارم محرم کو ... ہوا ہے خلق عزادار شاہ ہر دو سرا
ہوئی جو سال ولادت کی اے لطافت فکر ... تو آسمان چہارم سے مجکو آئی صدا
عبث تلاش ہے آگاہ ہو نہ کر تشویش ... کہہ آفتاب ریاست طلوع آج ہوا

تاریخ وفات جناب مجتہد العصر مولوی سید محمد صاحب رضوان مآب علی اللہ مقامہ

چون قبلہ و کعبہ در ارم جائے نفیس ... با حور جنان شدند در قصر جلیس
تاریخ بہ طرز نو لطافت گفتا ... اعدا و کتب بہشت ائمہ بنویس

تاریخ کتاب حلیۃ العرائس تالیف شیخ امراؤ علی صاحب در بیان نکاح و متعہ

شادی و جشن و عشرت گردید مومنین را
عقد دو حکم شرعی باہم شدہ مبارک
در قلب طالبان شد مطلوب وار جایش
بنویس اے لطافت تاریخ بے مشقت

ابلیس از خجالت مغموم و منفعل شد
حال نکاح و متعہ تحریر مستقل شد
در سیر این رسالہ ہر شخص مشتغل شد
این حلیة العرائس حجلہ نشین بہ دل شد ۱۲۹۰

تاریخ طبع دیوان نواب احمد حسن خانصاحب جوش

رنگینیان ہین کیا چمنستان جوش ہین
احباب کے شگفتہ ہوے غنچہ ہاے دل
یہ لطف دیکھکر جو لطافت نے فکر کی
ہے معجمہ حروف مین تاریخ طبع کی

مضمون ہین گل تو سہرو ہی مصرع ہر ایک تر
تازہ بہار ایسی گلستان کی دیکھکر
دی آسمان سے ہاتف غیبی نے یہ خبر
دیکھو بہار آئی ہے اس نظم جوش پر ۱۲۸۷ھ

تاریخ انتخاب دیوان نواب سلیمان خانصاحب اسد

سلیمان خان اسد ذی فہم اہل دانش و شاعر
زآن گلزار کردند انتخاب این تازہ گلدستہ
بہارش را لطافت دید و گفت این سال برجستہ

عجب دیوان نو کردند از طبع رسا موزون
کہ بر رنگینی او عندلیب دل شدہ مفتون
تکو تاریخ اے بلبل زہے عطر گل مضمون ۱۲۸۶

تاریخ ختم قرآن سلطان جہان بیگم بنت شاہجہان بیگم رئیسہ بھوپال

دلا بھوپال کی جو ہین زینت
جہان مین شہ جہان بیگم جو ہے نام
ہین اونکی جو کہ دختر نیک اختر
یہ بس سلطان جہان بیگم ہین مشہور
بہ شدّ و مد بشان و شوکت و جاہ
بٹے جوڑے عطا سب کو ہوا مال
لطافت اسکی تاریخین رقم کر
رقم کر وے ہوا ہے مصحف اب ختم
بشان و شدّ و مد قرآن پڑھایا ۱۲۸۸ھ
ہوئی ہے خرمی و عشرت اب لکھ
مبارک ہو مبارک ختم قران ۱۲۸۶ھ
رقم کر اور اک تاریخ ہجری ۱۹۲۶ سمت
ہوا جب محفل شادی مین مجمع
صدا ہاتف نے دی منبر پہ جائین

ملی ہین خوبیان اونکو خداداد
مثال شہ جہان ہے عدل و داد
بہت ہین مان کے تابع او منقاد
بڑھے ہے عمر انکی سب دشمن ہون برباد
ہوئی شادی نے فرح دل ہوئے شاد
ہوا انعام و خلعت بہر استاد
بجا لا مینول صاحب کا ارشاد
ملا ہے سال یہ ہجری خداداد
مگر ہجری کے ہین اسمین بھی اعداد
مسیحی سن بہ تحقیق و بہ اسناد
کیا یہ مادّہ سنبت مین ایراد
طلب کر صاحب قرآن سے امداد
حشم سے آتین بیگم نیک بنیاد
الم نشرح لک صدر کہ کرین یاد ۱۲۸۸

تاریخ حمام جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ہے بہر حضور اب مدد عترت اطہار … حمام بنایا ہے کہ ہو رفع اذیت
گرما ہے پئے صوم و صلوٰۃ آگی ہر اک غسل … شیطان ہے جلتا گئی سرما کی شکایت
پانی ہے موافق ہین نفاست سے بھرے حوض … کرتی ہے نہانے پہ یہان میل طبیعت
آرام سے کیا فصل زمستان ہے گذرتی … پاکیزہ کہا اک مصرع تاریخ لطافت
سردی ہین عجب فیض ہوا لطف ہے جاری … حمام سے ہر اک ہے آب گرم طہارت ۱۲۸۸ھ

تاریخ بنا و اتمام امام باڑہ جناب قبلہ و کعبہ ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب

قبلہ و کعبہ اعلم و اکمل … عابد ابرار متقی و پارسا
مجتہد جامع الشرائط ہین … زاہد و عابد و مطیع خدا
علما ہین بہت ہین یہ ممتاز … جگر و جان سید العلما
ہے جو انکا امام باڑہ رفیع … خوب و مرغوب و تحفہ و زیبا
اس مکان شریف و اقدس کی … جب ہوئی اس جگہ شروع بنا
کہدیا تعزیت سرائے حسین ۱۲۸۶ھ … بس لطافت نے سال ہجری کا
بن چکا جب تمام او کمال … ہوگئی مجلس عزا برپا
کی رقم دل نے دوسری تاریخ … تعزیہ خانۂ حسین ہوا ۱۲۸۰ھ

تاریخ وفات نبیرہ نواب میر یوسف علیخانصاحب

افسوس و آہ سید عالی نسب حسین … ہے مہر والدین کو ایسے پسر کا داغ
یکشنبہ بارہوین رمضانکی قریب شام … پہنچا دل ملول کو نور نظر کا داغ
تاریخ کی ہوئی جو لطافت کے دلکو فکر … ہاتف نے دی صدا کہ رقم کر پسر کا داغ ۱۲۸۸ھ

تاریخ رسالہ مرزا رحیم بیگ صاحب در علم موسیقی مسمی بہ تسہیل ستار

جو کہ رنگین طبع ہین مرزا رحیم … علم موسیقی کے ماہر بیگمان
ہے رسالہ اونکا تسہیل ستار … ولیسے عاشق جسکے اکثر نوجوان
کی لطافت نے بجائے خوب جو فکر … تاکہ اک تاریخ ہجری ہو عیان
وقت تحریر آئی در پردہ صدا … لکھدے تسہیل ستار ساز دان ۱۲۸۶ھ

تاریخ وفات جناب داروغہ دلدار خانصاحب

مشفق و یار و حبیب و دوست من آہ آہ … تیرہ و تاریک شد از رحلت او این جہان
خوش نصیب و خوشدل و خوش خلق و خوش اقبال بود … داشت وقت آخر ای عجب بخت جوان
ماہ پنجم بود و ہم تاریخ پنجم وقت شب … رفت پیش پنجتن از نیتش جہت با عز و شان
چون لطافت را بدہر این صدمہ تازہ رسید … در حروف پنجمہ شد سال تاریخش عیان
گفت رضوان شیعۂ حیدر رسیدی صد مرحبا … ای زہے طالع بیا در خلد یا دلدار خان ۱۲۶۹ھ

تاریخ وفات جناب مرزا والا جاہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

عجیب واقعہ شد بعد نصف شب افسوس / کہ زو دردناک و ملول اند از خواص و عوام
ازین جہان سوئے باغ جنان نمود سفر / امیر ابن امیر اہل دل بلند مقام
وحید عصر محمد بہادر اسم شریف / فقیہ و عالم و عادل رئیس نیک انجام
زکی و شاعر ماہر تخلصش عاشق / کمال بود بشعر و سخن فصیح کلام
معاون فقرا زیب محفل امرا / دو بار رفت بہ حج زائر امام امام
ز طبع خوب است لطافت چو مصرع تاریخ / بگفت صوری و ہم معنوی بہ لطف تمام
حروف مصرع آخر اگر شمار کنند / شود معائنہ تاریخ ماہ نے آلام
ز حرف اول مصرع نود و روز وفات / غرض شد ہمہ یکجا ز فکر و کوشش تام
بوقت این غم جانکاہ سال ہجری بود / ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ بماہ صیام ۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات زوجۂ برادر منشی نولکشور صاحب مالک مطبع و وده اخبار

ہین جو کہ نولکشور مشہور / اہل مطبع ہین لکھنؤ کے
تھے شاد بھتیجا ہوگا پیدا / امید ہوئی تھی فضل رب سے
ناگہ بھاوج کو موت آئی / بی دم مین جان دردزہ نے
افسوس فلک نے کیا کیا ظلم / دشمن کو بھی اس طرح نہ غم دے
لکھو مصرع سال اے لطافت / کیا رنج دیا خوشی کے بدلے

تاریخ وفات جناب میر ببر علی صاحب انیس اعلی اللہ مقامہ مداح و ذاکر سید الشہدا ۱۲۹۱ھ

جو میر ببر علی تھے انیس ذاکر شاہ / وحید دہر سب اہل زبان کے راس رئیس
فصیح و کامل و حسان وقت و دعبل عصر / جنان مین جا کے ہوئے ساتھ حور عین کے جلیس
قریب شام ہوئے وہ مہ کمال تمام / اخیر چاند تھا گذرے تھے آہ دن انتیس
سنا یہ واقعہ جانکاہ جب کہی تاریخ / کہ جسمین لفظ ہین آئے مناسب و سلیس
بیان مصرع آخر کے اب صنائع ہون / بہ فکر سمجھین لطافت جیسے حساب نویس
شروع مصرع تاریخ جو کہ ہین دو حرف / مہینہ ایک ہے اور دوسرا ہے روز خمیس
سنین بھی ہین عیان اوس سے عیسوی ہجری / جو بینات زبر ہون رقم بہ طور نفیس
وہ مرثیہ نہ وہ پڑھنا نہ وہ بڑے مجمع / اداس مجلس ماتم ہی سامعین و بس بیس
عجیب مصرع تاریخ سے ملا کہتا / یہ پنجتن کا ہے نوحہ انیس ہائے انیس ۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ مداح حضرت شبیر

صائب وقت انوری عصر سحبان جہان / دعبل دوران و حسان زمان مرزا دبیر
صاحب عز و شرف مداح آل مصطفی / تھے فرزدق مرتبہ روح القدس کے ہمصفیر

سمت ملک جاودان اس دار فانی سے گئے
داغ بر دل خاک بر سر غمسے ہین برنا و پیر

روز سہ شنبہ تھا اور سلخ محرم وقت صبح
ماتم شہ مین ہوئے یہ ماہ غم کے ساتھ اخیر

مدح حیدر مین عجب تھا وجد اور جوش و خروش
تھے مدام اس دور مین مست مئے خم غدیر

ہر طرح اللہ نے اونکو کیا تھا اہل دل
تھے رجوع قلب سے شاگرد و دلگیر و ضمیر

مجلسین سنسان ہین ویران ہین ماتم سرا
ہاے وہ گریہ نہ وہ شہرہ نہ وہ جم غفیر

واقعہ یہ سنکے فکر سال جب مجھکو ہوئی
آئی ہاتف کی صدا یہ تخرجہ ہے بے نظیر

ہان الم سے سر اوٹھا کر لکھدے تاریخ وفات
باغ بے بلبل ہے ہندستان لطافت بی دبیر

۱۲۹۲ھ

تاریخ مسجد آغا علی خان صاحب

ساخت آغا علی خان مسجد
حبذا کار خیر و اقبالش

اے لطافت بگفت ہاتف غیب
اے زہے خانۂ خدا اساسش

۱۲۹۴ھ

تاریخ طبع دیوان جناب راجہ نواب علی خانصاحب سحر مغفور

راجہ نواب علی خان سحر
دین و دنیا پے آن شد مجموع

شیعۂ خاص و عزادار حسین
زاہد و متقی و اہل خضوع

عابد وقت سحر شب بیدار
این تخلص پے دوالتش موضوع

شاعر کامل و خوش فکر و فصیح
طبع عالی و کلامش مطبوع

منتشر بود کلام رنگین
در گلستان جہان مثل فروع

پسر صاحب اقبالش سحر
صاحب خلق و مروت ز شروع

خوش خطاب ست امیر الدولہ
ہر صفت نیک بذاتش مجموع

جمع دیوان پدر را فرمود
بہر اعلان و پئے طبع و شیوع

یافت تاریخ لطافت فوراً
شد طبیعت چو پے سال رجوع

مصرع روشن و تابندہ نوشت
چہ بیاض سحر از طبع طلوع

۱۲۹۳ھ

تاریخ وفات جناب میر نواب صاحب مونس مداح و ذاکر سید الشہدا

ذاکر و مداح و زائر مرثیہ گوے حسین
فخر سحبان رشک حسان صاحب فکر بلند

در فصاحت بے عدیل و در بلاغت بے نظیر
طبع رنگین و کلامش بود مطبوع و پسند

در مہ شوال کرد از درد دل فوراً وفات
در شب جمعہ دل احباب گشتہ دردمند

آہ قبل از نصف شب ثانی عشر از ماہ بود
کان زبان دان جہان زا شد زبان یکبارہ بند

مومنین احباب اعزا دست بر سر نوحہ خوان
سامعین در مجلس شہ ماتم او میکنند

سال تاریخ وفاتش اے لطافت خواستم
یک بیک ہاتف ز کلک تازہ در خاطر فگند

بہر سال اعداد مونس را بغیر صفر گیر
واو کن مقلوب میم و نون بہم سین را دو چند

۱۲۹۲ھ

تاریخ عطائی سند بہ میرزا حاتم علی صاحب مہر

جناب میرزا حاتم علی مہر — مثال بدر روشن ہر کمالش
سند از قیصر ہندوستان یافت — بحمد اللہ ترقی کرد حالش
فلک گفت از لطافت وقت تحریر — زہے خوش طالعی مہر سالش

۱۲۹۳ھ

تاریخ ختنہ صاحبزادگان جناب نواب میرزا محمد مہدی علی خان بہادر دام اقبالہ

جو ہین نواب عالی رتبہ و ذی شان و ذی شوکت — کہ اس عالم مین ہے چار طرف دھوم اونکی خوبی کی
جہاتین حضرت مہدی علیخان نام نامی ہے — ہوئے اونکے پسر مختون نکلی آرزو جی کی
عجب محفل ہوئی طرفہ سمان تھا جشن و راحت کا — نشاط و عشرت و عیش و مسرت نے ترقی کی
خوشی کی نوبت آئی انجمن آراستہ دیکھی — و فور روشنی سے تھی عجب کثرت تجلی کی
لطافت پڑھیا اک مصرع تاریخ ہجری لکھ — مبدل نور سے ہے محفل دنیا کی تاریکی
لیا جراح نے گیا نام روشن بزم عالم مین — گل شمع مسلمانی لیا سنت ادا جی کی

۱۲۹۵ھ

تاریخ ولادت پسر شمیر صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ

اے زہے نیکی شمیر صاحب والاحشم — صاحب انصاف و عقل و فکر و علم و عدل و داد
حاکم بیدار مغز و نکتہ سنج و منتظم — دوستدار ذی کمال و دشمن اہل فساد
نیکی بر رحمتش ثمر آورد در باغ جہان — نور چشم و رونق خانہ خدا فرزند داد
سال تاریخ ولادت را لطافت نظم کرد — اختر جاہ و جلال و دولت و اقبال باد

۱۸۷۳ع

تاریخ تعمیر چاہ جناب نواب صادق علیخان بہادر

خان و نواب و اہل جود و کرم — پسر بنت شاہ چشمۂ فیض
اسم صادق علی است بحر سخا — صاحب عز و جاہ چشمۂ فیض
بہر نفع عوام از حکمش — شد بنا طرفہ چاہ چشمۂ فیض
مصرع مادہ لطافت گفت — اے زہے واہ واہ چشمۂ فیض

۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات زوجہ داروغہ میر دائم علی صاحب

سید عالی نسب دائم علی داروغہ اند — زوجہ اش با طور احسن رفت پیش فاطمہ
ماہ چارم نوزدہ تاریخ شنبہ وقت شب — سیدہ بود و ز مدفن رفت پیش فاطمہ
چون لطافت این خبر بشنید فوراً فکر کرد — گفت سال آن پاکدامن رفت پیش فاطمہ

۹۶

تاریخ وفات گوہر النسا خانم

گشت چون گوہر النسا خانم — غرق دریائے رحمت یزدان
روز جمعہ ربیع الآخر بود — کہ شد آخر بہار ہستی شان
بود تاریخ ماہ یازدہم — سوئے زہرا ز شوق گشت روان

فکر تاریخ شد لطافت را ۔ گفت با وا مقام باغ جنان ١٢٩٦ھ

تاریخ بنائے حوض جناب مرزا بہرام شکوہ قمر الدین حیدر بہادر دام اقبالہ

جو دریا دل و قلزم فیض ہین ۔ جو ہین صاحب عالم و نامور
سدا اوقات سے جنکے جاری ہی خیر ۔ برستے ہین ابر کرم سے گہر
لطافت اگر مادہ کی ہے فکر ۔ تو سن ہجری و عیسوی جمع کر
جو مصرع کے لین بنیات و زبر ۔ ملین عیسوی سب ہے ہو لیکن بدر
فقط لین زبر گر گھٹا چھوڑ کی ۔ تو ہو سال ہجری عیان بے خطر
غرض طرفہ تاریخ موزون ہوئی ۔ کہا واہ حوض لطیف قمر ١٢٩٥ھ

تاریخ ولادت فرزند چودھری سعید الدین صاحب سعید بدایونی

صاحب خلق و مروت شاعر شیرین بیان ۔ چودھری جو ہین بدایون مین سعید الدین سعید
انکو کارا خدا نے چشم اور نور نظر ۔ حق تعالےٰ نے دیا ہی اونکو فرزند رشید
یہ مہ نو دیکھکر کیونکر نہ سب کا دل کھلے ۔ یہ پسر قفل دل پر آرزو کی ہے کلید
اے لطافت نظم کر سال ولادت اسطرح ۔ دھوم ہو تاریخ ہی یہ قابل دید و شنید
آٹھ حصے گر بڑھا نکے بدر سے یہ پسر ۔ سال پیدائش یہ طرز خوب ہو جائے پدید
یعنی لین نو بار اعداد سعید اہل خرد ۔ سال ہجری ہاتھ آئے فکر کرنا ہو مفید
مصرع آخر کے گر لکھین زبر اور بینات ۔ عیسوی تاریخ نکلے خوب بے مثل وحید
ایک ہی مصرع مین ہی تاریخ ہجری عیسوی ۔ واہ اسکو کہا نو آسمان نے بھی سعید

تاریخ سوختن جناب مرزا ثریا قدر بہادر خلف جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ ١٢٩٦ھ

چو از مسیح ثریا قدر زجیب آہ ۔ رقم و اسوخت عدید نور و پر ضو
نے سال مسیحی اے لطافت ۔ بگو نظم ثریا عمیدہ و شہ ١٨٧٩ع

قطعہ تاریخ بنائی امام بارہ جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب در صنعت توشیح

جو ہین حکیم حاذق و یکتائے روزگار ۔ اکمل طبیب اور ہین تشخیص مین وحید
دست شفا خدا نے کیا اونکو وہ عطا ۔ گویا کہ قفل مخزن صحت کی ہی کلید
نباض وہ کہ حال کہین خود مریض کا ۔ مشتاق وہ کہ کھوئین مرض کہنہ و جدید
یونان کے حکیمونکو انسے مثال کیا ۔ یہ مومن اور شیعہ وہ دہریہ و عنید
لقمان عصر انکو کہون مین تو ہے بجا ۔ احباب کے مسیح تو فعال ہین حمید
بے طمع و طرفہ تجربہ کار و دوا شناس ۔ ہر نسخہ انکا قابل مدح و ثنا و دید
ہمیشہ خلق مین ہین تواضع مین بے عدیل ۔ ختم انکسار سے بخوبی مثل با عمید
جنکا مثال بدر کمال انکا شہر ۔ مانند ماہ فیض قریب اور ہی بعید

عابد تقیہ زاہدِ شبیر نیک خو
کہتے علی محمد انھین ہین یہی ہے نام
ہے یہ امام باڑہ بنا انکے فیض سے
خوش قطع خوش نما ہے عزاخانہ رفیع
کیا خوب کی بنا مدد اہلبیت سے
ہوتی ہے شام کو جماعت یہان نماز
مجلس مین شیعہ کیا ملک آتی ہین شوق سے
کیا کیا مریض عشق حسین آتے ہین یہان
عصیان کا ڈر ہے آنسو وشی کرتے تقیہ
حرف شروع مصرع اگر ایک جا ہون جمع
ہجری سنین کی جو لطافت نے فکر کی
نکلا مثال اشک یہ صحت یہ مادہ
١٨٨٠ع

اہل مروت اہل کرم اہل دین سعید
مشہور شیخ سن مین جوان عاقل و رشید
بہرِ عزا او اتم شاہنشہ شہید
حورون مین دہوم ہے کہ یہ قصر جنان فرید
بہر غم حسین زمین لی ہے خوش خرید
نا موم شیعہ سید امام آتے ہین وحید
آتے ہین پنجتن بھی بجا ہو نکیون شدید
اپنی دوا سمجھتے ہین رونے کو جو عمید
کھوتے گناہ کا ہین مرض کہنہ و جدید
ہو سال عیسوی عجب انداز سے پدید
مصرع ملا ہوا کرم خالق مجید
درد عزا کو واہ یہ بیت الشفا مفید
١٢٩٧ھ

تمت

تقریظ ازچکیدۂ قلم جادو رقم ناظم کلیات نثار بہمتا جناب شیخ فدا علی عرف اچھے صاحب عیش

لطافت سخن و فصاحت کلام حمد او س ناظم کلیات کی ہے کہ جسنے ایک لفظ کن سے مسدس جہات و مسبع افلاک و رباعی عناصر و مخمس حواس و مثمن جنات و معشر عقول و مثلث ارواح کو ایسے صنائع و بدائع کے ساتھہ خلق فرمایا کہ جس کا لطف معنی و مطلب باریک آج تک کسی حکیم فیلسوف کی سمجھہ مین نہ آنا تھا نہ آیا اے مہندس بسے جو ید از راز شان ٭ نداند کہ چون کردی آغاز شان ٭ خیمہ چرخ برین و سپہر رفیع کو اگر دیدۂ حق بین و چشم بصیرت سے معائنہ فرمایئے تو یہی کہیے کہ اسکو بایں وسعت و بی اسباب و او تاد با وصف اس فاصلہ کبرے کے کیونکر استادہ کیا ایک مطلع کونین مین کیا کیا مضامین حکمیہ نظم فرمائے ہین کہ جنکا حل مفصلات کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال اور دبیر عطارد نظیر کے ذہن وقاد اور طبع نقاد مین نہ گذرا آخر معترف عجز و قصور ہو کر صاف صاف کہدیا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم سب کا قافیہ تنگ ہو گیا ہر دانشمند النسان اوسکی عجائب عجائب قدرتون کو دیکھکر آئینہ کی صورت دنگ ہو گیا صم بکم کا نقشہ ہو اگونگے کا سپنا ہوا کلام بلاغت نظام کی شہرت اور رونق نعت اوس شاہ بیت قصیدۂ رسالت کی ہے کہ جو اس دو غزلۂ دارین مین وہ مصرعہ برجستہ ہے کہ جس کا مصرعۂ ثانی صورت ذات باری ہاتھہ آنا غیر ممکن بلکہ ممتنع الوجود ہے ہم کیا ہماری تعریف کیا چھوٹا منھہ بڑی بات اوس اشرف کائنات خاتم النبیین سید المرسلین کی مدح و ثنا قرآن مجید و فرقان حمید مین موجود ہے انک لعلی خلق عظیم خود ارشاد معبود ہے تعریف سخن منقبت اوس مطلع دیوان امامت کی ہے کہ جو بیت خدا کا مصرعۂ ثانی ہے جسکا اثبات شرف و فضل مین یا ایہا الرسول

بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ارشاد ربانی ہے اسی طرح گیارہ فرزند
ارجمند اوسکے بعد دیگرے ارکان دین مبین و در رغرر بحر شرع متین ہین اما بعد نا بلد کوچۂ
سخندانی ہرزہ گرد بیابان نادانی تراب اقدام شعرائے باکمال وسخنوران نازک خیال بندہ مستہام
آباج نگاہ سہام آلام فدا علی عرف اچھے صاحب عیش برائے تمام خدمات عالی درجات سخن سنجان معنی آفرین
مین مدعا طراز وگزارش پرداز ہے کہ ان دنون معشوق مشکین کلالہ غالیہ مو ماہرو رنگین عذار وہ شاہد
سراپا ناز ہے کہ جسکے حسن کے روبرو شاہدان خلخ وچگل کی تعریف محض فضول وبیکار ہے حجلۂ طبع
عنقریب آراستہ وپیراستہ ہوکر رونما ہونے والا ہے لاریب عجب عابد کش زاہد فریب نگار ہے
کہ جسکا نظیر مرقع طبع وخیال شعرائے دیار وامصار مین دشوار ہے آج تک ایسا دلبر شوخ وشنگ
ہمنے تو کیا پیر چرخ نے بھی باین پیرانہ سالی با وصف عینک مہر وماہ دو سر اہمسر دیکھا نہ سنا رنگین عذار
خورشید رخسار چور نگاہ جادو نظر برق وش دلپذیر و دلکش ماہ سیما مہر لقا نازنین مہ جبین غنچہ دہن یاسمین بدن
نازک اندام دل آرام حشر رفتار گلشن حسن کی تازہ بہار سرو قامت بھولی شکل پیاری صورت
شوخ مزاج شاہدان سخن کا سرتاج حاضر جواب غیرت آفتاب عشوہ گر نازک کمر عربدہ جو تند خو سرمست بادۂ
غرور رشک پری غیرت حور یوسف جمال صاحب غنج ودلال ابرو کمان یاقوت لب گہر دندان
بدقت میتوان فہمید معنی ہاے نازِ او * کہ شرح حکمت العین ست مژگان رازِ او * طبیعت مین
چلبلاپن بھرا عضو عضو سے جوبن ٹپکا پڑتا بے مثالی کی خود نشانی ہے اٹھتی کوپل نئی جوانی ہے
ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم * کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست * یہ کون محبوب دل نواز ناظورۂ
رنگین ادا سراپا ناز اپنے عصر ودہر مین بے انباز ہے جسکی تعریف مین یہ نثر بلا شبہہ اعجاز ہے
نام اس آفت جان غارت گر تاب وتوان ہوش ربائے اہل جہان کا ریاض لطافت ہے یہ دیوان
اوس مہر سپہر سخندانی خسرو اقلیم معانی کا ہے جسکے فصاحت وبلاغت کی تمام عالم مین شہرت ہے وہ کون گل
سر سبد گلشن خوش بیانی بلبل شیوا زبان حدیقۂ الفاظ ومعانی در یتیم بحر سخنوری لعل نداب بدخشان معنی
گستری سیاح بحور عروض والی سیاح جہان نکتہ رانی غیرت فردوسی وخاقانی سخنور بے مثال شاعر
باکمال فخر شعرائے ماضی وحال حالی بند عرائس ابکار خیال رشک سعدی شیرازی فارس مضمار نکتہ پردازی
عندلیب گلزار ہندوستان سخن سنج ہمہ دان دلدادہ رعایت لفظی ومعنوی خلاق معانی ومضامین نغز
سخن رس عدیم المثال رنگین فکر نازک خیال خورشید آسمان بلاغت شمع شبستان فصاحت یعنی
سید حسن متخلص بہ لطافت مغفور خلف اکبر سید آغا حسن امانت ہین جنکے کلام
بلاغت نظام کے شائق وطالب قدردانان والا فطرت صاحبان دانش وفرہنگ وشعرائے
نازک فکر عالی طبیعت ہین اگر چشم انصاف دور از اعتساف سے ملاحظہ فرمایے تو فی الحقیقت یہ دیوان
لطافت کی جان ہے عذوبت الفاظ پر فرہاد وار جان شیرین قربان ہے سواد حروف پر قیس آسا
لیلی وشون کی دیوانگی ظاہر وآشکار ہے بین السطور پر کہکشان آسمان یا مہ جبینونکی مانگ کا شبہہ

لذت ہاتا ہے الفاظ مرکب و مفردہ سے وصل و ہجر محبوب خوبرو کی صورت پیدا ہے جو نقطہ ہے خال
رخسار عنبرین مویان گجلا ہ کی طرح انتخاب ہے جو دائرہ ہے غیرت بدر کامل رشک وہ آفتاب ہے
جو غزل ہے بے نظیر و بے مثال ہے جو مضمون ہے اپنی ہمتائی پر آپ دال ہے جو مصرعہ برجستہ ہے
برق خرمن سوز عقل و ہوش ہے زیور نقاط زیر و زبر سے معلوم ہوتا ہے کہ معشوق مرصع
پوش ہے جو بیت ہے دیوان ہلالی کا جواب یا بیت ابروے کشیدہ معشوق شوخ و شنگ ہے المختصر
یہ دیوان اپنی ہمتائی ہین فرد ہر شعر مین نیا رنگ ڈھنگ ہے ہزارون دیوان دیکھے سیکڑون
اشعار سنے مگر یہ مضامین جدیدہ یہ ترکیبین نفیس یہ بندشین عمدہ یہ تناسب الفاظ یہ رعایت لفظی
و معنوی کی پابندی یہ سلاست یہ فصاحت یہ بلاغت جو لطافت کے کلام مین موجود ہین انکے
معائنہ سے بے ساختہ دل پھڑک جاتا ہے ہر مرتبہ جوش خود رفتگی سے یہ مطلع زبان پر آتا ہے
ے لطافت کا یہ مخزن ہے ہر اک خوبی کا مجمع ہے ✤ نہین دیوان تصاویر حسینان کا مرقع ہے
بس عیش حزین بس اب دعا پر ختم کر بس الٰہی یہ دیوان لطافت نشان فصاحت عنوان تا بقاے جہان
و جہانیان مطبوع طبائع خاص و عام رہے ایسی شہرت ہو جس سے دیار و امصار مین مصنف مغفور کا نام رہے

تاریخ طبع دیوان متعلق تقریظ

چو این کلام لطافت بہ طبع شد مطبوع … بجلّ ز حسن و جمالش عروس ماہ جبین
دلم بگفت بکن عیش فکر تاریخش … برا رسال ز لفظ نگار و شوخ و حسین

تاریخہاے وفات جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم از طبائع گہربار شعراے عالی وقار

النس جناب میر مہر علی صاحب ذاکر و مداح حضرت سید الشہدا

لطافت از چمن دہر رفت چون بہ ارم … بغیر او شدہ بے لطف صحبت شعرا
شکستہ شد کمر نظم چون دل احباب … سخن حزین شد و ہر بیت شد مکان عزا
براے سال وفاتش جز این نگویم انس … جدا جدا اصف ماتم بود مشاعرہا

افضل جناب فضل الدولہ مظفر الملک سید فضل علیخان صاحب شوکت جنگ خلف جعفر جناب امیر مغفور

عالم چرا سیاہ نگردد بچشم من … افضل غروب شد بہ زمین مہر شاعران
دل گفت سال فوت ز نام و تخلصش … سید حسن لطافت زائر شد از جہان

ادب جناب سید حیدر میرزا صاحب خلف جناب سید حسین میرزا صاحب عشق مرحوم

اے یار جمع توشۂ راہ عدم بساز … معلوم نیست از چہ سبب این غفلت است
گر صد ہزار سال گذاری بعیش و غم … آخر ہمان لحد کہ دران جوش وحشت است
انجام انبساط و سرور جہان ہمین … در احتضار و تربت و برزخ مصیبت است
ای دوست پرس از لحد کیقباد و جم … اکنون کجا حکومت و جاہ و ریاست است
آن خانہ را کہ رشک گلستان نمودہ بود … در وے ہجوم غول بیابان و وحشت است

برتربت سکندر و دارا نظر بکن
پس بشنو از من این سخن چند ای حبیب
بردار دل ز الفت یاران و اقربا
خوشتر مگر ز عشق خدا نیست مونسے
بنگر بمرگ حضرت سید حسن بغور
رفتیم چون بمدفن مرحوم اے ادب

جز بیکسی و یاس کجا شان و شوکت است
هرگه کنی تو غور بآنها ضرورت است
کن عمر صرف الفت حق هرچه مهلت است
گر زوے نز وحشت لحد تا رفرصت است
غافل مشو که دار فنا جاے محنت است
گفتیم جاے نوحه و آلام و عبرت است ۱۳۰۱ھ

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی اوستاد والی رامپور سابق

خسرو چون وفات لطافت شنید
گزشت از شمار حروف و نقاط
پس انگه بگفتا که بشنو امیر

پئے سال رحلت بهر سو دوید
هم از مصرع سال اضافت کشید
لطافت بجد لطافت رسید ۱۳۰۲ھ

انجم جناب نواب سید بهادر حسین خان صاحب فوٹوگرافر شاگرد جناب امیر مغفور

حیف سید حسن از بزم جهان رحلت کرد
میکنم فکر چو انجم پئے سال فوتش

شاعران را به غم و رنج و محن مے بینم
بے لطافت گل رخسار سخن مے بینم ۱۳۰۱ھ

اخگر جناب میر وزیر علی صاحب تلمیذ رشید میر عباس صاحب سلیم مرحوم

روا رفنا سوے ملک بقا
بر احباب طاری شد از هجر او
بهر مجلسے ذات مرحوم بود
بملک فصاحت عجب ناظمے
ز مضمون رنگین اشعار او
بزهد و ورع بود رشک جهت
شد اخگر خیالم برنج و ملال
ندا کرد هاتف ز روے قلق

جسم قضا رفت سید حسن
غم و درد و ایذا و رنج و محن
گلے در چمن شمع در انجمن
سواد بیانش چو مشک ختن
غزلهاے دیوان چو گل در چمن
مطیع خدا امیر و پنجتن
که سال وفاتش کنم نظم من
شده بے لطافت ریاض سخن ۱۳۰۱ھ

آغا جناب مرزا آغا حسن صاحب تلمیذ جناب میر وزیر علی صاحب مرحوم

از غم مرگ جناب مرحوم
بهر تاریخ نوشتم آغا

بزم گشت و فور حسرت
شد لطافت بجد و جنت ۱۳۰۱ھ

احمد جناب غلام احمد خان صاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

زدار فنا رفت سوے جنان
دلم گفت احمد پئے سال فوت

سخن دان بے مثل و معجز بیان
بگو اشرف شاعران زمان ۱۳۰۱ھ

اعجاز جناب سید اعجاز حسین صاحب تلمیذ جناب مشتاق

خاصان خدا عشق نکردند زدنیا — کردند مگر لعنت و نفرین و ملامت
چون سید مرحوم نظر کرد بادشان — زحمت سفر کی بست از این دار مصیبت
هیچک نه خیالِ غم احباب نمود — یک سینه صد رشتهٔ انفاس صحبت
اعجاز دم آه و بکا گفت سن او — رفته به گلستان جنان آه لطافت ۱۳۰۱

بسمل جناب سید محمد عسکری صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان

فریاد از جفائے فلک ظلم روزگار — اوستادِ من لطافتِ شیرین سخن بمرد
نامِ سخن ز فکرتِ مرحوم زنده بود — افسوس او چه مرد دلِ اہلِ فن بمرد
بسمل به بینات و ز بر سال عیسویست — یکتائے روزگار و وحیدِ زمن بمرد

تعشق جناب سید میرزا صاحب برادر جناب سید حسین میرزا صاحب عشق مغفور ۱۸۸۴

چون گذشت از دہر فخر شاعران سید حسن — آنکه نظمش از لطافت دشت رنگ بوستان
فکر در سال وفات او تعشق کرد و گفت — حیف رفته بلبل شیوا زبانی از جهان ۱۳۰۱

تسنیم جناب نواب محی الدین حسین خانصاحب مدراسی شاگرد مصنف و مؤلف دیوان

شاعرِ بے نظیر اوستاد ے — آه چون کرد رحلت از دنیا
گفت تسنیم سال تاریخش — پاک رفت لطافت از دنیا ۱۳۰۲

ثریا جناب شاہزاده مرزا ثریا قدر بہادر خلف الصدق جناب شاہزاده مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقباله

شیرین کلام شاعر چون طوطئی سخن گو — اشعارِ آبدارش جمله پر از بلاغت
اصداف لفظ مملو از گوہرِ معانی — ہر مصرعِ سلیسش سرمایۂ متانت
از صرصرِ اجل شد پژمرده آن گل تر — بربست رختِ ہستی آخر ز دارِ محنت
تاریخِ سالِ رحلت گفتا چنین ثریا — با خاطرِ حزین و در حالتِ مصابت
زیرِ زمین نہان شد از جور دورِ گردون — آشوب ناک دردا سید حسن لطافت

ثمر جناب چھوٹی خانصاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

حیف صد حیف لطافت نے ثمر — کی قضا عالمِ فانی سے ہائے
سالِ تاریخ یہ ہاتف نے کہا — مر گیا شاعر یکتا ہائے وائے

جاوید جناب سید بنده کاظم صاحب نبیرهٔ جناب رضوان مآب ۱۳۰۱ھ

چون گذشت از دارِ دنیا شاعرِ شیوا زبان — نخلبندِ گلشنِ حسن بیان سید حسن
گفت جاوید از برائے سال او تش اینچنین — از لطافت شد تہی پیمانۂ باغِ سخن

جلیل جناب سید ہادی علی صاحب شاگرد مصنف مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

شاعرِ نامور لطافت بود — ز جہان کرد انتقال اے وائے
خواست از دل چو سال فوت جلیل — گفت او ستادِ بے کمال اے وائے

حکیم جناب مرحمت الدوله بهادر الملک منشی سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ خلف اکبر جناب امیر مغفور

ز دست جور و ظلم چرخ فریاد — که از دنیا شفیق حال من رفت
بدل شوق زیارت داشت پنهان — بسوی کربلا سید حسن رفت
ز هستی جانب ملک عدم شد — بغربت بود آواره وطن رفت
چو دل از صبح و شام دهر برخاست — سوی شام لحد صبح کفن رفت
نه لطف نثر باقی ماند نے نظم — عجب فخر زمان رشک زمن رفت
کلام اندر کلام حسرت انگیز — سخن اندر سخن زیب سخن رفت
چرا تیره نگردد محفل دهر — حکیم از بزم شمع انجمن رفت
مثال جسم روح و تن بتاریخ — بگفتا دل لطافت از چمن رفت
۱۳۰۱ھ

حاذق جناب آغا سید محمد صاحب حائری اہل زبان

افسوس که دست ستم چرخ جفا جو — افگند ز پا نخل برومند کرم را
از مرگ لطافت شه اقلیم سخن کرد — اندر دل غمدیده ما رنج و الم را
چون شرح توانم که دهم رنج و غم خود — با حالت افسرده ارباب قلم را
کین سانحه هوش ربا بیسر و پا کرد — شعر و سخن و جود و سخا زهد و حکم را
۱۳۰۱ھ

حامد جناب شیخ حمید الدین صاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان

آه سید حسن لطافت بود — صاحب علم و فضل و اهل کمال
وا دریغا که رفت از دنیا — دوستان را فزود رنج و ملال
حامدا خواستم چو تاریخش — بدیشه نظم گفت هاتف سال
۱۳۰۱ھ

خورشید جناب مولوی سید مصطفی صاحب عرف لڈن صاحب نبیره جناب رضوان مآب

سیدی آن شاعر یکتا بدهر — کو بعالم بود همنام حسن
دید چون زشتی دنیای دنی — شد بسوی جنت از این دار محن
جوش خون چون ناله و فریاد بود — هر دلی شد در غمش بیت الحزن
چون نباشد ز ارتحالش مرده دل — بود او جان و جهان مانند تن
هست از تیغ غمش در باغ دهر — هر گلی چون کشتگان خونی کفن
در سنین فوت او کردم چو فکر — داد هاتف این ندا با صد محن
سال مرگ او بجوان در عیسوی — مثل بو رفته لطافت از چمن
۱۸۸۴ع

فرّه جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب امیر مرحوم

بست و سه از ربیع اول بود — چارشنبه ز یوم و اول شب
آه از انتقال آن مرحوم — گشت افزون به قلب رنج و تعب

چون بدل داشت اشتیاق لقا … رفت از دہر سوے رحمت رب
صاحب وضع وشاعر کامل … سید و زائر امیر عرب
گفت رضوان بہ سال سے وزرہ … شد لطافت بجنت الطیب

۱۳۰۱ھ

رشید جناب پیارے صاحب برادر زادہ جناب آغا عشق مرحوم

از مرگ حبیب آہ صد آہ رشید … رفت سید حسن لطافت بہ لحد
از دنیا اینقدر شکایت دارم … بسپرد امانت امانت بہ لحد

۱۳۰۱ھ

رسا جناب مرزا شبیر علیخان صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

کیست فلک بر من این ظلم وای عالم این گردش چیست … حیف لطافت رفت ز دنیا دردا گشتیم بے استاد
از غم عالم در چشیم ما مثل سختم گشت سیاہ … ہر دل از رحلتش شد مانند قلب ما ناشاد
بود از ماہ ربیع الاولی ہاے شب بست و سوم … شاہ سخن از دنیا رفت و ملک سخن گشتہ برباد
در فکر تاریخ وفاتش بودم ناگہہ طبع رسا … در حرف معجم عیسوی در مہمل ہجری کرد ایجاد
بہر ہر دو سال رسا این مصرع سلکلم کرد رقم … رفتہ در آغوش قبر و کرد ارم را او آباد

۱۳۰۱ ۱۸۸۴ع

سید جناب مولانا و مقتدانا مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ فی الجنان

غم سید حسن صاحب لطافت … دہانی بعد اخوانی جدیدا
عجب خلق حسن لطف سخن داشت … وکان نجیب سادتہ سعیدا
لطافت رفت از بزم فصاحت … فاورثھم بذا الما شدیدا
نوشتم مصرع سال وفاتش … مضی لسبیلہ فردا وحیدا

۱۳۰۱ھ

سطوت جناب نواب مجید الدولہ محمد تقی علیخان بہادر تلمیذ مصنف و مولف از خاندان شاہ اودھ

حیف سید حسن لطافت حیف … زین جہان رفت سوئے ملک عدم
شدہ این واقعہ چو ای سطوت … بود بر دل ہجوم رنج و الم
ہر کہ پرسید سال تاریخش … گفتم او استاد رفت از عالم

۱۳۰۱ھ

شاد جناب شیخ محمد جان صاحب پیرو میر مغفور

کرد رحلت چون لطافت شاعر خوش گو حسن … ہر غزل شد نوحہ و ہر بیت شد بیت الحزن
بلبل روحش پرید و گشت طوبا آشیان … بوستان تر زبانی شد خزان دیدہ چمن
شاد تاریخش چو گفتہ ہمزہ آمد در حساب … بے لطافت شد گل نوبا وہ نظم سخن

۱۳۰۱ھ

شمس جناب مولوی سید محمد علی حسن صاحب وکیل مغفور

دریغا شاعر شیرین زبانے … کہ مدحش در جہان بر ہر زبان رفت
چگویم حال یاران کاندرین غم … ز دل راحت ز تن تاب و توان رفت
سخن جز پیکر بیجان بماندہ … کہ از جسمش برون مانند جان رفت

بلاغت در غمش چون شد سیہ پوش
فصاحت بر مزارش نوحہ خوان رفت
بجا گشتش چون امانت تا سپردند
فغانہا از زمین تا آسمان رفت
بہ فرزندش بگفتم بہر سالش
بگو بابا لطافت از جہان رفت ۱۳۰۱ھ

شہرت سید باقر حسن عرف اچھے صاحب سلمہ اللہ الوہاب خلف الصدق جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم

مرگ جناب والد سے حال ہے یہ میرا
محزون ہے دل وان ہین آنکھون سے اشک حسرت
عیش و سرور و فرحت ہے دور دور مجھسے
گھیرے ہوئے ہے ہر دم رنج و غم و مصیبت
ناگہ ہوئی جو فکر سال وفات مجھکو
ہاتف پکارا لکھو یون مجمع مین شہرت
رونق نہین ہے اب وہ باقی مشاعرہ مین
بزم سخن ہے ویران افسوس بے لطافت

صحت جناب میر مومن علی صاحب ڈاکٹر شاگرد مصنف دیوان ۱۳۰۱ھ

قضا کرد افسوس سید حسن
فصیح و بلیغ زمن بود وائے
بگفتم صحت سنین وفات
لطافت ز اہل سخن بود ہائے

صداقت جناب سید صادق صاحب شاگرد جناب حکیم ۱۳۰۱ھ

اوٹھ گئے دنیا سے جب سید حسن
اے صداقت عیسوی تاریخ لکھ
ہوگیا ویران باغ شاعری
گل ہوا لاابد چراغ شاعری

ضیا جناب سید محمد نصیر صاحب خلف میر زبیر صاحب نور مرحوم خویش جناب لطافت مغفور ۱۸۸۴ع

حیف سید حسن لطافت حیف
گئے دنیا سے سوئے ملک بقا
فکر تاریخ اے ضیا جو ہوئی
ہاتف غیب کی یہ آئی صدا
سال ہجری کی جستجو ہے اگر
لکھدو برباد ملک نظم ہوا ۱۳۰۱ھ

ظہور جناب منشی ظہور حسین صاحب شاگرد جناب اسیر مغفور

بشکل آئینہ چو زین واقعہ گشتم حیران
آمد آواز بگوشم کہ عیان را چہ بیان
آہ سید حسن از عالم ایجاد برفت
بغم رحلت او پشت فلک گشت کمان
ہر زمین غزل از گوہر او رونق یافت
زینت چرخ سخن بود چو ماہ تابان
محو گردید ز دل ہر کہ کلامش بشنید
حق چنین است کہ مے بود عجب سحر بیان
صرصر مرگ چو در باغ وجودش آمد
دفعتہً نخل حیاتش شدہ پامال خزان
آہ از سوز درون داغ دل گردون شد
روشنان چشم چو آئینہ سراسر حیران
مبتلائے مرض وجع مفاصل شد حیف
کارگر گشت دعا و نہ مؤثر درمان
بود آن واسطۃ العقد لسالک شعرا
مرد میدان و سخنور ز مشاہیر جہان
آن سبک روح چو شد راہی اقلیم عدم
چو جرس قافلہ جملۂ اقارب بفغان
سال آن منتخب دہر چو پرسید ظہور
آمد آواز کہ شد داخل گلزار جنان ۱۳۰۱ھ

علی جناب میر علی محمد صاحب نبیرهٔ جناب میر خورشید علی صاحب نفیس خلف رشید جناب لطافت مرحوم

فرمود سفر لطافت از خلق افسوس — از فرط ملال شد تنم کاهیده
در بیست و زبر بهجری سالش — گفتا هاتف بهر قدرے خوابیده ۱۳۰۱ھ

عیش جناب شیخ فدا علی عرف اچھے صاحب شاگرد جناب عرش مرحوم

لطافت آنکه نام پاک او سید حسن بوده — برفت از روضهٔ عالم مقیم باغ جنت شد
عجائب شاعر شیرین زبان شیرین سخن بوده — ز فوتش گلشن اشعار رنگین بی لطافت شد
بجاے آب همی انگاشت عباس حسن او را — برادر بود لیکن بی پدر گویا فصاحت شد
بملک نظم بوده رشک خاقانی و قاآنی — نظیر صائب و سعدی و فردوسی فطرت شد
بهم جسم عیش بی روے بهار از سال فوتش گفت — لطافت ناز پرورده ز گلزار امانت شد ۱۳۰۱ھ

عنایت جناب شیخ عنایت حسین صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان

ای عنایت بدور چرخ کهن — حیف صد حیف ذی کمال بمرد
سال هجری چو خواستم ز سروش — گفت او استاد بی‌مثال بمرد ۱۳۰۱ھ

فروغ جناب میر امیر حسن صاحب خلف جناب والا رتبه میر جدّ اعلی صاحب مغفور نمید زمرد جناب لطافت

شگفته ہے نہ گل باغ جہان مین — نہ رنگینی ہے بلبل کی بیان مین
یہ قلب صاف کہتا ہے یہ رضوان — لطافت ہے گلستان جنان مین ۱۳۰۱ھ

فاخر جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب نبیرهٔ جناب علیین مکان جی ایش نواب تاج محل صاحبه مرحومه

جناب لطافت پی سیر خلد — چو رفت از جهان سوے ملک عدم
خرد گفت فاخر ز سن رحلتش — بگو از سر شیون و آه و غم ۱۳۰۱ھ

فصاحت جناب عمدة و المدن خوش نویس خجسته من ارباب سخن سید عباس حسن صاحب عفی عنه برادر و شاگرد مصنف و مؤلف دیوان هذا

اوفتاد بمن ز مرگ مرحوم — کوه الم و غم و مصیبت
شغل فریاد و آه دارم — معدوم سرور و عیش و راحت
اشعار بماتمش چه گویم — مشغول نیے شود طبیعت
آن صائب وقت و عرفی عصر — زین دهر برفت سوے جنت
خورشید سپهر نکته دانی — پنهان گشت آه زیر تربت
حسب ارشاد جند احباب — فکر تاریخ شد فصاحت
ناگه دل گفت سال هجری — بوده جان سخن لطافت ۱۳۰۱ھ

فوق جناب حیدر مرزا صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان

صد افسوس ای فوق استاد من — ز کاخ جهان سوے تربت برفت
بکرد انتقال آه سید حسن — درین عهد گویا امانت برفت

ریاض سخن بلبل باغ دہر   زگلزار عالم بجنت برفت
بسجعم بگو زبر و ہیم بیناست   زدنیاے فانی لطافت برفت

فرحت جناب سید محمد تقی صاحب خوشنویس شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ہذا

حیف سید حسن افسوس ہمرہ   درجہان گشتہ قیامت ہے ہے
سال تاریخ بگفتم فرحت   زجہان رفتہ لطافت ہے ہے ١٣٠١ھ

فراست جناب مرزا محمد حسین صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان

تھا لطافت سے باغ نظم آباد   اور سپہ آئی خزان برنگ چمن
لکھ فراست یہ مصرع تاریخ   مرگیا آہ بادشاہ سخن ١٣٠١ھ

قمر جناب سید سرفراز حسین صاحب تلمیذ مصنف و مؤلف دیوان ہذا

سید عالیمقام زائر شاہ انام   رہبر و دار السلام بود عدیم المثال
شاعر رطب اللسان صاحب طبع روان   طوطئے ہندوستان بلبل شیرین مقال
رحلت استاد من ای قمر خستہ تن   داغ باہل وطن داد ز رنج و ملال
اہل کرم بود او منکسر و نیک خو   سال وفاتش بگو آہ چراغ کمال ١٣٠١ھ

کامل جناب مولوی سید نجم الدین علی الحسینی المعروف بہ سید علی مشہور علی میان صاحب

سید حسن آن نامور کاندر لطافت نظم او   بود ہست چون آب روان نزد اولو الابصار دہر
آن شاعر شیوا زبان آن ماہر رنگین بیان   آن بذلہ سنج نکتہ دان آن جبہۂ دستار دہر
کز طلعت و نور و بہا اشعار او را بیگمان   باسلک گوہر بنگری ہمپایہ در بازار دہر
آن صاحب ہندوستان کاندر سخن یکتا بدیش   معلوم ہر عاقل بود بے منت اظہار دہر
آن مصقع بالغ نظر کز صیقل افکار او   پرتو چو مہر و مہ گرفت آئینۂ انظار دہر
بگذشت از دار فنا اندر ربیع اولین   بنہاد داغ از مرگ خود بر سینۂ احرار دہر
تا چشم را بربست او گردید چون جیحون روان   سیلاب اشک اندر غمش از دیدۂ خونبار دہر
کامل کہ در آغوش جان رنج و بلا را پرورد   شیرین بود کام و لبش از لذت انشار دہر
چون گوش کرد این ماجرا خواند از برای فوت او   شد بلبلے معنی سرا ای آہ از گلزار دہر ١٣٠١ھ

کلیم جناب شیخ رحیم بخش صاحب شاگرد مصنف و مؤلف

اٹھے میرے استاد دنیا سے ہائے   نہ باقی رہا شاعری کا مزا
ہوئی طبع کو فکر تاریخ جب   تو یہ ہاتف غیب نے دی ندا
رقم کریے سال ہجری کلیم   فنا آج بے مثل شاعر ہوا ١٣٠١ھ

محمد جناب امیر زا محمد عباس خان صاحب بہادر از خاندان شاہان اودھ

جناب لطافت چو رحلت نمود   شدہ در غم او بپا شور و شین

همین است کانی شرف بهر او — که بوده ز آل شه مشرقین
نوشتم بہ لمس زروے ادب — حسن در جنان رفته نزد حسین
۱۳۰۱

مشتاق جناب نواب باقر علیخان صاحب عرف نواب ننھی صاحب

چو سید که بوجهه حسن بدے کامل — بہ نسبت رحمت زہستی بدل بگفت که دل
چو جاے ماندن در تنگناے دهر نیافت — بسوے وسعت ملک عدم دوا شتیافت
بجاست گر بغمش نالها کند بلبل — که شعرها بہ لطافت فزون بدے از گل
عجب مدار بماتمش گر جهان نشست غمین — که بود صیت کمالات او محیط زمین
بفن شعر چو دندان فشرده بود بسے — نبود ثانی و ہمتاے او بدہر کسے
طناب فکرت او انچنان دراز کشید — که تا بخیمهٔ گردون بے طناب رسید
بسے مضامین از طبع او هوید اشد — هزار نور زیک آفتاب پیدا شد
کسے ز بخشش جامش نه در جهان باقی — رحیق مسطبهٔ نظم را بدے ساقی
نمود بود چو سنّا بیے به بحر جهان — هزار لنگهٔ محنت هنوز از وست روان
سواد نامهٔ او تا بملک فضل رسید — مداد خامه بچشم کمال سرمه کشید
سزد بماکه بگوئیم سال ترحیلش — بدین مثابه که چون بر محک زر بغیش
اگرچه تو لم مشتاق میر و بدلیل — مگر صحیح است که من ساختمش بالتعجیل
چو لخت دل بہ سر تار فکر در سفتم — هزار و سه صد و یک سال فوتیش گفتم
۱۳۰۱ھ

ماهر جناب مولوی سید مهدی حسین صاحب نبیرهٔ جناب علیین مکان

سید حسن که بود لطافت تخلصش — فی الواقعی بہ فن سخن داشت وحدتے
از فکر او فلک نه شدے چون زمین شعر — از اوج نظم او چو حضیض است رفعتے
مثل تخلصش چو کلامش لطیف بود — او از جهان برفت که از باغ نکهتے
ماهر بگو بسال وفاتش که در جهان — چیزے نماند بعد لطافت لطافتے
۱۳۰۱ھ

مانوس جناب ناشی سید تفضل حسین صاحب شاگرد جناب اسیر مرحوم

دلا سید حسن اوستاد کامل — برفت از دار دنیا سوے جنت
لباس ورع دربر چست کرده — بدل راغب سوے زہد و عبادت
بفن شعر یک رکن رکین بود — بنظم و نثر برده گوے سبقت
بیانش معتبر تر در سخن بود — زبانش مستند بد در فصاحت
مثال شمع در سوز و گداز ست — دل احباب او از داغ فرقت
انیسش باد در کنج مزارش — دعا از خلق واز خلاق رحمت
نوشت این مصرع تاریخ مانوس — ارم نازان شد از لطف لطافت
۱۳۰۱ھ

مظہر جناب مظہر آغا صاحب

بود حیف بذلہ سنج نکتہ دان سید حسن
شد ز دار دہر و مظہر گفت تاریخ فوت او

آنکہ بود اندر ضمیرش طلعت معنی نظم
بی لطافت شد بہار جنت معنی نظم

نصرت جناب یعقوب علی خان صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

بے عدیل و بے مثال و سید و استاد من
مخزن حلم و محبت مبدہ فضل و کمال
وادریغا وائے حسرت بی نظیر و لاجواب
چاک داماں و گریبان قبایم در غمش
فکر سال ہجری و ہم عیسوی کردم بدل
در حروف غیر منقوطہ سنین ہجریش
بہر فوتش گفتم ای نصرت بیک مصرع دو سال

پاک طینت نیک خصلت زائر شاہ امم
معدن خلق و مروت منبع جود و کرم
از سرائے دہر فانی شد روان سوی عدم
داغ بر دل آہ بر لب خاک بر سر داشتم
آن ہر دو بیک مصرع بطرز نو بہم
باز در منقوط بہر عیسوی ہم زد قلم
طاہر و اطہر برحمت رفتہ در باغ ارم

نجابت جناب میر کاظم علی صاحب شاگرد رشید جناب امانت مرحوم

ہیہات اجل کی دست ظلم و جفا سے تو سے
کیونکر نہ ای نجابت رنگ زمانہ بدلے
تاریخ سال رحلت از روی آہ یہ ہے

رہتے نہ پائے زیر چرخ کہن لطافت
مخفی وہ جب ہو بہر حسن حسین لطافت
دلکو ہے رنج مرگ سید حسن لطافت

وحید جناب سید ہادی صاحب خلف جناب میر مہر علی صاحب الشہیر مداح حضرت شبیر

رحلت نمود آہ لطافت چو از جہان
زیباست ہم صفیر اگر نوحہ خوان شوند
شد شکستہ آشکار باشعار حال او
شور صریر نیست قلم نالہ می کشید
گفتم وحید سال وفاتش با انجمن

تاب و توان ز غم بدل دوستان نماند
آن بلبلے بگلشن ہندوستان نماند
گویا بقالب سخن نظم جان نماند
کان باکمال و اہل فن و نکتہ دان نماند
ہم بزم حیف شاعر رنگین بیان نماند

ہنر جناب منشی محمد سجاد صاحب ساکن رس شاگرد مصنف دیوان ہذا

مرگ استاد ہنر چون بشنید
گفت سن عیسوی از روے بکا

قلب مجروح ز غم شد واللہ
افتخار شعرا بود اے آہ

ہدا جناب سید ہدایت اللہ خان صاحب منجم نبیرہ نواب منیر الدولہ سید الممالک حکیم سید نثار اللہ خان اسد جنگ

حقا سرائے فانی جائے فرودگہ نیست
ہر کس ز ملک لاہوت آید بخاک تیرہ
بر ہر کسے فرستاد این ہر سہ تا مصیبت
نعمت ہست ازین سہ گونہ بر جان اہل دنیا

دارد مسافرانہ ہر کس درین سکونت
البتہ می نماید از آسمان شکایت
کسل مزاج و ہجران بر دن بہ غیر حاجت
با دوست درد فرقت با دشمنان رفاقت

ما هم ز جور گردون داریم داستان تنها
از ماجرای خود ها گوییم چنین حکایت

گشتیم بسے بعالم در جستجوی شخصے
کان غیر حسن صورت باشد بحسن سیرت

یک آشنای صادق یک دوستی موافق
آمد بچشم بینا من بعد چند مدت

هم عمر و قوم و دین بود هم طبع دل حزین بود
از گرمی محبت میداشت گرم صحبت

کے چرخ تفرقه گر یکجا دو کس ببیند
میکرد حیف سوی کلکته آن عزیمت

سرمایهٔ هلاکت حاصل ازان سفر شد
گردید بازگشتش امّا بصد مشقت

چون از قدوم اوشان مارا خبر رساندند
رفتم زپای الفت از دل پی عیادت

چون چشم من بروی آن دوست اوفتاده
آن حالتے بدیدم شد حیرتم بحیرت

چون مهر جسم لرزان در نبض تب فراوان
سقلے زبان گرفته اموسے نمط حکایت

چون دید روی مارا خندید مثل گلها
من گریه مثل بلبل کردم ز عین شدت

ای وای بعد چندی افتاد شور ماتم
در خانه اش که باشد هنگامهٔ قیامت

چون این نوای حیرت میکوفت سامعه را
رفتم بخانهٔ غم با صد غم و مصیبت

بردند نعش او را چون آشنا بدریا
سر کرد از دو چشمم سیلاب اشک حسرت

القصه بعد غسل و تکفین چو دفن کردند
در هجر او فگندم بر فرق خاک تربت

چشمم بسن و سالش چین از سروش غیبی
گفت آه انتقال سید حسن لطافت ۱۳۰۱ھ

تاریخہای شروع و ختم طبع دیوان ریاض لطافت از طبائع شعرای عالی طبیعت والا منزلت
افضل جناب افضل الدوله مظفر الملک سید افضل علیخان صاحب بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب امیر مرحوم

زہے نظم والا سید حسن
کہ ہے حسن خلقت مین خلقت پسند

زہے حسن ارباب باطن کو بھی
معانی کی صورت ہے صورت پسند

ہے بندش مین اسطرح کی تازگی
کہ کرتی ہے اوسکو نزاکت پسند

فصاحت کو مطبوع گر لفظ ہین
تو ہین سارے معنی بلاغت پسند

لکھی کلک افضل نے تاریخ طبع
کلام لطافت فصاحت پسند ۱۳۰۶ھ

ادب جناب سید حیدر میرزا صاحب خلف جناب عشق مرحوم

بود سید حسن خلیق و ادیب
داشت بر قلب الفت مرحوم

در فصاحت نظیر خویش نداشت
هست ظاهر بلاغت مرحوم

بدلم داغ فرقتش داده
آه ناگاه رحلت مرحوم

طبع شد چون کلام منظومش
گشت مشهور جودت مرحوم

در سن مهدوی ادب گفتم
یادگار لطافت مرحوم ۱۰۵۷ مہدوی

انجم جناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب فوٹو گرافر شاگرد جناب امیر مغفور

خریداروں کو مژدہ چھپ گیا دیوان لطافت کا
سر بازار جذب عشق اسکو کھینچ لایا ہے
وہ ہر سطر اسکی ہے زلف پری ہو جسکی دیوانی
ہر اک مد کشیدہ شکل تیغ ابروے قاتل
اشارے کر رہے ہین حرف مضمون باتین کرتے ہین
معانی اسطرح الفاظ سے دست و گریبان ہین
لکھا انجم نے سال طبع اس دیوان کا خوش ہوکر

سراپا ہی یہ معشوق زلیخا کی طرح زیبا
یہ حسن اتفاق وقت سے سامان ہوا پیدا
وہ لوح اسکی ہے صفحہ جسپہ ہو پیشانیے حورا
ہر اک ہے دایرہ چشم سخن گوئی طرح گویا
نہ کانون سے سنا تھا جو کبھی وہ آنکھ سے دیکھا
کہ جیسے اپنے معشوقون سے ملتے ہین عاشق و شیدا
چھپا کیا خوب دیوان لطافت ہے یہ دلہا ۱۳۰۵ھ

انجم جناب مرزا آغا حسن صاحب شاگرد رشید جناب صبا مرحوم

چھپ کے دیوان جب ہوا تیار
سال تاریخ یہ لکھا آغا

جسکا ہر ایک صفحہ رشک چمن
پاک پاکیزہ عاشقانہ سخن ۱۳۰۵ھ

اعجاز جناب سید اعجاز حسین صاحب شاگرد جناب مشتاق

زہے آن شاعر مرحوم و مغفور
فصیح و بذلہ سنج و نکتہ پرور
کلامش بود جنس خوش قماشی
خنے نظمے کہ از ہر مصرع تر
جو شا گلزار مضمونہاے رنگین
نمودم فکر تاریخش چو اعجاز
سن فصلی اگر خواہی رقم کن

کہ بودہ کوکب سیار الفت
بیانش رونق اذکار الفت
براے گرمیئے بازار الفت
بجوش آمد و صد انہار الفت
کہ گل شد اندران ازہار الفت
دلم گفتا بصد اقرار الفت
کہ او گلدستۂ گلزار الفت ۱۲۹۵ فصلی

احمد جناب غلام احمد خان صاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

ہست دیوان لطافت پر بہار
بلبل دل گفت احمد سال طبع

رشک صد بستان بفضل ایزدی
گلشن نازک خیالی معنوی ۱۳۰۵ھ

بقا جناب میر بادشاہ علی صاحب خلف جناب میر وزیر علی صاحب صبا مغفور

چھپا لطافت کا خوب دیوان
نئے ہین مضمون نئی ہے بندش
جو لفظ رنگین ہین غنچہ و گل
بقا سنو سال طبع دیوان
ہے عندلیب قلم کا نغمہ

تمام شہرون مین ہے یہ شہرت
زہے فصاحت زہے بلاغت
تو بیت ہے رشک بیت جنت
بوقت تحریر فی التحقیق
زہے گلستان پر لطافت ۱۳۰۵ھ

ثریا جناب مرزا ثریا قدر بہادر خلف جناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر

شیوا زبان سخنور آغا حسن امانت

پور مہوش مسمی سید حسن لطافت

چندان در مضامین از بحر طبع خود ریخت
از بہر انطباعش ہمت گماشت اکنون
تاریخ طبع دیوان بنگاشتم ثریا

بر صفحہ ہای دیوان کانہا گرفت شہرت
با حسن اہتمام و از سعی خود فصاحت
مطبوع طبع دیدم گلدستۂ لطافت ۱۳۰۵ھ

حکیم جناب مرحمت الدولہ بہادر الملک مستقیم سید غضنفر علیخانصاحب صولت جنگ خلف اکبر جناب اسیر مغفور

جناب یہ حسن لطافت کہ بود در فن شعر کامل
حکیم آمد خیال سالش چو حسب حکم برادر او ۱۳۰۵

گذشت و نگذشت طرفہ دیوان کہ در تجلیت حق لامع
نوشت تاریخ طبع کالکم خوشا کلام فصیح و جامع ۱۳۰۶

ذرہ جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب اسیر مغفور

بیان کیا ہون اوصاف کیا حسن
نہین چھپکے دیوان مجلد ہوا
جو ذرہ نے شہرت سنی یہ کہا

کہ الکن زبان میری مدحت مین ہے
یہ در گویا درج امانت مین ہے
فصاحت کلام لطافت مین ہے ۱۳۰۵ھ

رسا جناب مرزا اشہر علیخانصاحب شاگرد رشید مصنف دیوان ہذا

کیسے استاد کا صد شکر یہ دیوان چھپا پایا ۱۳۰۵
لکھ رسا طبع کے ہون سال اک مصرع مین

شہرہ ماہی سے ہوا نام کو جسکے تا ماہ ۱۳۰۵ھ
کس لطافت سے لطافت کا چھپا دیوان واہ ۱۳۰۵ھ

سطوت جناب نواب مجید الدولہ محمد تقی علیخانصاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان ہذا

جناب لطافت جو استاد تھے
کلام بلیغ انکا چھپتا ہے اب
ہوا قصد تاریخ معجم مین جب
اگر سال ہجری آئی سطوت سے فکر

ہین مشہور آفاق مین جابجا
ہر اک دید کا جسکے مشتاق تھا
تو یہ بلبل طبع نے دی صدا
لکھو ہے ریاض لطافت چھپا ۱۳۰۶ھ

شاد جناب شیخ محمد جانصاحب بیرہ و میر مرحوم

چو شد مطبوع دیوان لطافت
ہمنشینش گفت شاد پیر و میر

بصد آرایش شیرین زبانی
زباغ گلبن معنی بیانی ۱۳۰۵ھ

شہرت سید باقر حسین عرف اچھے صاحب سلمہ الصمد اکبر خلف جناب لطافت مرحوم

والد ماجد لطافت کا چھپا دیوان خوب
عندلیب طبع نے شہرت کہا یہ سال طبع

ماہر شعر و سخن کہتے تھے سب کامل جنھین
شعر ہین دیوان مین یا گل ہین یہ گلزار مین ۱۳۰۵

عاشق جناب مرزا محمد مرتضی صاحب عرف مرزا مجھو بیگ صاحب

واہ کیا دیوان سے نکل سکے
کیا فصاحت کس لطافت کی ہے نظم
اوج و رفعت مین زمین ہر شعر کی
طبع کے تاریخ عاشق یہ لکھو

ہر غزل ورد زبان دہر ہے
مدح خوان ہر نکتہ دان دہر ہے
آفتاب آسمان دہر ہے
شمع بزم شاعران دہر ہے ۱۳۰۵ھ

حشمت جناب خواجہ رزاق بخش صاحب شاگرد فصاحت — خوب مرغوب جبکہ ای حشمت میرے اوستاد کا چھپا دیوان — کی رقم بینے طبع کی تاریخ — دفتر عشق والمان جہان ۱۳۰۶ھ

صحت نامۂ اغلاط دیوان ریاض لطافت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۴	سے	کو	۱۳۴	۱۶	صحبت کی نئی جو ہر فرقا پر جو ذوق کا رنگ	وعوی عیب ہین وہ وحسانی سخن بتدبیر	۲۴۶	۲۰	وفا آبھی	وفا بھی
۷	۱۹	مولدر	مولد	۱۴۵	۱۵	نالے	نالہ	۲۴۷	۲۱	ہے	بھی
۱۰	۱۶	مردم	ہردم	۱۴۷	۱۳	اوڑائیگی	اوڑاے کی	۲۵۸	۲۱	سرنہین اوٹھا	سراوٹھا نہین
۱۵	۸	ہو	ہے	۱۴۴	۱۵	بانٹتے	بانٹیے	۲۶۳	۷	قارون خزانہ	قارون کا خزانہ
۱۹	۷	یہان لاغری ہے او	معدوم یان ہین ا رہون	۱۶۶	۱۵	شل	ساقی	۲۶۴	۹	دہن	ذقن
۱۷	۱۱	فانوس مین ہی شمع	فانوس شمع کی ہے	۱۶۹	۳	ہے	ہین	〃	۱۲	بتون کا	صنم کا
۲۱	۱۷	کم	گم	۱۷۶	۵	کی	نی	〃	〃	بتون کا مقام ہے	بھی بت کا مقام ہے
۲۴	۵	آنکہ	آنکھین	۱۷۹	۱۴	بہار	نہار	۲۸۲	۲	اندوہ	ارمان
۲۵	۲	حل ہوگا	حل کا ہوگا	۱۸۲	۱۸	اونکو	اوسکو	۲۸۵	۱۸	جلب	جذب
〃	۱۹	کوئی مینخوار ہی شاید کہ ہے	اسے مے اگر کو شاید کہ ہے	۱۸۳	۶	کہہ	لکھ	۲۹۰	۱۹	دو	دور
۳۲	۲	دوطرکر	دشت مین	۱۹۹	۳	اوڑی	اوڑین	۲۹۱	۱۳	قاتل لگی	قاتل سے لگی
۳۴	۱۱	طبع	طمع	〃	۸	وہان عرش نشین	فرشتو نہین وہان	۳۰۰	۴	ناتوان	سخت جان
۶۹	۲۱	مرے گناہ یہ کتنی ہین	ہر اک گناہ یہ کہتا ہی	۲۰۰	۱۰	کہین	کہے	۳۰۳	۳	ے	ترے
۷۰	۶	پڑھ آو	کہ پڑھ لو	〃	〃	مری	مرا	۳۴۰	۲	جب چلے سیر کو ہم جوہری	جوہر بزم کا بھی ہین جوہر کے
۷۹	۱۸	مجال	محال	〃	۴	ہوگے	ہوگی	۳۴۴	۱۹	کا سے	کام سے
۸۷	۸	ہستی ہین	ہنستے ہین	۲۰۳	۱	پہول	گل	۳۴۱	۲	مع	ہون ای
〃	۱۰	آئے	آیا	〃	۹	امتحان	مرتبہ	۳۴۴	۲	ترے بوسے اے	کئے بوسہ
۸۹	۲۰	تو ہے	توبھی	۲۱۲	۱۲	ہے	ہین	۳۵۳	۷	آفتاب	ماہتاب
۹۲	۸	گذری	گذرین	۲۱۳	۱۹	کیا	کہا	〃	〃	مہر	چاند
۱۰۱	۶	یوسف لقا ہی تو	یوسف لقا ہی تو تو	۲۱۶	۱۱	چلنے	جلنے	۳۵۴	۸	دل	دن
۱۰۲	۴	مصطر شوق	مضطر جوشوق	۲۱۸	۲۱	جب	سب	۳۵۶	۲۵	محبت	یہ الفت
۱۰۳	۷	روز	زور	۲۲۱	۱۵	زنگاری	آبی جو	۳۵۷	۲۳	رشک	اشک
〃	۱۰۱	رہائی	نجات	۲۲۲	۱۶	دیر	دیرو	۳۵۹	۲۳	خاسدوکیش	خاسدو بدکیش
۱۱۸	۱۹	ہیع	ہیچ	〃	۲۰	ہنستے	ہستی	۳۶۰	۳	گردی	گردي
۱۲۴	۹	گیسوئے تمان	زلف جانستان	۲۲۶	۱	ہین	ہین	۳۶۵	۶	چارو	چارون
۱۲۵	۱	لیا	کیا	۲۲۵	۲۱	یہ اسکو دیکھتے ہین اور وہ	وہ اسکو دیکھتے ہین اور یہ	۳۶۴	۱۰	یاسے	ہاسے
۱۲۶	۱۰	آسیا اسے	آسیاسے	۲۳۲	۲۱	اشعار خوش ہو	اشعار پر خوش ہو	۳۶۵	۱۰	دو	زد
۱۲۷	۱	ہین	ہین	۲۳۶	۱۴	ہے	ہین	۳۷۹	۲۴	بر	ہر
۱۳۳	۱۱	رونا	سونا	〃	۱۴	پہ	یہ	〃	۲۵	ماہر	ظاہر
۱۳۴	۳	یہ	بہہ	〃	۲۱	ہے	ہین				

صحت نامہ اغلاط دیوان ریاض لطافت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۴	سے	کو	۱۳۴	۱۶	صحبت کی ہو ہر فن پر یہ کوئی جو فرقی کا رنگ	دعوے ہین وہ وحشانی نحو صحبت ہے نعقل	۲۴۲	۲۰	وفا آبھی	وفا بھی
۷	۱۹	مولدر	مولد	۱۴۵	۱۵	نالے	نالہ	۲۴۷	۲۱	ہے	بھی
۱۰	۱۶	مردم	ہردم	۱۴۷	۱۳	اوڑائیگی	اوڑاے کی	۲۵۸	۲۱	سر نہین اوٹھا	سر اوٹھا نہین
۱۵	۸	ہو	ہے	۱۴۴	۱۵	بانٹتے	بانٹیے	۲۷۳	۷	قارون خزانہ	قارون کا خزانہ
۱۶	۷	یہان لاغری ہے او	معدوم یہان ہین اہون	۱۶۶	۱۵	شل	ساقی	۲۷۴	۹	دہن	ذقن
۱۷	۱۱	فانوس مین ہی شمع	فانوس شمع کی ہے	۱۶۹	۳	ہے	ہین	//	۱۲	بتون کا	صنم کا
۲۱	۱۷	کم	گم	۱۷۶	۵	کی	نی	//	//	بتون کا مقام ہے	بھی بت کا مقام ہے
۲۴	۵	آنکہ	آنکھین	۱۷۹	۱۴	بہار	نہار	۲۸۲	۲	اندوہ	ارمان
۲۵	۲	مل ہوگا	مل کا ہوگا	۱۸۲	۱۸	اونکو	اوسکو	۲۸۵	۱۸	جلب	جذب
//	۱۹	کوئی مینخوار ہی شاید کہ ہے	کشتیٔ ارکو شاید کہ ہے	۱۸۳	۹	کہہ	لکھ	۲۹۰	۱۹	دو	دور
۳۲	۲	دوڑکر	دشت مین	۱۹۹	۳	اوڑی	اوڑین	۲۹۱	۱۳	قاتل لگی	قاتل سے لگی
۳۴	۱۱	طبع	طمع	//	۸	وہان عرش نشین	فرشتونمین وہان	۳۰۰	۴	ناتوان	سخت جان
۶۹	۲۱	مرے گناہ یہ کتنے ہین	ہر اک گناہ یہ کہتا ہی	۲۰۰	۱۰	کہین	کہے	۳۰۳	۳	ے	ترے
۷۰	۶	پڑھ آؤ	کہ پڑھ لو	//	//	مری	مرا	۳۱۰	۲	جب چلے سیر کو ہم جوہری	جوہری بنکے ہمی ہین چمن جب کے
۷۹	۱۸	مجال	محال	//	۴	ہو گے	ہو گی	۳۲۴	۱۹	کا سے	کام سے
۸۷	۸	ہستی مین	ہنستے ہین	۲۰۳	۱	بہول	گل	۳۴۱	۲	مع	ہون ای
//	۱۰	آئے	آیا	//	۹	امتحان	مرتبہ	۳۴۸	۲	ترے بوسے اے	کتنے بوسے
۸۹	۲۰	تو ہے	تو بھی	۲۱۲	۱۲	ہے	ہین	۳۵۳	۷	آفتاب	ماہتاب
۹۲	۸	گذری	گذرین	۲۱۳	۱۹	کیا	کہا	//	//	مہر	چاند
۱۰۱	۶	یوسف لقا ہو تو	یوسف لقا ہی تو تو	۲۱۶	۱۱	چلنے	جلنے	۳۵۴	۸	دل	دن
۱۰۲	۴	مصطر شوق	مضطر جو شوق	۲۱۸	۲۱	جب	سب	۳۵۶	۲۵	محبت	یہ الفت
۱۰۳	۷	روز	زور	۲۲۱	۱۵	زنگاری	آبی جو	۳۵۷	۲۳	رشک	اشک
//	۱۰۱	رہائی	نجات	۲۲۳	۱۶	دیر	دیر و	۳۵۹	۲۳	خاسد وکیش	فاسد و بدکیش
۱۱۸	۱۹	پیع	ہیچ	//	۲۰	ہنستے	ہستی	۳۶۰	۳	گروی	گردی
۱۲۴	۹	گیسوئے تمان	زلف جانستان	۲۲۴	۱	مین	ہین	۳۶۵	۶	چارو	چارون
۱۲۵	۱	لیا	کیا	۲۲۵	۲۱	یہ اسکو دیکھتے ہین اور وہ	وہ اسکو دیکھتے ہین اور یہ	۳۶۴	۱۰	یاسے	ہاسے
۱۲۶	۱۰	آسیا اے	آسیا سے	۲۳۲	۲۱	اشعار خوش ہو	اشعار پر جوش ہو	۳۶۵	۱۰	دو	زد
۱۲۷	۱	مین	ہین	۲۳۶	۱۴	ہے	ہین	۳۶۹	۲۴	بر	ہر
۱۳۲	۱۱	رونا	سونا	//	۱۶	پہ	یہ	//	۲۵	ماہر	ظاہر
۱۳۴	۲	یہ	بھہ	//	۲۱	ہے	ہین				

فہرست دیوان لطافت